سلسلہ جدید

فصیح ناول سیریز

نمبر ۶

کونٹ آف مانٹی کرسٹو

یا

موتیوں کا جزیرہ

مترجمہ

منشی غلام قادر صاحب فصیح

جلد [illegible]

تاریخ اسلام

مولفہ
منشی غلام قادر صاحب فصیح

چار ضخیم جلدیں

قیمت فی جلد عہ
قیمت کامل سہ عہ

(۱) نہایت محنت کی تحقیق اور دماغ سوزی سے نئے انداز اور جدید طرز پر لکھی گئی ہے (۲) زبان شستہ و شگفتہ طرز بیان دلکش ہر باب بجائے خود مکمل اور دلکش ہے (۳) فتح شام و عراق پر جس دلاویز اور بدیع المثال انداز بیان میں روشنی ڈالی گئی ہے وہ فصیح صاحب کی مخصوصات میں ہے (۴) ایران کی پرانی تاریخ اور فراعنہ مصر کی تاریخ نہایت واضح اور دلچسپ طریقہ میں مذکور ہے (۵) خالدؓ بن ولید فاتح شام و عراق۔ عمروؓ بن عاص فاتح مصر عبداللہؓ بن زبیر فاتح طرابلس اور تمام جانبازان اسلام کے کارنامے پردرد طرز بیان میں لکھے گئے ہیں (۶) یورپین مورخوں کی غلطیوں اور غلط فہمیوں کو نہایت خوبی سے رفع کیا گیا ہے (۷) خلفائے اربعہؓ کی لائف پر جیسی روشنی مبسوط پیرایہ میں ڈالی گئی ہے وہ کسی تاریخ میں نہیں ملتا۔

ہمارا دعوی ہے کہ

ایسی شاندار اور دلچسپ تاریخ اسلام اردو زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی

پیارے ولی کے پیارے حالات

یعنی

سوانحعمری حضرت غوث الاعظمؒ

حجم ۲۲۴ صفحے قیمت عہ

(۱) ولادت سے وفات تک مفصل حالات [illegible] سے کچھ ملفوظات مکتوبات [illegible] نصائح جو پیام [illegible] اور دیوان کا انتخاب [illegible] سچ تو یہ ہے کہ [illegible] میں مرشد رہنما ہے ہر ایک مسلمان کو مطالعہ کرنا ضروری ہے

میاں فیض علی۔ منیجر تاریخ اسلام و فصیح ناول سیریز لاہور

حیرت انگیز اور عبرت خیز ناول

موسوم بہ

کونٹ آف مانٹی کرسٹو

یا

موتیوں کا جزیرہ

حصّہ دوسری جلد دوم

مُصنّفہ

مشہور و معروف آتش زبان سحر بیان اور جادو نگار ناولسٹ

سر الگزنڈر ڈیوس

چھیسواں باب

پانٹ ڈو گارڈ کا آبرگ

ہمارے اون ناظرین میں سے جنہوں نے فرانس کے جنوبی حصّہ کا سیر کیا ہے شہر نیمس اور [illegible]

سے گا جن کے درمیان ایک چھوٹی سی سرائے جو سڑک کے کنارے بنی ہوئی ہے۔ دیکھی ہوگی۔ جس کے دروازے پر ایک پیلا ٹین کا پترا لگا ہوا ہے یہ سرائے اس شاہراہ کے بائیں ہاتھ کی طرف دریائے راہون کے ایک طرف کو بنی ہوئی ہے۔ اس میں ایک باغ بھی بنا ہوا تھا۔ جس سے اوسے

فخر حاصل تھا۔ جو ایک چھوٹے سے
قطعہ زمین پر واقع تھا۔ اور اس
کا نظارہ اس دروازے میں سے
جو اس عالیشان دہلیز کے عین
مقابل ہے۔ جس میں سے مسافر
اس سرائے میں تازہ دم ہونے
کے لئے فروکش ہوتے تھے بکمال
ترصفائی دکھائی دیتا تھا۔ مگر یہ
باغ برائے نام باغ تھا۔ کیونکہ
سورج کی ایسی سخت گرمی اوس
پر پڑتی تھی۔ کہ اوس پر نہ تو کوئی
چیز بڑھ سکتی تھی۔ نہ اُگ سکتی تھی
چند زیتون اور انجیر کے درخت
کہیں کہیں پائے جاتے تھے۔
لیکن ان کے مرجھائے ہوئے
پتوں سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ کیسے
مشکل سے وہ وہاں اُگے ہوئے ہیں
ان مرجھائے ہوئے درختوں کے
درمیان کی قدر
اور ایسی اوسط درجے کی سبزی
اُگی ہوئی تھی۔

تنہا ایک طرف شاہ بلوط کا درخت
فراموش سنتری کی طرح اس
خوفناک جگہ کے ایک کونے کی طرف
اگا ہوا تھا۔ جسکی چوٹی کے پنکھے سے
پتے مرجھائے ہوئے اور دھوپ
کے زور سے سوکھے ہوئے نظر
آرہے تھے۔

پاس کے میدان میں بجائے
ایک عمدہ قطعہ زمین کے نظر
آنے کے گرد و غبار کی جھیل نظر
آتی تھی۔ گیہوں کے پودے کہیں
کہیں بکھرے ہوئے تھے۔ اس میں
کچھ شک نہیں۔ کہ اوس ملک کے
مزارعین نے اس بات کا تجربہ
کرنے کے لئے اونہیں وہاں بویا
ہوا تھا۔ کہ آیا دیکھیں۔ یہ غلہ وہاں
ہوسکتا ہے۔ یا نہیں مگر اس کی پیدا
وار بہت کم تھی۔ اور اس پر ٹڈیاں
اسقدر زور و شور سے حملہ کرتی
تھیں۔ کہ برائے نام بھی وہاں کچھ
نہ چھوڑتی تھیں۔ اور دن رات
آٹھوں پہر بھنبھناتی رہتی تھیں۔ آٹھ
سال سے ایک میاں بیوی نے جنکے
پاس دو نوکر تھے۔ اس سرائے کا
اہتمام اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ جن
میں سے ایک کا نام جو بڑا مضبوط
اور تن آور آدمی تھا۔ فرنٹ تھا۔
اور اس جگہ خدمت گاری کا کام کیا
کرتا تھا۔ اور دوسرا نوکر جس کا
نام پکاڈ تھا۔ خانساماں کا کام
کیا کرتا تھا۔ لیکن افسوس اونکا
نام برائے نام ہی تھا۔ کیونکہ تھوڑے
عرصے سے بلگیر اور اگما رٹیز کے

درمیان ایک نہر بنی ہوئی تھی۔ جس کے ذریعے تمام درآمد برآمد کا مال و اسباب آتا جاتا تھا۔ اور مسافروں نے اگن بوٹ کے ذریعے سفر کر کے اوس شاہ راہ پر چلنا چھوڑ دیا تھا۔ بس پر اس بدقسمتی نہر کو اس سرائے کو مصیبت میں ڈالنے سے صبر نہیں آتا تھا۔ اوس جگہ سے سو قدم کے فاصلہ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ جیسا کہ ہم نے ایسا صحیح حال لکھا ہے۔ اس سرائے کا مالک ایک دراز قد مضبوط تن اور چالیس پینتالیس برس کی عمر کا آدمی تھا۔ اوس کی ان لوگوں کی سی جو فرانس کے جنوبی حصہ کی طرف آباد ہیں طرح وضع تھی۔ اسکی آنکھیں سیاہ درخشاں اور چشم خانوں کے اندر گھسی ہوئی تھیں۔ اس کی ناک خمدار تھی۔ اور دانت ایسے سفید سفید تھے۔ جیسے گوشت خور حیوانوں کے ہوتے ہیں۔ اس کے بال جنہیں وقت نے رحم کر کے ابھی اس کے سر پر رہنے دیا تھا۔ ایسے معلوم ہوتے تھے۔ کہ بجز ان کے خاص رنگ کے اور کوئی رنگ اون پر چڑھایا ہوا نہیں تھا۔ اور اوس کی اس ڈاڑھی کے موافق تھے جو اس کی ٹھوڑی پر گھنے اُگے ہوئے اور گھنگریالے تھے۔ اور اس میں بہت تھوڑے سفید بال تھے۔ اوس کا گندم گوں رنگ صبح سے لیکر شام تک اپنے سرائے کے دروازے پر مسافروں کی اُمید میں بیٹھے رہنے سے اور زیادہ فام ہو گیا تھا۔ لیکن اسکا صبر اور اسکی اُمید بالکل عبث ثابت ہوتی تھی۔ تاہم ہر روز اس جلانے والے سورج کی گرمی میں وہیں بیٹھا رہتا تھا۔ اور اس کے سر کے لئے بجز اس کے اور کوئی پناہ کی چیز نہیں تھی۔ کہ ایک لال رومال وہ اپنے سر پر باندھے رکھتا تھا۔ جیسے ہسپانیہ کے خچر ہانکنے والے باندھا کرتے ہیں۔ اس شخص کا نام جسکا چہرہ نہایت مغموم و محزون اور متفکر نظر آتا تھا۔ ہمارا قدیم دوست کیڈروس تھا اوس کی عورت برخلاف اُس کے جس کا لڑکپن کا نام مڈلین ایڈلین تھا۔ زرد روئے نحیف الجسم اور بیمار سی نظر آتی تھی۔ چونکہ آرلین میں وہ پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے اسکو وہاں کی خوبصورت عورتوں کی خوبصورتی کا حصہ ملا تھا۔ لیکن اس کی وہ خوبصورتی اس تپ کے ذریعے سے جو اکثر اوقات تیز اور

کا مرگ کے والوں کے پاس پھیلا رہتا
ہے۔ عنقا ہوگئی تھی۔ وہ اکثر اپنے کمرے
میں جو پہلی منزل میں تھا۔ رہا کرتی تھی
یا کرسی پر کانپتی بیٹھی رہتی۔ یا پلنگ
پر لیٹی رہتی تھی۔ اور اس کا خاوند
دروازے پر انتظار کرتا رہتا اور
اس فرض کو ایسی سرگرمی سے نبھاتا
کہ اپنی بیوی کی شکایت اور کڑکڑانے
کی آواز اس کے کانوں میں نہ آتی۔
کیونکہ جب وہ اس کے سامنے ہوتا
تو وہ اپنی قسمت کو کوستی۔ اور
اس قدر زمانے کی شکایت کرتی
کہ توبہ بھلی اس کی باتوں کا اسکا
خاوند یہ دانائی سے بھرا ہوا جواب
دیتا۔ کہ کونٹی ان باتوں کی شکایت
کیوں کرتی ہیں۔ خدا کی یوں ہی
مرضی ہے۔ کہ تم تکلیف پاؤ۔ خواہ
تم پسند کرو۔ یا نہ کرو۔ تمہیں اس کی
برداشت کرنی پڑے گی۔

کونٹی کا لقب مڈلین ایڈلین
کو اس سبب سے دیا گیا تھا۔ کہ وہ
اسی نام کے گاؤں میں پیدا ہوئی تھی
جو سیلون اور سینہا کے مابین
واقع ہے۔ اور چونکہ فرانس کے
اوس حصے میں یہ دستور تھا۔ کہ
ہر ایک شخص کو اوس نام سے جس
سے اونہیں کوئی خاص نسبت
ہوتی تھی۔ پکارتے تھے۔ اس لئے
اوسکا خاوند بجائے اوس کے
پیارے مڈلین کے پکارنے کے
لاکر کونٹی کے نام سے اوسے بلایا کرتا
تھا۔ مگر اس کا باعث یہ معلوم ہوتا
ہے۔ کہ اوسکے وحشیانہ گلو سے اس
نام کا تلفظ نہیں نکل سکتا تھا۔
پھر بھی یہ بات نہیں سمجھنی چاہیئے۔
کہ وہ کمبخت سرائے دار اس مکروہ
نہر کو اوس کے مسافر اور تمام فوائد
جو اوسے اون سے حاصل ہوتے
تھے۔ محروم ہوتے دیکھتا۔ اور اپنی
بیوی کے روزمرہ کی شکایتوں
اور بڑبڑانے کو سننا پسند کرتا تھا۔

بات یہ ہے۔ کہ اون باشندوں
کی طرح جو فرانس کے جنوب میں
آباد ہیں۔ وہ شراب خوری کا عادی
نہیں تھا۔ اور اس کی عادات
بہت سادہ تھیں۔ لیکن بیرونی
زیب و زینت اور نمود کا بڑا
مشتاق تھا۔ جب وہ اپنے اقبال
میں تھا۔ تو کوئی تہوار ایسا نہیں
آتا تھا۔ کہ وہ اور اس کی بیوی
مشور کے تماشائیوں میں نہ
جاتے ہوں کیونکہ ایسے وقت وہ

فرانس کے اون لوگوں کی طرح جو
جنوب کی طرف رہتے ہیں۔ بڑی
زرق برق کی پوشاک پہننا۔ جو
ان لوگوں کی پوشاک سے طرح
وضع اور بیش قیمت ہونے میں
کم نہ ہوتی جو کیٹالن اور اندلاشین
پہنا کرتی ہیں۔ اور لاکر کونٹی اودی
دلکش لباس سے ملبس ہو کر نکلا
کرتی۔ جو ماربسلایز کی عورتیں
پہنا کرتی ہیں۔ اور جسکا فیشن اونہوں
نے یونانیوں اور عربیوں سے
لیا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ گھڑی
کی زنجیریں، ہار بہت رنگ کے
دستانے کشیدہ کی ہوئی کرسیاں
مخمل کی پوشاکیں۔ نہائت خوبصورت
بنے ہوئے موزے اور چاندی
کے بکس سب ناپائدار ہو گئے۔ اور
جب گسپرڈ کڈروس میں یہ ہمت
نہ رہی۔ کہ ویسے عالیشان پوشاک
پہنکر باہر نکلے۔ تو اوس نے ان
کی شان و شوکت کا خیال چھوڑ
دیا۔ لیکن خوش و خرم بالکول کے
راگوں کی آواز جو اس کی سرائے
میں بھی آیا کرتی تھی۔ جس میں قایدے
کے نیچے تو کیا بلکہ یہ کہنا چاہیئے
پناہ کے لئے جا گزین تھا۔ سنکر
اوس کے دل میں حسد کی آگ
سخت شعلہ زن ہوئی۔

آج کے دن بھی کیڈروس
اپنے معمولی دستور کے موافق دروازے
کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی
نظر زمین سے نزدیک کر کے کٹے
ہوئے گھاس سے جس پر کچھ پرند
بیٹھے دانہ دنکا چگنے اور کیڑے
نکالنے کے لئے بڑی جانفشانی
سے محنت کیا کرتے تھے۔ بے توجہی
سے اوس سڑک کی طرف جس کے
دونوں سرے جنوب و شمال کی
طرف جاتے تھے۔ پڑ رہی تھی۔
جس پر آتا کوئی آدمی آتا دکھائی
نہیں دیتا تھا۔ جب وہ اس حالت
میں ہوتا۔ تو اس کی جورو کبھی
کبھی ناگہان پکارا کرتی۔ اور کہتی
کیوں یوں بیٹھے بیٹھے انتظار کیا
کرتے ہو۔ کوئی مسافر آتا جاتا۔ تو
ہے نہیں۔ مفت میں یونہی اپنے
تئیں تکلیف دیتے ہو۔ اس کی
ان باتوں سے تنگ آ کر وہ سرائے
کا دروازہ کھول دیتا۔ اور اس
کے پاس جاتا۔ کیونکہ وہ خیال کرتا
کہ اس طور سے دروازہ کھول جانے
سے مسافر کو پتہ لگ جائے گا۔ کہ
اوس کے اندر آنے کے لئے کوئی
کسی قسم کی تکلیف کی ضرورت نہیں۔

اس وقت جب کیڈروس نے
اوس سنتری کے سے پہرہ کو چھوڑا۔
اوس سڑک پر جسے وہ آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا۔ کوئی
آدمی آتا معلوم نہیں ہوتا تھا۔
سڑک ایسی سنسان معلوم ہوتی
تھی۔ جیسے کہ وہ جنگل جس میں نہ
کوئی جانور ہوتا ہے۔ نہ کچھ اور۔
اور اوس کے دو رویہ جو درخت
تھے۔ وہ بھی ایسے بھیانک معلوم
ہوتے تھے۔ کہ کوئی آدمی جس کے
دماغ میں عقل ہو۔ اسبات کو قیاس
نہیں کرسکتا تھا۔ کہ کوئی مسافر
ایسے وقت میں جب کہ سورج کی
گرمی نہایت زور شور سے پڑتی ہے۔
اس طرف سفر کرنا پسند کرتا ہوگا
تاہم اگر کیڈروس بیٹھا رہتا۔ تو
اوسے بلگریڈ کی طرف کوئی نزدیک
آتا ہوا دکھائی دیتا۔ جب وہ حرکت
کرنے والی چیز نزدیک آتی۔ تو اوسے
نظر آتا۔ کہ ایک آدمی اور گھوڑا
جن کی آپس میں بہت بڑی محبت معلوم
ہوتی ہے۔ آرہا ہے۔ گھوڑا ہنگری
کے گھوڑوں کی نسل کا تھا۔ اور
اس آہستہ قدم کے ساتھ جو اس
نسل کا خاصہ ہے۔ چلا آرہا تھا۔
اسکا سوار ایک پادری معلوم ہوتا
تھا۔ جس نے کالی پوشاک اور سہ
گوشہ ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اور
باوجودیکہ سورج کی دھوپ نہایت
زور سے پڑرہی تھی۔ تاہم ذرا تیز
قدم سے وہ چلا آرہا تھا۔

اس سرائے کے پاس آکر گھوڑا
ٹھیر گیا۔ لیکن یہ بات کہ آیا۔ وہ
گھوڑا اپنی خوشی سے ٹھیرا ہے۔ یا اپنے
سوار کی مرضی سے۔ اس بات کا بتانا
مشکل تھا۔ خواہ کچھ بات ہی ہو۔ مگر
اوسکا یوں ٹھیرنا دونوں کی ہی مرضی
معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ دونوں میں
کوئی تنگ نظر نہیں آتا تھا۔ پادری
گھوڑے سے اوتر کر اور اس کی باگ
پکڑ کر اوس جگہ کی طرف جس سے ادھی
باندھے لے گیا۔ اور پھر ایک نیم انسانی
دیوار کو دیکھکر جس میں سے ایک
ڈنڈا باہر نکلا ہوا تھا۔ اوس نے اپنے
گھوڑے کو اس سے باندھ دیا پیار
سے اوس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اور
اپنی جیب سے سرخ رومال نکالکر
اوس پسینہ کو جو اوسکی پیشانی سے
پڑرہا تھا۔ پونچھا۔ اور پھر دروازے
کی طرف جاکر اپنے لوہے کی نوک
والی چھڑی سے تین دفعہ اوسے
کھٹکھٹایا۔ اس غیر معمولی آواز سے
ایک بڑا سا کالا کتا یہ دیکھکر کہ اس

کی پُرامن جگہ میں کون آکر خلل انداز ہوا ہے۔ دوڑا آیا۔ وہ ایسے طور سے بھونکتا۔ اور اپنے سفید سفید دانت نکالتا تھا۔ کہ اس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کیسے اکیلا رہنے کا عادی ہو رہا ہے۔ اس اثنائے میں کسی کے پاؤں کی آہٹ اوپر کی منزل سے نیچے آتی سنائی دی۔ اسکا چہرہ بہت خوش و خورم معلوم ہوتا تھا۔ اور خدا کا شکر کرتا تھا۔ کہ اوس نے اپنا فضل کیا ہے۔ اور ایک تھکا ماندہ مسافر اوس کے پاس بھیجدیا ہے۔ اور پھر پچھلے قدموں میں اپنے مکان میں داخل ہو کر اوس نے مُسافر کو کہا۔ کہ آپ اندر قدم رنجہ فرمائیں۔

کیڈروس۔ صاحب۔ مُبارک مبارک؟

اور پھر کُتے کی طرف مخاطب ہوگیا مارگٹن کیا تم چُپ کروگے نہیں۔ صاحب اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ وہ بھونکتا ہی کاٹتا نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ اس تپش میں آپ کے لئے ایک بھر اشراب کا گلاس عمدہ ہوگا۔ پھر اس مُسافر کی طرح وضع کو جلدی دیکھکر اوس نے کہا۔ صاحب میں معافی مانگتا ہوں۔ دراصل میں نے نہیں دیکھا۔ کہ اپنا عزیبانہ چھپنٹ کے پیچھے پیچھے کسا کی ہدایت کرتا ہے۔ پادری صاحب آپ کو کیا دوں۔ جو کچھ میرے پاس موجود ہے۔ حاضر ہے۔

پادری نے اس شخص کی طرف جو اوسے مخاطب کررہا تھا۔ نہایت غور کی نظر سے توجہ کی۔ پھر اوسے نہایت تعجب سے زبان اطالیہ میں اس سے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ تمہارا نام کیڈروس ہے۔

کیڈروس۔ اس خاموشی سے جو پہلے اس نے اس کی طرف سے ملاحظہ کی تھی۔ زیادہ تعجب کرتے ہوئے آپ درست فرماتے ہیں میرا نام گسپرڈ کیڈروس ہے اور خدمت کے لئے بہمہ نوع حاضر ہوں۔

پادری۔ دوبارہ۔ گسپرڈ کیڈروس ہاں جب آدمی کی طرف میں ایما کرتا ہوں۔ اس کا مذہبی اور اصلی نام بھی یہی تھا۔ میں خیال کرتا ہوں پہلے تم ایلینا ڈی ملن میں اس مکان کے چوتھے نمبر کی منزل میں رہا کرتے تھے۔

کیڈروس۔ ہاں۔

پادری۔ وہاں تم درزی کا کام کیا کرتے تھے؟

کیپٹن روس - بیشک میں وہاں درزی کا کام کرتا رہا - یہاں تک کہ اوس پیشے کو جب کہ روٹی مجھے اِس سے میسر نہ آنے لگی - تو چھوڑ دیا - مارسلیز میں اسقدر سخت گرمی پڑتی ہے - کہ میں اوسے برداشت نہیں کر سکتا تھا - میرے خیال میں ایسا آتا ہے - کہ کوئی معزز آدمی ایسا نہ ہوگا - جو وہاں رہنا پسند کرتا ہو - لیکن گرمی بہت ہے - کیا میں آپ کو تازہ دم ہونے کے لئے کچھہ دے سکتا ہوں -

پادری - ہاں بہت عمدہ شراب کی بوتل لے آؤ - پھر تم ..... اجازت لیکر میں گفتگو کو اس جگہ سے جہاں سے ہیں نے اوسے چھوڑا تھا شروع کردوں گا -

کیپٹن روس - اِس موقع کو پاکر اور خیال کرتے ہوئے - کہ چند شراب کی بوتلیں جو اِس کے پاس باقی ہیں - بک جائیں گی - جیسے آپ کی مرضی ہو - اور پھر جلدی جاکر اوس جگہ کو جہاں وہ بوتلیں پڑی تھیں اور جو اسکا باورچی خانہ بھی تھا - اوس نے ایک پوشیدہ دروازہ کھولا - اوس جگہہ سے کوئی پانچ منٹ کے عرصے میں واپس آکر اوس نے پادری کو دیکھا - کہ اپنے کھانے کو میز پر رکھے ہے - اور ایک تپائی پر بیٹھا ہے - اور کُتا جس کی دشمنی مسافر سے آیندہ کچھہ مانگنے سے سرد پڑ گئی تھی اوس کے نزدیک گھس آیا تھا - اور بہت آرام سے اوسکے گھٹنوں میں آبیٹھا تھا - اُسکی لمبی پتلی گردن اس کی گود میں پڑی تھی - اور اپنے ہوشیار نظر سے مسافر کے چہرے کو دیکھہ رہا تھا -

پادری - جب کیڈروس نے اِس کے آگے شراب کی بوتل رکھی - کیا تم بالکل تنہا ہو -

کیپٹن روس - ہاں بالکل تنہا ہوں صرف میری ایک جورو ہے - جو ہمیشہ بیمار رہتی ہے - اور مجھے اِس کام میں ذرا مدد نہیں دے سکتی ؟ -

پادری - (کسی قدر دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے) تو پھر تمہاری شادی ہوگئی ہے - اور پھر اس نے اِس مکان کی تعمیر اور اثاث البیت اور کمرے کی عاجزانہ اسباب کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا -

کیپٹن روس - (آہ بھرکر) پادری صاحب آہ یہ بات معلوم کرنی بہت آسان ہے - کہ میں دولت مند آدمی نہیں ہوں - بات یہ ہے - کہ یہ دُنیا

بھلے لوگوں کو لئے نہیں - پادری نے نہایت توجہ سے اس کے چہرے کو تاکا -
کیڈ روس - اس کی نظر کو اپنی طرف یوں ٹکٹکی لگے ہوئے دیکھکر) میں یقیناً یہ بات اپنی کہتا ہوں - مجھے اسبات سے فخر ہے - کہ میں بڑا دیانتدار آدمی ہوں - مگر کون ہے جو آجکل یہ کہتا ہو - کہ وہ دیانتدار نہیں ہے -
پادری - اگر جو کچھ تم کہتے ہو ٹھیک ہے - تو بہت بہتر ہے - کیونکہ مجھے اس بات پر کامل یقین ہے - کہ جلد ہی نیکو کار اجر پائینگے - اور شریروں کو سزا ملے گی -
کیڈ روس - بیشک آپ کو یہی کہنا واجب ہے - اور آپ کے منہ سے یہی بات اچھی لگتی ہے - لیکن جب نتیجہ برعکس نظر آوے - تو آپ کیسے کسی کو باور کرا سکیں گے - کیونکہ عموماً یہ ہی دیکھا جاتا ہے - کہ شریر اقبالمند ہوتا ہے - اور دیانتدار آدمی تکلیف اٹھاتا ہے -
پادری - تمہاری یہ غلطی ہے شائد میں یہ بات تم پر ثابت کر دونگا - کہ ایسا غلط نتیجہ نکالنے میں تم کہاں تک خطا پر ہو -
کیڈ روس - تعجب کی نظر سے - صاحب آپ کا مطلب کیا ہے؟
پادری - اوّل تو مجھے اسبات کا یقین ہونا چاہیئے - کہ آیا تم وہی آدمی ہو جس کی میں تلاش کر رہا ہوں -
کیڈ روس - آپ کیا ثبوت مانگتے ہیں
پادری - کیا تمہیں سنہ ۱۸۱۴ء یا سنہ ۱۸۱۵ء میں کسی شخص کی نسبت جسکا نام ایڈمنڈ تھا - کچھ یاد ہے -
کیڈ روس - مجھے - میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے سب باتیں یاد ہیں - بچارہ عزیز ایڈمنڈ؟ کیوں ایڈمنڈ ڈینٹیز اور میں گاڑھے دوست تھے - اور یہ کہتے کہتے اس کا چہرہ جب سائل اسکی طرف خوب ٹکٹکی باندھے ہوئے تھا - سرخ ہو گیا - اور اسے ایسے طور سے دیکھنے سے تعجب ہوا -
پادری - تم مجھے یاد دلاتے ہو - کہ وہ نوجوان آدمی جسکی نسبت میں نے تم سے سوال کیا ہے - ایڈمنڈ نام رکھتا تھا -
کیڈ روس - جوش میں آکر - ایڈمنڈ کہلانیکے کیا معنے اوسکا یہ نام ویسا ہی تھا - جیسے میرا نام گسپرڈ کیڈروس ہے لیکن پادری صاحب میں آپ کی منت کرتا ہوں - بتائیں اوسکا کیا حال ہوا کیا آپ اوسے جانتے ہیں - کیا وہ زندہ

اور آزاد ہے۔ کیا وہ با اقبال اور خوش
و خورم ہے؟

پادری۔ وہ اِن مجرموں کی طرح
نہایت ذلت اور خواری سے مر گیا۔
جو پھانسی پاتے ہیں۔ یہ بات سُنکر
کیڈروس کا چہرہ جو پہلے مارے خوشی
کے تمتما رہا تھا۔ زرد پڑ گیا۔ اور
اوس نے مونہہ پھیر کر اِن آنسوؤں
کو جو اوس کے رخساروں پر بہنے
لگے تھے۔ پونچھا۔

کیڈروس۔ افسوس۔ افسوس۔
پادری صاحب دیکھیں یہ اور ایک ثبوت
ہے۔ کہ نیک آدمی اس دنیا میں اجر
نہیں پاتے۔ صرف شریر ہی اقبال
مند ہوتے ہیں۔ آہ دُنیا کیا بدتر
ہوئی جاتی ہے۔ کیوں۔ خدا جو کہتے
ہیں۔ شریروں سے نفرت کرتا ہے
اون پر آگ اور گندھک نہیں برساتا
اور اُنہیں بھسم نہیں کر دیتا۔

پادری۔ (اس کے جوش کی طرف
ذرا التفات نہ کر کے) تم ایسی گفتگو کرتے
ہو۔ کہ جس سے معلوم ہوتا ہے تمہیں
ڈینٹیز سے محبت تھی۔

کیڈروس۔ ہاں واقعی مجھے اُس
سے محبت تھی۔ پادری صاحب میں
آپ کے آگے سچ سچ بیان کرتا ہوں
کہ جب سے وہ غائب ہوا تب ہی
مجھے اس کی جدائی کا سخت افسوس ہے
پھر وہ چپ ہو گیا۔ اور پادری کو جو
نہایت غور کی نظر سے اوس کے چہرے
کو دیکھ رہا تھا۔ کہا:

کیڈروس۔ تو تم اس بیچارہ نوجوان
کو جانتے ہو۔

پادری۔ نہیں صاحب جب وہ
اپنے بستر مرگ پر تھا۔ مجھے اوس نے
تسلّی دینے کے لئے بلایا تھا۔ اوس
وقت میں نے اوسے دیکھا۔

کیڈروس۔ نہایت افسوس کے
لہجے سے اور کس بیماری سے وہ مرا؟

پادری۔ اُن قیدیوں کو جن کی
عمر تیس برس تک بھی نہیں پہونچتی ہے
اور آ[illegible]ن کی مصفا ہوا میں دم لینا
بھی نہیں ملتا۔ تم کس بیماری سے مرنا
سمجھتے ہو۔ ایڈمنڈ ڈینٹیز قیدخانے
میں مغموم و محزون ہو گیا۔ کیڈروس
نے اون بڑے بڑے قطرات کو جو
اُسکی پیشانی پر جمع ہو گئے تھے۔ اپنے
رومال سے پونچھا۔ لیکن اس کی داستان
کا عجیب حصّہ جو ہے۔ سو یہ ہے۔ کہ
اس نے قسم کھا کر کہا۔ کہ اوسے اس
بات سے مطلق خبر نہیں۔ کہ وہ کیوں
قید ہوا۔

کیڈروس۔ واقعی اسے نہیں
خبر تھی۔ پادری صاحب یہ بات ٹھیک ہے

اِس بیچارے نے مجھ سے سچ کہا۔
پادری۔ اِس مطلب کے لئے اوس
نے وصیت کی۔ کہ میں اِس راز کو دریافت
کروں۔ جسے وہ دریافت کرنے کے
قابل نہ ہوا۔ اور اگر اوس کے نام پر
کوئی ناجائز دھبہ ہو۔ تو اوسے مٹا
ڈالوں۔ اور جب اوس نے یہ کہا۔ تو
اِس نے نہایت توجہ سے کیڈروس
کے اوداس چہرہ کی طرف جس پر زردی
چھائی جاتی تھی۔ دیکھا۔ اور پھر اِس سے
مخاطب ہوکر کہا۔ ایک دولت مند
انگریز جو اِس کے ساتھ قید ہوا تھا۔
لیکن دوسرے انقلاب سلطنت کے
وقت رہا ہوا ایک نہایت بیش قیمت
ہیرا رکھتا تھا۔ جب وہ قید خانے سے
رہا ہوا تو وہ ہیرا وہ ڈینٹیز کو دیگیا۔
کیونکہ جب وہ قید خانہ میں بیمار رہا
تھا۔ تو ڈینٹیز نے نہایت محبت اور
اخلاص سے تیمارداری کی تھی۔ بجائے
اِس ہیرے کے جیلخانے والوں کو
بطور رشوت کے دینے کے جو اوسے
لے بھی لیتے۔ اور پھر اوسے پکڑوا دیتے
ڈینٹیز نے احتیاطاً اوسے اپنے پاس
رکھا۔ تاکہ جب وہ قید خانے سے رہا
ہو۔ اوسے بیچکر گذارہ کر سکے۔ کیونکہ
اوس ہیرے کو بیچکر اِس کے پاس
اوسے دولت مند بنانے کے لئے کافی
روپیہ ہو سکتا تھا۔

کیڈروس۔ (نہایت شوق سے گفتگو
کرتے ہوئے) تو میں خیال کرتا ہوں وہ
ہیرا بڑی قیمت کا ہوگا۔

پادری۔ کیوں ہر ایک ہیرا قیمتی
ہوتا ہے۔ ایڈمنڈ کی سی حالت والے
آدمی کے لئے وہ ہیرا واقعی بڑی قیمت
کا تھا۔ اِس کی قیمت تخمیناً پچاس ہزار
فرانک تھی۔

کیڈروس۔ (باآواز بلند) توبہ۔
توبہ! پچاس ہزار فرانک وہ ہیرا واقعی
ایک اخروٹ کے برابر ہوگا۔

پادری۔ نہیں وہ اتنا بڑا نہیں تھا
لیکن وہ ہیرا میرے پاس ہے۔ تم خود
دیکھ کر قیاس کر سکتے ہو۔ کیڈروس
نے نہایت افسوس سے اُس پادری کے
لباس کی طرف مذکورہ بالا خزانے کو
دیکھنے کے لئے نہایت توجہ سے دیکھا۔
پادری نے آہستہ اپنی پوشاک کی جیب
سے ایک ڈبیا نکالی۔ اور اسے کھولا۔
اور وہ درخشاں ہیرا جو اسمیں تھا۔
اسے دکھلایا۔ ایک بیش قیمت انگوٹھی
میں بطور نگینے کے وہ جڑا ہوا تھا۔

کیڈروس۔ (نہایت تعریف کرتے
ہوئے) کیا وہ یہ ہیرا ہے جسکی آپ پچاس
ہزار فرانک قیمت بتلاتے ہیں۔

پادری۔ (ڈبیا کو بند کرتے ہوئے)

بلا انگوٹھی کے اس کی قیمت اسقدر ہے -

کیڈروس - مگر یہ ہیرا اوس کے پاس کیسے آیا - کیا ایڈمنڈ نے نہیں اسکو وارث بنایا -

پادری - نہیں وہ صرف مجھے وصیت کر گیا ہے - جب وہ حالت نزع میں تھا تو اس کمبخت نوجوان نے مجھے کہا - میرے چار عزیز اور وفادار دوست ہیں - اور ان کے علاوہ ایک لڑکی ہے - جو مجھے منسوب ہے - اور مجھے یقین ہے - کہ میرے غائب ہونے پر اونہیں سخت فکر ہوئی ہوگی - ان چار دوستوں میں سے جن کی طرف میں ایما کرتا ہوں - ایک کا نام کیڈروس ہے

کیڈروس یہ بات سنکر ایسا محسوس کرنے لگا - کہ گویا ایڈمنڈ کے سرد ہاتھ اوسے لگے ہیں اور وہ ڈر گیا -

پادری - اور اس نے کہا - ان میں دوسرے کا نام ڈینگلرس ہے - اور تیسرا باوجودیکہ میرا رقیب تھا - مجھسے بہت محبت رکھتا تھا - کیڈروس ہنسنے لگا - اور وہ پادری کی بات کو قطع کرنے لگا - ہی تھا - کہ اوس نے ہاتھ کے اشارے سے اوسے کہا - کہ پہلے اوسے بات کر لینے دے - تیسرا اوسکا دوست ہم اوسکا رقیب تھا - اس سے بہت محبت رکھتا تھا - اسکا نام فرننڈ تھا - لیکن اس کی منسوبہ کا نام مرسیڈیز

تھا - اوس نے کہا کہا -

کیڈروس - خوشی سے - مرسیڈیز؟

پادری - آپنی آہ کو مشکل ضبط کرکے ٹھیک مرسیڈیز ہی اوس نے کہا تھا -

کیڈروس - اچھا اور کہیں -

پادری - مجھے ذرا پانی کا گلاس لا دو -

کیڈروس نے جلدی اجنبی کے حکم کی تعمیل کی - تھوڑا سا پانی لیکر اور معمولی سنجیدہ وضع بنا کر اوس نے کہا - ہم نے اس گفتگو کو کہاں چھوڑا تھا؟

کیڈروس - اس جگہ پر کہ ایڈمنڈ کی منسوبہ کا نام مرسیڈیز ہے -

پادری ٹھیک - پھر ڈینٹیز نے کہا - تم اچھے ہو - نہ میں اس کے لفظ ہو بہو بول رہا ہوں - تم مارسیلیز کو جاؤ - سمجھتے ہو نہ -

کیڈروس - ہاں کیوں نہیں -

پادری - اور اس ہیرے کو فروخت کر دو - اسکی قیمت کے پانچ برابر حصے کرنے اور ہر ایک کو ایک حصہ دینا - کیونکہ وہی وہ اشخاص ہیں - جو اس دنیا میں اس سے محبت رکھتے تھے

کیڈروس - پانچ حصے کیوں تم نے تو صرف چار اشخاص کا نام لیا ہے -

پادری - کیونکہ جیسا کہ میں نے سنا ہے

پانچواں حصہ مر گیا ہے۔ ایڈمنڈ نے جس پانچیں کے لئے وصیت کی وہ اسکا اپنا باپ تھا۔

کیڈروس۔ (اپنے دل سکے جذبات کو بمشکل ضبط کرکے) بہت ٹھیک وہ بیچارہ آدمی واقعی مر گیا ہے۔

پادری۔ (اپنے اوپر بمشکل ضبط پاکر) میں نے یہ بات مارسیلز میں آکر سنی ہے۔ لیکن چونکہ اوسے وفات پائے بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ اس لئے مجھے معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ اوس نے کیسے جان دی۔ مجھے امید ہے۔ تمہیں وہ سب باتیں بخوبی معلوم ہوں گی۔ کہ جو اس کی وفات کے متعلق ہیں۔

کیڈروس۔ میں نہیں خیال کرتا۔ کہ اگر میں نہیں جانتا۔ تو اور کوئی جانتا ہوگا کیونکہ میرا کمرہ اس بوڑھے کے کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ ہاں جب اوس کے بیٹے کو غائب ہوئے ایک سال گذر گیا تو وہ مر گیا۔

پادری۔ کیسے اوسکی وفات ہوئی۔

کیڈروس۔ ڈاکٹر تو کہتے تھے۔ اس کے اندر ایک قسم کا اشتعال طبع ہوا تھا اس کے دوست آشنا کہتے تھے کہ مارے غم کے مرا۔ لیکن میں جو اس کی نزع کے وقت پاس تھا۔ میں کہتا ہوں کہ ....

پادری۔ (نہایت اضطراب سے) تم کیا کہتے ہو۔ کہ وہ کس سے موا؟

کیڈروس۔ بھوکھوں۔

پادری۔ (کرسی سے اٹھکر) بھوکوں! ہرگز نہیں مرتے وہ کتے بھی جنکا کوئی خانماں نہیں ہے۔ اور جو ادہر اودھر آوارہ پھرتے ہیں۔ کسی نہ کسی ایسے رحمدل آدمی کو مل ہی جاتے ہیں۔ جو انہیں ایک لقمہ اپنی روٹی سے ڈال دیتا ہے یہ بات کہ ایک انسان اور انسانوں کے درمیان بھوکوں مر جائے۔ سمجھ میں نہیں آسکتی۔ آہ۔ یہ ناممکن ہے بالکل ناممکن۔

کیڈروس۔ جو میں نے کہا ہے سو کہا ہے۔

ایک آواز۔ (زینے کے اوپر سے) جسکا شور ہوا۔ تم بیوقوف ہو۔ جو ایسی باتیں کرتے ہو۔ تم ان باتوں میں جو تم سے تعلق نہیں رکھتیں۔ کیوں دخل دیتے ہو۔

دونو مرد جو باتیں کر رہے تھے مڑکر دیکھنے لگے۔ اور لاکرکونٹی کو جو زینے کے پنجرے سے سہارا لگائے ہوئے تھی دیکھا۔ وہ انہیں گفتگو کرتے ہوئے سنکر وہ نچلے زینے پر چلی آئی تھی اور بیٹھکر اس مندرجہ بالا گفتگو کو جسے ہم نے بیان کیا ہے۔ سن رہی تھی۔

کیپٹ ڈوبس - جلدی سے ہوی تم جاؤ - اپنا کام کرو -

یہ شریف آدمی مجھ سے ایک بات کے متعلق خبر پوچھتے ہیں - کیا یہ اخلاق کے مناسب حال ہے - کہ میں اونہیں جواب دینے سے پہلوتہی کروں -

لاکوکونٹی - بیوقوف تم اسے اخلاق کہتے ہو - تمہیں اخلاق سے کیا کام بھلا میں بھی سنوں - تمہارے لئے یہ بات بہتر ہے - کہ کسی سے ذرا عقل سیکھو - تم کیا جانتے ہو - کہ وہ آدمی کس سبب سے یہ سب باتیں تم سے دریافت کر رہا ہے -

پادری - میڈم - میں آپ سے حلف اُٹھا کر کہتا ہوں - کہ اس بات کے معلوم کرنے سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں - کہ تمہیں کسی طرح کا جسمانی یا مالی نقصان ہو - اگر تمہارا خاوند مجھے صحیح صحیح حالات کی خبر دیگا - تو اوس کے لئے فایدہ ہوگا -

عورت - یہ بہت خوب بات ہے - پہلے ہر کوئی اسی طور سے چمکار پچکار کر دریافت کرتا ہے - لیکن جب میرے خاوند جیسے بیوقوف سب کچھ بتلا دیتے ہیں - تو جو اقرار مدار ہوتے ہیں - اونہیں خبر یاد کہا جاتا ہے اور ایسے وقت میں ان بیچاروں کو کوئی خبر بھی نہیں ہوتی - کہ مصیبت اور تکلیف میں وہ کمبخت مبتلا ہو جاتے ہیں - اور اونہیں اتنا پتہ نہیں لگتا - کہ کہاں سے آفت میں وہ پہنسے -

پادری - نہیں - نہیں - تم کوئی فکر نہ کرو - میں تمہیں اس بات سے یقین دلاتا ہوں - کہ میرے سبب سے تم پر کوئی مصیبت نہیں آئیگی - لاکرکونٹی کے مونہہ سے بڑبڑانے کی آواز نکلی - پھر اپنے سر کو جسے اوس نے گفتگو کرتے وقت بڑی مشکل سے اُٹھائے رکھا تھا گرا دیا - اور معمول کے موافق بباعث تپ کے کانپنے لگی - اور دونوں کو گفتگو کرنے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا - مگر آپ بھی اوسی جگہ بیٹھی رہی - تاکہ لفظ ان کی زبان سے نکلے - اوسے سُنتی جائے پھر پادری نے اپنے اوپر ضبط پانے کے لئے پانی کا گھونٹ پیا - اور جب اوسکا کلیجہ ٹھنڈا ہوا - تو اس نے کہا - تو معلوم ہوتا ہے - کہ اس کمبخت بوڑھے کی جسکی نسبت ہم گفتگو کر رہے تھے - کسی نے خبرگیری نہیں کی - واقعی اگر یہ بات نہ ہوتی - تو وہ کبھی وفات نہ پاتا -

کیپٹ ڈوبس - نہیں اوسے بالکل کسی نے چھوڑا ہی نہیں تھا - کیونکہ مرسیڈیز کتلین اور ایم مارل اس

کی خبرگیری کرتے رہے تھے - لیکن کسی وجہ سے اس پیر مرد کو فرننڈ سے سخت نفرت ہو گئی تھی - اور پھر اوس نے مسکرا کر کہا کہ یہ وہی شخص تھا - جسے تم ڈنیٹز کا وفادار اور پیارا دوست کہتے ہو -

پادری - کیا وہ حقیقتاً اوس کا دوست نہیں تھا -

عورت - اس جگہ سے جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے - گسپرڈ - گسپرڈ - یاد رکھو تم کیا کہنے لگے ہو -

کیڈ روس - گو گو اس کی اس بات سے رنج ہوا - مگر اس نے اس کی گفتگو کی طرف التفات نہ کیا - اور پادری سے مخاطب ہو کر کہا - کیا وہ آدمی کسی کا وفادار ہو سکتا ہے - جسکی جورو پر وہ نظر رکھتا ہو - اور اسے خود کرنا چاہتا ہو - لیکن ڈنیٹز اپنی فطرت میں ایک ایسا نیک اور شریف آدمی تھا - کہ وہ ہر ایک آدمی کو اپنا دوست ہی سمجھنا چاہتا تھا - بیچارہ ایڈمنڈ اوسے سخت دھوکھا دیا گیا ہے - لیکن خوبی کی بات یہ ہوئی - کہ اوسے کبھی اس سے خبر نہ ہوئی - نہیں تو اپنے بستر مرگ پر وہ بمشکل اپنے دوستوں کو معاف کرتا - لوگوں کا خواہ کچھہ خیال ہو - میں زندوں کی نفرت کی نسبت مردوں کی بد دعا کے خیال سے زیادہ ڈرتا ہوں -

لاکوکونٹی - کمزور بزدل -

پادری - کیا تم جانتے ہو - کہ کس طور سے فرننڈ نے ڈنیٹز کو نقصان پہنچایا -

کیڈ روس - ہیں - مجھہ سے بہتر کوئی نہیں جانتا -

پادری - تو پھر بتاؤ - کہ اوس نے کیسے اوسے تکلیف پہنچائی ہے -

لاکوکونٹی - گسپرڈ - میں تمہیں منع نہیں کر سکتی - جو کچھہ تمہاری مرضی ہو کرو - لیکن اگر تم میری صلاح مانتے ہو - تو میں تمہیں یہی کہوں گی - کہ اس مضمون پر کچھہ نہ بیان کرو -

کیڈ روس - بیوی تم خوب کہتی ہو - میں تمہاری صلاح ہی مانونگا -

پادری - تو کیا تم نے ارادہ کر لیا ہے کہ جو باتیں تم مجھے بتانے لگے تھے نہیں بیان کروگے -

کیڈ روس - اس سے فائدہ کیا ہوگا - اگر وہ زندہ ہوتا - اور میرے پاس آتا - تو جو کچھہ مجھے معلوم تھا میں اس کے آگے بیان کرتا - لیکن تم کہتے ہو - وہ مر گیا - اس لئے اوسے اب نفرت اور انتقام سے کیا واسطہ - ان سب خیالات کو اس کے ساتھہ ہی گاڑ دیں تو

پادری - تو پھر تم پسند کرتے ہو - کہ مجوزہ انعام جو اوس نے مجھے تقسیم کرنے کے لئے کہا - اِن دغاباز لوگوں میں بانٹ دوں -

کیڈروس - جو کچھ میں نے کہا ہے ٹھیک کہا ہے - تم کہتے ہو - کہ بیچارے ایڈمنڈ نے جو انعام تمہیں بانٹنے کے لئے کہا - ایسے دغابازوں کے لئے نہیں ہوگا - جیسے فرننڈ اور ڈینگلرس تھے - علاوہ ازیں روپیہ اِن کے کس کام آئیگا - اور اِن کی نسبت یہ روپیہ ایسا ہے - جیسے سمندر میں ایک قطرہ -

لاکونٹی - خاوند یاد رکھو - اگر اِن دو امیروں کی نسبت کچھ ذکر کروگے تو تمہاری خیر نہیں - وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے - اور ایک بات کہکر تمہیں خاک کے ساتھ ملا دینگے -

پادری - یہ کیا بات ہے - کیا وہ اسقدر زبردست اور مالدار ہیں -

کیڈروس - کیا تمہیں اِن کی تواریخ معلوم نہیں -

پادری - نہیں - مہربانی کرکے اوسے بیان کیجئے - کیڈروس نے کچھ دیر تک تفکر کیا - اور پھر کہا - اِس میں بہت وقت صرف ہوگا -

پادری - اچھا دوست تمہارا اختیار ہے - خواہ مجھے اِن کی حالت سے آگاہ کرو - خواہ نہ کرو - اگر مجھ سے پوچھو - تو میں تمہارے شکوک و شبہات کی تعظیم کرتا ہوں - تم بیان نہیں کرتے - تو نہ سہی میں اُسکی وصیت آنکھیں بند کرکے پوری نہیں کرونگا - میرا مدعا اِس ہیرے کو بانٹنا ہے - یہ کہکر اوس پادری نے پھر ڈبیا کو جیب سے نکالا - اور اسے ہاتھ میں لے کر روشنی میں ایسے طور سے پکڑے رہا - کہ اُس کا رنگ کیڈروس کی چکاچوند ہوئی ہوئی آنکھوں کے آگے چمکنے لگا - اور پھر اس نے بڑے جوش سے اپنی بیوی کو پکارا اور کہا - بیوی - بیوی آؤ - اِس ہیرے کو دیکھو -

لاکونٹی - اُٹھکر اور جی کڑ کڑا کے اِس کمرے میں گھسی - کونسا ہیرا ہے - جس کی نسبت تم نے کان کھائے ہیں

کیڈروس - کیا تم نے اِن باتوں کو جو ہم کرتے رہے ہیں - تمام و کمال نہیں سُنا - یہ بیش قیمت ہیرا بیچارہ ایڈمنڈ چھوڑ مرا ہے - اور کہہ گیا ہے کہ جو روپیہ آوے بیچکر میسر آوے - اوسی فرننڈ - ڈینگلرس - مرسیڈیزا اور اس کے باپ کے درمیان بانٹا جاوے - اِس موتی کی کم سے کم پچاس ہزار فرینک قیمت ہے -

عورت متعجب ہوکر آہ کیا عالیشان ہیرا ہے -

کو نصیحت کے طور سے کہا - خاوند - تم جو کچھ کرنے لگے ہو سوچ سمجھ کر کرنا -

کیڈروس - میں نے خوب سوچ لیا ہے - لاکرکونٹی پھر اپنے کمرے میں چلی گئی - اور جب وہ اپنی آرام چوکی کی طرف گئی - تو اُسکے بوجھ کے سبب سے کمرے کی چھت اسقدر کمزور تھی - کہ آواز کرنے لگی - اور اُس آرام کرسی پر جاکر دھم سے گر گئی -

پادری - واپس آکر اچھا بتاؤ تم نے کیا اپنے دل میں تصفیہ کیا ہے - کیڈروس جو کچھ میں جانتا ہوں - وہ سب کا سب آپ کے آگے عرض کئے دیتا ہوں -

پادری - میں خیال کرتا ہوں - کہ ایسا کرنے میں آپ دانائی کرتے ہیں - اُس کی یہ وجہ نہیں کہ مجھے اِن باتوں کے معلوم کرنے کی جو تمہیں معلوم ہیں - کوئی زیادہ خواہش ہے - میرا مدعا صرف اتنا ہے - کہ بیچارہ ڈینٹیز جو وصیت بھی کر گیا ہے - اوسے جائز طور سے بجا لاؤں - اور جیسے کہ ہر ایک وصیت کرنے والے کی مرضی ہوتی ہے - اوسکا روپیہ حقداروں کو ملے - نہ اُنہیں جنہوں نے اِس سے دغابازی کی یا اسے پکڑوایا ہو -

کیڈروس - میں امید کرتا ہوں کہ آپ صفائی کرینگے - اور جو اس کے حقیقی وفادار ہوں گے - اِنہیں اسکا روپیہ دینگے - جب وہ یہ کہہ رہا تھا - تو اِس خیال سے کہ سارے کا سارا ہیرا اپنے قبضہ میں آنے کا اسے خیال آتا تھا - اُس کی آنکھیں درخشاں ہو رہی تھیں - اور چہرہ سُرخ ہو گیا تھا -

پادری - تو اچھا اگر تم پسند کرتے ہو - تو بیان کرو - میں ہمہ تن گوش ہوں -

کیڈروس - ذرا توقف کریں ایسا نہ ہو کہ اثنائے گفتگو میں کوئی آجائے کیونکہ یہ اچھا نہیں - علاوہ ازیں میں جانتا ہوں - کہ آپکا یہاں آنا سوائے ہمارے کسی اور کو معلوم نہ ہو - یہ کہکر وہ چپ چاپ دروازے کی طرف گیا - اور اسے اِس نے بند کر دیا - اور احتیاط کی راہ سے چٹخنی بھی لگا دی - جیسے کہ رات کو وہ بند کیا کرتا تھا - اسی اثناء میں پادری اِس جگہ پر بیٹھ گیا جہاں وہ چاہتا تھا - کہ کیڈروس کی دردانگیز داستان کو کیونکر اوسے

یقین تھا - کہ واقعی وہ ایسی ہی ہوگی
سمجھنے اور اپنی کرسی کو کھسکا کر کمرے
کے کونے کی طرف لے گیا - جہاں وہ
خود سایہ میں رہے مگر بیان کرنے والے
کے چہرے پر روشنی پڑتی رہے - پھر
چہرے کو نیچے کرکے اور ہاتھوں کو باہم
ملکر اس نے کیڈروس کی باتوں
کو سننے کے لئے اپنے تئیں ہمہ تن
گوش بنا دیا - اور کیڈروس
ایک تپائی پر جو سامنے پڑی تھی
بیٹھکر گفتگو کرنے کے لئے آمادہ
ہوا -

لاکرکونٹی - اوپر سے نیچے کی
طرف دیکھکر کیا ہو رہا ہے؟
یاد کرو - کیا میں نے تمہیں ان
باتوں سے منع نہیں کیا -

کیڈروس - بس - بس - اب
کچھ مت بولو - جو ہوگا - سو دیکھا جائیگا - پھر اس نے مندرجہ ذیل طور
سے بیان کرنا شروع کیا -

ستائیسواں باب

بیان

کیڈروس - اول تو آپ مجھ
سے ایک عہد کریں...

پادری - وہ کیا -

کیڈروس - اگر تم کسی سے ان
باتوں کو بیان کرو - تو مجھ سے یہ
عہد کرو - کہ تم میرا نام اس کے
آگے بیان نہیں کروگے - کیونکہ
وہ شخص جن کی نسبت میں اب
تمہارے پاس ذکر کرنے لگا ہوں
دولتمند اور زبردست ہیں - اگر
وہ صرف اپنے ہاتھوں کی انگلیاں
مجھ پر رکھیں - تو میں کانچ کی
طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤنگا -

پادری - میرے دوست کچھ فکر
نہ کریں - میں پادری ہوں - لوگوں
کے ہزارہا راز میرے سینے میں محفوظ
ہیں - یاد رکھیں - ہماری صرف
آرزو اتنی ہے - کہ جائز طور سے
ہم اپنے دوست کی وصیت کو عمل
میں لاویں - اس لئے بلا کسی قسم
کے تعصب یا نفرت ان کی نسبت
ذکر کرو - بالکل راست راست بیان
کرو - جن کی نسبت تم گفتگو کرنے
لگے ہو - میں انہیں جانتا نہیں -
اور نہ میری اغراض سے علاقہ ہے
علاوہ ازیں میں اٹالیہ کا رہنے والا
ہوں - فرانسیسی نہیں - اور بندہ
خدا ہوں - خادم انسان نہیں - میں
اپنی خانقاہ کو واپس چلا جاؤنگا -

کیونکہ میں وہاں سے اسی مطلب کے لئے آیا ہوں - کہ ایسے مرنے والے آدمی کی آخری آرزو کو پورا کروں - اُس گفتگو سے کیڈروس کو جرأت ہوئی -

کیڈروس - تو خیر موجودہ حالت میں میں اُس دوست کا پورا پورا حال تمہارے آگے اظہار کرونگا - جن کی نسبت بیچارے ایڈمنڈ کا خیال تھا - کہ وہ اُس سے نہایت وفاداری سے دوستی رکھتے تھے -

پادری - اگر تم پسند کرتے ہو - تو اُسکے باپ سے شروع کرو - ایڈمنڈ نے میرے آگے اپنے باپ کی نسبت بہت کچھ تذکرہ کیا - کیونکہ اُس سے اُسے سخت محبت تھی -

کیڈروس - (اپنا سر ہلاکر) صاحب اُسکے حالات غم و اندوہ سے بھرے ہوئے ہیں - شاید تم اُسکے پہلے حصے سے بخوبی واقف ہو -

پادری - ہاں ایڈمنڈ نے ہر ایک بات میرے آگے اُسوقت تک بیان کی جب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں جو لا ریزرو کے نزدیک تھا - پکڑا گیا -

کیڈروس - (لا ریزرو میں) آہ اب سارا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے -

پادری - کیا اُسکی شادی کی ضیافت نہیں تھی -

کیڈروس - ہاں ایسا ہی حال تھا اور وہ ضیافت جو ایسی شادمانی سے شروع ہوئی - اُسکا انجام نہایت درد ناک پیدا ہوا - ایک افسر معہ چار پولیس کے سپاہیوں کے آیا - اور بیچارہ ڈینٹیز گرفتار کیا گیا -

پادری - ہاں یہاں تک مجھے سب کچھ معلوم ہے - ڈینٹیز کو صرف یہاں تک حال معلوم تھا - کیونکہ وہ پانچ آدمی جنکا نام میں نے تمہارے پاس لیا ہے - اُس نے نہیں دیکھے - اور نہ کبھی ان کی نسبت اُس نے کچھ سنا ہے -

کیڈروس - خیر جب ڈینٹیز گرفتار ہوا - ایم مارل نے اُس کے حالات کی خبر لینے کے لئے جلدی کی - اور وہ خبر بہت افسوسناک تھی - بوڑھا آدمی تنہا اپنے گھر کو لوٹتے ہوئے - اپنی شادی کے کپڑے سمیٹ کر چلا گیا - اور رات دن کمرے میں گھومتا رہا پلنگ پر ذرا بھی نیند نہ آئی - کیونکہ میں اُس کے کمرے کے نیچے تھا - اور تمام رات اُسکے چلنے کی آواز سنتا رہتا تھا - اگر مجھ سے آپ سچ پوچھیں تو میں بھی نہ سویا - کیونکہ اُس پیرمرد کی بے چینی سے میرا دل بھر آتا تھا -

اور ہر ایک قدم جو وہ اٹھاتا تھا جیسے میرے سینے میں ایسا اثر ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ زمین پر قدم نہیں رکھتا تھا۔ میری چھاتی اوپر چل رہا ہے۔ دوسری مسٹریز ایم ڈی ولفرٹ کے پاس سفارش کرنے کے لئے گئی۔ مگر اس سفارش کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اور پھر وہ پیر مرد کے پاس گئی جب اس نے اسے ایسی مصیبت زدہ حالت میں اور شکستہ دل دیکھا۔ کہ وہ رات بھر سویا نہیں۔ اور دو دن کھانا کھایا نہیں۔ اس نے اسے اپنے ساتھ لے جانے کی اور اسکی خبر گیری کرنے کی آرزو کی۔ لیکن وہ پیر مرد اس بات پر راضی نہیں ہوتا تھا پیر مرد کہتا تھا۔ نہیں میں اس گھر کو نہیں چھوڑونگا۔ کیونکہ میرا بیچارہ بیٹا مجھے دنیا کی ہر ایک چیز سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ اگر وہ قید خانے سے نکلکر آئے گا۔ تو وہ اول آکر مجھ سے ملاقات کرے گا۔ اگر میں اسکا یہاں انتظار نہ کرونگا۔ تو وہ کیا خیال کریگا۔ میں نے یہ سب باتیں تاکی سے سنیں کیونکہ میری بڑی بھی آرزو تھی۔ کہ وہ بیچارہ آدمی اس کے ساتھ چلا جائے کیونکہ دن رات اسکے میرے سر پر چلنے رہنے سے مجھے آرام نہیں آتا تھا۔ یاد رہا۔ لیکن ایسا نہ ہوا پیر مرد اکیلا [illegible] اسے تسلی نہ دی۔

کیٹ ڈیس۔ آہ صاحب ہم اسے تسلی نہیں دے سکتے۔ جو تسلی نہیں پا سکتے۔ اور وہ ایسے شخصوں میں سے تھا۔ علاوہ ازیں میں نہیں جاتا ہوں کیونکہ وہ مجھے دیکھنا ہی نہ چاہتا تھا۔ مگر ایک دن میں نے اسے روتے اور آہیں بھرتے سنا۔ اور تسلی دینے کے لئے اس کے پاس گیا۔ لیکن جب میں اوپر گیا۔ تو وہ رو نہیں رہا تھا دعا مانگ رہا تھا۔ صاحب اب میں وہ دعا جو نہایت رقت سے وہ زبان پر لاتا تھا۔ آپ کے پاس بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے یاد نہیں رہا۔ کبھی مقدس سے مقدس آدمی کو میں نے ایسے طور سے دعا مانگتے نہیں سنا۔ نہ کسی شخص کو ایسا غمگین و حزین پایا ہے۔ اور میں نے جو متعصب ہوں۔ اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہوں اپنے دل میں کہا۔ یہ خوب ہے۔ اور میں بہت خوش ہوا۔ کہ میری اولاد نہیں کیونکہ اگر میں باپ ہوتا۔ اور ایسا غم والم اپنے دل میں پاتا۔ جیسے کہ اس پیر مرد کو مبتلا دیکھتا تھا۔ اور اسی طرح دل میں ان مانوس کو نہ پاتا۔ جو وہ کھو رہا تھا۔ تو میں اپنے تئیں سمندر میں پھینک دیتا۔ کیونکہ اسکی

مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی تھی۔

کیڈ روس۔ روزمرہ وہ تنہا بسر کرتا رہا۔ اور نہ کسی کے پاس آیا۔ نہ گیا۔ ایم مارل اور مرسیڈیز اُس کے دیکھنے کو آیا کرتے تھے۔ لیکن اُس کا دروازہ بند ہوتا تھا۔ اور گو مجھے یقین ہوتا تھا۔ کہ وہ گھر میں ہی ہے۔ لیکن وہ جواب نہیں دیا کرتا تھا۔ ایک دن خلاف معمول اُس نے مرسیڈیز کو اندر آنے دیا۔ اور بیچاری لڑکی باوجودیکہ خود دلگیر اور اداس تھی۔ اُسے تسلی دینے لگی۔ تو اُس نے اُسے کہا۔ میری عزیز بیٹی یقین کرو۔ وہ مر گیا ہے۔ اور بجائے اُس کے کہ ہم اُسکا انتظار کریں۔ وہ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔ کیونکہ میں بہت بوڑھا ہوں۔ اور اُس سے پہلے جا ملونگا۔ خواہ کوئی آدمی کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو؟ آخر کسی کو روزمرہ مغموم و محزون دیکھکر تھک جاتا ہے اِس لئے اُس پیرمرد کو ہر ایک نے چھوڑ دیا۔ میں وقتاً فوقتاً بعض آدمیوں کو اوپر جاتے دیکھتا تھا۔ جو گٹھے باندھ کر نیچے اُترتے تھے۔ اور پوشیدہ لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن میں پوچھ لیتا تھا۔ کہ وہ کس چیز کی گٹھڑیاں تھیں کہ جو کچھ اُس کے پاس تھا۔ سب اُس نے اپنی روٹی کی خاطر بیچ ڈالا۔ آخرکار وہ بیچارہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا تھا۔ بیچ چکا۔ اُس کے ذمے نو ماہ کمرہ یا مکان کا کرایہ ہو گیا۔ اور مالک نے اُسے باہر نکالنے کی دہمکی دی۔ اُس نے ایک ہفتہ کی مہلت مانگی۔ جو اُسے دی گئی۔ میں یہ بات اِس لئے جانتا ہوں۔ کہ جب مالک اُس کے کمرے سے اُترا۔ تو میرے مکان میں آیا۔ تین دن تک تو معمول کے موافق میں اُس کے چلنے کی آواز سنتا رہا لیکن چوتھے دن کچھ آواز سنائی نہ دی۔ اِس سبب سے میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ اُس کے پاس جاؤں۔ دروازہ بند تھا۔ لیکن سوراخ کے راستے سے میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو اُسکا چہرہ ایسا زرد پڑا ہوا تھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا۔ وہ سخت بیمار ہے جب پر میں ایم مارل اور بیگم مرسیڈیز کے پاس دوڑا گیا۔ وہ دونو فوراً آئے ایم مارل ڈاکٹر کو اپنے ساتھ لایا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ کہ خلو معدہ کا سبب ہے۔ اور اُسے تھوڑا کھانا دینے کے لئے اُس نے حکم دیا۔ میں بھی اسوقت موجود تھا۔ اُس پیرمرد کا اُسوقت کا تبسم میری آنکھوں کے سامنے معلوم ہوتا ہے اُسوقت سے اُس نے دروازہ کھول

رکھا - جیسے ڈاکٹر نے اُسے کھانا کھلانے کے لئے کہا تھا - اوس سے اُس نے عذر کیا - پادری کے مُنہ سے چیخ نکل گئی -

کیڈروس - اِس داستان نے آپ کو بڑی دلچسپی ہے "

پادری - ہاں واقعی بہت رقت آمیز داستان ہے - کیڈروس مرسیڈیز پھر آئی - اور اُس نے اُسکا رنگ ایسا متغیر دیکھا - کہ وہ پھر اسبات کے لئے فکرمند ہوئی - کہ اُسے اپنے ہاں لے چلے ایم مارل بھی یہی چاہتا تھا - بلکہ اُس کی یہاں تک آرزو تھی - کہ اُس پیرمرد کی مرضی کے خلاف اُسے لے چلے لیکن پیرمرد نے اُس کی بہتری کی مخالفت کی - اور ایسے زور سے چیخیں مارنے لگا - کہ وہ دونوں ڈر گئے - اِس لئے مرسیڈیز اُس کے پاس رہی اور ایم مارل اس لڑکی کو اشارہ کرکے کہ کچھ روپیہ چمنی کے طاق پر وہ چھوڑ گیا ہے - چلا گیا باوجودیکہ ڈاکٹر نے کھانے کے لئے حکم بھی دیا - مگر اس پیرمرد نے اناج کو مُنہ تک نہ لگایا - اور آخرکار نو دن فاقے رہکر اور اُن پر لعنت کرتے ہوئے جنہوں نے اُسے مصیبت میں مبتلا کیا تھا - اور مرسیڈیز سے یہ کہتا ہوا مر گیا اگر تم میرے ایڈمنڈ کو ملو تو اُسے کہدینا تمہارا باپ تمہیں دُعائیں دیتا مر گیا پادری اپنی کرسی سے اُٹھ بیٹھا - کمرے میں دو گشتیں اُس نے کیں اور اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ کو سوکھے ہوئے گلے سے لگایا -

پادری - اور تم خیال کرتے ہو - وہ بھوک سے مر گیا -

کیڈروس - ہاں صاحب بھوک سے مُوا - مجھے اِس بات کا ایسا یقین ہے - جیسا کہ اب دن چڑھا ہوا ہے -

پادری نے اپنے کانپتے ہوئے - ہاتھ سے پانی کے گلاس کو جو آدھا بھرا ہوا تھا - پکڑا اور ایک گھونٹ میں اُسے چڑھا لیا - اور پھر زردرو ہوکر اپنی کرسی پر آبیٹھا - اور ایک افسوسناک آواز سے کہا - یہ خوفناک نظارہ ہے "

کیڈروس - صاحب اِس میں کیا شک ہے - یہ خدا کا کام تھا - انسان کا نہیں تھا -

پادری - مجھے اِن آدمیوں کی نسبت بھی بتاؤ - اور یاد رکھو - تم نے ہر ایک بات سچ سچ میرے آگے بیان کرنے کا اقرار کیا ہے - اسلئے مجھے بتاؤ - وہ کون آدمی ہیں جنہوں نے بیٹے کو دغا بازی سے اور باپ کو فاقوں سے مارا -

کیپٹن روس۔ صاحب وہ آدمی تھے۔ ایک نے تو مارے رقابت کے اور دوسرے نے مارے حرص کے اس سے ایسا سلوک کیا۔ انکا نام فرننڈ اور ڈینگلرس ہے۔

پادری۔ بتاؤ۔ انہوں نے اپنے دلکا بخار کیسے نکالا۔

کیپٹن روس۔ صاحب انہوں نے اُسے بونا پارٹ کا طرفدار مشہور کر دیا۔

پادری۔ ان دو میں سے یہ بات کس کی طرف سے شروع ہوئی۔

کیپٹن روس۔ دونوں کی طرف سے ایک نے خط لکھا۔ دوسرے نے اُسے ڈاک میں ڈال دیا۔

پادری۔ یہ خط کہاں لکھا گیا۔

کیپٹن روس۔ آوبرزد میں۔ شادی کی ضیافت سے ایک دن پیشتر۔

پادری۔ ٹھیک۔ ٹھیک۔ آہ ایبا فیریا! فیریا! تم آدمیوں اور اشیاء کی کیسی خبر رکھتے تھے۔

کیپٹن روس۔ صاحب آپ نے کیا کہا۔

پادری۔ کچھ نہیں کچھ نہیں۔ بیان کرو۔

کیپٹن روس۔ صاحب ڈینگلرس نے اس خط کو بائیں ہاتھ سے لکھا۔ تا کہ اسکی تحریر پہچانی نہ جائے اور فرننڈ نے اُسے ڈاک میں ڈالا۔

پادری۔ اچھا ٹھیک۔ لیکن کیا تم وہاں تھے۔

کیپٹن روس۔ متعجب ہوکر۔ میں کیسے؟ تمہیں کس نے کہا۔ میں وہاں تھا۔

پادری۔ کسی نے نہیں۔ لیکن ہر ایک بات کو جب اسے صفائی سے تم جانتے ہو۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم وہاں ہی ہوگے۔

کیپٹن روس۔ (گھبرا کر) بیشک بیشک صاحب میں وہاں تھا۔

پادری۔ کیا تم نے اس بات سے انہیں منع نہ کیا۔ اگر تم نے منع نہیں کیا۔ تو تم بھی ان کے ساتھ شامل ہوگے۔

کیپٹن روس۔ صاحب انہوں نے مجھے اسقدر شراب پلائی تھی۔ کہ میں از خود رفتہ ہو رہا تھا۔ جو کچھ میرے آس پاس ہو رہا تھا۔ اسکا بہت خفیف حال مجھے معلوم ہوتا تھا۔ جو کچھ انسان ایسی حالت میں کہہ سکتا ہے۔ وہ سب کچھ میں نے کہا۔ لیکن ان دونوں نے مجھے یقین دلایا۔ کہ وہ صرف ٹھٹھا کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی ضرر نہیں

پادری۔ دوسرے دن جب تم نے یہ دیکھا۔ یہ تمام تر صفائی دیکھلی پھر

بھی تم نے کچھ نہ کہا - گو جس وقت ڈونٹیز
گرفتار ہوا - تم موجود تھے -

کیپٹن ڈوس - صاحب ہاں میں موجود
تھا - اور بولنے کو مستعد تھا - لیکن ڈونٹیز
نے مجھے باز رکھا - اور کہا - اگر وہ واقعی
ملزم ہو - اور واقعی جزیرہ البا میں گیا
ہو - اور پیرس میں بونا پارٹ کی کمیٹی
کے لئے خط لایا ہو - اور وہ خط اُسکے
پاس سے مل جائے - تو جو اُسکی امداد
کرینگے - وہ اُسکے ساتھ شریک سمجھے جائیں
گے - میں اقرار کرتا ہوں - کہ اِس سے
مجھے خوف پیدا ہوا - کیونکہ اُس وقت
پولیٹیکل حالت بہت نازک تھی - اِس
لئے یہ خیال کرکے میں چپ ہو رہا میں
یقین کرتا ہوں - میں نے بزدلی کی - مگر
جرم نہیں کیا -

پادری - میں سمجھ گیا - تم نے یہ چاہا
کہ دیکھیں - اونٹ کس کروٹ بیٹھتا
ہے -

کیپٹن ڈوس - صاحب - ہاں - مگر
رات دن مجھے افسوس رہتا تھا - اور جو
بات کہ قابل ملامت مجھ میں ہے - وہ یہ
ہے - کہ میری حالت بہت کمینہ ہے - میں
خود غرضی کی سزا بھگت رہا ہوں - اور
یہی سبب ہے - کہ میں ہمیشہ لاکر کوٹھی
کو کہتا ہوں - بیوی اپنی زبان بند کر دو
کیوں شکایت کرتی ہو - خدا کی مرضی یہی

[illegible] ہے - یہ کہکر کیپٹن [illegible] [illegible]
کے لئے سر نیچے کیا -

پادری - صاحب - خوب [illegible] [illegible]
بات اُٹھا نہیں رکھی - اِس لئے تمہارا اگر [illegible]
قصور بھی ہو - تو اُسے معاف کردینا چاہئے -

کیپٹن ڈوس - بڑی بات تو یہ ہوئی
ایڈمنڈ مر گیا - اور مجھے وہ معاف
نہیں کر گیا -

پادری - وہ جانتا نہیں تھا -

کیپٹن ڈوس - بات کاٹ کر - لیکن
اب وہ سب باتیں جانتا ہے - کہتے ہیں
کہ مُردے سب کچھ سُنتے ہیں - تھوڑی
دیر تک خاموش رہی - پادری اُٹھکر
کمرے میں بیٹھ گیا - اور پھر اپنی جگہ لی
اور کہا - تم نے دو تین دفعہ ایم مارل کا
نام لیا ہے - وہ کون تھا -

کیپٹن ڈوس - وہ فرعون جہاز کا
مالک اور ڈونٹیز کا مربی تھا -

پادری - اور اُس نے اُس افسوسناک
واقعہ میں کیا حصہ لیا -

کیپٹن ڈوس - اُس نے [illegible]
کی اور بڑی دلیری کا کام کیا - [illegible]
اُس نے ڈونٹیز کی سفارش [illegible]
شہنشاہ واپس آیا - تو اُس نے [illegible]
منت کرکے دھمکی دیکر [illegible]
یہاں تک کہ جب دوسری دفعہ [illegible]
ہوا - تو اُسے بونا پارٹ [illegible]

کپتان ڈریگیا - جیسے میں نے تمہیں کہا
ایک دس دفعہ ڈینٹیز کے باپ کو [illegible]
دو بیٹے کے لئے آیا - اور اپنے گھر اُسے
لے جانا چاہا - اور جیسے میں نے تمہیں
[illegible] - اُس کی [illegible] سے ایک [illegible]
[illegible] پر وہ ملاقات پر [illegible] کا
کیسہ بھرا ہوا چھوڑ گیا - جس سے اُس
پیرو کا قرضہ اُتار گیا - اور اُس
کی تجہیز و تکفین کی گئی - اور اس طرح
سے ایڈمنڈ کا باپ ہلاکی کا کچھ پار سے
وفات پا گیا - ابھی تک وہ کیسہ میرے
پاس ہے - بہت بڑا کیسہ ہے - اور
سُرخ ریشم کا بنا ہوا ہے -

پادری - کیا ایم مارل ابھی تک
زندہ ہے -

کپتان ڈوس - ہاں -

پادری - تو پھر وہ دولت مند
اور شادمان ہوگا -

کپتان ڈوس - (زہرخند ہنسی ہنسکے)
ہاں جیسے میں دولت مند ہوں -

پادری - کیا ایم مارل تنگ دست
ہو گیا -

کپتان ڈوس - اُس کے پاس کوڑی
تک نہیں - لیکن اب بے عزت
ہونے والا ہے -

پادری - کیسے -

کپتان ڈوس - ہاں پچیس سال تک
خوب کمائی کر اور مارسیلیز میں نامور ہی
پینیا گیا کہ ایم مارل تباہ ہو گیا ہے
اُس کے دو جہاز دو سال میں غرق
ہو گئے - جن بنکوں میں اُس نے
روپیہ رکھا ہوا تھا - اُن کا دیوالہ
نکل گیا - اُسکی جائے اُمید اب
وہی فرعون جہاز ہے - جس پر
ڈینٹیز کپتان تھا - اور وہ جہاز
ہندوستان کی طرف گیا ہوا ہے -
جہاز سے نیل اور شیل لانے والا
ہے - اگر یہ جہاز اور جہازوں کی
طرح غرق ہو گیا - تو پھر اُس کے
تباہ ہونے میں کوئی شک نہیں

پادری - کیا اُس کمبخت آدمی
کی بیوی بچے ہیں -

کپتان ڈوس - ہاں اُسکی ایک
بیوی ہے - جس نے اُس وقت نہایت
وفاداری سے اُسکا ساتھ دیا ہے
اُسکی ایک بیٹی ہے جسکی اس آدمی
سے جس سے وہ محبت رکھتی تھی -
شادی ہونے والی تھی - لیکن اُس
آدمی کے خاندان نے تباہ حال
ایم مارل کی بیٹی سے اُسے شادی
نہ کرنے دی - علاوہ ازیں اُسکا
ایک بیٹا ہے - جو فوج میں لفٹنٹ
ہے - آپ خیال کر سکتے ہیں - کہ
بجائے اُس کے دل کو آرام سے

پادری۔ اور فرنینڈ کا کیا حال ہے؟
کیڈروس۔ اُس کا الگ قصہ ہے۔

پادری۔ لیکن وہ بیچارہ مچھلی فروش کا بیٹا جو نہ کچھ پڑھا ہے۔ اور نہ کچھ جانتا ہے۔ کس طرح روپیہ کما سکتا ہے؟ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

کیڈروس۔ کسی کی سمجھ میں بھی یہ بات نہیں آتی۔ اس کی زندگی میں کوئی راز ہوگا۔ جو اور کسی کو معلوم نہیں۔

پادری۔ لیکن ظاہری وجہ اور کونسی ہے۔ جس سے وہ اس قدر دولتمند اور صاحب عزت ہو گیا۔

کیڈروس۔ اُسے دونوں باتیں میسر ہیں۔ دولت بھی ہے۔ عزت بھی ہے۔

پادری۔ یہ تو ناممکن ہے۔

کیڈروس۔ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن اس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا شہنشاہ کی واپسی کے چند دن پیشتر وہ فوج میں بھرتی کیا گیا۔ بوربون اُسے امن سے قتلان میں چھوڑ گئے لیکن نپولین واپس آیا۔ ایک عجیب جائزہ لینے کا ارادہ کیا گیا۔ اور فرنینڈ کو شامل ہونے کے لئے مجبور کیا گیا۔ میں بھی گیا۔ لیکن چونکہ میں فرنینڈ سے بڑا تھا۔ اور میں نے ابھی اپنی بیوی سے شادی کی تھی۔ کہ مجھے ساحل پر بھیجا گیا۔ فرنینڈ کو اُسی فوج میں جو لڑائی پر جانے والی تھی۔ شامل کیا گیا۔ اور سرحد کی طرف روانہ ہوا۔ اور لگن کی لڑائی جا کے لڑا۔ لڑائی کے بعد والی رات کو وہ اُس جرنیل کے دروازے پر پہرہ دیتا تھا۔ جو دشمن سے پوشیدہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ اُسی رات کو وہ جرنیل انگریزوں کی طرف جانے والا تھا۔ اُس نے فرنینڈ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ فرنینڈ نے منظور کر لیا۔ اپنے پہرے کو اُس نے چھوڑ دیا۔ اور جرنیل کے پیچھے ہولیا۔ اگر نپولین رہتا تو یہ بات اُسے کورٹ مارشل میں آنے کے لئے مجبور کرتی۔ مگر اُس کے ذریعے اُس کی بوربون سے سفارش ہوئی سب لفٹنٹ ہوکر وہ فرانس کو واپس آیا۔ چونکہ جرنیل اُس پر بڑا مہربان تھا۔ اُس نے ۱۸۲۳ء کو اُسے کپتان بنا دیا۔ اُس وقت سپانیہ والوں سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اور یہ وقت وہی تھا۔ جب ڈینگلرس کا اقبال کا ستارہ برسر ترقی تھا۔ فرنینڈ

ہسپانی تھا - اِس لئے اُسے اپنے وطن
کے خیالات معلوم کرنے کے لئے روانہ
کیا گیا - جب وہ وہاں پہونچا - تو ڈینگلرس
کو اُس نے وہاں دیکھا - اور اُس کا
بہت دوست ہوگیا - دارالسلطنت
اور صوبجات کے شاہی خاندان سے
اُسکی مددلی - اقرار لئے - اور معاہد
کئے - اور اُن راستوں سے جو پہاڑوں
کی غاروں کے درمیان دور سے ہی
معلوم ہوتے تھے - رجمنٹ کو لے گیا - قصہ
کوتاہ اِس مختصر دور میں ایسی نمایاں
خدمات اُس نے سرانجام کیں - کہ
کیپ ڈرو کی فتح ہونے کے بعد وہ
کرنیل ہوا - اور کونٹ کا خطاب اور
فیجنا آف آنر کی صلیب کو اُس نے
حاصل کیا -

پادری - قسمت قسمت !

کیڈروس - سنیئے یہ بات نہیں
ہوئی - جب ہسپانیہ کے ساتھ لڑائی
ختم ہوئی - تو فرننڈ کا دروازہ زندگی
کا اُس مدت دراز کے امن سے جو
اغلباً یورپ میں معلوم ہوتا تھا امتحان
کیا گیا - یونان ہی صرف روم کے
برخلاف اُٹھا تھا - اور آزادی کے
لئے لڑائی کا خواہاں ہوا تھا - تمام
آنکھیں ایتھنز کی طرف لگی ہوئی
تھیں - سب یہی چاہتے تھے - کہ یونانیوں
کو امداد دیں - فرانسیسی گورنمنٹ
نے کھلم کھلا اُن کی حفاظت کرنے
کی بجائے جیسی تمہیں معلوم ہے -
فوج بھیجی - فرننڈ نے درخواست
کی - اور فوج کشی کی خدمت اپنے
ذمہ لی - کیونکہ اسوقت تک فوج
کے ساتھ اُسکا تعلق تھا - کچھ وقت
کے بعد یہ بیان کیا گیا - کہ کومٹی
ڈی موسرف (یہ وہ نام
ہے - جس سے وہ مشہور ہوا) انسٹرکٹر
جنرل کی فوج کے ساتھ علی پاشا کی
خدمت میں داخل ہوا - جیسے تمہیں
معلوم ہے - علی پاشا مارا گیا لیکن
پیشتر اِس کے کہ اُس نے جان دی
وہ اپنا روپیہ فرننڈ کو وصیت کر
گیا - وہ روپیہ لیکر فرانس کو واپس
آیا - اُس وقت اُس کا عہدہ
لفٹنٹ جنرل کا تھا -

پادری - اب ؟

کیڈروس - اب وہ ایک
عالیشان ہوٹل کا پیرس میں مالک
ہے - جسکا نام اوسے ڈی بلڈوہے
پادری نے اپنی آنکھیں کھولیں اور
کچھ دیر تک تامل کرتا معلوم ہوا تب
اچھے اور پر ضبط پانے کی کوشش
کی - اور کہا کہتے ہیں - مرسیڈیز
کہیں غائب ہوگئی ہے -

کیٹ ڈروس - غائب ہو گئی - ہائے
وہ ایسے طور سے غائب ہو گئی ہے
جیسے سورج اگلے دن نہایت آب
و تاب کے ساتھ چڑھنے کے لئے غائب
ہوتا ہے -

پادری - (تبسم سے) کیا وہ بھی
مالدار ہو گئی ہے -

کیٹ ڈروس - مرسیڈیز آجکل پیرس
میں بڑی لیڈیوں میں سے ہے -

پادری - جیسا بیان کیا - ایسا
معلوم ہوتا ہے - کہ میں خواب دیکھ
رہا ہوں - لیکن میں نے ایسی عجیب
باتیں دیکھی ہیں - کہ جو کچھ تم بیان
کرتے ہو - اوس سے مجھے اسقدر تعجب
نہیں ہوتا -

کیٹ ڈروس - مرسیڈیز کو اول ایڈمنڈ
سے محروم ہونے سے بڑا صدمہ ہوا -
میں پہلے بیان کر چکا ہوں - کہ پہلے
وہ ایم ڈی ولی فورٹ کے پاس
منت سماجت کرنے کے لئے گئی - اور
کیسے اوس نے اوس کے باپ کے ساتھ
محبت سے سلوک کیا - اس ناامیدی
کے ایام میں ایک [illegible]
[illegible]

روتے دھوتے کاٹے - ایڈمنڈ کی کوئی
خبر نہ آئی - نہ فرننڈ کی ہی خبر اوسے
ملی - حتیٰ کہ ایڈمنڈ کے باپ کی
وفات کا وقت آگیا - جیسے اس کا
دستور تھا - ایک دن شام اُن دو
سڑکوں کے کونے پر بیٹھی جو
کتابیں سے مارسیلز کو جاتی ہیں - وہ
نہایت اوداس ہو کر گھر آئی - نہ
اپنا خاوند ہی اوس نے آتا دیکھا
نہ اپنا بھائی ہی اوسے نظر آیا - اور
نہ اوسے کسی کی خبر ملی - اچانک اوسے
ایسے قدموں کی آہٹ کی آواز آئی -
جنہیں وہ جانتی تھی - اور منہ پھیر کر
جو نظر کی تو کیا دیکھتی ہے - کہ دروازہ
کھلا ہے - اور فرننڈ سب لفٹنٹ
کی وردی پہنے اوسکے سامنے کھڑا
ہے - گذشتہ زمانے کو یاد کر کے
اوسکا دل بھر آیا - اور اوس نے
فرننڈ کا جوش سے ہاتھ پکڑ لیا -
جس سے فرننڈ نے خیال کیا - کہ اوسکے
نقش [illegible]
[illegible]

تھا۔ چنانچہ شادی سے آٹھ دن کے بعد وہ مارسیلیز سے روانہ ہوئے۔

پادری۔ کیا تم نے مرسیڈیز کو پھر بھی دیکھا۔

کیڈ روس۔ ہاں جب سپانیہ کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی۔ پیرپگنن میں میں نے اوسے دیکھا تھا۔ کیونکہ فرننڈ اوسے وہاں چھوڑ گیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کی تعلیم کی طرف متوجہ تھے۔

پادری چونک اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ اوسکا بیٹا۔

کیڈ روس۔ ہاں اوس کا نام البرٹ تھا۔

پادری۔ اور پھر اپنے بیٹے کو تعلیم دینے کے لئے اوس نے خود تعلیم پائی ہوگی۔ میں نے ایڈمنڈ سے سنا تھا کہ وہ ایک خوشحال ماہی گیر کی بیٹی تھی۔ خوبصورت تھی۔ مگر اوس نے تعلیم نہیں پائی تھی۔

کیڈ روس۔ آہ! اوسے اپنی معشوقہ کا اتنا پتہ تھا۔ اگر سب سے خوبصورت اور سب سے دانا عورت کو تاج پہنانے کا دستور ہوتا۔ تو مرسیڈیز ملکہ ہوتی۔ فرننڈ نے دولت اور عزت بہت حاصل کرہی لی تھی۔ اوسکے بڑا ہونے سے وہ بھی بڑی ہو گئی۔ اوس نے نقش کشی۔ باجا۔ ہر ایک چیز سیکھ لی۔

اور میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ اوس نے یہ سب کچھ اس لئے سیکھا۔ کہ اوسکا دل ایک بات کی طرف مصروف رہے۔ اور وہ ایڈمنڈ کو فراموش کرے۔ اس طور سے اوس نے اپنے دل پر زیادہ بوجھ ڈالنے کے لئے اپنا سر ان باتوں سے بھرا۔ لیکن گو دولت و اقبال اسوقت اوسکا غلام ہے۔ تاہم یہ بھی بیان کر دینا چاہیئے۔ کیڈ روس ٹھیر گیا۔

پادری۔ اور وہ کیا؟

کیڈ روس۔ مجھے یقین ہے کہ شادمان نہیں ہے۔

پادری۔ تمہیں یقین کس بات سے پیدا ہوا۔

کیڈ روس۔ کیوں جب میری یہ تنگ حالت آکر ہوئی۔ تو میں نے خیال کیا۔ کہ میرے قدیم آشنا مجھے امداد دینگے۔ پس میں ڈینگلرس کے پاس گیا۔ مگر اوس نے مجھے اپنے ساتھ ملنے تک نہ دیا۔ جب میں فرننڈ کے ہاں گیا۔ تو اوسنے نوکر کے ہاتھ سو فرینک میرے پاس بھیجے۔

پادری۔ کیا مرسیڈیز کو بھی دیکھا۔

کیڈ روس۔ نہیں۔ لیکن میڈم ڈی مرسیڈیز نے مجھے دیکھ لیا۔

پادری۔ کیسے۔

کیڈ روس - جب میں جانے لگا - تو ایک کیسہ میرے پاؤں کے آگے گر گیا - اس میں پچیس نوٹس (سکہ) تھے - میں نے جلدی اپنا سر اٹھایا اور مرسیڈیز کو دیکھا - اوس نے فوراً تاکی بند کرلی -

پادری - اور ایم ڈی ولفرٹ -

کیڈ روس - آہ وہ میرا کوئی دوست نہیں تھا - کہ میں اس کے پاس جاتا اور اس کے حالات کو دریافت کرتا -

پادری - کیا تمہیں ان باتوں کی خبر نہیں - کہ ایڈمنڈ کو مصیبت میں ڈالنے سے اوسے کیا نفع حاصل ہوا -

کیڈ روس - نہیں مجھے صرف اتنی خبر ہے - کہ ایڈمنڈ کو گرفتار کرانے کے تھوڑے عرصہ بعد اوس نے میڈم ڈی سینٹ میران کے ساتھ شادی کی - اور بعد ازاں مارسیلز سے جلدی چلا گیا - اسمیں کچھ شک نہیں - کہ جیسے ڈینگلرس اور فرنینڈ نے اعلیٰ مراتب پائے - ویسے اوس نے بھی پائے - صرف میں ہی جیسے تم دیکھتے ہو - غریب تہیدست اور مفلس و قلاش رہ گیا -

پادری - عزیز تم غلطی کرتے ہو - بعض وقت انسان کو ایسا سوجھتا ہے - خدا اوسے بھول گیا - حالانکہ یہ اوس کے عدل کا تقاضا ہوتا ہے لیکن وہ وقت جب وہ یاد فرماتا ہے - آتا ہے - اسوقت نہال کر دیتا ہے - یہ دیکھو اسکا ثبوت اور جب اوس نے یہ کہا - اوس نے ہیرا ڈبیا میں سے نکالا - اور اوسے دیکر کہا - یہ لو یہ تمہارا ہے -

کیڈ روس - آہ! صاحب یہ میرا ہے - مجھ سے ہنسی مت کریں -

پادری - یہ ہیرا اوسکے دوستوں کے درمیان تقسیم کرنا چاہیے تھا - ایڈمنڈ کا صرف ایک ہی دوست تھا اسلیئے یہ تقسیم نہیں ہو سکتا - یہ ہیرا لے لو - اور اسے بیچو - اس کی قیمت پچاس ہزار فرانک (دو سو پونڈ ہے) میں خیال کرتا ہوں - کہ اسقدر روپیہ سے تمہاری یہ ذلیل حالت دور ہو جائے گی -

کیڈ روس - ایک ہاتھ پھیلا کر اور دوسرے سے پیشانی کا پسینہ پونچھکر، آہ صاحب مجھ سے ٹھٹھا نہ کریں اور نہ مجھے دیوانی میں مبتلا کریں -

پادری - میں جانتا ہوں - کہ شادمانی اور مایوسی کیا چیز ہے - میں کبھی ان باتوں سے تمسخر نہیں کیا کرتا - اس سے اسے لے لو - اور اسی کے عوض میں

کیڈروس ۔ جس نے ہیرا کو چھو اٹھا اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا ۔ پادری ہنس پڑا ۔ اور کہا ۔ اس کے عوض میں وہ سرخ ریشمین کیسہ جو ایم مارل ڈینیس کے باپ کے طاق پر چھوڑ گیا تھا مجھے دو ۔ کیونکہ تم کہتے ہو ۔ وہ تمہارے پاس ہے ۔ کیڈروس جو زیادہ تر تعجب میں مبتلا ہو رہا تھا ۔ صندوق کی طرف گیا ۔ اوسے کھولا ۔ اور پادری کو ہرا لمبا ریشمین کیسہ نکالکر دے دیا ۔ پادری نے اوسے لے لیا ۔ اور اس کے عوض میں ہیرا اوسے دے دیا ۔

کیڈروس ۔ (باآواز بلند) صاحب آپ واقعی بڑے مقدس آدمی ہیں ۔ کیونکہ کسی کو معلوم نہیں تھا ۔ کہ ایڈمنڈ نے تمہیں ہیرا دیا ہے ۔ تم اگر چاہتے تو اسے اپنے پاس رکھ سکتے ۔

پادری ۔ (اپنے آپ میں) یہ بات تو تم خود کرتے اور پھر اوس نے اٹھکر اپنی ٹوپی اور دستانے لئے اور کہا ۔ جو کچھ تم نے مجھ سے بیان کیا ہے واقعی ٹھیک ہے ۔ مجھے اوس کے حرف حرف کا یقین آ گیا ۔

کیڈروس ۔ پادری صاحب اس کونے میں پاک لکڑی کی ایک صلیب ہے یہاں اس الماری میں میری بیوی کی انجیل ہے ۔ اوسے کھولو ۔ میں صلیب پر ہاتھ رکھکر تمہارے آگے قسم کھاتا ہوں ۔ بالیں قسم کھاکر تمہیں یہ بات بتانے کو تیار ہوں ۔ کہ جو کچھ میں نے تمہارے آگے بیان کیا ۔ یہ ٹھیک واقعہ ہوا ۔ خدا کا فرشتہ بھی قیامت کے دن اس کے تخت کے سامنے ایسا ہی بیان کریگا ۔

پادری ۔ تم نے بہت اچھا کیا ۔ امید ہے ۔ اس روپئے سے تمہیں فائدہ ہوگا ۔ الوداع میں ایسے آدمیوں سے چلا جاتا ہوں ۔ جو آدمیوں کو ایسے طور سے سخت تکلیف دیتے ہیں ۔ اور وہ بمشکل اس حالت میں جبکہ کیڈروس اوسکا نہایت شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اس سے پیچھا چھوڑا ۔ گھوڑے پر سوار ہوا ۔ پھر اس سرائے دار کو جو اوسیکی دروازے الوداع کہتا تھا ۔ اور پھر اس سڑک پر جا چڑھا جس پر وہ چلا آیا تھا ۔ جب کیڈروس نے موںہہ پھیر کر دیکھا ۔ تو اس نے لاکی کونٹی کو زرد اور کانپتے ہوئے پایا

لاکی کونٹی ۔ کیا یہ سب کچھ جو میں نے سنا ہے ۔ سچ ہے ۔

کیڈروس ۔ (خوشی کے مارے بیخود ہوکر) ہاں ۔ اوس نے ہیرا صرف ہمیں ہی دیا ہے

لاکی کونٹی ۔ ہاں ۔

کیڈروس - یہ دیکھو -

اس عورت نے کچھ دیر تک اوس کی طرف دیکھا - اور پھر افسوسناک آواز سے کہا - میں خیال کرتی ہوں یہ جعلی ہیرا ہے - کیڈروس چونک کر زرد ہو گیا - اور کہنے لگا - جعلی - وہ شخص مجھے جعلی ہیرا کیوں دینے لگا تھا -

لاکر کونتی - بیوقوف تم سے اس راز کے لئے اور تمہیں کچھ نہ دینے کے لئے -

کیڈروس کچھ دیر تک تو یہ سنکر حیران رہا - اور پھر اپنی ٹوپی سر پر رکھکر اور چھڑی ہاتھ میں لے کر کہنے لگا - ابھی میں اس بات کو معلوم کرتا ہوں -

عورت - کس طور سے ؟

کیڈروس - کیوں بکیر کا میلا ہے پیرس کے بہت جوہری وہاں آتے ہیں - میں جاتا ہوں - اور انہیں دکھلاتا ہوں - گھر کی خبرداری رکھو - دو گھنٹوں میں واپس چلا آؤنگا - کیڈروس جلدی گھر سے روانہ ہوا - اور اس طرف سے مخالف سمت کو ادھر نا معلوم گیا تھا - چلا گیا - لاکر کونتی نے بڑبڑا کر کہا - پچاس ہزار فرینک یہ گو بہت روپیہ ہے - مگر پھر بھی کیا ہے -

اٹھائیسواں باب

قیدخانے کا رجسٹر

اس دن سے اگلے دن جس کے واقعات ہم نے قلمبند کئے ہیں - ایک تیس پینتیس برس کی عمر کا آدمی جو ایک زرق برق کا نیلگوں چوغہ نہایت عمدہ خوب صورت کپڑے کی پتلون اور سفید واسکٹ زیب بدن کئے ہوئے اور شکل سے انگریز معلوم ہوتا تھا مارسیلز کے حاکم کے پاس حاضر ہوا - اور کہنے لگا - صاحب میں روم کے طامسن اور فرینچ کے کارخانے کا کلرک ہوں - ہمارا دس سال سے مارسیلز کے مارل - اینڈ طامسن کے ساتھ معاملہ رہا ہے - اور ہمارا ایک لاکھ فرینک اوس کے پاس ہے - مگر چونکہ ہم نے یہ سنا ہے کہ اوسکا کارخانہ تباہ ہونے کے قریب ہے - اس لئے آپ سے خبر لینے کے لئے آیا ہوں -

میئر - صاحب میں یہ بات جانتا ہوں کہ چار یا پانچ سال سے بیچارہ ایم مارل مصائب میں اسیر ہے - اس کے چار پانچ جہاز غرق ہو چکے ہیں - اور تین چار دوالے نکل چکے ہیں - گو میں نے

ابھی دس ہزار فرینک اوسکے دیتے ہوگے
ہیں۔ تاہم اوسکی مالی حالت کی نسبت
میں تمہیں کوئی پوری پوری خبر نہیں
دے سکتا ۔ میری حیثیت کے لحاظ
سے مجھ سے سوال کرتے ہو۔ تو میں آپ
سے کہتا ہوں۔ کہ مارل پرلے درجہ کا
نیک آدمی ہے۔ اینگ جو معاملہ اون
کا ہے۔ اوس نے نہایت خوبی سے
اُسے نبھایا ہے۔ یہی بات ہے ۔ جو
میں آپ سے کہہ سکتا ہوں۔ اگر تمہیں
زیادہ حالات معلوم کرنے کی آرزو ہے
تو ایم ڈی بول قیدخانے کے انسپکٹر
کے ہاں چلے ۔ اوی ڈی البیز میں
رہتا ہے۔ جاؤ۔ میں یقین کرتا ہوں۔
اس نے دو لاکھ فرینک اوس کے
پاس رکھے ہوئے ہیں۔ وہ تمہیں
سب خبر دیگا۔ کیونکہ میری نسبت
اوس نے بہت روپیہ اوس کے
پاس رکھا ہوا ہے۔ اس لئے دغلب
ہے۔ کہ اوسے بہت کچھ معلوم ہو۔
اس انگریز نے اس بات کو بڑی مہربانی
تصور کیا۔ اور سلام کر کے اس قدیم
کے ساتھ جو برطانیہ کے لوگوں سے
خصوصیت رکھتا ہے۔ وہ مندرجہ بالا
کوچے کی طرف گیا۔

ایم ڈی بول اسوقت اپنے پرائیویٹ
کمرے میں تھا۔ اور انگریز نے اُسے
دیکھکر تعجب کا اندازہ ظاہر کیا جس
سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ پہلا دفت
ہی نہیں تھا۔ کہ وہ اُس کے پاس
آیا ہے۔ اور ایم ڈی بول کا یہ حال
ہو رہا تھا۔ کہ اوسے کسی بات سے
چین نہیں پڑتا تھا۔ صرف اس کے
دل میں ایک ہی خیال سمایا ہوا تھا
جو اوسے بیتاب کئے دیتا تھا۔ انگریز
نے ویسے ہی اطمینان سے جیسا اوس
نے میئر کو مخاطب کیا تھا۔ اوسے اپنی
طرف متوجہ کیا۔ جس پر ایم ڈی بول
نے اوسے کہا۔ آہ صاحب آپکا اندیشہ
ٹھیک ہے۔ تم اپنی نظر کے سامنے
ایک مایوس آدمی کو دیکھتے ہو۔

میرے دو لاکھ فرینک ایم مارل
اینڈ سن کے پاس تھے۔ یہ دو لاکھ
فرینک میری بیٹی کا جہیز تھا۔ اُسکی
دو ہفتے میں شادی ہونے والی ہے
اور اس روپے میں سے آدھا اس
مہینے کی پندرہ تاریخ کو ادا ہونا چاہئے
تھا۔ اور آدھا اگلے مہینے کی پندرہ تاریخ
کو میں نے ایم مارل سے درخواست
کی۔ کہ یہ رقمیں وقت پر مجھے دیوے
اوسے میرے پاس سے آدھا گھنٹہ گئے
ہوا ہے۔ اوس نے مجھے کہا۔ کہ اگر اس
کا جہاز فرعون ۱۵ تاریخ تک نہ آئیگا
تو وہ کچھ دے نہیں سکیگا۔

انگریز۔ لیکن اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ وہ صرف روپے کو توقف میں ڈالنا چاہتا ہے۔

ایم ڈی بول۔ (مایوس ہوکر) یہ تو دوالیہ پن ہے۔ انگریز نے کچھ دیر تک تامل کیا۔ اور پھر کہا۔ اس سبب سے صاحب آپ کو خدشہ ہے۔

ایم ڈی بول۔ میں تو اپنا روپیہ ضایع سمجھتا ہوں۔

کلرک۔ تو اچھا میں یہ روپیہ تم سے خرید لیتا ہوں۔

ایم ڈی بول۔ تم۔

کلرک۔ ہاں میں۔

ایم ڈی بول۔ مگر سب ڈسکونٹ پر

کلرک۔ نہیں دو لاکھ فرینک پر۔ ہمارا کارخانہ اس طور سے معاملہ نہیں کرتا۔

بول۔ اور تم کب ادا کروگے۔

کلرک۔ نقد اور اس انگریز نے اپنی جیب سے نوٹ نکالے۔ جو اس رقم سے جس کے ایم ڈی بول کو ضایع ہونے کا خطرہ تھا۔ دُگنی قیمت کے تھے ڈی بول کے چہرے پر خوشی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ پھر بھی اس نے ضبط کیا۔ اور کہا۔ صاحب میں آپ کو کہے دیتا ہوں۔ کہ میں چھ فیصدی سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں دونگا۔

کلرک۔ یہ میرا کام نہیں یہ اس کارخانے والوں کا کام ہے۔ جنکی طرف سے میں یہ معاملہ کرتا ہوں۔ شاید اونکا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک حریف کے کارخانے کو جلدی زک پہنچا دیں۔ لیکن صاحب جو بات میں جانتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اوس روپے کے عوض میں میں آپ کو برابر روپیہ دے سکتا ہوں میں صرف دلالی مانگتا ہوں۔

ایم ڈی بول۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ دستوری کا معمول ڈیڑھ فیصدی ہے۔ کیا تم دو تین چار پانچ یا کچھ زیادہ فیصدی لوگے۔ بیان کرو۔

کلرک۔ میں اپنے کارخانے کے دستور کے موافق کام کرتا ہوں۔ اور ایسی باتیں نہیں کرتا۔ نہیں جو کمیشن میں مانگتا ہوں۔ وہ اور ہے۔

بول۔ اوسکا نام لو۔ میں تمہاری التجا کرتا ہوں۔

کلرک۔ آپ انسپکٹر جیلخانہ جات ہیں۔

بول۔ ہاں چودہ سال سے۔

کلرک۔ آپ کے پاس قیدیوں کی آمد اور روانگی کا رجسٹر ہوتا ہے۔

بول۔ ہاں۔

کلرک۔ ان رجسٹروں میں قیدیوں کی نسبت نوٹ لگے ہوئے ہیں

بول - ہر ایک قیدی کی نسبت ایک خاص رپورٹ ہوتی ہے -

کلارک - صاحب میں نے روزنامچہ میں ایک شخص سے تفہیم پائی تھی - جو اچانک غائب ہوگیا - کہتے ہیں - وہ قلعہ ایف میں قید ہوا تھا - میں اسکی موت کے کچھہ حالات دیکھنا چاہتا ہوں -

بول - اُنکا نام کیا تھا -

کلارک - ایبی فیریا -

بول - آہ مجھے وہ بخوبی یاد ہے وہ دیوانہ تھا -

کلارک - ایسا ہی کہتے ہیں -

بول - اسمیں کچھہ شک نہیں -

کلارک - خیر لیکن اُسکی دیوانگی کس قسم کی تھی -

بول - وہ کہتا تھا - کہ مجھے ایک بڑا خزانہ معلوم ہے - اگر گورنمنٹ مجھے آزاد کرے گی - تو میں اوسے وہ خزانہ بتاؤنگا -

کلارک - اور وہ بچارہ اب مرگیا -

بول - ہاں پانچ چھہ ماہ ہوئے ہیں ہاں فروری گذشتہ کو -

کلارک - صاحب آپکا حافظہ بڑا تیز ہے - کہ آپ کو ایسی عمدگی سے تاریخیں یاد ہیں -

بول - مجھے یہ واقعہ اس سبب سے یاد ہے - کہ اُسکی موت پر ایک عجیب واقعہ وقوع میں آیا -

کلارک - شوق سے کیا میں اوس کے معلوم کرنے کی امید کر سکتا ہوں -

بول - آہ صاحب اوس کی کوٹھری ایک بونا پارٹ کے حامی کی کوٹھری سے چالیس پچاس فیٹ دور تھی - اور وہ اُن اشخاص میں سے تھا جو ۱۸۱۵ء میں غاصب کی امداد میں بڑے سرگرم اور بڑے خطرناک اور اولوالعزم تھے -

کلارک - واقعی -

بول - ہاں میں نے خود اس شخص کو ۱۸۱۶ء یا ۱۸۱۷ء میں دیکھا - اوس وقت ہم کوئی دس بارہ سپاہی ایک اس کوٹھری میں گئے - اس آدمی کی گفتگو سے مجھہ پر بہت اثر ہوا - میں کبھی اسکا چہرہ نہ بھولونگا - انگریز ایسے طور سے کہ اوسے نہ معلوم ہوا - ہنسا اور پھر کہنے لگا - اور صاحب آپنے کہا تھا - کہ دو کوٹھریاں -

بول - ایک دوسری سے پچاس پچاس گز کا فاصلہ رکھتی تھیں - لیکن اس آدمی ایڈمنڈ ڈنٹیز -

کلارک - اس شخص کا نام یہ تھا -

بول - ایڈمنڈ ڈنٹیز - صاحب معلوم ہوتا ہے - کہ اس نے کہیں سے اوزار لیئے - یا اونہیں خود بنایا - کیونکہ ایک راستہ معلوم ہوا جس کے راہ سے

دونوں قیدی آپس میں راہ و رسم رکھتے تھے۔

کلرک۔ یہ راستہ ضرور انہوں نے بھاگنے کے لئے بنایا ہوگا۔

بول۔ بیشک۔ لیکن۔ ابی فیریا سخت بیمار ہوا۔ اور مر گیا۔

کلرک۔ اس سے اون کے بھاگنے کی تجویز میں توقف ہوا ہوگا۔

بول۔ اس مردے کے لئے مگر دوسرے کے لئے نہیں۔ کیونکہ اوس شخص ڈینٹیز نے اوس سے اپنے بھاگنے کی تجویز نکالی اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ اوس نے خیال کیا۔ کہ قلعہ ایف کے قیدی قبرستانوں میں معمولی طور سے دفن کئے جاتے ہیں اس لئے وہ مردے کو اپنی کوٹھڑی میں لے گیا۔ اور آپ خود اس بوری میں جسمیں وہ سیا ہوا تھا۔ جا داخل ہوا۔ اور دفن کئے جانے کے وقت کا انتظار کرنے لگا۔

کلرک۔ یہ تو بڑا ہی جرأت کا کام ہے۔ جو اس نے کیا اور ایسی نظیر تو دیکھنے سننے میں کبھی نہیں آئی۔

بول۔ ہاں صاحب۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ وہ بڑا خطرناک آدمی تھا۔ خوش قسمتی کی بات یہ ہوئی۔ کہ اس کارروائی سے اوس نے گورنمنٹ کو اس خطرے سے بیکدوش کر دیا۔

کلرک۔ یہ کیسے۔

بول۔ کیسے کیا تم نہیں سمجھتے۔

کلرک۔ نہیں۔

بول۔ قلعہ ایف میں کوئی قبرستان نہیں۔ جو قیدی مر جاتے ہیں۔ ان کے پانوں میں چھتیس پونڈ جست باندھکر سمندر میں بہا دیا جاتا ہے۔

کلرک۔ خوب۔ گویا کہ اوسے اس بات کی خبر نہیں تھی۔

بول۔ خیر انہوں نے چھتیس پونڈ سیسہ اسکے پانوں سے باندھا۔ اور سمندر میں پھینکدیا۔

کلرک۔ خوب۔

انسپکٹر جیلخانجات۔ ہاں صاحب آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ جب اوسے سر کے بل چٹان کے نیچے پھینکا گیا ہوگا تو تم اون کی حیرانی سمجھہ سکتے ہوگے۔ میں اسوقت اسکا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔

کلرک۔ یہ تو مشکل ہوگا۔

ڈی بول۔ کچھہ مضائقہ نہیں کیونکہ اس حالت میں دو لاکھ فرینک تو مجھے ضرور مل جاتا۔ خیر کچھہ بات نہیں قیاس میں آتا ہے۔ کہ اوس کے چہرہ کا عجیب حال ہوا ہوگا۔ اور وہ مارے خوشی کے ہنسا۔

کلرک۔ ایسا ہی میں بھی خیال کر سکتا

ہوں - اور وہ بھی ہنسا - لیکن وہ ایسے طور سے جیسے کہ انگریز دانت چڑاتے ہیں - ہنسا - اور پھر کہنے لگا - وہ ڈوب گیا ہوگا -

بول - اس میں کیا شک ہے -

کلارک - اور گورنمنٹ نے اس خوفناک قیدی سے مخلصی پائی -

بول - بیشک -

کلارک - لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ ایک سرکاری تحریر اُس کی نسبت مرتب ہوئی تھی -

بول - ہاں - ہاں - اُسکا حلیہ لکھا گیا تم سمجھتے ہو - کہ ڈینٹیز کے رشتہ دار اگر کوئی رشتہ دار اُسکا ہو یا سبات کے معلوم کرنے سے کہ آیا وہ زندہ ہے یا مر گیا - دلچسپی رکھتا ہوگا -

کلارک - تو اگر اُس کی کوئی وراثت ہو تو وہ مطمئن ہوکر اس پر قبضہ کر سکتے ہیں - وہ مر گیا - اور اس میں کوئی شبہ نہیں -

بول - ہاں - ہاں - اور اس واقعہ کو جب وہ چاہیں - تصدیق کر سکتے ہیں -

کلارک - ایسا ہی چاہیئے - لیکن اِن رجسٹروں کی نسبت کیا مضائقہ ہے -

بول - ٹھیک اِس داستان سے ہماری توجہ اون کی طرف سے ہٹ گئی - معاف کیجیے -

کلارک - آپکو معاف کردوں کیوں کیا اِس داستان کے لئے ؟ اسمیں آپکا قصور کیا - یہ بات تو مجھے بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے -

بول - تو صاحب آپ ایسے کے متعلق جو صلح مجسم تھا - کچھ دیکھنا چاہتے ہیں -

کلارک - ہاں آپکا بہت ممنون ہونگا -

بول - اس کمرے میں چلیں - میں وہ رجسٹر تمہیں دکھلاتا ہوں - اور وہ دونوں کمرے میں جا داخل ہوئے - جو کچھ وہاں رکھا ہوا تھا - نہایت قرینے سے تھا - ہر ایک رجسٹر پر نمبر اور ہر ایک فایل اپنی اپنی جگہ پر تھے - انسپکٹر نے انگریز سے کہا - کہ آرام چوکی پر بیٹھ جائیں - اور قلعہ ایف کے متعلق جو رجسٹر اور کاغذات تھے - انہیں اُس کے سامنے لاکر رکھدیا - اور اُسے اون کے دیکھنے کے جتنا وقت وہ لینا چاہے دیدیا - اور خود ایک کونے میں جا بیٹھا - اور اخبار پڑھنے لگا - انگریز نے جلدی وہ جگہ نکال لی - جہاں ابی فیریا کا حال لکھا ہوا تھا - لیکن یہ معلوم ہوتا تھا - کہ وہ داستان جو انسپکٹر نے بیان کیا تھا - بہت دلکش اور عجیب تھی - اس لئے اس نے جلدی

اونہیں دیکھکر وہ جگہ نکالی - جہاں ایڈمنڈ
ڈنیٹز کی نسبت لکھا ہوا تھا - اوس
جگہ پر ایک انگریز نہایت ترتیب وار اس
نے لکھا ہوا تھا - دیکھا - الزام تحقیقات
مارل کی درخواست ایم ڈی ولفرٹ
کا حاشیہ کے نوٹ اوس نے الزام
کے کاغذات کو پیٹ لیا - اور چپکے
اپنی پاکٹ میں اسے رکھ لیا تحقیقات
کو پڑھا - اور اس میں مارسلیز کا
نام لکھا ہوا - اوسے دکھائی نہ دیا -
اس درخواست کو بھی پڑھا - جس
پر ۱۰ - اپریل ۱۵۱۵ء کی تاریخ بھی
مرقوم تھی - جس میں مارل نے حاکم
اعلیٰ کی صلاح سے نہایت نیک
نیتی سے اُن خدمات کو جو ڈنیٹز شاہی
جانب داری کے لئے بجالایا تھا -
بیان کی تھیں - کیونکہ نپولین اس
وقت سخت مصیبت میں مبتلا تھا
اور ولفورٹ کی تحریر اُس کی تصدیق
کرتی تھی - نپولین کو جب درخواست
دیگئی - تو ولفورٹ نے اسے دبائے
رکھا - اور جب نپولین کو پھر شکست
ہوئی - حاکم اعلیٰ کے ہاتھ میں وہی
درخواست اسکے حق میں دشمن جانستان
ہوگئی - جب رجسٹر میں بریکیٹ
میں یہ نوٹ ملا - تو وہ دیکھکر بہت
حیران ہوا - چنانچہ یوں لکھا تھا -

ایڈمنڈ ڈنیٹز - بڑا خطرناک

بوناپارٹ کا حامی جزیرہ البا
میں نپولین کے واپس آنے میں
اوس نے بڑی امداد دی - اوسے
بالکل قید رکھنا چاہیئے - اور خوب
اس کی نگہبانی کی جانی چاہیئے -

ان سطور کے نیچے ایک اور ہاتھ کا
لکھا ہوا تھا - دیکھو نوٹ مندرجہ بالا
اب کچھہ کیا نہیں جا سکتا - اوس نے
اس تحریر کو جو بریکیٹ میں تھی - اوسا
سرٹیفکٹ کی تحریر سے ملایا - جو مارل
کی درخواست کے نیچے لکھی ہوئی تھی -
تو معلوم ہوا - کہ دونوں تحریریں ایک
ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں - یعنے اونکا
لکھنے والا ولفورٹ ہے - اور جو
نوٹ اُس کے ہاتھ کا لکھا تھا - اس سے
انگریز نے یہ سمجھا - کہ کسی انسپکٹر نے
اوسے لکھا ہوگا - جس نے ڈنیٹز کی
حالت کی طرف سرسری نظر کی ہوگی
لیکن بباعث مندرجہ بالا نوٹ جو
اِس کے حق میں اوس نے لکھا ہوا تھا
وہ کچھہ دیر نہ کر سکا ہوگا - جیسے ہم نے
کہا ہے - انسپکٹر دانائی سے تاکہ ایبے
فریا کے شاگرد کو اس کی جستجو میں
تنگ نہ کرے - ایک کونے میں بیٹھکر
اخبار پڑھ رہا تھا - اُس سے اُس نے اس
انگریز کو وہ تحریر جو ڈینگلر نے

نے لاریٹیز پر وہ کے شراب خانہ میں بیٹھکر لکھی تھی۔ لپیٹ کر اپنی جیب میں رکھنے نہ دیکھا۔ اوس پر مارسلیز کی ڈاک خانے کی مہر لگی ہوئی تھی۔ دوسری پارچ کی تاریخ ثبت تھی۔ اور ۵ بجے شام کے وقت اس کی ڈیلوری ہوئی تھی۔ لیکن یہ بات بھی کہہ دینی چاہیئے۔ اگر وہ اسے دیکھ بھی لیتا۔ تو اس کاغذ کے ٹکڑے کو وہ اسقدر غیر ضروری خیال کرتا۔ اور دولاکھ فرینک کو اسقدر ضروری۔ کہ وہ اس انگریز کو اس بات سے جو اوس نے کی تھی۔ منع نہ کرتا۔ خواہ کیسی ہی غلطی ہوتی۔

کلرک۔ رجسٹر کو زور سے بند کرکے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو کچھ میں نے دیکھنا تھا۔ دیکھ لیا۔ اب مجھے اپنا وعدہ ایفا کرنا چاہیئے۔ اپنے قرض کی نسبت رقعہ مجھے لکھ دو۔ اور اس میں اس کی رسید بھی لکھ دو۔ میں تمہیں ابھی نوٹ گن دیتا ہوں اور پھر اٹھ کر اس نے وہ کرسی لے لی۔ اور جلدی ایک رقعہ جس میں اوس نے رسید لکھ دی تھی۔ گھسیٹ دی۔ اور انگریز میز کی دوسری طرف نوٹ گننے لگا۔

اُنتیسواں باب

مارل اینڈ سن کا مکان

وہ شخص جس نے مارسلیز کو تھوڑے برسوں سے چھوڑا ہوتا۔ اور مارل کے مکان کے اندر آکر اس نے خوب اچھی طرح سے دیکھا ہوتا۔ تو اب واپس آکر وہ ایک بڑا ہی تغیر پاتا۔ بجائے اس کے زندگی بخش اور صحت افزا ہوا کے جو ایک با اقبال اور دولت مند مکان سے آتی ہے۔ بجائے پیاری پیاری صورتوں کے جو تاکیوں سے دکھائی دیتی تھیں۔ اور کلرکوں کے جو لمبے لمبے کمروں میں اِدہر اُدہر پھرتے دکھائی دیتے تھے۔ بجائے احاطہ کے مال کے گٹھوں سے بھرے ہوئے ہونے کے اور مزدوروں کے شور و غوغا کے اوسے فوراً غم و حسرت کا سماں نظر آتا تھا۔ اس سنسان برآمدے اور خالی دفتر میں ان بے شمار کلرکوں میں سے جن کے سبب سے کوئی جگہ خالی نہیں رہتی۔ صرف دو کلرک باقی تھے۔ ایک تو تیئیس چوبیس برس کی عمر کا نوجوان تھا

جو ایم مارل کی بیٹی پر عاشق ہو رہا تھا۔ اور گو اس کے دوستوں نے چلا جانے کی اوسے صلاح دی تھی پھر بھی اپنی غرض کے مارے رہا کرتا تھا۔ دوسرا ایک بوڑھا یک چشم خزانچی تھا۔ نام اوسکا کاکلز تھا۔ جو وہاں بیٹھا کرتے تھے۔ اُسکا یہ نام اس قدر مشہور ہو گیا تھا۔ کہ اگر کوئی اوسے اوس کے اصلی نام سے بلاتا۔ تو وہ جواب بھی نہ دیتا۔ کاکلز ایم مارل کی ملازمت میں رہ گیا تھا۔ اور بہت تیز اسکی جگہ میں آگیا تھا۔ خزانچی کے عہدے پر سرفراز ہوا۔ یہ ملازم کا ملازم رہ گیا تھا۔ مگر وہ وہی کاکلز تھا۔ جو بڑا صابر وفادار مگر حساب کے معاملے میں سخت گیر تھا۔ اگر دنیا ایک طرف ہو۔ تو وہ حساب کے معاملہ میں اکیلا اوسے جیت جائے گننے میں اسقدر تیز کہ مشکل سے حساب سامنے آئے۔ اور وہ جھٹ پٹ بتا دے۔ اس کارخانے کی تباہی کے اوپر صرف وہی آدمی تھا۔ جس نے اپنے آقا کو چھوڑا نہیں تھا لیکن اوسکا رہنا عدم محبت کے باعث سے نہیں تھا۔ اُس کی وجہ عدم استنباہ تھا۔ جو ہوں کی طرح جو رفتہ رفتہ اوس جہاز کو چھ

سمندر میں ڈوبنے لگتا ہے۔ چھوڑ جاتے ہیں۔ اس طور سے تمام کلرک اور نوکر چاکر اُس کوٹھے سے نکل گئے تھے۔ کاکلز نے اونہیں مستعفی ہوتے دیکھا تھا۔ مگر اس کی وجہ اس نے دریافت کی نہیں تھی۔ جیسے ہم نے کہا ہے۔ وہ حساب کی ادھیڑبن میں لگا رہتا تھا۔ اور چونکہ بیٹھا [illegible] تک اوس نے دیکھا تھا۔ کہ ایم [illegible] نہایت کھلے دل سے جس [illegible] اس پر نکلتا ہے۔ [illegible] اس نے یہ بات ناممکن [illegible] تھی۔ کہ جو کچھ اس نے دینا ہوگا۔ نہ دیگا۔ اور جیسے کبھی آسیا والے کے چکی آسیا وہ اسقدر عرصہ دراز تک چلاتا رہا ہے۔ یقین نہیں آتا کہ پھر دریا اس کی آسیا چلانے سے پہلو تہی کریگا۔ ویسے ہی اُسے بھی یقین نہیں آتا تھا۔ ابھی تک لین دین کے معاملے میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی۔ کہ جس سے کاکلز کو اضطراب ہوتا۔ گذشتہ ماہ کی تنخواہ اُسے معمول کے موافق مل گئی تھی۔ کاکلز نے چودہ سو کی غلطی نکالی تھی۔ اور اُسی دن شام کو وہ روپیہ ایم [illegible] کے پاس لایا تھا۔ جس نے [illegible] سے یہ کہتے ہوئے ایک خالی [illegible]

میں ڈال دیا۔
"کاکلز میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں تم بڑے اچھے خزانچی ہو"
"کاکلز" مارل کے منہ سے یہ مارسیلیز کے دیا تھا ان آدمیوں کا جیسے سمجھنا چاہئے یہ تعریف کے الفاظ جنکی پچاس روپے کے انعام سے بھی اسے زیادہ خوشی تھی۔ سنکر چلا گیا۔ لیکن جب مہینہ ختم ہوا تھا ایم مارل بہت متفکر رہتا تھا۔ اور ماہ رواں کو بھگتنے کے لئے جو کچھ وہ مہیا کر سکتا تھا۔ اُس سب کے اکٹھا کرنے کی اُس نے کوشش کی تھی۔ اور اس بات سے ڈر کر ایسا نہ ہو کہ جب حال میں مارسیلز میں مشہور ہو گیا تھا۔ کہ اُسکی حالت اسقدر تنگ ہو گئی ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بیٹی کے زیورات بیچنے کے لئے لوکیس کے بیچنے میں لگ گیا تھا اس طور سے اُس نے مہینہ تو گذار لیا تھا۔ مگر اب اُسکے پاس کچھ نہیں رہا تھا بباعث اُس کی حالت کے مشہور ہو جانے کے قرضہ مل نہیں سکتا تھا۔ اور بند رہ ماہ حال کو جو چار ہزار پونڈ کی رقم اسے ادا کرنی چاہیئے اور چار ہزار پونڈ کی رقم اگلے ماہ کو اُس کے واسطے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں تھا۔ کہ جب فرعون جہاز جس کی روانگی کی نسبت اس جہاز کے ملاحوں سے جو ابھی بندرگاہ میں آیا تھا سُنا تھا۔ آوے تو یہ رقمیں ادا کر سکے گا۔ لیکن یہ جہاز جو فرعون کی طرح کلکتے سے روانہ ہوا تھا۔ دو ہفتے ہوئے تھے۔ آ گیا تھا۔ اور فرعون کی کوئی خبر نہیں تھی۔

اب حال تھا۔ کہ ایک دن پیشتر روم کے طامسن اور فرینچ کے کارخانے کا معتمد کلرک ایم ڈی بول سے ملاقات کر کے مارل کے ہاں آیا۔ عمونیل نے اُسے اندر بٹھلایا۔ جب کوئی نیا شخص آتا دیکھتا تھا۔ تو اُسے اضطراب ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے تئیں قرض خواہ کہتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ مضطرب ہو کر اس کارخانے کے ہیڈ افسر سے دریافت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس لئے اس نوجوان کلرک نے چاہا کہ اس ملاقات کی تکلیف سے اُس کا آقا بچے نئے وارد سے آنے کا حال پوچھا۔ لیکن اُس نے کہا۔ کہ مجھے تم سے کوئی کام نہیں۔ میں خود ایم مارل کو ہی ملنا چاہتا ہوں۔

عمونیل نے آہ بھری۔ اور کاکلز کو بلایا۔ کاکلز آیا۔ اور عمونیل نے اُسے کہا۔ کہ اس شخص کو ایم مارل کے کمرے میں لیجاؤ۔ کاکلز آگے آگے اور

اجنبی اُس کے پیچھے ہولیا۔ زینے پر اُنہیں
ایک خوبصورت لڑکی سولہ سترہ برس
کی ملی۔ جو اجنبی کو دیکھکر اداس سی
ہو گئی۔

خزانچی۔ میڈم۔ ماسلی۔ ایم مارل
اپنے کمرے میں ہیں۔

لڑکی۔ تامل کرتی ہوئی۔ ہاں میں خیال
کرتی ہوں۔

کاکلز۔ جاؤ۔ اور دیکھو۔ اور اگر تیرا
باپ اندر ہو۔ تو اُن کی آمد کی خبر کردو

انگریز۔ میڈم ماسلی۔ میرا نام لینا عبث
ہے۔ صرف یہ کہدیں۔ کہ روم کے طامسن
اور فرینچ کے کارخانے کا کلرک جس سے
تمہارا والد لین دین رکھتا ہے۔ آیا ہوا
ہے۔ اُس لڑکی کا چہرہ فق ہوگیا۔ اور
اُترنے لگی۔ اور کاکلز اور اجنبی زینے
کے اوپر چلے گئے۔ وہ اُس جگہ جہاں عمونیل
تھا۔ جا داخل ہوئے۔ اور کاکلز نے اُس
چابی کی مدد سے جو اُس کے پاس تھی
دوسرے زینے کے اُترنے کی جگہ کے
دروازے میں لگا کر ایک دروازہ
کھولا۔ اجنبی کو پہلے کمرے میں لے
گیا۔ پھر اُس نے دوسرا دروازہ جا
کر کھولا۔ اور اُس نے آہستہ کلرک کو
تنہا چھوڑ کر واپس آیا۔ اور آہ بھر کر
اُسے کہنے لگا۔ کہ اندر جایئے۔ انگریز
اندر گیا۔ اور ایم مارل کو ایک کرسی
پر میز کے آگے بیٹھا دیکھا۔ اُس نے وہ
رجسٹر جس میں وہ رقومات جو اُسے
دینی آتی تھیں۔ اپنے ہاتھ میں لئے
ہوئے تھا۔ اور اُسے دیکھ رہا تھا۔ اجنبی
کو دیکھکر ایم مارل نے رجسٹر کو بند کر
دیا۔ اور اُٹھکر اجنبی کو کرسی دی۔ اور
جب اجنبی کرسی لیکر بیٹھ گیا۔ تو پھر
وہ خود بیٹھا۔ چودہ برس کے عرصہ
میں یہ لائق سوداگر بالکل اُسوقت
سے بدل گیا تھا۔ جیسے کہ اِس داستان
کو ہم نے شروع کیا ہے۔ اور اب
اُس کی عمر پچاس سال کی تھی۔ اُس
کے بال سفید ہوگئے تھے۔ وقت اور
غم کے سبب سے اُسکے چہرے پر
جھُرّیاں پڑ گئی تھیں۔ اور اُس
کی نگاہ جو ایسی تیز اور دوربین معلوم
ہوتی تھی۔ اب ٹھیک اور اقرار پذیر
نہیں تھی۔ گویا اُسے کسی خیال یا
آدمی پر جمکر دیکھنے سے ڈر آتا تھا۔
انگریز نے بڑی راز جوئی کی نظر سے
جس میں کچھہ دلچسپی ملی ہوئی تھی اُس
کی طرف دیکھا۔ اور ایم مارل نے جس
نے اُسے اِس طور سے تاڑتے دیکھا
تھا۔ مضطرب ہوکر کہا۔ صاحب آپ
مجھہ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

انگریز۔ ہاں صاحب آپ جانتے ہیں
میں کس کی طرف سے آیا ہوں۔

مارل۔ ٹامسن اینڈ فرینچ کے کارخانے
سے میرے خزانچی نے کہا ہے۔
انگریز۔ اُس نے ٹھیک کہا ہے۔
ٹامسن اینڈ فرینچ کارخانے کو تین
چار لاکھ فرینک اِس ماہ میں فرانس
میں دینے ہیں۔ جو وہ جانتا ہے۔ کہ
آپ لین دین کے بڑے کھرے ہیں۔
اِس لئے اُس نے وہ تمام بل جو تمہارا
دستخط رکھتے ہیں۔ جمع کرکے مجھے دیئے
ہیں۔ اور چونکہ اب اُن کے ادا کئے
جانے کا وقت بھی آپہونچا ہے۔ مجھے
حکم ملا ہے۔ کہ وہ روپیہ لے کر اور کام میں
صرف کروں۔ واقعی آپ جانتے ہیں
کہ آپنے اسقدر رقم اُسی کارخانے
کی دینی ہے۔ مارل نے آہ بھری۔
اور اپنا ہاتھ پیشانی پر جس پر پسینہ
آرہا تھا پھیرا۔
مارل۔ بس صاحب آپ کے پاس
میرے نام کے بل ہیں۔
انگریز۔ ہاں۔ اور بڑی رقموں کے
بل ہیں۔
مارل (اپنے آپ پر ضبط کرکے) کتنے
کے۔
انگریز۔ اپنی جیب سے کاغذات نکالکر
یہ دیکھیں۔ ایم ڈی بول انسپکٹر جیلخانہ
جات کے دو لاکھ فرینک کا رقعہ ہے
جس کا آپ نے اِس قدر دینا تھا۔

واقعی آپ نے یہ رقم اُس کی دینی
ہے۔
مارل۔ ہاں۔ اُس نے اپنا روپیہ
چار پانچ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ ساڑھے
چار فیصدی سود کے حساب سے
مجھے دیا۔
انگریز۔ تم نے یہ رقم کب دینی ہے۔
مارل۔ آدھا اِس ماہ کی پندرہ
کو اور آدھا آئیندہ کی پندرہ کو۔
انگریز۔ ٹھیک اب بتیس ہزار پانسو
فرینک کی رقم اور ہمارے کارخانے
کی تم نے دینی ہے۔ اُن سب پر آپکے
دستخط ثبت ہیں۔
مارل۔ (اس بات کو سوچتے ہوئے
اور زرد رو ہوکر) میں اُنہیں پہچانتا
ہوں۔ کیا ہی ہے۔
انگریز۔ (جلدی سے) نہیں میں نے
مہینے کے اختتام پہ یہ بل بھی لینے ہیں
جو پاسکل کے کارخانوں نے ہمارے
نام منتقل کئے ہیں۔ اور نیز مارسیلز
کے وائیلڈ اور ٹرنر کے کارخانے کے
بل بھی میرے پاس ہیں۔ جنکی تعداد
پچپن ہزار فرینک ہوتی ہے۔ اور
اُس کی کل تعداد دو لاکھ ستاسی
ہزار پانسو فرینک یعنی گیارہ ہزار پانسو
پونڈ ہے۔
جب مارل نے یہ حساب سنا۔

تو اُس وقت اُس کی جو کیفیت ہوئی۔ اُسکا بیان کرنا ناممکن ہے۔ اور اُس نے پھر اِس قدر رقم کا نام لیا۔

انگریزی کلرک۔ ہاں ۔صاحب اور پھر کچھ دیر کے بعد اُس نے مہر خاموشی توڑ کر کہا۔ میں تم سے وہ چرچا جو تمہاری نسبت پھیل رہی ہے۔ کہ تم اپنا حساب ادا نہیں کر سکتے۔ نہیں چھپاؤنگا۔ یہ سُنکر مارل کی رہی سہی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور اُس نے کہا۔ جو بیس سال سے لیکر اُس وقت تک جب تک مجھے اپنے والد صاحب سے اِس کارخانے کا اختیار ملا ہے کبھی کوئی کاغذ جس کے اوپر مارل اینڈ سن کا دستخط ہو۔ بے عزت نہیں ہوا۔

کلرک ۔ میں اس بات کو جانتا ہوں۔ لیکن میں آپ سے سنجیدگی سے دریافت کرتا ہوں۔ آپ سچ سچ کہدیں کہ آپ اِن رقومات کو جلدی ادا کر دینگے۔

مارل۔ کانپ گیا۔ اور اِس آدمی کی طرف جو بول رہا تھا۔ اطمینان کی نظر سے دیکھا۔ اور کہا جب کوئی سنجیدگی سے جواب طلب کرے۔ تو فی الفور ہی جواب دینا چاہیئے۔ ہاں اگر میرا جہاز آگیا۔ تو میں اُمید کرتا ہوں۔ دیدونگا۔ کیونکہ اُس کی آمد پر میں پھر کسی سے کچھ روپیہ اُدھار لے لونگا۔ بسبب کثیر حادثات کے جن کا میں شکار ہو رہا ہوں۔ مجھے سخت مجبور کر دیا ہے۔ لیکن اگر فرعون بھی غرق ہوگیا۔ تو یہ امید بھی نہیں"۔ اور اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

کلرک۔ اچھا اگر تمہارا جہاز بھی نہ آوے تو"

مارل۔ اِس بات کو کہنا کچھ ٹھنڈے دل سے مُنہ سے نِکل آیا۔ لیکن چونکہ پہلے ہی میں مصیبت زدہ ہوں۔ سوائے شرم کے کچھ چارہ نہیں۔ میں ڈرتا ہوں۔ مجھے روپیہ دے دینا بند کرنا پڑیگا۔

کلرک ۔ کیا تمہاری امداد کرنے کے لئے کوئی دوست نہیں۔

مارل زہر خند ہنسی سے ہیں۔ اور کہنے لگا۔ صاحب معاملے میں کون کسی کا دوست ہوتا ہے۔ صرف معاملہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

کلرک۔ سچ ہے۔ تو پھر تمہیں ایک ہی امید ہے۔

مارل ۔صرف ایک۔

کلرک ۔کیا وہ آخری ہے۔

مارل ۔ آخری

کلرک - اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو

مارل - تو پھر میری تباہی میں کیا شک ہے -

کلرک - جب میں آیا - تو ایک جہاز بندرگاہ میں آتے دیکھا تھا

مارل - صاحب مجھے خبر ہے - ایک نوجوان نے جو وہاں بندرگاہ میں نوکر ہے - مجھے خبر دی تھی - اور جونہی میرا جہاز آئیگا - مجھے خوشخبری دیکر خوش کردیگا -

کلرک - اور وہ جہاز تمہارا نہیں -

مارل - نہیں وہ بورڈو والا گرونڈ کا جہاز ہے - یہ بھی ہندوستان سے آیا ہے - لیکن میرا نہیں ہے -

کلرک - شاید اُس نے فرعون کی نسبت کوئی خبر دی ہے - اور تمہارے پاس اُس کی خبر لایا ہے

مارل - صاحب - کیا میں آپ سے ایک بات صاف صاف کہدوں - کسی شکیہ بات کے بیان کرنے سے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے - سلیے یقینی میں پھر اُمید ہے - اور پھر آہستہ آواز سے اُس نے کہا - یہ تو نہایت غیر معمولی ہے - فرعون کلکتہ سے ۵ فروری کو روانہ ہوا تھا - ایک ماہ گذرا تھا - اُسے یہاں پہونچ جانا چاہیے تھا -

کلرک - یہ کیا ہے - کیسا شور رہا ہے

مارل - (زرد رو ہوکر) آہ! آہ! یہ کیا ہے - زینے پر ہچکیوں کی زور سے آواز آئی - مارل اُٹھکر دروازے کی طرف گیا - لیکن اُس کی ہمت ٹوٹ گئی - اور وہ اپنی کرسی پر ہی غش کھا کر گر گیا - دونوں آدمی ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے رہے - مارل کا بند بند کانپ رہا تھا - اور اجنبی نہایت رحم ناک نظر سے اوس کی طرف دیکھ رہا تھا - اِسکا مُنہ تو بند ہوگیا تھا - مگر مارل کو یقین ہوگیا تھا -

کوئی بات واقعہ ہوئی ہے - اِس کا ضرور کوئی باعث ہوگا - اجنبی نے خیال کیا - کہ زینے پر اوس نے قدموں کی آہٹ سُنی تھی - اور قدم کئی آدمیوں کے معلوم ہوتے تھے - کیا سبب ہوا - کہ دروازے پر آکر اونکی آواز بند ہوگئی - پہلے دروازے کے تالے میں چابی لگی - قبضے کی چوں چوں کی آواز ہوئی -

مارل - بڑبڑاتے ہوئے - صرف دو شخص کے پاس دروازے کی چابی تھی - کا کلز اور جولی کے پاس اِسی اثنا میں دوسرا دروازہ کھلا - اور وہ نوجوان لڑکی آنسو بہاتی ہوئی نمودار ہوئی - مارل کا تپتا [illegible]

کرسی کے پاس سے سہارا لگا کر اوٹھا
وہ بولنا - مگر اوس کی آواز بند ہوگئی -
لڑکی - اے باپ میں آپ کے پاس
بڑی خبر لائی ہوں - مجھے معاف کیجئے -
مارل - غم انگیز آواز سے - تو فرعون
غرق ہوگیا -
لڑکی کے مُنھ سے کوئی بات نہ نکلی -
اوس نے صرف سر سے اشارہ کردیا
اور اپنے باپ کی گود میں گر گئی -
مارل - ملاحوں کا کیا حال ہے -
لڑکی - اس جہاز کے ملاحوں کے
ذریعے سے جو ابھی بندرگاہ میں آیا
ہے - بچ گئے - مارل نے نہایت صبر
اور شکر کرتے ہوئے اے خدا تیرا
شکر ہو - مجھہ پر ہی تیرا قہر ہے - کلرک
کی آنکھوں میں بھی آنسو اُتر آئے
مارل - آجاؤ - آجاؤ - کیونکہ میں
خیال کرتا ہوں - تم سب دروازے
پہ ہو -
ابھی اوس نے یہ کہا ہی تھا - کہ
میڈم مارل روتے ہوئے اندر آئی
اوس کے پیچھے عمونیل آیا - اور اوس
کمرے میں سات آٹھ ننگے ملاح
نظر آئے - اِن آدمیوں کو دیکھکر وہ
انگریزی کلرک، چونک پڑا - اور ایک
قدم اوٹھک گیا - پھر اس نے اپنے
تئیں روکا - اور پھر کمرے کے نہایت
تاریک اور پرلے سرے کی طرف گیا -
میڈم مارل اپنے خاوند کے پاس
بیٹھ گئی - اور اسکا ایک ہاتھ اپنے
ہاتھ میں محبت سے لے لیا - جولی
ابھی تک اپنا سر اوسکی گود میں رکھے
ہوئے تھی - عمانوئیل کمرے کے
بیچ مارل کے خاندان اور ملاحوں کے
پاس دروازے پر وسط میں کھڑا
رہا -
مارل - یہ کیسے اتفاق ہوا -
عمانوئیل - نپلن آگے جاؤ - اور
سب کچھہ بیان کرو -
ایک بوڑھا ملاح جس کے جسم کا
رنگ خط استوا کی گرمی سے سیاہ
ہو رہا تھا - ٹوپی اُتار کر آگے آیا - اور
ایسے طور سے گویا اگلے دن مارسیلیز
سے روانہ ہوا - اور آج اکسن مانوئون
سے واپس آیا ہے - کہنے لگا - ایم مارل
سلام -
مارل - روتے ہوئے ہنسی سے باز
نہ رہکر) نپلن سلام - کپتان کہاں ہے
نپلن - کپتان بیمار تھا - اس لئے وہ
بالمہر میں ٹھیر گیا ہے - چند دنوں کے
بعد آپ اوسے پھر یہاں خوش و
خورم دیکھیں گے -
مارل - اچھا نپلن اب اپنی داستان
بیان کرو - نپلن نے جیبہ مونہہ میں پھیری

اپنا ہاتھ اپنے مونہہ کے آگے رکھا - اپنا سر پھیرا - اور کمرے میں تمبا کو چوس منہ سے نکال - اور پھینک کر - اپنا قدم آگے بڑھایا - اور کہنے لگا - ایم مارل خلیج بلا۹ تک اور راس بوہا ڈور کے درمیان ہم ایک جگہ تھے - ایک ہفتہ کے اتوار کے بعد ہوا جنوب اور جنوب مغرب کے رُخ پر چل رہی تھی - کہ کیا دیکھتا ہوں - کپتان گامرڈ میرے پاس آیا - میرے ہاتھ میں اسوقت پتوار تھی - اور کہنے لگا - نیلن اون بادلوں کی نسبت جو سامنے اُٹھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں - تم کیا خیال کرتے ہو - میں نے کہا - کپتان میں کیا بتاؤں - دیکھ تو میں بھی رہا ہوں - بہت جلدی جلدی اوٹھ آئے ہیں - اگر انہوں نے کوئی نقصان کرنا نہ ہوتا - تو اس سیاہ لباس میں کیوں ملبس ہوتے - کپتان نے کہا - یہی میری رائے ہے - اب مجھے احتیاط کرنی چاہیئے - ہم نے بہت کنواس کھڑا کیا ہوا ہے - پھیرو - سب کوئی بادبان کو نیچے کرو - اور جہاز کی رفتار کم کردو - ابھی وقت تھا ہوا کا زور کا جھونکا ہم تک آ پہونچا اور جہاز ڈگمگانے لگا - کپتان نے کہا - ابھی بہت کنواس چڑھا ہوا ہے - سب ملکر بادبان کو نیچے کریں - پانچ منٹ کے بعد اوسے بھی اُتار لیا اور ہم تھوڑے بادبانوں سے سفر کرنے لگے - کپتان نے کہا - نیلن کیا بات ہے - کہ تم سر بلا رہے ہو - میں نے کہا - کیوں میں نہیں خیال کرتا - کہ ہم یہاں ٹھیر سکتے ہیں - اوس نے کہا - تم ٹھیک کہتے ہو آندھی بڑے زور سے آئے گی - میں نے کہا آندھی کیا طوفان آئیگا - یا اس سے کچھ بڑھکر - تم دیکھتے نہیں - ہوا ایسی زور سے آتی ہے - جیسے صحرا میں گرد و غبار اُڑتا ہے - خوش قسمتی کی بات یہ ہوئی - کہ کپتان نے اپنا کام سمجھ لیا - اور اس نے جہاز کی رفتار کو بالکل مدہم کر دینے کے لئے حکم دیا -

کلارک - اس جگہ میں ایسا کرنا مناسب نہیں تھا - اگر میں ہوتا - ایسا نہ کرتا - اس کی آواز سُنکر ہر ایک چونک پڑا - نیلن نے اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھا - اور پھر اُس آدمی کی طرف جس نے اوسکے کپتان کے فن جہاز رانی پر نکتہ چینی کی تھی - اور پھر ٹکٹکی باندھکر دیکھنے لگا - اور ذرا عزت سے کہا - صاحب ہم نے اس سے بہت عمدہ کام کیا ہم نے جہاز کا اسی طرف منہ پھیر دیا

ہو اتھی - ذبح کر دیا ۔ اور دس منٹ
کے بعد ہم نے پھر بادبان چڑھا دیئے
انگریزی کلرک - پرانا جہاز اسکی
کہاں برداشت کر سکتا تھا -
نیلن - آہ یہی بات تو تھی جس نے
ہمیں تباہ کیا - بارہ گھنٹے کے سفر کے
بعد جہاز میں ایک سوراخ ہو گئی -
کپتان نے کہا - نیلن ہم غرق ہونے
لگے ہیں - مجھے پتوار دو - تم نیچے جاؤ
میں اوسے پتوار دیکر نیچے اترا - پانی
تین فیٹ اندر چڑھ آیا - میں
چلا یا - سب کوئی پمپ کو لگے لیکن
وقت ہاتھ سے گذر گیا تھا - جتنا
زیادہ پانی ہم نکالتے تھے - اتنا
زیادہ اور اندر چلا آتا جاتا تھا -
چار گھنٹے کام کرنے کے بعد جب میں
نے دیکھا - کہ کچھ فائدہ نہیں - تو
میں نے کہا - کہ چونکہ ہم ڈوبنے لگے
ہیں - ہمیں ڈوب ہی جانا چاہیئے -
مرنا ایک دفعہ ہی ہے - کپتان نے
بلند آواز سے کہا - نیلن تم نے یہ
بات کہی ہے - بہت اچھا ایک
منٹ اور دیکھ لو - وہ اپنی کوٹھری
میں گیا - اور دونالی بندوق نکال
کر لایا - اور کہنے لگا - جو آدمی
پمپ کو چھوڑ دیگا - میں گولی
مار کر اوسے مار دونگا -

انگریزی کلرک - شاباش -
ملاح - جو عقل کی بات تم سنتے ہو
اس پر عمل کرتے ہو - اور پھر
مارل کو مخاطب کر کے اوس نے کہا -
اسوقت ہوا بھی کم ہو گئی - سمندر بھی
اتر گیا - لیکن جہاز میں پانی آنے
سے کم نہ ہوا - زیادہ نہیں - صرف
دو انچ فی گھنٹہ چڑھتا رہا - دو انچ
فی گھنٹہ زیادہ تو معلوم نہیں ہوتا
لیکن بارہ گھنٹوں میں اس کی مقدار
دو فٹ تک پہنچ گئی تھی - تین فٹ
پانی پہلے تھا - کل پانچ فٹ پانی جہاز
میں ہو گیا - کپتان نے کہا - آؤ -
جو کچھ ہماری طاقت میں تھا - ہم
کر چکے - اب ایم مارل ہمیں ملامت
نہیں کر سکیگا - ہم نے جہاز کو بچانے
کی کوشش کی تھی - اب ہمیں اپنی
جانیں بچانی چاہئیں - اور ملاحوں
سے اوس نے کہا - بچو - اب کشتیوں
کی طرف لپکو - اسکے بعد نیلن نے
کہا - ایم مارل تم جانتے ہو - ملاحوں
کو جہاز کا خیال ہوتا ہے - لیکن
اس سے بڑھکر انہیں اپنی اپنی
جان زیادہ عزیز ہوتی ہے ہمیں
ہم نے دوبارہ کہنے کا انتظار نہ کیا
اس اثناء میں جہاز ڈوبنے لگا اور
ہمیں گویا کہتا تھا - نکل جاؤ - اپنی

جانیں بچا لے جاؤ۔ ہم سب کشتی
میں سوار ہوئے۔ اور آٹھوں کے
آٹھوں اس میں ہو بیٹھے۔ کپتان
سب کے بعد اترا۔ یا یوں کہنا چاہئے
کہ وہ نہ اترا۔ وہ جہاز سے چپٹا رہا
بس ہم نے اوسے کمر سے پکڑا۔
اور کشتی میں اوسے لا ڈالا۔ اور
پھر میں بھی اوس کے بعد کود آیا۔
ابھی وقت تھا۔ کیونکہ جب میں
کود کر آیا۔ جہاز کی چھت کا تختہ
زور کی آواز سے ٹوٹ گیا۔ دس
منٹ تک وہ ذرا آگے چلا۔ مگر
پھر چکر کھانے لگا۔ اور اس کے
بعد غرق ہوگیا۔ تین دن تک بعد
ازاں ہمیں کچھہ کھانے پینے کو نہ ملا۔
چنانچہ ہم قرعہ ڈالنے کے لئے سوچ
رہے تھے۔ کہ کون کون باقیوں کو
کھاوے۔ کہ ہم نے لاگرینڈ کو دیکھا
ہم نے بندوق چلاکر مصیبت کا نشان
دیا۔ اس جہاز نے ہماری آواز
سن لی۔ ہماری طرف آیا۔ اور
ہم سب کو اپنے اندر سوار کر لیا۔
ایم مارل ملاح کے نام کی عزت
کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں۔ یہ بات
سچ ہے۔ اگر یہ بات سچ نہ ہو۔ تو
ان آدمیوں سے پوچھ لیں۔ سب نے
کہا۔ کہ نیلن نے جو کچھہ بیان کیا۔
ہے۔ درست بیان کیا ہے۔

ایم مارل۔ (خیر میں جانتا ہوں
قصور کسی کا بھی نہیں۔ اپنی قسمت
کا ہے۔ خدا کی مرضی تھی۔ کہ یوں ہو
اسکا نام مبارک رہے۔ تمہارا
کیا آتا ہے۔

نیلن۔ ایم مارل اس کی نسبت
کچھہ نہ کہیں۔

مارل۔ بلکہ برعکس اس کے
ہمیں اسکی نسبت ذکر کرنا چاہیے۔

نیلن۔ تو پھر تین ماہ کی تنخواہ ہماری
آتی ہے۔

مارل۔ کاکلز۔ تو انہیں سے
ہر ایک کو دو دو سو فرینک دے
دو۔ اگر اور وقت ہوتا۔ تو علاوہ
تنخواہ کے میں انعام بھی دیتا لیکن
اب وقت نہیں۔ اور جو روپیہ
میرے پاس ہے۔ وہ بھی میرا
نہیں۔

نیلن۔ نے اپنے ساتھیوں کی
طرف مونہہ پھیر کر دیکھا۔ اور ان
سے کچھہ باتیں کیں۔

نیلن۔ (پھر مخاطب ہوکر) ایم
مارل اسکی نسبت اسکی نسبت۔

مارل۔ کس کی نسبت؟

نیلن۔ روپیہ کی نسبت۔ آپ
کیا فکر کرتے ہیں۔ تکلیف نہ اٹھائیں

خیر ہم سب کہتے ہیں ۔ پچاس فرینک ہم سب کو
کافی ہونگے ۔ اور باقی کے لئے ہم انتظار
کرینگے ۔

مارل ۔ (شکریہ ادا کرتے ہوئے) میرے
دوستو ۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔
یہ لے لو ۔ اور اگر تمہیں کوئی اور نوکری
ملے ۔ تو وہ نوکری کر لینا ۔ میں نے تمہیں
اجازت دی ۔ ان باتوں سے ملاحوں پر
بڑا اثر پڑا ۔ نیپلن نے اپنے جام کو
جلدی چڑھا لیا ۔ اور ہوش میں آکر اس
نے کہا ۔ ایم مارل کیا تم ہمیں موقوف
کرتے ہو ۔ تو تب ہم سے ناراض ہو ۔

ایم مارل ۔ نہیں نہیں ۔ میں ناراض
نہیں ہوں ۔ میں تمہیں غصے ہو کر جواب
نہیں دیتا ۔ لیکن میرے پاس اور جہاز
نہیں ۔ اس سبب سے مجھے ملاح چاہئیں
نہیں ۔

نیپلن ۔ جہاز نہیں ۔ تو کچھ مضائقہ نہیں
اور بنوا لیں ۔ ہم انتظار کریں گے ۔

مارل ۔ نیپلن اور جہاز بنوانے کے لئے
میرے پاس روپیہ نہیں ہے ۔ کیسے
بنواؤں ۔ یہی سبب ہے ۔ کہ میں
مجبور رہوں ۔

نیپلن ۔ روپیہ نہیں ۔ تو ہمیں کچھ نہ
دو ۔ ہم یونہی چلے جاتے ہیں ۔

ایم مارل ۔ (بمشکل اپنے اوپر ضبط
پاکر) بس بس میں تمہاری منت کرتا
ہوں ۔ اب جائیں ۔ ہم پھر ملیں گے
عمانوائیل ان کے ساتھ جاؤ ۔ اور
دیکھو ۔ میرے حکم کی تعمیل ہوتی ہے ۔

نیپلن ۔ آخر کار ایم مارل ہم پھر
ملیں گے ۔

مارل ۔ ہاں مجھے بھی امید ہے ۔
لیکن اب جاؤ ۔ اس نے کلرک کو
اشارہ کیا ۔ اور وہ پہلے نکلا ۔ ملاح
اس کے پیچھے نکلا ۔ اور عمانوائل اون
کے پیچھے باہر گیا ۔ اور پھر مارل نے
اپنی بیوی اور بیٹی سے کہا ۔ تم اس
کمرے سے جاؤ ۔ مجھے اس شخص سے
گفتگو کر لینے دو ۔ اور اس نے ٹامسن
اینڈ فرینچ کے کارخانے کے کلرک
کیطرف جو اس نظارے کے وقت
کونے میں ہی بے حس و حرکت کھڑا
تھا ۔ دیکھا ۔ دونوں ماں بیٹیوں نے
اس شخص کی طرف جسکی شباہت
بالکل ان کے ذہنوں سے اتر
گئی تھی ۔ دیکھا ۔ اور چلی گئیں لیکن
جب وہ کمرے سے نکلی جولی نے
اجنبی کی طرف غمگین ہو کر دیکھا ۔
جسکا اوس نے تبسم سے جواب دیا ۔
اگر کوئی اور ہوتا ۔ تو اس کے تند
چہرے کو دیکھکر حیران ہوا ہوتا ۔
دونوں کمرے میں تنہا رہگئے ۔ اور
مارل نے اس کی طرف متوجہ ہو کر

کہا۔ صاحب! آپ نے سب کچھہ سُن لیا؟
زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔
کلارک۔ میں نے دیکھہ لیا ہے۔ آپ
پرانے سرپے مصائب پڑنے والے
ہیں۔ اور اِس سے میری خواہش
پیدا ہوتی جاتی ہے۔ کہ میں تمہاری
خدمت کروں۔
مارل۔ (باآوازِ بلند) آہ صاحب
کلارک۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ سب
سے تمہارا زیادہ قرض خواہ میں
ہوں۔
مارل۔ تمہارے بل سب سے
اول ادا کئے جانے والے ہیں۔
کلارک۔ کیا تمہیں ادا کرنے کے
لئے وقت چاہئے۔
مارل۔ مہلت سے میری عزت
کیا جان بچ جائیگی۔
کلارک۔ کتنی مہلت تمہیں چاہئے
مارل سوچنے لگا۔ اور کہا۔ دو ماہ۔
کلارک۔ میں تمہیں تین ماہ کی مہلت
دیتا ہوں۔
مارل۔ (استفسار کے لہجے سے)
لیکن کیا طامسن اینڈ فرینچ کا کارخانہ
اِس بات کو منظور کر لیگا۔
کلارک۔ کچھہ پرواہ نہیں۔ میں یہ
بات اپنے ذمے لیتا ہوں۔ آج ۵
جون ہے۔

مارل۔ ہاں۔
کلارک۔ تمہارا اِن بلوں کو نیا بنا دو۔
اور گھڑی کی طرف دیکھکر کہنے لگا۔ دو
بجے تھے۔ اوس نے کہا۔ اسوقت
میں روپے کے لئے آؤنگا۔
مارل۔ میں تمہارا انتظار کرونگا۔ اور
تمہیں روپیہ دونگا۔ یا مر جاؤنگا۔ آخری
لفظ۔ اُس نے اِس قدر آہستگی سے کہے
کہ مسافر نہیں سُن نہیں سکا۔ بل نئے
سرے لکھے گئے۔ پُرانوں کو چاک کیا گیا
اور بیچارے مالک جہاز کو تین ماہ کی
مہلت ملی۔ تاکہ روپیہ اکٹھا کرے۔ کلارک
کا اوس نے بہت شکریہ ادا کیا۔ اور
مشایعت کر کے اوپر سے زینے تک اُس
کے پیچھے گیا۔ اجنبی جیولی سے
زینے میں ملا۔ اِس نے اُترنے کا بہانہ
کیا۔ لیکن حقیقت میں وہ اِس کا
انتظار کر رہی تھی۔
جیولی۔ اپنے ہاتھ ملکر۔ آہ صاحب۔
اجنبی۔ میڈم وسلی ایک دن تمہارے
نام کا خط آئیگا۔ جس پر سندباد
ملاح کے دستخط ہونگے۔ جو اِس خط میں
لکھا ہو۔ اِس کے موافق عمل کرنا۔ خواہ
تمہیں وہ کیسا ہی عجیب معلوم ہو۔
جیولی۔ صاحب بہت اچھا۔
اجنبی۔ کیا تم اقرار کرتی ہو۔
جیولی۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔

اجنبی - خوب - الوداع - جیسے تم اب
نیک اور عصمت شعار ہو - ویسے ہی
رہنا - اور مجھے امید ہے - کہ خدا تمہیں
عمانوائیل سے ملا دیگا -

جولی کے منہ سے آہ نکل گئی - اس
کے چہرے پر شرم نمودار ہوئی - اور
دیوار سے اوس نے سہارا لگایا - اجنبی
نے ہاتھ ملایا - اور اُترنے لگا - اعاطے
میں اُسے نیلن ملا - اوس کے دونوں
ہاتھوں میں ایک ایک سو فرینک کی
مالیت کے نوٹ تھے - اور معلوم ہوتا
تھا - کہ اُسکا دل انہیں لینا نہیں چاہتا
انگریزی کلرک نے اسے کہا - میرے
دوست - میرے ساتھ آؤ - میں تم
سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں -

تیئسواں باب

۵ ستمبر

جب طامسن اینڈ فریخ کے کارخانے
کے ایجنٹ سے مارل کو اس حالت میں
جب اوسے بالکل ہوش نہیں تھی -
یہ مہلت ملی - تو اُس سے اُس بیچارے
سوداگر کو معلوم ہوا - کہ ابھی قسمت اُس
سے اس قدر رنجیدہ نہیں ہے - کہ
اُس سے کنارہ کرنا چاہتی ہو - جو کچھ
واقعہ ہوا تھا - اسی دن اوس نے
اپنی بیوی عمانوئیل اور بیٹی سے معلوم
کیا - جس سے اوس خاندان کے
آگے اُمید کی کرن درخشاں ہوئی -
گو اونہیں اطمینان حاصل نہیں تہا
مگر پھر بھی بات یہ تھی - کہ مارل کا اس
کارخانے سے اتنا تعلق نہیں تھا جتنے
مالکوں کی طرف سے اوس پر اس
قدر رحم ظاہر کیا گیا - اور علاوہ اسکے
یہ بات تھی - کہ معاملے میں اوس کے
ساتھ نامہ پیام کرنے والے بہت تھے
کوئی دوست نہیں تھا - جب اُس نے
بڑے غور سے اس بات پر سوچا - تو
تو کسی طور سے اس کے دل میں یہ
خیال نہیں آتا تھا - کہ طامسن اینڈ
فریخ کے کارخانے کی طرف اس عنایت
کو بھی بہ صلاح سمجھے - وہ یہی کہتا تہا
کہ یہ کام کسی خود غرضی سے کیا گیا ہے
کیونکہ اُنہوں نے خیال کیا ہوگا - کہ
جب قریبًا تین لاکھ فرنک مجھ سے
لینا ہے - اور یہ تین لاکھ فرینک تین
ماہ میں ملنا بہ نسبت مجھے تباہ کرنے
اور اس پر سات آٹھ فیصدی لینے
کے زیادہ اچھا معلوم ہوا - اس لئے
انہوں نے ایسا کیا ہے - بدقسمتی سے
خواہ قسمت سے خواہ کوئی راز تعلق

کہا- صاحب آپ نے سب کچھ سُن لیا۔ کچھ
زیادہ کہنے کی حاجت نہیں-
کلارک - میں نے دیکھ لیا ہے -آپ
پرانے سر سے مصائب پڑتے جاتے
ہیں- اور اِس سے میری خواہش
مجھے ہی چاہتی ہے -کہ میں تمہاری
خدمت کروں-
مارل: (بآواز بلند) آہ صاحب
کلارک - آپ جانتے ہیں -کہ سب
سے تمہارا زیادہ قرض خواہ میں
ہوں-
مارل - تمہارے بل سب سے
اول ادا کئے جانے والے ہیں-
کلارک - کیا تمہیں ادا کرنے کے
لئے وقت چاہئے-
مارل - مہلت سے پھر بھی عزت
کیا جان بچ جائیگی-
کلارک - کتنی مہلت تمہیں چاہئے
مارل سوچنے لگا- اور کہا- دو ماہ-
کلارک - میں تمہیں تین ماہ کی مہلت
دیتا ہوں-
مارل - (استفسار کے لہجے سے)
لیکن کیا طامسن اینڈ فریچ کا کارخانہ
اسبات کو منظور کرلیگا-
کلارک - کچھ پرواہ نہیں- میں یہ
بات اپنے ذمے لیتا ہوں- آج ۵
جون ہے-

مارل - ہاں-
کلارک - پہلا ان بلوں کو نیا بنا دو
اور گھڑی کی طرف دیکھکر جیسے گیارہ
بجے تھے- اوس نے کہا- اسدن اسوقت
میں روپے کے لئے آؤنگا-
مارل - میں تمہارا انتظار کرونگا- اور
تمہیں روپیہ دونگا- یا مرجاؤنگا- آخری
لفظ اُس نے اِس قدر آہستگی سے کہے-
کہ مسافر انہیں سُن نہیں سکا- بل نئے
سرے لکھے گئے- پرانوں کو چاک کیا گیا
اور بیچارے مالک جہاز کو تین ماہ کی
مہلت ملی- تاکہ روپیہ اکٹھا کرے- کلارک
کا اوس نے بہت شکریہ ادا کیا- اور
مشایعت کرکے اوپر کے زینے تک اس
کے پیچھے پیچھے گیا- اجنبی جولی سے
زینے میں ملا- اِس نے اُترنے کا بہانہ
کیا- لیکن حقیقت میں وہ اِس کا
انتظار کر رہی تھی-
جولی - اپنے ہاتھ ملکر- آہ صاحب-
اجنبی - میڈم ماسلی ایک دن تمہارے
نام کا خط آئیگا- جس پر سندباد
ملاح کے دستخط ہونگے- جو اِس خط میں
لکھا ہو- اِس کے موافق عمل کرنا- خواہ
تمہیں وہ کیسا ہی عجیب معلوم ہو-
جولی - صاحب- بہت اچھا-
اجنبی - کیا تم اقرار کرتی ہو-
جولی - میں قسم کھا کر کہتی ہوں-

اجنبی - خوب - الوداع - جیسے تم اب نیک اور عصمت شعار ہو - ویسے ہی رہنا - اور مجھے امید ہے - کہ خدا تمہیں عمانوئیل سے ملا دیگا -

جولی کے منہ سے آہ نکل گئی - اس کے چہرے پر شرم نمودار ہوئی - اور دیوار سے اوس نے سہارا لگایا - اجنبی نے ہاتھ ملایا - اور اُتر نے لگا - احاطے میں اُسے نیلین ملا - اوس کے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک سو فرنیک کی مالیت کے نوٹ تھے - اور معلوم ہوتا تھا - کہ اُسکا دل انہیں لینا نہیں چاہتا انگریزی کلرک نے اسے کہا - میرے دوست - میرے ساتھ آؤ - میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں -

---

تیسواں باب

۵ ستمبر

جب طامسن اینڈ فریخ کے کارخانے کے ایجنٹ سے مارل کو اس حالت میں جب اوسے بالکل ہوش نہیں تھی - یہ مہلت ملی - تو اُس سے اُس بیچارے سوداگر کو معلوم ہوا - کہ ابھی قسمت اُس سے اس قدر رنجیدہ نہیں ہے - کہ اُس سے کنارہ کرنا چاہتی ہو - جو کچھ واقعہ ہوا تھا - اسی دن اوس نے اپنی بیوی عمانوئیل اور بیٹی سے معلوم کیا - جس سے اوس خاندان کے آگے اُمید کی کرن درخشان ہوئی - گو اونہیں اطمینان حاصل نہیں تھا مگر پھر بھی بات یہ تھی - کہ مارل کا اُس کارخانے سے اتنا تعلق نہیں تھا جیسے مالکوں کی طرف سے اوس پر اس قدر رحم ظاہر کیا گیا - اور علاوہ اسکے یہ بات تھی - کہ معاملے میں اوس کے ساتھ خط و کتابت کرنے والے بہت تھے کوئی دوست نہیں تھا - جب اُس نے بڑے غور سے اس بات پر سوچا - تو تو کسی طور سے اس کے دل میں یہ خیال نہیں آتا تھا - کہ طامسن اینڈ فریخ کے کارخانے کی طرف اس عنایت کو مبنی بہ صلاح سمجھے - وہ یہی کہتا تھا کہ یہ کام کسی خود غرضی سے کیا گیا ہے کیونکہ اُنہوں نے خیال کیا ہوگا - کہ جب قریباً تین لاکھ فرنک مجھ سے لینا ہے - اور یہ تین لاکھ فرنیک تین ماہ میں ملنا بہ نسبت مجھے تباہ کرنے اور اس پر سات آٹھ فیصدی لینے کے زیادہ اچھا معلوم ہوا - اس لئے انہوں نے ایسا کیا ہے - بدقسمتی سے خواہ فرشتہ سے خواہ کوئی راز تعلق

سے مارل کے ساتھ تمام معین لین دین
رکھنے والوں کا ایک خیال نہیں تھا۔
اور بعض نے برعکس سمجھا۔ اس لئے
جن بلوں پر مارل کے ہاتھ کے دستخط
تھے۔ اُن کی رقومات کا کلرک نے بڑی
جلدی ادا کردیں۔ جو محض اس انگریزی
کلرک کی مہربانی تھی۔ اور اس طور
سے کا کلرک کے دل میں کوئی اضطراب
پیدا نہیں ہوا۔ صرف مارل ہی تھا۔
کہ جس کی اس خیال سے جان نکلی جاتی
تھی۔ کہ اگر ۵ ار کو ایم ڈی بول کے پچاس
ہزار فرینک اور ۳۰ کو بلوں کو بتیس
ہزار پانسو فرینک جس کے لئے اُسے
مہلت مل گئی تھی۔ دینا پڑ جاتا۔ تو
اُس کے تباہ ہونے میں کوئی شک
نہیں تھا۔

تمام سوداگروں کی یہ رائے تھی۔
کہ یہ سبب ان مصائب کے جو یکے
بعد دیگرے مارل پر آکر پڑے ہیں
ان کا مقابلہ کرنا۔ اس سے ناممکن
ہوگا۔ اس لئے جب اونہوں نے مہینے
کا اختتام آتے دیکھا۔ تو اونہوں نے
بڑا تعجب کیا۔ کیونکہ اس نے معمول کے
موافق جو بل اس کے دفتر میں پیش
ہوئے تھے۔ سب کا روپیہ موافق
دستور دیدیا تھا۔ اس پر بھی سب
کو اطمینان نہیں تھا۔ اور وہ خیال
کرتے تھے۔ کہ مہینے کے اخیر میں اس کے
تباہ ہونے میں کوئی بات نہیں رہیگی۔
وہ مہینہ بھی خیر سے گذر گیا۔ اور مارل
کو اتنا روپیہ پیسہ جمع کرنے کے لئے کسی
لئے ہاتھ پاؤں مارتے نہیں دیکھا
ساکھ میں جب کوئی اُسکا کاغذ جاتا
تو خواہ کوئی تاریخ ہوتی۔ نہایت اعتماد
سے اوسے لے لیا جاتا تھا۔ بلکہ اُس
سے درخواست کی جاتی تھی۔ اب مارل
نے پھر بلوں کے لئے خط وکتابت کرنی
چاہی۔ اور تمام بنکوں کو بند پایا۔
خوش قسمتی کی یہ بات تھی۔ کہ مارل کو
کچھ روپیہ آنیوالا تھا۔ جس پر وہ بھروسہ
کرسکتا تھا۔ جب وہ روپیہ اس کے
پاس آیا۔ تو اس نے اپنے تئیں ایسی
حالت میں پایا۔ کہ جب جولائی کا
اختتام آویگا۔ تو اسوقت کے لین
دین کو بھی نبٹا سکے گا۔

طامسن اینڈ فرنچ کے کارخانے کا
ایجنٹ مارسلیز کے کوچوں میں سوائے
ایک دو دن کے نظر آنیکے غائب ہو
گیا تھا۔ اور چونکہ اس شہر میں سوائے
انسپکٹر جیلخانجات اور مارل کے کسی سے
اس نے بات چیت نہ کی۔ اس لئے
اُس کی آمد سے بجز اس کے اور کوئی
نشان نہ رہا۔ جو ان آدمیوں کے دلوں
میں تھا۔ فرعون کے ملاحوں کی نسبت

بھی یہ بات معلوم ہوتی تھی۔ کہ اونہیں کوئی کام مل گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ بالکل غائب ہوگئے تھے۔

کپتان گامرڈ بیماری سے چنگا ہوکر پالمہ سے واپس آیا تھا۔ اور مارل کے ہاں آنے سے اوسے تامل ہوتا ہوتا تھا۔ لیکن مارل اوسکی آمد کی نسبت سنکر اس کے پاس گیا۔ لائق جہاز کے مالک کو نیلن کی زبانی اوس بہادر کپتان کی دلیری اور جرات جو طوفان کے وقت اس سے ظہور میں آئی تھی۔ معلوم تھی۔ اور اس نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ وہ اس کے پاس اس کی تنخواہ بھی لایا تھا۔ جس کے لئے کپتان گامرڈ درخواست کرنے کی جرات نہیں کرسکا تھا۔ جب وہ زینے سے اترا۔ مارل نیلن سے جو اوپر چڑھ رہا تھا۔ ملا۔ نیلن نے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اپنے روپے کو اچھی طرح سے استعمال کیا تھا۔ کیونکہ اب وہ نئے لباس میں ملبس تھا جب اس نے اپنے آقا کو دیکھا۔ تو وہ حیران رہگیا۔ زینے کی ایک طرف ہوگیا۔ بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔ اور صرف مارل سے جیسے اسکا معمول تھا۔ دستور کے موافق ہاتھ ملائے۔ مارل نے نیلن کی حیرانگی اس کے لباس سے منسوب کی یہ بات ظاہر تھی۔ کہ اس نیک آدمی نے اپنے لئے اتنا خرچ نہیں کیا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں تھا۔ کہ وہ اور جہاز میں نوکر ہوگیا تھا۔ اور یہی سبب تھا۔ کہ فرعون کے غرق ہوجانے کے سبب اس نے ماتمی لباس زیادہ عرصے تک نہیں پہنا تھا۔ شاید وہ کپتان گامرڈ سے اپنی خوش قسمتی کی نسبت کہنے کو اور اپنے آقا کی طرف سے نوکری پیش کرنے کے لئے آیا تھا مارل نے کہا۔ لائق آدمی کاش کہ یہ تمہارا نیک آدمی تم سے ایسا پیار کرے جیسے میں تم سے پیار کرتا تھا اور میری نسبت زیادہ خوش قسمت ہو۔

اگست بھی گذرنے لگا۔ اور مارل نے قرضہ لینے کے لئے بہت ہاتھ پانو مارے۔ ۲۰ اگست کو مارسلیز میں یوں مشہور ہوا۔ کہ مالی پوسٹ میں وہ نوکر ہوگیا ہے۔ اور پھر یہ پتہ چلا ہوگی۔ کہ اس ماہ کے اخیر کو ڈاکخانہ آجائیگا۔ اور مارل اس لئے پیشتر چلا گیا ہے۔ تاکہ اس تنگ وقت میں وہ حاضر نہ ہو۔ بلکہ اپنے خاص کلرک عمانوائیل اور اپنے خزانچی کاکلز کو اس لئے چھوڑ گیا ہے لیکن

بر خلاف امید کے کارخانہ پھر کھلا۔ کاکلز اپنی کرسی کے اوپر آکر بیٹھا تمام بلوں کو جو اس کے پیش ہوئے اوّل سے آخر تک دیکھا۔ اور سب کا روپیہ ادا کر دیا۔

علاوہ ازیں دو قرضوں کے رقعہ اور آ گئے۔ اور وہ بھی کاکلز نے نہایت عمدگی سے ادا کر دیئے ان سب باتوں کا مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اور وہ کہتے تھے۔ کہ ستمبر کے اخیر میں اوسکا حال ضرور دگرگون ہو جائیگا۔ یکم کو مارل واپس آیا۔ اس کی بیوی اور بیٹی نہایت فکرمندی سے اس کی آمد کی منتظر تھیں۔ کیونکہ اس کے بیٹے کے اس سفر سے اونہیں یہ امید تھی کہ اس تباہی سے بچنے کے لئے اس کے پاس کچھ آ جائیگا۔ مارل کو ڈینگلرس کا جواب بڑا دولتمند تھا۔ خیال آیا تھا اور زمانہ سابق میں مارل نے اس پر احسان بھی بہت کئے تھے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے وہ سپانیہ کے بنک کی خدمت میں ملازم ہوا تھا۔ جس سے اسے اقبال حاصل ہوا تھا۔ اسوقت یہ عام دنیا میں مشہور تھا۔ کہ ڈینگلرس کے پاس ۲ لاکھ لوئیس (سکہ) سے لیکر تین لاکھ لوئیس موجود تھے۔ اور ماسوائے اس کے اوس نے کچھ لینا تھا۔ اسلئے ڈینگلرس اپنی جیب سے ایک کرون (سکہ) نکالے کے بغیر مارل کو بہت کچھ دے سکتا تھا اگر وہ ذرا اتنا کہہ دیتا۔ کہ مارل کو عاریتاً روپیہ مل جائے۔ تو اس کے نتیجے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا تھا۔ مارل کے دل میں بہت عرصے سے ڈینگلرس کا خیال تھا۔ لیکن فطرت انسانی میں بعض باتیں ایسی ہیں۔ کہ جن پر ضبط پانا ناممکن ہے۔ اور مارل نے اپنے اس خیال کو یہاں تک التوا میں رکھا تھا۔ جہاں تک اس سے ممکن ہو سکتا تھا۔ مارل اسمیں بھی درستی پر تھا۔ کیونکہ نہایت مغموم و محزون ہو کر وہ اپنے گھر کو واپس آیا۔ ڈینگلرس نے انکار کر دیا تھا۔ پھر بھی اپنی واپسی پر مارل نے کوئی شکایت نہیں کی تھی۔ اور نہ کوئی سخت لفظ منہ سے نکالے تھے۔ وہ اپنی روتی ہوئی بیوی اور بیٹی سے بغلگیر ہوا۔ عمانوئیل سے اوس نے ہاتھ ملائے۔ اور پھر دوسری منزل میں اپنے پرائیویٹ کمرے میں جا کر کاکلز کو بلا بھیجا۔ اسوقت مارل کی بیٹی نے عمانوئیل سے کہا۔ اب ہم واقعی تباہ ہو گئے۔ اونہوں نے فوراً مشورہ کر کے یہ صلاح کی۔ کہ جولی اپنے بھائی کو جو ستمبر کے

قلعہ میں تھا۔ لیکن کہ جہاں تک جلدی ممکن ہے۔ وہ آجائے۔ اُس بچارے بوڑھے کے دل میں بار بار یہی خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ اِس صدمہ کو برداشت کرنیکے لئے جہاں تک اُن سے ممکن ہو سکتا تھا زور لگا رہیں۔ علاوہ ازیں میگسمین مارل گو بائیس برس کی عمر کا نہیں ہوا تھا تاہم اپنے باپ پر بہت دباؤ رکھتا تھا۔ وہ قوی دل راستباز نوجوان تھا۔ اِس وقت جب اِس نے نوکری کے لئے فیصلہ کیا تھا۔ اُس کے باپ کو اِس کے لئے پسند کرنے کی آرزو نہیں تھی بلکہ اُس نے نوجوان میگسمین کے مذاق پر اِس بات کو چھوڑ دیا تھا۔ اُس نے جنگی محکمہ میں اپنی زندگی بسر کرنیکے لئے فوراً تصفیہ کر لیا۔ اور اِس لئے اِس نے سخت محنت کی۔ نہایت عمدگی سے جنگی امتحان پاس کیا۔ اور ۱۸۴۳ء میں پلٹن میں سب لفٹنٹ ہوا۔ ایک سال تک وہ اِس عہدے پر رہا۔ اور اُسے اُمید تھی۔ کہ جب کوئی جگہ خالی ہوگی۔ اُسے ترقی ملے گی۔ اِس پلٹن میں میگسمین مارل نے بہت بہادری کی تھی۔ اور اِس سبب سے رستم لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔ یہ ایسا بات کے کہنے کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اُن میں سے بعضوں نے جنہوں نے اُس کو یہ لقب دیا تھا۔

اِس لئے اُسے کہتے تھے۔ کہ اُنہوں نے دیکھا اِس طرح سُنا تھا۔ اور اُنہیں اتنا بھی نہیں معلوم تھا۔ کہ اِس کا لقب کیسے پڑ گیا۔ پھر بھی وہ ایسا بہادر نوجوان تھا۔ جسے اُس کی والدہ اور بہن اِس نازک وقت میں طلب کرنا چاہتی تھیں۔ تاکہ اِس صدمہ سے جو اُنپر آنیوالا تھا۔ بچ جائیں اُنہوں نے اِس صدمے کی بُرائی سمجھنے میں غلطی نہیں کی تھی۔ کیونکہ جب اُنہوں نے سپاہیوں کو کمرے سے نکلتے دیکھا۔ تو اُس کے چہرے کا رنگ فق ہو رہا تھا۔ اور اُس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔ جب وہ اُن کے پاس سے گذرا تھا۔ تو وہ اِس سے سوال کریں لیکن وہ لائق آدمی تھا۔ بہت جلدی زینے سے اُتر گیا۔ اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہنے لگا۔ اے میڈیم پاسلی۔ میڈیم پاسلی۔ کیسی خوفناک مصیبت آگئی۔ کسے اِس بات کا یقین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جولی نے اُسے حساب کتاب کا رجسٹر پاکٹ بک اور روپے کی تھیلی اوپر لاتے دیکھ لیا۔

مارل نے رجسٹر کو ملاحظہ کیا۔ پاکٹ بک کھولی۔ اور روپیہ گنا۔ اُس کے خزانہ میں چھ ہزار سے آٹھ ہزار فرنیک

تک جاتی تھا - اور پانچ چھ سو تا دس پیچ تک
چار ہزار یا پانچ ہزار فرینک سالانہ آنے کی
اُمید تھی - اور یہ سب اُسمیں ملا کر
چودہ ہزار فرینک اُس کے پاس موجود
ہو سکتے تھے - اور دو لاکھ ستائی ہزار
پانسو فرینک اسے دینے تھے - اس قدر
رقم کے لیئے وہ درخواست نہیں کر
سکتا تھا - مگر جب مارل کھانے کے لئے
گیا - تو اُس کی صورت بہت مطمئن
تھی - اس اطمینان سے اس کی بیوی -
اور بیٹی رنج ملال سے بھی سخت ڈر گئی
تھی - کھانا کھا کر مارل معمول کے موافق
باہر گیا - اور معمول کے موافق نوشیبت
کی کلب میں کافی پی - اور ہفتہ وار
اخبار کو پڑھا - لیکن اس دن وہ گھر کو
چھوڑ کر کہیں گیا نہ - بلکہ اپنے دفتر میں
آیا - کاکلز کا رنگ روئے فق ہو رہا
تھا - کچھ دیر تک تو وہ اضطراب میں رہا
اور ننگا سر کئے بستر پر گر کر اپنی دہشت
میں بیٹھا رہا - عمانوئیل نے تو دونوں کو
تسلی دینے کی کوشش کی - مگر اس کی
فصیح البیانی نے کچھ کام نہ کیا - ان دونوں
اس کا رخ ملنے کے حال سے خوب واقف
تھا - اور اس بات سے ادسے خوب
خبر تھی - کہ اس کا ماننے پر بڑی تباہی
آنیوالی ہے - ... آئی دونوں عورتیں
دیکھ رہی تھیں - انہیں امید تھی کہ جب
مارل اپنے کمرے سے نکلے گا - تو اُن
کے پاس آئیگا - لیکن اُنہوں نے اپنے
دروازے سے پیشتر ادسے گذرتے
دیکھا - گو وہ اپنے پاؤں کی آہٹ
کو چھپانیکی کوشش کرتا تھا - تاہم
آواز اُنکے کانوں میں آہی گئی - وہ
کان لگا کر سنتی رہیں - وہ اپنے سونے
کے کمرے میں گیا - اور اندر سے
دروازہ بند کر لیا - میڈم مارل نے
اپنی بیٹی کو کہا - کہ پلنگ پر جاکر سو
رہے - جولی کو اُٹھکر آدھ گھنٹہ
ہوا تھا - کہ اُس نے جوتی پہنی - اور
چپ چاپ سونے کے کمرے میں
گئی - تاکہ سوراخ میں سے دیکھے -
اُسکا خاوند کیا کر رہا ہے - راستے میں
اُس نے ماں کو بیٹھے ہوئے دیکھا -
یہ جولی تھی - جو خود بیقرار ہو کر اپنی ماں
کا انتظار کر رہی تھی - چنانچہ وہ اپنی
ماں کی طرف گئی - اور کہنے لگی - وہ لکھ
رہا ہے - بلا بولنے کے وہ ایک دوسرے
کی بات سمجھ گئیں - میڈم مارل نے
پھر سوراخ میں سے دیکھا - وہ اُس
وقت بھی لکھ رہا تھا - لیکن میڈم
مارل نے اس بات کو جسے اسکی بیٹی
نے نہیں دیکھا - معلوم کر لیا - وہ یہ کہ
وہ آہستہ آہستہ ... کے کاغذ پر لکھ رہا
تھا - اُس کے دل میں یہ خوفناک خیال !

پیدا ہوا۔ کہ وہ وصیت نامہ لکھ رہا ہے وہ سر سے لیکر پاؤں تک کانپ گئی۔ مگر اس کے موہنہ سے ایک لفظ نہ نکلا۔ دوسرے دن بھی مارل ویسے ہی مطمئن تھا چنانچہ وہ دفتر میں گیا۔ کھانے کے لئے وقت پر گھر آیا۔ اور بعد کھانا کھانے کے اوس نے اپنی بیٹی کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور دیر تک اوس نے اپنی چھاتی سے لگائے رکھا۔ شام کے وقت جولی نے اپنی ماں سے کہا۔ کہ گو اُسکا باپ ظاہر میں مطمئن نظر آتا ہے۔ مگر اُس کا دل بہت دھڑکتا ہے۔ دو دن اس طور سے کرتے گذر گئے۔ ۴ ستمبر کو ایم مارل نے اپنے خلوت خانے کی چابی مانگی۔ جولی یہ سنکر سرتاپا کانپ گئی۔ اس سے اوسے بُرا شگون معلوم ہوا۔ لیکن اُس کے باپ نے پھر چابی جسے وہ ہمیشہ رکھا کرتی تھی۔ اور جو صرف اس سے بچپن میں سزا دینے کے لئے لی جاتی تھی۔ مانگی تھی۔ لڑکی نے باپ کی طرف سے دیکھا اور کہا باپ جانی کیا قصور کیا ہے۔ کہ آپ مجھ سے چابی مانگتے ہیں۔

مارل۔ میرے نورچشم کچھ بھی نہیں اس سوال سے اسکی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ کچھ نہیں۔ مجھے یہ چاہیئے۔ جولی نے چابی حسب حکم کہا بہانہ کیا۔ اور کہنے لگی۔ میں اُسے اپنے کمرے میں چھوڑ آئی ہوں۔

اور وہ باہر چلی گئی۔ لیکن بجائے اپنے کمرے میں جانیکے وہ خاتونیں سے صلاح کرنے لگی۔ اس نے کہا۔ یہ چابی اپنے باپ کو مت دینا۔ اور کل ایک لفظ اس سے جدا نہ ہوا۔ اس نے خاتونیں سے پوچھا۔ اس نے کچھ نہ بتایا۔ اگر وہ جانتا بھی ہوتا۔ تو تب بھی نہ بتاتا۔ چوتھی اور پانچویں ستمبر کی تاریخ کی رات کو میڈم مارل ہر ایک آواز کو سننے کے لئے جاگتی رہی اور رات کے تین بجے تک اس نے اپنے خاوند کو بڑے اضطراب سے کمرے میں ادہر اُدہر ٹہلتے دیکھا۔ تین بجے تھے۔ کہ وہ پلنگ پر جاکر دراز ہوا۔ ماں بیٹی نے رات مل کر بسر کی۔ اونہیں میگسیمین کے آنے کی ایک دن پہلے اُمید تھی۔ صبح کے آٹھ بجے مارل اوس کے کمرے میں آیا۔ اسکا چہرہ مطمئن تھا۔ لیکن رات کی بیخوابی اُس کے چہرے سے نمایاں تھی۔ ان میں اتنی جرأت نہ تھی۔ کہ اس سے سوال کریں۔ کہ آیا وہ سویا تھا۔ یا نہیں سویا تھا۔ مارل اپنی بیوی پر بہت مہربان تھا۔ اور اپنی بیٹی سے بہت محبت رکھتا تھا۔ وہ اپنی بیٹی کے موہنہ کی طرف تکتا تھا۔ اور اوسے دیکھتا تھا۔ جولی جیسے خاتونیں کی صلاح یاد تھی۔

اپنے باپ کے پیچھے جب وہ کمرہ چھوڑتا تھا۔ جاتی تھی۔ لیکن وہ کہتا تھا۔ میرے نورچشم اپنے ماں کے پاس رہو۔ جولی اوس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ اُس نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تم ماں کے پاس رہو۔ یہ پہلا وقت تھا۔ کہ مارل نے ایسا کہا تھا۔ لیکن یہ بات اُس نے والدین کی محبت کی نگاہ سے رکھی تھی۔ اور جولی اُسکی محبت سے سر نہیں پھیر سکتی تھی۔ چنانچہ وہ ایسی جگہ پر چپ چاپ اور بے حس وحرکت کھڑی رہی۔ ایک لحظہ بعد ازاں اوس نے دروازہ کھولا اور دو بازو اسے اپنی بغل میں لیتے اور موںہہ اسکی پیشانی سے لگا دیکھا اس نے جب موںہہ اوپر کیا۔ تو اسکے موںہہ خوشی کا کلمہ نکلا۔ اور اُس نے باآواز بلند کہا۔ سگیمین میرے عزیز بھائی یہ سُنکر میڈم مارل اٹھی۔ اور اپنے بیٹے سے چمٹ گئی۔ لڑکے نے اِن سے کہا۔ اماجان کیا ہوا۔ تمہارے خط کو دیکھکر میں ڈر گیا۔ اور جہاں تک مجھسے ہوسکا۔ آیا۔

میڈم مارل۔ جولی جاؤ۔ اپنے باپ سے کہو۔ کہ سگیمین آیا ہے۔ لڑکی کمرے سے نکلی۔ لیکن زینے پر اوس نے ایک آدمی کو ہاتھ میں خط لئے کھڑا دیکھا۔

آدمی۔ اطالی زبان میں۔ کیا تم میڈم ماسلی جولی مارل نہیں ہو۔

جولی۔ پس و پیش کرتے ہوئے۔ ہاں صاحب آپ کی کیا مرضی ہے۔ میں نہیں جانتی۔

آدمی۔ رخط اوسے دیکر) یہ پڑھو۔ جولی نے تامل کیا۔

قاصد۔ اسمیں آپ کے لئے بہت فائدے کی باتیں لکھی ہیں۔

لڑکی نے فوراً اُس کے ہاتھ سے خط لے لیا۔ اور اُسے جلدی کھولکر پڑھا۔ اسوقت ایلین ڈ ویلن میں جاؤ۔ اور گھر ۱۵ میں داخل ہو۔ دربان سے منزل ۵ کی چابی مانگو۔ کمرے میں جاؤ۔ سُرخ ریشم کا جالیدار کیسہ طاق کے کونے سے اٹھا لو۔ اور اپنے باپ کو لا دو۔ یہ بات ازبس ضروری ہے کہ گیارہ بجے کے پیشتر وہ کیسہ اوسے مل جائے۔ تم نے میری بات ماننے کا اقرار کیا تھا۔ اپنی قسم کو یاد کرو۔

مسند ابو ملاح [illegible]

نوجوان لڑکی نے خوشی کا کلمہ زبان سے نکالا۔ آنکھیں اوپر اٹھائیں۔ تاکہ اس کو پوچھنا چاہا۔ لیکن وہ واپس گیا تھا۔ اور اوس نے اوپر [illegible] کو [illegible] خط پڑھنے کے لئے اٹھایا۔ اور دیکھا

کر پہنچے یہ لکھا ہے۔ یہ ضروری ہے
کہ تم اس کام کو اکیلے سر انجام دو۔ اگر
تم کسی اور کے ساتھ جاؤ گی۔ یا کوئی
اور انہیں پیش کریگا۔ تو دربان
کہیگا۔ کہ وہ اس بات کی نسبت
کچھ نہیں جانتا۔

یہ لفظ جو نیچے لکھے ہوئے تھے۔
اس نوجوان لڑکی کے لئے بڑی بھاری
روک تھی۔ کیا کوئی خطرے کی بات
تو نہیں تھی۔ کیا اس کے لئے کوئی
جال تو نہیں لگایا گیا تھا۔ اس کی
سادگی نے ان خطرات سے اسے
لاعلمی میں رکھا ہوا تھا۔ جو اس کی
عمر کی نوجوان لڑکیوں پر آنے ممکن
ہیں۔ لیکن خطرے سے ڈرنے کی
کوئی ضرورت نہیں تھی۔ واقعی یہ
بات کہہ سکتے ہیں۔ کہ عموماً نامعلوم
باتیں ہوتی ہیں۔ جو بڑی خطرناک
ہوتی ہیں۔ جولی نے تامل کیا۔ اور
مشورہ کرنیکا ارادہ کیا۔ لیکن عجیب
خیال اس کے دل میں آیا۔ وہ نہ
تو اپنی ماں کے پاس نہ اپنے بھائی
کے پاس گئی۔ وہ عمانوئیل کے پاس
گئی۔ جب وہ اس کے پاس جلدی
جاکر پہنچی۔ تو اس نے اسے وہ
بات جو ٹامسن اینڈ فرنچ کے کارخانہ
کے کلرک نے بیان کی تھی۔ اسے
وعدے کو بھی بیان کیا۔ جو اس نے
اس سے کیا تھا۔ اور اسے خط
دکھلایا۔ عمانوئیل نے کہا۔ میری صلاح
پھر تمہیں جانا چاہیئے۔

جولی۔ وہاں جانا چاہیئے۔

عمانوئیل۔ میں تمہارے ساتھ
جاؤنگا۔

جولی۔ لیکن کیا تم نے نہیں پڑھا۔
کہ مجھے اکیلے جانا چاہیئے۔

عمانوئیل۔ تم اکیلے ہی جاؤ گی میں
اوڈی موسلی کے کونے پر تمہارا انتظار
کرونگا۔ اگر مجھے اسقدر عرصہ وہاں
کھڑا رہنا پڑا۔ کہ میں مضطرب ہوا۔
تو میں جھٹ تمہیں آملونگا۔ پھر جو
تمہیں تکلیف دیگا۔ اس سے
سمجھ لیا جائیگا۔

لڑکی۔ عمانوئیل تو تمہاری رائے
ہے۔ کہ میں اس خط کی تعمیل کروں

عمانوئیل۔ ہاں کیا قاصد نے تم سے
نہیں کہا۔ کہ تمہارے باپ کی سلامتی
اس میں ہے۔

لڑکی۔ لیکن کیا خطرہ ہے جس
سے اسے ڈر ہے۔ عمانوئیل نے ذرا
تامل کیا۔ مگر چونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ
جلدی وہ اس خط کے لکھے کے
موافق عمل کرے۔ اس نے جواب
دیا۔

عمانوئیل۔ سنیں۔ آج ۵ ستمبر ہے نہ؟

لڑکی۔ ہاں۔

عمانوئیل۔ آج تمہارے باپ کو تین لاکھ فرینک دینے ہیں۔

لڑکی۔ ہاں ہم یہ بات جانتے ہیں

عمانوئیل۔ تو گھر میں تو ۵ ہزار فرینک بھی نہیں۔

لڑکی۔ تو پھر کیا ہوگا۔

عمانوئیل۔ کیوں اگر آج گیارہ بجے کے پیشتر کسی ایسے آدمی کو ملیگا۔ جو اسکی مدد کریگا۔ تو بارہ بجے کے وقت وہ اپنے تئیں دوالیہ مشہور کرنیکے لئے مجبور ہوگا۔

لڑکی۔ جلدی سے آہ تو پھر آؤ۔ چلیں۔ اس اثنائے میں میڈم مارل نے اپنے بیٹے سے سب باتیں بیان کیں۔ وہ جوان یہ سب کچھ جانتا تھا جب اُس کے باپ پر یکے بعد دیگرے مصائب آئے۔ تو گھر کی بود و باش اور زندگی بسر کرنیکی سامان میں بہت فرق آگیا تھا۔ لیکن اوسے یہ خبر نہیں تھی۔ کہ بات یہاں تک آپہنچی ہے۔ یہ باتیں سنکر وہ سن رہگیا۔ پھر جلدی کمرے سے نکلکر وہ اپنے باپ کے خلوت خانے میں سیدھا جانیکی بجائے ایم مارل اپنے خوابگاہ کے کمرے میں آیا۔ اور اُس سے وہ اس وقت نکلنے لگا تھا۔ مارل نے جسے اپنے بیٹے کی آمد کی کوئی خبر نہ تھی۔ ایک چیخ ماری۔ وہ اُس جگہ پر بے حس و حرکت رہگیا۔ اور اپنے بائیں ہاتھ سے ایک چیز جو کوٹ میں اس نے چھپائی تھی۔ دبالی میگسیمن جھٹ اپنے باپ کے پاس پہونچا۔ اور اس سے بغلگیر ہوکر چپٹ گیا۔ لیکن اچانک وہ پیچھے ہٹا۔ اور اپنا داہیاں ہاتھ مارل کے سینے پر اُس نے رکھا۔ اور نہایت زرد رو ہوکر اس نے باپ سے کہا۔ باپ پستول لیکر تم کیا کرنے لگے ہو۔

مارل۔ آہ یہی بات تو تھی۔ جس سے مجھے ڈر تھا۔

بیٹا۔ باپ۔ باپ۔ خدا کے لئے اس سے کیا کیا چاہتے ہو۔

باپ۔ میگسیمن۔ تم آدمی ہوگئے ہو۔ اور عزت دار ہو۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ نہایت اطمینان کے ساتھ مارل اپنے خلوت خانہ میں گیا۔ اور میگسیمن کانپتا کانپتا اوس کے پیچھے ہولیا۔ مارل نے دروازہ کھولا۔ اور اپنے بیٹے کو اندر داخل کرکے بند کردیا۔ پھر پہلے کمرے سے گذر کر اپنی میز کے پاس گیا۔ اور اس پر اس نے پستول رکھدیا۔ اور اپنی انگلی سے اس نے

ایک کھلے ہوئے رجسٹر کی طرف اشارہ
کیا۔ اس رجسٹر میں اس نے اپنی حساب
کتاب کا سب خلاصہ لکھا ہوا تھا۔ مارل
کو آدھے گھنٹے کے بعد دو لاکھ ستائیس ہزار
پانسو فرینک ادا کرنے تھے۔ اور اس کے
پاس صرف پندرہ ہزار روپیہ دو سو
ستاون فرینک موجود تھے۔ مارل نے
کہا۔ پڑھو۔ نوجوان نے جب پڑھا۔
تو اس کے چھکے چھوٹ گئے۔ مارل نے
کچھ نہ کہا۔ وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ ان
تیس منٹوں میں وہ کیا کر سکتا تھا۔ چنانچہ
لحظہ بھر تامل کر کے اس نے کہا۔ باپ
کیا تمہیں جس قدر کوشش کرنی چاہیئے
تھی۔ کر چکے۔

مارل۔ ہاں۔ کر چکا ہوں۔

بیٹا۔ تمہارے پاس کوئی روپیہ آنیوالا
ہے۔ یا نہیں۔

مارل۔ نہیں۔

بیٹا۔ سب کچھ خرچ ہو لیا۔

مارل۔ ہاں۔

بیٹا۔ غمگین آواز سے۔ اور اگر آدھ
گھنٹے میں ہمارا نام بیعزت ہوا۔

مارل۔ خون اس بے عزتی کے نشان
کو صاف کر دیگا۔

بیٹا۔ باپ تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں
سمجھا۔ پھر اپنا ہاتھ پستول کی طرف
بڑھا کر اس نے کہا۔ یہ میں لیتا ہوں۔
ایک تم لے آؤ۔ مارل ہچکچایا۔ اور
کہنے لگا۔ تمہاری بہن ہے۔ اس کی
کون پرورش کریگا؟ یہ سنکر نوجوان
کا بدن کانپ گیا۔ اس نے کہا۔ باپ
کیا تم مجھے حکم دیتے ہو۔ کہ میں زندہ
رہوں۔

مارل۔ ہاں میں تمہیں حکم دیتا ہوں
یہ تمہارا فرض ہے۔ میگسمین تمہارا دل
قوی ہے۔ تم معمولی آدمی نہیں ہو۔ میں
کچھ نہیں چاہتا۔ میں کوئی حاکم نہیں۔
میں صرف اتنا کہتا ہوں۔ کہ میری
حالت کو اپنے اوپر وارد کر کے سوچو۔
اور پھر خود اختیار کرو۔ نوجوان نے
ایک لحظہ تامل کیا۔ اور خوب سوچکر اس
نے آہستہ سے اپنے دو تمغے جو اس کے
عہدے کا نشان تھے۔ اتار لئے۔ اور
اپنا ہاتھ مارل کی طرف بڑھا کر اس نے
کہا۔ باپ بہت اچھا۔ جو کچھ تمہاری
مرضی ہے۔ آرام سے جان دیں۔ میں
زندہ رہونگا۔ مارل گھٹنوں کے بل
اپنے بیٹے کے آگے گرنے لگا تھا۔ مگر
بیٹے نے اسے اپنے بازوؤں میں پکڑ لیا
اور دونوں کچھ دیر تک خوب آپس میں
چمٹے رہے۔ مارل نے کہا۔ تم جانتے ہو
یہ میرا قصور نہیں۔ میگسمین نے تبسم
کیا۔ اور کہا۔ اور باپ میں جانتا
ہوں۔ کہ میں نے تمہارے جیسا شریف

کبھی نہیں دیکھا۔

مارل۔ خوب اب جو کہنا تھا۔ سو کہہ لیا۔ جاؤ۔ اپنی ماں اور بہن سے ملو۔

بیٹا۔ گھٹنے ٹیک کر مجھے دعا دیجیو۔

مارل نے اُس کے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ اسے اپنی طرف کیا۔ اور اُس کی پیشانی پر کتنے بوسے دیکر کہا۔ آہ! ہاں ہاں۔ میں تمہیں اپنے نام سے اور اپنے بے عیب بزرگوں کے نام سے برکت دیتا ہوں۔ جو میرے ساتھ متفق اللفظ کہتے ہیں۔ وہ عمارت جسے مصیبت نے منہدم کیا ہے۔ خدا تعالےٰ اُسے پھر بنا دے مجھے اس طرح مرتے دیکھکر پتھر سے پتھر دل بھی جھکا ہوگا۔ وہ تم پر ترس کھائیگا۔ شاید تمہیں وہ مہلت دیویں جو اونہوں نے مجھے نہیں دی۔ کوشش کرو۔ کہ بیعزتی کا نام کبھی کسی کے منہ سے تمہاری نسبت نہ نکلے۔ محنت کرو سرگرمی سے کام کرو۔ تم تمہاری ماں اور تمہاری بہن زندہ رہیں۔ کفایت شعاری اختیار کریں۔ تاکہ دین مدلن اُن کی جائداد جسے میں تمہارے لئے ہول میں چھوڑ جاتا ہوں۔ روز افزوں ترقی پذیر ہو۔ سوچو وہ دن کیسا عالیشان ہوگا۔ جبکہ اس وقت میں تم یہ کہہ سکو گے میرا باپ مر گیا۔ اس لئے کہ وہ کام نہ کر سکا۔ جو میں نے آج کیا ہے لیکن وہ اطمینان اور تسلی سے موا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ جو مجھے کرنا چاہیئے۔

بیٹا۔ بآواز بلند۔ تم کیوں نہ زندہ رہو۔

باپ۔ اگر میں زندہ رہوں۔ تو حالت دگرگوں ہو جائے۔ اگر میں جان نہ دوں۔ تو لوگ تشبیہ کرنے لگ جائیں۔ بجائے ترس کھانے کے دشمنی کریں۔ اگر میں زندہ رہوں۔ تو بے اعتبار ہونگا۔ اور کوئی میری بات پر بھروسہ نہ کریگا۔ اور دوالیہ کہلاؤنگا۔ لیکن اگر میں جان دیدوں۔ تو میری نعش ایک دیانتدار کی نعش ہوگی۔ گو بدقسمت کی اگر زندہ رہونگا۔ تو دوست مجھے بات تک نہ پوچھنے آئینگے۔ اگر مر جاؤنگا۔ تو تمام مارسیلز روتے ہوئے قبر تک میرے ساتھ جائیگا۔ اگر میں زندہ رہا۔ تو تمہیں میرے نام سے شرم آئیگی۔ اگر مر جاؤنگا۔ تو تم اپنا سر بلند کرکے کہہ سکو گے۔ میں اس کا بیٹا ہوں۔ جسے تم نے مار ڈالا کیونکہ اُس کی پہلی بار تھی۔ کہ وہ اپنی بات پوری کرنے میں مجبور رہا۔ بیٹے کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ لیکن اس نے

اپنا سر رضا الٰہی کے آگے خم کر دیا۔
مارل۔ اب مجھے تنہا چھوڑ دو۔ اور اپنی ماں اور بہن کو دور لے جاؤ۔
بیٹا۔ کیا تم میری بہن کو ایک دفعہ اور نہیں ملتے۔ اس ملاقات کی نسبت اس نوجوان کے دل میں ایک آرزو پوشیدہ تھی۔ اور اس لئے اس نے یہ بات یاد دلائی۔ مارل نے سر ہلا کر کہا۔ اور میں نے اسے آج صبح کو دیکھا۔ اور اس سے وداع ہو لیا۔
بیٹا۔ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں باپ کیا کوئی خاص حکم نہیں۔ جو آپ مجھے دینا چاہتے ہو۔
باپ۔ بیٹا ہاں۔ اور وہ مقدس حکم ہے۔
بیٹا۔ باپ لیکن مجھے بتائیں کیا ہے۔
ٹامسن اینڈ فرنچ کا کارخانہ صرف ایسا ہے۔ جس نے یا تو ہمدردی انسانی سے یا خودغرضی کی راہ سے میں نہیں جانتا۔ کہ کس باعث سے میرے ساتھ ذرا نیکی کی ہے۔ اس کے گماشتے نے جو دس منٹ کے بعد یہاں آئیگا۔ اور دو لاکھ ستاسی ہزار پانسو فرینک کے لئے مطالبہ کریگا۔ میں نہیں کہتا۔ کہ اس نے مجھے تین ماہ کی مہلت عنایت کی۔ بلکہ یہ کہتا ہوں۔ تین ماہ کی مہلت اس نے میرے پیش کی۔ بیٹا اس کارخانہ کا روپیہ سب سے اوّل ادا کرنا اور اس آدمی کی عزت کرنا۔
بیٹا۔ باپ بہت اچھا۔
باپ۔ بیٹا۔ میں فرض کرو۔ کہ میں تمہاری طرح سپاہی تھا۔ مجھے کچھ رسد بھی لینے کا حکم ملا۔ اور تمہیں معلوم تھا۔ کہ میں اس حملہ میں مارا جاؤنگا۔
تم یہ تحفے ابھی کیا مجھ سے رکھو گے۔ آپ جائیں۔ کیونکہ دیری کرنے سے بدنامی ہوگی۔ اور شرم کی زندگی بسر کرنے سے موت بہتر ہے۔
بیٹا۔ ہاں۔ ہاں۔ اور پھر اس نے اپنے باپ سے بغلگیر ہو کر اس سے کہا۔ اچھا یونہی سہی۔ اور وہ خلوت خانے سے باہر نکل آیا۔ جب اسکا بیٹا اس کے پاس سے چلا آیا تو وہ کچھ دیر تک دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اپنا ہاتھ لمبا کر کے اس نے گھنٹے کو اپنی [illegible] کچھ دیر کے بعد کاکلز نمودار ہوا۔ اب کاکلز کا کلز نہیں رہا تھا۔ آخری تین دنوں کے خیال سے اس کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔ اس خیال نے کہ مارل کا کارخانہ بند ہو جائیگا۔ اسے ایسا کبڑا کر دیا۔ کہ اگر وہ بیس برس اور زندہ رہتا۔ تو اس کا یہ حال نہ ہوتا۔

دل. رایسی آواز سے کہ جس کی حزن و ملال کو قلم میں بیان کرنے کی طاقت نہیں) میرے لائق کاکلز تم اوّل کمرے میں رہو- جب وہ آدمی جسے تین مہینے گذرے ہیں- یہاں آیا تھا- یعنے ٹامسن اینڈ فریخ کے کارخانہ کا ایجنٹ تو مجھے خبر کرنا- کاکلز نے جواب نہ دیا- اوس نے اپنے سر سے صرف اشارہ کردیا- اور کمرے میں جاکر بیٹھ گیا- مارل کرسی پر گر گیا- اُس کی آنکھیں گھڑی کی طرف لگی ہوئی تھیں- صرف سات منٹ باقی تھے- سوئی تیزی سے حرکت کئے جاتی تھی- اوسے یوں معلوم ہوئے جاتا تھا کہ وقت اڑا جارہا ہے-

اس آخری وقت میں اس آدمی کے دل کے جو ان سب سے جو اس دنیا میں اسے عزیز تھے- جدا ہونیوالا تھا- اور اس زندگی کو جسے ہمیشہ نہایت آرام سے اس نے بسر کیا تھا- چھوڑنے والا تھا- جو خیالات تھے- اُن کا بیان نہیں کیا جاسکتا تھا- تھوڑے نمونہ حزن و ادے ہم بیان کرتے ہیں- اُس نے قضا آلہی کو اپنے اوپر وارد ہوتے دیکھکر اپنا سر اس کے آگے خم کردیا تھا- اُس کی پیشانی پسینے سے تر ہورہی تھی- اُس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے- اور آسمان کی طرف اس نے مونہہ کیا ہوا تھا- گھڑی کی سوئی آگے جارہی تھی- پستول کا گھوڑا اٹھا ہوا تھا- اس نے ہاتھ بڑھایا- اور پستول کو اٹھایا- اور اپنے بیٹے کا نام مونہہ میں لیا- پھر اُس نے اُس جانستان ہتھیار کو نیچے دہر دیا- قلم لیا- اور چند لفظ لکھے- اوسے ایسا معلوم ہوتا تھا- کہ اپنے بیٹے سے جیسے اوسے رخصت ہونا چاہیئے تھا- ویسے وہ رخصت نہیں ہوا-

پھر وہ گھڑی کی طرف متوجہ ہوا- اب صرف سکینڈ گنتی باقی تھے- اس نے پھر وہ جانستان ہتھیار لیا- اور جب وہ گھوڑے کو دبانے لگا- تو اُس کے بدن پر رعشہ پڑا- اس عالم نزع کے وقت اُسکی پیشانی برف سے بھی زیادہ سرد پڑ گئی- اور اپنے دل کے بند ہونوں کو اس نے مضبوط کرکے ہکڑ بند کیا- اس نے زینے کے دروازے کی آواز سُنی- گھڑی میں گیارہ بجے- اس کے خلوتخانے کا دروازہ کھلا- مارل نے مونہہ پھیرکر نہ دیکھا- اوسے کاکلز کے ان لفظوں کا انتظار تھا-

ٹامسن اینڈ فریخ کا گماشتہ؟

اُس نے پستول کے مونہہ کو اپنے دانتوں میں رکھا- اچانک اس نے ایک چیخ کی آواز سُنی- یہ اُس کی بیٹی کی آواز تھی- اُس نے مُنہ پھیرا- اور جولی کو دیکھا- پستول اُس کے ہاتھوں سے

[illegible] لڑکی نے مارے خوشی کے زور سے کہا۔ میرے باپ تم بچ گئے۔ اور وہ دوڑ کر اس سے لپٹ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا لمبا ریشم کا کیسہ پکڑا ہوا تھا۔

مارل - بیٹی بچ گیا۔ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔

بیٹی۔ تم بچ گئے۔ بچ گئے۔ دیکھو۔ دیکھو۔

مارل نے کیسہ اٹھایا۔ اور جب اس نے اسے اوپر اٹھایا۔ تو چونک پڑا۔ کیونکہ اسے یہ خیال ہوا۔ کہ یہ کیسہ اسی کا تھا۔ ایک طرف دو لاکھ ستاسی ہزار پانسو فرینک کے بل کے موصول ہونے کی رسید تھی۔ اور دوسرے سرے سے ایک بڑا ہیرا بندھا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھا تھا "جولی کا جہیز"

مارل نے اپنا ہاتھ پیشانی پر پھیرا۔ اور یہ اسے عالم خواب کا واقعہ معلوم ہوا۔ اس وقت گھڑی کی ٹن ٹن کی آواز نے مارل کے دل پر بڑا اثر کیا۔ اور اس نے کہا۔ بیٹی بیان کرو۔ بیان کرو۔ یہ کیسہ تم نے کہاں سے پایا۔

بیٹی۔ ایلبر وڈی ملین کے مکان نمبر کے دوسری منزل کے ٹ کمرے میں۔

مارل - بلند آواز سے۔ لیکن یہ کیسہ تمہارا نہیں۔ جولی نے اپنے باپ کو وہ خط جو صبح اسے ملا تھا۔ دیا۔

مارل۔ اسے پڑھکر اور کیا تم اکیلی گئیں۔

لڑکی - عمانوئیل میرے ساتھ گیا۔ اس نے روڈی ہوسے پر میرا انتظار کیا۔ لیکن تعجب یہ ہے۔ کہ جب میں وہاں آئی۔ تو وہ وہاں نہیں تھا۔

ایک آواز زینے پر سے۔ مسٹر مارل مسٹر مارل۔

جولی - یہ اسکی آواز ہے" اس وقت عمانوئیل اندر آیا۔ اسکا چہرہ مارے خوشی کے تمتا رہا تھا۔ اس نے باآواز بلند کہا " فرعون جہاز" فرعون جہاز"

مارل - کیا کیا۔ فرعون۔ عمانوئیل۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ فرعون تو غرق ہو گیا۔

عمانوئیل۔ فرعون کی خبر آئی ہے۔ فرعون بندرگاہ میں آگیا ہے۔

مارل اپنی کرسی پر گر گیا۔ اس کی طاقت اس سے سلب ہونے لگی۔ اس وقت قوت دماغی جس میں ایسے نادیدنا شنیدہ واقعات وقوع پذیر ہونے سے فتور آگیا تھا۔ سمجھ نہیں سکتی تھی۔

مسز مارل - باپ تم نے کیسے کہا۔ کہ فرعون غرق ہو گیا۔ ابھی اس کی

نسبت تار آیا ہے۔ کہ جہاز آرہا ہے۔

مارل۔ میرے دوستو۔ اگر یہ بات ہے۔ تو یہ معجزہ ہے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔

لیکن وہ بات جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اور اُسے خیالی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ وہ کیسہ تھا۔ جو اُس کے ہاتھوں میں پکڑا ہوا تھا۔ اتنی بھاری رقم کی رسید ساتھ تھی۔ اور علاوہ ازیں ایک بڑا سا ہیرا تھا۔

کاکلس۔ آہ صاحب۔ فرعون کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔

مارل۔ (کرسی سے اُٹھکر) عزیزو آؤ۔ آؤ چلیں اور دیکھیں اگر وہ خبر جھوٹی ہو تو خدا ہم پر رحم کرے وہ سب باہر گئے۔ زینے پر میڈم مارل ملی۔ جو خلوت خانے میں جانے سے ڈرتی تھی فوراً وہ کینسری میں پہونچی وہاں ہجوم لگ رہی تھی جب مارل آیا۔ تو سب بھیڑ نے اُسے راستہ دیا۔ ہرایک آواز یہی کہتی تھی۔ فرعون۔ فرعون۔ اور تعجب یہ ہے کہ سینٹ جین کے برج کے آگے ایک جہاز کھڑا ہوا تھا۔ اور اس پر یہ لفظ سفید سفید لکھے ہوئے تھے مارسیلز کے مارل اینڈ سن کا فرعون

وہ ہوبہو دوسرے فرعون کی طرح تھا۔ اور جیسے وہ لدا ہوا تھا۔ ویسے یہ کچینیل اور نیل سے لدا ہوا تھا۔ اس نے لنگر ڈالا۔ بادبان اُس پر سے اُتارے گئے۔ کپتان گامرڈ اُس کی چھت سے حکم دے رہا تھا۔ اور نپلین ایم مارل کو اشارے کر رہا تھا۔

اس بات میں اب کیسے شک ہو سکتا تھا آنکھوں سے سب کچھ نظر آتا تھا۔ اور علاوہ ازیں دس ہزار آدمی شاہد تھے۔ جب مارل اور اُسکا بیٹا ہزارہا مخلوق کے سامنے آپس میں بغلگیر ہوئے۔ ایک آدمی نے جس کا نصف سے زیادہ چہرہ کالی داڑھی سے ڈھنپا ہوا تھا۔ اور جو سنتری کے صندوق کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ آہستہ یہ کہا۔ کہ اے نیک دل خوش ہو۔ اُس تمام نیکی کے لئے جو تونے اب تک کی ہے۔ اور اُس کے بعد کریگا۔ شادمان رہو۔ اور میری شکر گذاری تمہاری مہربانی کے ساتھ پردہ کی قسم میں رہے"

اور ایسے طور سے مسکرا کر جس میں خوشی اور شادمانی ملی ہوئی تھی۔ اُس نے اُس پوشیدہ جگہ کو چھوڑا۔ اور بغیر کسی کو نظر آئے اُن سیڑھیوں کے راستے اُترا۔ جن سے اُترا کرتے ہیں۔ اور

تین دفعہ بلند آواز سے اُس نے
پکارا - جوکوپو جوکوپو پھر ایک کشتی کنارے
پر آئی - اور اُس سے ایک جہاز میں جو
نہایت آراستہ پیراستہ تھا - لے گئی جس
کی چھت پر وہ ایسی پھرتی سے جیسے
ملاحوں میں ہوتی ہے - جا چڑھا - مارل
جکی خوشی کے مارے آنسو نکل رہے
تھے - تمام لوگوں کے ساتھ ہاتھ ملاتا تھا
اور اپنے نامعلوم مربی کو آنکھیں آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر وہ آسمان میں تلاش کرتا
معلوم ہوتا تھا - اسکے بعد نامعلوم نے
کہا - الوداع - اُن سب خیالات کو جو
انشراح صدر کرتے ہیں - الوداع - میں نے
خدا کے حکم سے نیک کو نیکی کا پاداش دیا
ہے - اب بروں کو بُرائی کی سزا دونگا
یہ کہکر اُس نے نشان کیا - اور گویا -
کہ وہ جہاز اِس نشان کا منتظر تھا سمندر
کی طرف روانہ ہوا -

اکتیسواں باب

اطالیہ - سندھ باد ملاح

۱۸۳۸ء کے ابتدا میں پیرس کے اعلیٰ
طبقہ امرا میں سے دو امیر وائی کونٹ البرٹ
ڈی مارسرف اور بیرن فرنز ڈی
ایپنی فلورنس میں مقیم تھے - اُس سال
اُنہوں نے روم کے کارنیوال کے دیکھنے
کا متفق ہوکر ارادہ کیا تھا - اور فرنز جو
پہلے تین چار سال اطالیہ میں رہ چکا تھا -
البرٹ کا معین و مددگار قرار پایا تھا
چونکہ روم میں کارنیوال بسر کرنا کوئی
ٹھٹھا نہیں - خاصکر اُسوقت جب
پلیپس ڈی پیپل یا کیمپو وکسینو
میں سونے کی مرضی ہو - اِس لئے
اُنہوں نے میسٹری پیسٹرلی کو لکھا - جو
لنڈرس ہوٹل کا مالک تھا - کہ اُن
کے لئے ایک عمدہ کمرے مہیا رکھے -
اُس نے جواب دیا تھا - کہ اُس کے
پاس صرف دو کمرے اور ایک پرائیوٹ
کمرہ ال سکوند وپیانو خالی تھا - جسے
اُس نے فی دن ایک لوئیس کرایہ
پر دینا کیا تھا - اُنہوں نے اسباب کو منظور
کر لیا - لیکن باقی وقت کو نہایت عمدگی
سے صرف کرنے کے لئے البرٹ نیپلز
کو روانہ ہوا - مگر فرنز فلورنس میں ہی رہا
کئی دن اُس جگہ گذار کر جنہیں وہ عدن
کو دیکھ چکا - جیسے کیبن کہتے ہیں اور
فلورنس کے امرا کے گھروں میں دو تین دن
بسر کر چکا - اُس کے دل میں خیال پیدا
ہوا - کہ کارسکا کو جہاں بوناپارٹ کی
زادبوم ہے - میں پہلے دیکھ چکا ہوں -
اب مجھے جزیرہ البا میں جو نپولین کا
قیام گاہ ہے - دیکھنا چاہیئے -

ایک دن شام کو اُس نے جہاز کو آہنی قلعے سے جس سے وہ سگہارنٹ کی بندرگاہ سے بندہے ہوئے تھے۔ چھڑا لیا۔ لیٹ گیا۔ چوغے میں اپنے تیئں اُس نے لپیٹ لیا۔ اور ملاحوں نے کہا۔ جزیرہ الیا کی طرف چلو۔ جہاز کنارے سے پرندے کی طرح اُڑا۔ اور دوسرے علی الصباح فرنز جزیرہ پورٹو فراجو میں جا پہنچا۔ اُن نشانات پا کے اوپر چلنے کے بعد جو وہ دیو زاد آدمی چھوڑ گیا تھا۔ اُس نے جزیرے میں سفر کیا۔ اور پھر مارشنا کی طرف جانے کے لئے جہاز میں پھر سوار ہوا۔ دو گھنٹے کے بعد وہ پھر پانسو میں جہاں اُسے معلوم تھا۔ کہ سرخ تیتر بہت ہوتے ہیں۔ اُترا۔ شکار اچھی طرح نہ کھیلا گیا۔ فرنز نے بہت تھوڑے تیتر مارے۔ اور ناکامیاب شکاری کی طرح دلگیر ہو کر جہاز کی طرف آیا۔ کپتان نے کہا۔ اگر حضور چاہتے ہوں۔ تو عمدہ شکار کھیل سکتے ہیں۔

فرنز۔ کہاں۔

کپتان۔ ایک جزیرہ کی طرف اشارہ کر کے کیا آپ اس جزیرے کو دیکھتے ہیں۔

فرنز۔ وہ کونسا جزیرہ ہے۔

کپتان۔ جزیرہ مونٹی کرسٹو۔

فرنز۔ مگر اُس جزیرے پر مجھے شکار کھیلنے کی اجازت ہے۔

کپتان۔ حضور کو اجازت درکار نہیں کیونکہ وہ جزیرہ غیر آباد ہے۔

فرنز۔ بحیرہ روم کے درمیان جزیرہ کا غیر آباد ہونا تعجب کی بات ہے۔

کپتان۔ یہ قدرتی بات ہے۔ یہ جزیرہ چٹان ہی چٹان ہے۔ اس میں ایک ایکڑ زمین قابل زراعت نہیں۔

فرنز۔ یہ جزیرہ کس کا ہے۔

کپتان۔ ٹسکنی کے حاکم کا۔

فرنز۔ وہاں کیا شکار ہوگا۔

کپتان۔ ہزاروں جنگلی بکریاں۔

فرنز۔ (تبسم سے) جو پتھروں پر زندگی بسر کرتی ہیں۔

کپتان۔ نہیں بلکہ وہ اُن پودوں اور گھاس پر گذارہ کرتی ہیں۔ جو پتھروں کے شگافوں سے نکلتے ہیں۔

فرنز۔ کس طرح جا سکوں گا۔

کپتان۔ اگر آپ کی مرضی ہو گی۔ تو ہم اسی وقت روانہ ہو پڑیں گے۔ جیسے ہم دن کو سفر کر سکتے ہیں۔ ویسے ہی رات کو۔ اگر ہوا تھم گئی۔ تو ہم ڈانڈوں سے جہاز چلا لیں گے۔

چونکہ فرنز کے پاس بہت وقت تھا۔ اور علاوہ اس کے روم مین اُس کے لئے کمرے مہیا بھی نہیں تھے۔ اُس نے اسبات کو منظور کیا جس پر ملاحون نے آپس مین چند باتین آہستہ کہین اُسنے کہا کیون۔ کیا وہان کسی بڑی مشکل کا سامنا ہے۔ کپتان نے کہا۔ نہین لیکن ہم حضور کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ جزیرہ خطرناک ہے۔

فرنز۔ تمہارا کیا مطلب ہے۔

کپتان۔ گو مونٹی کرسٹو غیر آباد ہے تاہم ڈاکو جہاز ران وہان آیا جایا کرتے ہین۔ اور اگر کسی بات سے ظاہر ہو گیا۔ کہ ہم وہان سے آئے ہین تو جب ہم لگہارن مین واپس جائینگے۔ تو ہمین چھہ دن تک کوارنٹائین مین رہنا پڑے گا۔

فرنز۔ وہ یہ تو اور ہی بات ہے۔ اس قدر وقت۔

کپتان۔ لیکن کون کہیگا کہ حضور اس جزیرے سے واپس ہو کر آئے ہین۔

فرنز۔ آہ مین تو نہین کہونگا۔

ملاح۔ (یکے بعد دیگرے) ہو نہہ ہم نہ ہین۔

فرنز۔ تو پھر مونٹی کرسٹو کیطرف جاو۔ کپتان نے حکم دیا پتوار اٹھائے گئے اور جہاز جلد ہی اس جزیرے کیطرف تیرنے لگا۔ فرنز نے انتظار کیا کہ یہان تک تو سب کچھہ ہو لیا۔ اور جب بادبان کھڑا کیا۔ اور چار دن ملاح اپنی اپنی جگہ پر ہو بیٹھے تین آگے اور ایک پیچھے اوس نے گفتگو شروع کی اور کپتان کا ئیٹنو تمنے کہا ہے کہ مونٹی کرسٹو مین ڈاکو آیا جایا کرتے ہین تو پھر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بکر ذن سے وہ اور ہی قسم کا شکار ہے۔

کپتان۔ ہان حضور ٹھیک ہے۔

فرنز۔ مین جانتا ہون کہ ڈاکو ہین لیکن جیسے کیربا فتح ہو گیا میرے خیال مین ڈاکو صرف ایک خیالی بات تھی۔

کپتان۔ حضور کو خبر نہیں ڈاکو رہزنون کی طرح ہیں جنہیں پوپ لیو دوازدہم نے تباہ کر دیا مگر ابھی تک روم کے دروازون مین دن دہاڑ ون مسافرون کو لوٹے جاتے ہین کیا حضور نے نہین سُنا۔ کہ پانچ ماہ گذرے ہین ایک جہاز دلترے سے پانچ چھہ سو قدم کے فاصلہ پر لٹ گیا۔

فرنز۔ آہ ہان مین نے یہ سنا تھا۔

کپتان۔ تو اگر حضور ہماری طرح لگہارن مین رہتے ہین۔ تو آپ ہمیشہ سُنینگے کہ آج یہ جہاز لٹ گیا۔ کل وہ لٹ گیا۔ حتیٰ کہ بعض وقت جہاز کی آمد کی خبر بھی نہ

ہے اور پھر نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کہاں گیا۔ یا کہاں نہیں گیا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ چٹان سے ٹکر کھاکر وہ غرق ہوگیا۔

ایک لمبی کشتی ہوتی ہے جس پر چھہ وہ سات آدمی ہوتے ہیں۔ جب کوئی جہاز آتا ہے تو وہ اس پر حملہ کرکے تاریک رات کو یا جب طوفان آیا ہوا ہو کسی جنگل یا سنسان جزیرے کے پاس لوٹ لیتے ہیں۔ جیسے راہزن کسی گاڑی کو جنگل کے کونے پر لوٹ لیتے ہیں۔

فرنز۔ لیکن وہ جو لٹ جاتے ہیں۔ کیوں فرانسیسی سارڈینا یا ٹسکنی سلطنت کے آگے فریاد نہیں کرتے۔

کپتان۔ تبسم سے کیوں؟

فرنز۔ کیوں کیا؟

کپتان۔ کیونکہ اول وہ اس کشتی سے جو کچھ لینے کے لائق ہوتا ہے لے لیتے ہیں پھر وہ ملاحوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دیتے ہیں۔ اور ہر ایک کی گردن پاؤں سے چوبیس پونڈ کا گولہ باندھ دیتے ہیں اور کشتی کے نیچے بڑے سوراخ کر دیتے ہیں۔ اور پھر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ دس منٹ کے بعد کشتی چکر کھانے لگتی ہے اور چھوڑ دیتی ہے پھر اس کشتی کو چھوڑ دیتی ہے اچانک توپ کا سا آواز ہوتا ہے یہہ ہوا ہوتی ہے۔ جو چھت پر پھیل رہی ہوتی ہے جلد ہی پانی سوراخ میں سے چڑھ آتا ہے۔ کشتی آخری نالہ کرتی ہوئی چکر کھاتے ہوئے غائب ہو جاتی ہے۔ سمندر میں ایک بڑا گرداب پیدا ہوتا ہے جیسا کچھ پانچ منٹ کے بعد سوائے خدا کی آنکھ کے کوئی آنکھ نہیں ہوتی جو دیکھتی ہو۔ کہ پانی کی کس تہ میں کشتی یا جہاز جا پڑا ہے پھر کپتان نے کہا۔ کیا اب آپ سمجھتے ہیں یہی باعث ہے کہ گورنمنٹ کے آگے فریاد نہیں کی جا سکتی اور نہ جہاز بندرگاہ میں پہنچتا ہے۔

اغلب تھا کہ اگر کپتان چند ساعت پیشتر یہہ داستان بیان کرتا تو فرنز اس جزیرے کی طرف جانیکا حکم نہ دیتا۔ لیکن چونکہ اب وہ روانہ ہو چکے تھے اس لئے اب وہاں نہ جانا بزدلی کہا جا سکتا تھا۔ وہ اُن آدمیوں میں سے تھا۔ جو جان بوجھکر خطرے میں پڑنا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر خطرہ سامنے آجائے تو پھر اس سے مونہہ نہیں پھیرتے وہ ان مطمئن اور اولوالعزم آدمیوں میں سے تھا۔ جو خطرہ کو ایسے سمجھتے ہیں جیسے لڑائی میں دشمن ہو۔ اور اس کی حرکات سکنات پر غور و تامل کرکے اس کے حملوں پر غوض کرتے ہیں وہ سانس لینے کیلئے پیچھے ہٹتے ہیں

لیکن بزدلی اختیار نہیں کرتے اور ڈاکوؤں
کے فوائد یعنی قتل سمجھکر ایک ہی حملے میں
یا مار دیتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔ اس لئے
انھوں نے کہا۔ واہ میں [illegible] یا
میں سفر کرتا رہا ہوں میں نے دو ماہ
مجمع الجزائر میں سفر کیا ہے تسیر بھی میں
ڈاکو اور رہزنی کا سایہ تک نہیں دیکھا

کپتان - میں نے حضور سے یہ بات
اسلئے نہیں کہی کہ میں آپ کی تجویز
میں مزاحم ہونا چاہتا ہوں آپ نے
مجھ سے سوال کیا تھا - میں نے جواب
دیا - اور بس -

فونس - ہاں تمہاری گفتگو بہت دلچسپ
ہے چونکہ میرا دل اسے اچھی طرح
سننا چاہتا ہے۔ اسلئے جہاں تک ممکن
ہے اسے بیان کرو - اور مونٹی
کرسٹو کی طرف چلو -

ہوا زور سے چلتی تھی جہاز ایک
گھنٹے کے عرصے میں بہت تیز جاتا تھا
اور وہ جلدی اپنے سفر کو ختم کر رہی
تھی - جوں جوں وہ نزدیک آتی گئی جزیرہ
بڑا دکھائی دیتا گیا - اور چٹان اونچی
ایسے ایک دوسرے کے اوپر اٹھے
ہوئے معلوم ہونے لگے جیسے میگزین
میں گولے ایک دوسرے کے اوپر ہوتے
ہیں اس کی غاروں میں جھاڑیاں
اور پودے اُگے ہوئے انہیں نظر
آئے - ملاح گو مطمئن تھے پھر بھی یہ
بات ظاہر تھی کہ وہ ہشیار تھے اور
اس مصفا سطح آب کو جس پر وہ تیر
رہے تھے - نہایت احتیاط سے دیکھ
رہے تھے - جس پر چند ماہگیروں کی
کشتیاں جنکے سفید بادبان تھے دکھائی
دیتی تھیں - جب سورج کارسیکا کے
پیچھے غروب ہوتا معلوم ہوا - تو وہ
کرسٹو سے ۱۵ میل فاصلہ پر تھے اور
اس کی چٹان آسمان سے باتیں کرتی
دکھائی دیتی تھی - یہ پتھروں کا
ڈھیر اس جہاز کے آگے اس قدر
بلند معلوم ہوتا تھا - کہ اسے دیکھ کر
ڈر معلوم ہوتا تھا - اور سورج
کی کرنیں اس پر ایسے طور سے پڑ رہی
تھیں - کہ نہایت خوش وضع معلوم ہوتی
تھیں رفتہ رفتہ اس کا عکس سمندر کی
سطح سے ناپدید ہو گیا - اور ایسا دکھائی
دینے لگا - کہ گویا دن کی آخری کرنوں
کا آخری وقت آگیا - آخر اسکا عکس
چٹان کی چوٹیوں پر بھی جا ٹھیرا - اور
وہاں کچھ دیر تک ایسے طور سے کہ
جیسے کوہ آتش فشان کی چوٹی پر شعلہ
زن ہوتا ہے نظر آنے لگا - اور
اب وہ جزیرہ صرف ایک تاریک
پہاڑ دکھائی دینے لگا - اور رفتہ
رفتہ تاریک ہوتا گیا اور آدھ ایک

گھنٹے کے بعد بالکل رات ہو گئی۔ خوش
قسمتی کی بات یہہ تھی۔ کہ ملاحوں کی اس
طرف آمد رفت بہت تھی۔ اوشینکی
کے مجمع الجزائر مین کوئی ایسی جگہ نہیں
تھی۔ جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ اس
عالم مین فرنز بہت بیچین ہو
رہا تھا۔ کارسکا کو غائب ہوئے
دیر ہو گئی تھی۔ اور مانٹی کرسٹو بھی نظر
نہیں آتا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا تھا
کہ ملاح بلی کیطرح سب کچھہ دیکھتے
ہین۔ جو ملاح آگے آگے جہاز کو لئے
جا رہا تھا۔ پس وپیش کرتا یا مضطرب
الحال نہیں دکھائی دیتا تھا۔ سورج
کو غروب ہوئے ایک گھنٹہ گذر گیا تھا
کہ فرنز کو معلوم ہوا۔ کہ بائیں طرف پاؤ
میل پر اوس سے ایک سیاہ سی چیز نظر آرہی
ہے لیکن اوسے یہ بات معلوم نہیں
تھی کہ وہ ہے تو کیا ہے ملاحوں کے
تمسخر سے ڈر کر کہ ایسا نہ ہو اڑتے ہوئے
بادل کو اوس نے خشکی سمجھہ لیا ہو۔
وہ چپ ہو رہا اچانک کنارے پر ایک
بڑی روشنی نمودار ہوئی ممکن تھا کہ بادل کی
تاریکی مین خشکی نظر آ دے تو آ دے
مگر آگ شہاب ثاقب نہیں نظر آسکتی
تھی اسلیئے اس نے پوچھا یہہ کیسی روشنی
ہے؟
کپتان۔ چپ چاپ یہہ آگ ہے۔

فرنز۔ لیکن تمنے مجھسے کہا تھا۔ کہ وہ
جزیرہ غیر آباد ہے۔
کپتان مین نے یہہ کہا تھا کہ وہاں
پائداری سے کوئی آباد نہیں مین نے
یہ بھی تو کہدیا تھا کہ ڈاکو بھی وہان
آیا جایا کرتے ہیں۔
فرنز۔ اور ڈاکوؤن کے لئے؟
کپتان۔ ڈاکوؤن کیلئے مین نے یہ
حکم دیا ہے کہ جزیرے کو عبور کرین
کیونکہ آپ دیکھتے ہیں آگ ہمارے
پیچھے ہے۔
فرنز۔ لیکن یہ آگ بجائی اس کے
کہ ہمین خطرے میں ڈالے ہمیں رہنمائی کرتی
معلوم ہوتی ہے جو آدمی نظر آنا نہیں
چاہتے وہ آگ کیون روشن کرنے لگے
کپتان۔ آہ یہ کوئی بات نہیں
اگر تم تاریکی مین جزیرے کے مقام کو
دیکھہ سکو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ
آگ پہلے سے نظر نہیں آتی لیکن
صرف سمندر سے نظر آتی ہے۔
فرنز۔ تو پھر تمہارا یہ خیال ہے
کہ یہ آگ ڈاکوؤن نے روشن
کی ہوئی ہے۔
کپتان (کنارے کیطرف) یہی تو بات
ہے جسکا ہمیں یقین چاہیئے۔
فرنز۔ یقین کیسے آئیگا۔
کپتان۔ آپ کو معلوم ہو جاتا ہے

کپتان نے اپنے ساتھیون سے مشورہ کیا اور پانچ منٹ کے بعد پھر چلنے لگے۔ اور جس راستے سے وہ گذر چکی تھے اُس پر واپس آئے چند ہی منٹون مین آگ چٹان کے پیچھے کہیں غائب ہو گئی ملاح نے پھر جہاز کا رُخ بدلا اور وہ جلدی جزیرے کے پاس پہنچ گیا۔ اور اُس سے سے پچاس قدم کے فاصلے پر جا لگا کپتان نے بادبان نیچے کیا اور جہاز تھم گیا۔ یہ سب کچھ عالم خاموشی مین عمل مین آیا۔ اور چونکہ اُنہون نے جہاز کا رُخ بدل لیا تھا۔ اِسلئے کسی نے ایک بات بھی نہ کہی۔

کپتان نے جسنے تجویز پیش کی تھی ساری جوابدہی اپنے ذمے لیلی۔ چارون ملاحون کی نظر اس پر جمی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھون مین ڈاڑھیں پکڑی ہوئے تھین۔ اور کہنے کیلئے تیار تھے تاریکی کا بھلا ہو کہیں کوئی مشکل امر نہیں تھا۔ فرنز نے نہایت بیتاب دل کے ساتھ اپنے ہتھیارون کو دیکھا اُس کے پاس ایک دونالی بندوق تھی۔ اور ایک رائفل تھی اس نے انہیں بھر لیا چاپ چاپ کو دیکھا اور آرام سے انتظار کرنے لگا اس اثنا مین کپتان نے اپنے واسکوٹ اور قمیض اتار ڈالی تھی۔ اور پتلون کو کمر سے کس لیا تھا

اُس کے پاؤں برہنہ تھے اِس لئے اس کو بوٹ اور موزے اتارنے نہیں پڑے تھے ان تیاریون کے بعد اس نے انگلی کو لبوں پر رکھا۔ اور چپ چاپ سمندر مین اتر کر احتیاط کے ساتھ سمندر مین تیر گیا کہ ذرا سی آواز بھی نہ نکلے۔ تیرنےکی حالت مین جو ایک لکیر سی بن گئی تھی۔ صرف اس سے اسکا پتہ لگ سکتا تھا۔ یہ لکیر بھی جلدی غائب ہو گئی اور یہ بات اظہر من الشمس تھی کہ وہ کنارے پر جا پہونچا ہے آدہ ایک گھنٹے تک ہر کوئی جہاز مین بے حس وحرکت تھا۔ پھر وہی اسے لکیر کا نشان دکھائی دیا۔ اور لحظہ بھر مین وہ کپتان اوس جہاز کے پاس آپہنچا۔

فرنز اواصلاح۔خوب۔

کپتان۔ وہ ہسپانی ڈاکو ہیں اون کے ساتھ دو کارسکا کے راہزن ہیں۔

فرنز۔ اور یہ ہسپانی ڈاکو کارسکا کے راہزنون کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔

کپتان۔ آہ بھر کر۔ افسوس ہمین ہر ایک کو مدد دینی چاہئے اکثر اتفاق پڑتا ہے کہ کارسکا والے راہزنون کا ناک مین دم کر دیتے ہین۔ وہ ایک

جہاز کو دیکھتے ہیں اور نیک آدمی جو
ہماری طرح جہاز پر سوار ہوتے ہیں
اگر ہم سے ہماری خاطر تواضع کے لئے
ملتجی ہوتے ہیں۔ (کیا تم تعجب کئے
ہوئے بیٹھے ہو۔ مراد کا انکار
کروگے) ہم انہیں پناہ دیتے ہیں
اور زیادہ حفاظت کی خاطر ہم سمندر
میں احتیاط رکھتے ہیں اس سے ہمارا
کچھ خرچ نہیں ہوتا دوسرے کی جان
بچ جاتی ہے۔ با کم سے کم اُس کی
ازادی میں فرق نہیں آتا۔ جو
اوّل دفعہ ہی کوئی سلامت جگہ
پہنچ کر جہاں ہم اپنا سامان بلا مزاحمت
کے اتار سکتے ہیں خدمت بجا لاتا ہے
فرنز۔ آہ تو پھر تم کبھی کبھی ڈاکو
بن جاتے ہو۔
کپتان۔ ایسے طور سے تبسم کرکے جسکا
بیان کرنا ناممکن ہے حضور نہیں کسی
طور سے زندگی تو بسر کرنی چاہئے نہ
فرنز۔ تو پھر تم ان آدمیوں کو جانتے
ہو۔ جو مونٹی کرسٹو میں ہیں۔
کپتان۔ کیوں نہیں۔ ہم ملاح
فری میسون کی طرح ہوتے ہیں ایک
دوسرے کو علامات سے تاڑ جاتے ہیں
فرنز۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ
اگر ہم اس جگہ فرو کش ہوں۔
تو کوئی خطرے کی بات نہیں۔

کپتان۔ بالکل نہیں ڈاکو چور
نہیں ہوتے۔
فرنز۔ (دہشت سے) لیکن یہ
کارسکا کے راہزن؟
کپتان۔ یہ اون کا قصور نہیں
کہ وہ راہزن ہیں بلکہ حکام کا قصور ہے
فرنز۔ کیسے؟
کپتان۔ کیونکہ ذرا سی بات کیلئے
اونکا اب تعاقب کیا جاتا ہے گویا
کارسکا کی فطرت میں ہی نہیں کہ
وہ انتقام لیوے۔
فرنز۔ ذرا سی بات سے تمہارا کیا مطلب ہے
کپتان۔ اس سے میرا یہ مطلب ہے
کہ انہوں نے ایک دشمن کو قتل
کیا ہے جو ایک اور ہی بات ہے۔
فرنز۔ تو اچھا ہمیں ان ڈاکوؤن
اور راہزنوں سے رات بسر کرنے کیلئے
التجا کرنی چاہئے کیا تم خیال کرتے
ہو وہ ہمیں رات بسر کرنے دینگے۔
کپتان۔ بیشک۔
فرنز۔ وہ کتنے ہیں۔
کپتان۔ چار وہ اور دو اور راہزن کل چھ ہیں
فرنز۔ تو تمہاری جتنی ہیں بس اگر وہ
ہمیں تکلیف دینگے تو ہم انکا خوب مقابلہ
کر سکینگے بس مونٹی کرسٹو کیطرف جہاز لیچلو
کپتان۔ لیکن حضور ہمیں احتیاط
کا انتظام رکھنے کی اجازت دیں۔

فرنز - بیشک اجازت کہا بلکہ میں
اسی بات کی تاکید کرتا ہون -
کپتان تو پھر چپ چاپ ہر ایک
نے اس حکم کی تعمیل کی کیونکہ فرنز
جو اپنی حالت کو اس کی اصلی روشنی
مین دیکھتا تھا - نہایت سنجیدہ تھی
وہ تاریکی مین ادن ملاحونکے ساتھ
تنہا تھا - جنہیں وہ جانتا نہیں تھا
اُسکو اُنکی وفاداری کی امید نہیں
تھی اور انہیں معلوم تھا کہ اسکی
کمر بند مین ہزارون فرنک ہیں اور
انہون نے علاوہ اس کے اوزارونکو
کو جو بہت خوبصورت تھے کو حسد سی
نہیں تعجب سے دیکھا تھا برخلاف
انکے وہ اترنے والا تھا اُس کے ساتھ
کوئی اور ساتھی بجز ان آدمیون کے
نہیں تھا اور جزیرہ بھی وہ جزیرہ تھا
جسکا نام مذہبی تھا - لیکن فرنز کو نہین
معلوم ہوتا تھا کہ اس مین کوئی
خاطر تو ضع سی اسکے ساتھ پیش آئیگا
تباہ شدہ جہازون کی داستان
جو دنکو غیر اغلب معلوم ہوتی ہے رات
کو بہت اغلب معلوم ہوتی ہے
چونکہ وہ خیالی خطرات مین گھرا
ہوا تھا - وہ ملاحون کیطرف دیکھتا
تھا اور اپنے اوزارون کو ہاتھ
مین سے نہیں چھوڑ سکتا تھا - مگر
ملاحون نے پھر بادبان چڑھا لئے
تھے - اور جہاز پھر لہرون کو چیرنے
لگا تھا - تاریکی مین فرنز نے جسکی
آنکھین اب اوسمین سے ہر ایک
چیز کو دیکھتی تھیں اس عظیم الشان
چٹان کو جسکے پاس وہ جا رہے تھے دیکھا
اور پھر چٹان کے ایک گوشہ کو طے
کر کے اونہون نے پہلے سے بھی زیادہ
تیز روشنی دیکھی جسکے گرد پانچ چھ شخص
بیٹھے ہوئے تھے اس شعلے کی روشنی
سمندر مین سو سو قدم کے فاصلے
پر پڑتی تھی کپتان نے روشنی کے
گرد چکر لگایا اور بڑی احتیاط سے
جہاز کو اس روشنی سے دور رکھا
پھر جب وہ آگ کے مقابل ہوئے
تو وہ دائرے کے وسط مین داخل
ہوا - ماہیگیر کا گیت گانا اور
ملاح اس کی سر سے سر ملاتی تھے
گیت کو سنتے ہی وہ آدمی جو آگ
کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اوٹھکر اترنیکی
جگہ کیطرف آئے انکی آنکھیں
جہاز کیطرف لگی ہوئی تھین اور
انکے زور کو وہ جانچتے اور اس کے
مطلب کو دریافت کرتے معلوم ہوتے
تھے وہ جلدی مطمئن معلوم ہوئے
اور آگ کی طرف چلیگئے بجز
ایک کے جو کنارے پر رہا آگ

پر ایک پورا بکرا بھن رہا تھا۔
جب جہاز کنارے سے بیس قدم
رہگیا۔ تو وہ آدمی جو کنارے پر تھا
اس نے سنتری کیطرح اپنے کاربین
سے ایسا اشارہ کیا۔ جیسے پہرہ پر
کھڑا ہوا سپاہی بولتا ہے اور سارے
دنیا کی زبان مین کہنے لگا کون ہے۔
فرنز نے وہ تو نالیون کا گھوڑا
چڑھا لیا۔ کپتان نے اس آدمی سے
چند باتیں کہیں جو مسافر نے نہ سمجھیں
لیکن اتنا اس نے جان لیا کہ اس
کے متعلق تھیں۔ پھر کپتان نے
کہا کیا حضور اپنا نام بتائینگے
یا ادسی طور سے نامعلوم رہینگے۔
فرنز۔ میرا نام نامعلوم ہی رہنا
چاہئے بجز اسکے کہ مین ایک فرنیسی
آدمی ہون اور تفریح طبع کے لئے
سیر کر رہا ہون۔
جونہی کپتان نے یہہ جواب سنا
تو سنتری نے ان آدمیون سے
ایک کو جو آگ کے پاس بیٹھا ہوا
تھا حکم دیا۔ اور وہ اٹھکر چٹانون
مین غائب ہوگیا۔ کسی نے کوئی
کلمہ موہنہ سے نہ نکالا ہر ایک اپنے اپنے
کام مین مصروف معلوم ہوتا تھا
فرنز جہاز سے فرو کش ہو رہا تھا
ملاح بادبان اوتار رہے تھے۔

اور ڈاکو بکرا بھون رہے تھے لیکن
اس بیپرواہی اور یہ اتفاقی بین
بھی وہ ایکدوسرے سے نظربین ہوتے
ہوتے تھے وہ آدمی جو اچانک غائب ہو
گیا تھا جس راستے سے گیا تھا۔ اس راستے
سے مخالف سمت کو آیا۔ اور زبان اٹلی
مین اسنے کہا۔ تنا کو مدی اُسکا ترجمہ
تو ہو نہیں سکتا۔ لیکن اسکے یہہ معنے
ہیں۔ آؤ۔ داخل ہو۔ مبارک ہو آپ
تشریف رکھین آپ ہی اس جگہ کے
مالک ہیں یہ لفظ مارلس کے ترکی
فقرہ کیطرح ہے کہ ایکے اسقدر معنے
ہین کہ ایک جماعت اشخاص ہ۔ دی نہیں
سنکر حیران ہو گئی تھی ملاحون نے دوسری
دعوت کا انتظار نہ کیا ڈانڈ کو چار دفعہ
مارکر وہ خشکی پر آگئے۔ کپتان کود کر کنارے
پر آگیا اور اسنے سنتری سے چند الفاظ
بولے پھر اسکے ساتھ والے اور لبعد ازان
فرنز کی باری آئی۔ اسکی ایک بندوق
تو کندھے پر تھی اور دوسری کپتان نے
اٹھائی ہوئی تھی اور ایک ملاح کے
پاس اسکی رائفل تھی اسکا لباس اس قسم
کا تھا۔ کہ کسیکو شبہ پیدا نہ ہوا۔ اور اسلئے
کوئی اضطراب بھی اسے نہیں تھا جہاز ذرا
کنارے کیطرف اور لایا گیا اور وہ مناسب
جگہ ایجاد کیلئے چند قدم آگے بڑھے لیکن
واقعی وہ جگہ جو انہونے پسند کی ڈاکو

کپتان نے عذر کیا - اور کہا - دوسری طرف کو بڑھا دو - ملاحوں نے روشنی کرنیکے لئے مشعلیں جلا دیں - وہ کوئی بیس قدم آگے گئے - اور پھر ایک چھوٹے سے ہموار قطعہ زمین پر جاکر جسکے گرد چٹان تھے - ٹھیرے - اس میں سنتری کے صندوق کی سی جگہیں بنی ہوئی تھیں - چٹانوں کے شگافوں میں چھوٹے چھوٹے شاہ بلوط اور ان کی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔

فرنز نے اپنی مشعل کو نیچے کرکے دیکھا اوسے معلوم ہوا - کہ وہی شخص پہلا نہیں تھا - جس نے اس جگہ کو دیکھا ہو - جو واقعی وہ جگہ تھی - جو مونٹی کرسٹو کی ایک آوارہ گردگشت کرنے والوں کی جائے قیام تھا - اسے بھوک بھی لگ آئی تھی - اور اس لئے اس نے یہ بات کپتان سے بیان کی - اور اس نے جواب دیا - کہ کوئی چیز اس سے زیادہ آسان نہیں - کہ رات کا کھانا تیار کریں - کیونکہ کشتی میں روٹی شراب موجود ہے - اور تیتروں کے بھوننے کے لئے آگ بھی تیار ہوجائیگی اور پھر اس نے کہا - اگر ان کا بھونا ہوا بکرا دیکھکر تمہارا دل کرآیا ہے تو میں اونکے پاس دو تیتر لے جاتا ہوں - اور تمہارے لئے ایک ران لے آتا ہوں -

فرنز - تم ایسی ہی باتوں کے لئے پیدا ہوئے معلوم ہوتے ہو - جاؤ - اور کوشش کرو -

اس اثنا میں ملاحوں نے لکڑیاں چُن چُن کر جمع کی تھیں - اور انہیں جلاکر اونہوں نے آگ بھی بنالی تھی - فرنز بے صبری سے منتظر تھا - بکرے کی خوشبو اس کے ناک میں آرہی تھی - کہ کپتان اور ہی رنگ سے واپس آیا - فرنز واپس آیا - فرنز نے کہا - کوئی نئی بات کیا وہ انکار کرتے ہیں کپتان نے جواب دیا - نہیں بلکہ برخلاف اس کے وہ تمہیں اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے مدعو کرتے ہیں -

فرنز - خوب یہ سردار بہت خوش خلق ہے - میں کوئی جائے اعتراض نہیں دیکھتا - زیادہ تر اس وجہ سے کہ میرا کھانا بھی ساتھ ہے -

کپتان - یہ بات نہیں - اُس کے پاس بہت کھانا ہے - بلکہ کئی ایک دن تک کا ہے - لیکن اپنے گھر میں تمہاری آمد کی نسبت وہ ایک شرط پیش کرنا چاہتا ہے -

فرنز - اُسکا گھر - کیا اس نے یہاں کوئی گھر بنایا ہے -

کپتان - نہیں - لیکن اس کے پاس

ایک پُرامن جگہ ہے۔ ایسا ہی آندراں نے کہا تھا۔

فرنز۔ تو تم اِس سردار کو جانتے ہو

کپتان۔ میں نے اُس کی نسبت سُنا ہوا ہے۔

فرنز۔ اچھا ہے۔ یا بُرا۔

کپتان۔ دونو۔

فرنز۔ اور وہ شرط کیا ہے۔

کپتان۔ وہ یہ کہ تمہاری آنکھ پہ پٹی باندھی جائے۔ اور پٹی کو جب تک کہ وہ حکم نہ دے۔ نہ اُتارو۔

فرنز نے کپتان کی طرف دیکھا۔ اُسکا یہ مطلب تھا۔ کہ اِس درخواست کی نسبت کیا تصور کرے۔ کپتان نے فرنز کا خیال معلوم کر کے کہا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ یہ قابل تامل بات ہے؟

فرنز۔ اگر تم میری جگہ ہوتے۔ تو کیا کرتے۔

کپتان۔ میں تو فوراً جاتا۔

فرنز۔ کیا تم اِس بات کو منظور کرتے

کپتان۔ ہاں۔ خواہ یہ رازجوئی سے کیوں نہ ہوتی۔

فرنز۔ تو اِس سردار کی عجیب بات ہے۔

کپتان۔ (پست آواز سے) فرنز سنو۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ جو وہ کہتے ہیں۔ سچ ہی ہے۔ اور وہ یہ دیکھنے کے لئے آیا۔ کہ کوئی نزدیک ہے۔ ٹھیر گیا۔

فرنز۔ وہ کیا کہتے ہیں۔

کپتان۔ یہ کہ سردار ایک ایسی غار میں رہتا ہے۔ کہ اِس کے مقابل لکھ پتی محل بھی کوئی چیز نہیں۔

فرنز۔ کیا بیہودہ بات ہے۔ اور بیٹھ گیا۔

کپتان۔ یہ بیہودہ بات نہیں۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ سینٹ فرنینڈ کا ملاح ایک دفعہ وہاں گیا۔ اور حیران ہوکر واپس آیا۔ کہتا تھا۔ کہ ایسے خزانے صرف فرضی داستانوں میں ہی لکھے پڑے ہیں۔

فرنز۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ ایسی باتیں بیان کر کے تم مجھے اِس علی بابا والی غار میں داخل کراؤ گے۔

کپتان جو کچھ میں نے سُنا ہے۔ وہ تمہارے آگے بیان کر دیا۔

فرنز۔ تو پھر تمہاری صلاح ہے۔ کہ میں اِس بات کو منظور کروں۔

کپتان۔ آہ۔ میں یہ نہیں کہتا۔ جیسے آپ کی مرضی ہو۔ ویسے کریں اِس معاملہ میں مجھے آپکو مشورہ دینے میں افسوس آتا ہے؟ فرنز نے چند منٹ تامل کیا۔ اور سوچا۔ کہ وہ

آدمی جو اسقدر دولت مند ہے مجھ
وہ تھوڑا روپیہ جو میرے پاس ہے
کہاں سے لے گا۔ اور چونکہ اسے
عمدہ کھانے کی بھی امید تھی۔ اس
لئے اس نے اسبات کو منظور کیا۔
کپتان جواب لیکر واپس گیا۔ فرنز
دانا تھا۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔
معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ بات کیا
ہے۔ وہ ایک ملاح کی طرف جو
معزوری سے تیتر لے کر صاف کر
رہا تھا۔ متوجہ ہوا۔ اور کہا۔ کہ
یہ کیا بات ہے۔ کہ یہ اشخاص جو
اترے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔
انکا اپنا کوئی جہاز وغیرہ نہیں
آتا۔

ملاح۔ اس کا کچھ مضائقہ
نہیں۔ میں اُن کے جہاز کو جانتا
ہوں۔

فرنز۔ کیا وہ خوبصورت جہاز ہے۔

ملاح۔ دنیا کی سیر کرنے کے
لئے اس سے بہتر جہاز کی مجھے
آرزو نہ ہوگی۔

فرنز۔ کتنے بوجھ کا ہے

ملاح۔ قریباً سو ٹن کا۔ لیکن
اس کی ساخت ایسی ہے۔ کہ خواہ
کیسا ہی طوفان آوے۔ وہ اسکا
مقابلہ کر سکتا ہے۔

فرنز۔ وہ جہاز کہاں تھا۔

ملاح۔ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن
قیاس ایسا چاہتا ہے۔ کہ چھپا ہوا
تھا ہے۔

فرنز۔ کیسے ڈاکو آپ جہاز چھپا
میں بنوا سکتا ہے۔

ملاح۔ میں نے تو نہیں کہا۔
کہ وہ شخص ڈاکو ہے۔

فرنز۔ نہیں۔ لیکن میں خیال
کرتا ہوں۔ کپتان نے کہا تھا۔

ملاح۔ کپتان نے تو اس جہاز
کو دور سے دیکھا۔ اس نے کبھی
اس سے بات چیت تو نہیں کی۔

فرنز۔ اگر وہ ڈاکو نہیں۔ تو کون
ہے۔

ملاح۔ وہ ایک دولت مند
امیر ہے جو اپنی تفریح طبع کے لئے
سیر کیا کرتا ہے۔

فرنز۔ سوچتے ہوئے۔ تو یہ ایک
پوشیدہ بات کپتان کی بات
سے لگا نہیں کھاتی۔ اور اس نے
کہا۔ اسکا نام کیا ہے۔

ملاح۔ اگر تم اس سے سوال کرو
تو اپنا نام سندباد ملاح بتائے گا
لیکن میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ
اسکا اصلی نام نہیں۔

فرنز۔ سندباد ملاح۔

ملاح - ہاں -

فرنز - وہ کہاں رہتا ہے -

ملاح - سمندر میں -

فرنز - کس ملک سے آیا ہے -

ملاح - مجھے معلوم نہیں -

فرنز - تم نے کبھی اُسے دیکھا -

ملاح - کبھی کبھی -

فرنز - کیسا آدمی ہے -

ملاح - حضور آپ دیکھ لیں گے

فرنز - وہ آدمی مجھے کہاں ملیگا -

ملاح - اسمیں کچھ شبہ نہیں - کہ وہ ایک زمین دوز جگہ میں جو کپتان نے نہیں بتائی - ملیگا -

فرنز - کیا جب تم اس جزیرے میں فروکش ہوئے - اور اُسے غیر آباد پایا - تو اُس مسحور محل کی تلاش میں کوشش نہیں کی -

ملاح - ایک دفعہ نہیں - کئی دفعہ مگر کوشش عبث ثابت ہوئی - ہم نے اس گپھا کو تمام ڈھونڈا - لیکن ہمیں اسکا راستہ نہ معلوم ہوا - کہتے ہیں - کہ اس کا دروازہ چابی سے نہیں کھلتا - قول سے کھلتا ہے -

فرنز - خوب یہ تو الف لیلہ کا قصہ معلوم ہوتا ہے - ایک آواز جو سنتری کی سی معلوم ہوتی تھی - حضور آپ کے منتظر ہیں - اس کے ساتھ دو ملاح بھی تھے - فرنز نے اپنا رومال جیب سے نکالا - اور اس آدمی کو جو اسے بولا تھا - اس نے دیا - بلا کوئی بات کہے اُنہوں نے ایسی خبرداری سے اُس کی آنکھیں باندھیں - کہ وہ کچھ دیکھ نہ سکے - بعد ازاں اُنہوں نے اس سے قسم کھلوائی - کہ وہ پٹی کو اُتار کر نہیں دیکھیگا - جب اس نے عہد کیا - تو ان میں سے دو نے اس کے بازو پکڑے - اور اسے لے چلے - سنتری ان کے آگے آگے چلا - جب کوئی تیس قدم تک گئے - تو اس کے دماغ میں بھنتے ہوئے بکرے کی بو آئی - اور اس طور سے اُس نے جان لیا کہ وہ ان آدمیوں کے پاس سے گذرا ہے - پھر وہ اسے پچاس قدم اور آگے لے گئے - ظاہراً وہ اس کنارے کی طرف جا رہے تھے - جہاں اُنہوں نے کپتان کو نہیں اُترنے دیا تھا - اس انکار کے معنے اب اس کی سمجھ میں آتے تھے - اچانک ہوا کی بو سے اسے معلوم ہوا - کہ وہ ایک گپھا کے اندر جا رہے ہیں - بعد چند قدم چلنے کے اس کے کانوں میں ایک آواز آئی - اور اسے معلوم ہوا کہ گویا ہوا پھر بدلی - اور خوشبودار آنے لگی - آخر

اس کے پانوں ایک نرم فرش پر پڑے
اور اس کے رہنماؤں نے اوسے
چھوڑ دیا۔ کچھ دیر تک عالم خاموشی طاری
رہا۔ اور پھر ایک نہایت عمدہ لہجے
سے فرانسیسی زبان میں آواز آئی۔
جسکا یہ مطلب تھا۔ صاحب آپ کو
مبارک ہو۔ میں التجا کرتا ہوں۔ کہ
آپ پٹی اُتار دیں۔ یہ بات خیال میں
آسکتی ہے۔ کہ فرنیز نے دوسری دفعہ
کھلوانیکی اجازت نہ چاہی۔ اُس نے جھٹ
رومال اپنی آنکھوں سے علیحدہ کیا۔
اور اپنے تئیں ایک آدمی کے سامنے
جسکی عمر اٹھتیس چالیس سال کے درمیان
تھی۔ پایا۔ اُس نے ڈنشیا کا لباس
پہنا ہوا تھا۔ یعنی سُرخ ٹوپی اس کے
سر پر تھی۔ اور اُسپر لمبا ریشمین پھندنا
لگا ہوا تھا۔ سونے کی تاروں سے
کشیدہ کیا ہوا کوٹ اُس کے زیب
بدن تھا۔ پتلون بہت شوخ سُرخ رنگ
کی تھی۔ اور زرد رنگ کی سلیپر تھیں۔
اُس کی کمر کے گرد ایک عالیشان کمر
بند تھا۔ اور ایک چھوٹا سا خنجر چھرا
اُسمیں پڑا ہوا تھا۔ اس آدمی کا چہرہ
گو زرد تھا۔ مگر تاہم زندہ دلی کے
نشانات اسمیں پائے جاتے تھے اور
نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔
اُس کی آنکھیں درخشاں تھیں۔ ناک
سیدھی اور پتلی تھی۔ اور اسکا نقشہ
ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے یونانیوں
کا ہوتا ہے۔ اس کے دانت موتیوں
کے سے سفید تھے۔ اور مونچھوں سے
گھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

اُسکا رنگ ایسا معلوم ہوتا تھا۔
کہ گویا وہ ایسا آدمی تھا۔ کہ بہت
عرصے تک کہیں بند رہا ہے۔ اور
سورج۔ چاند کی روشنی اوس پر
نہیں پڑی۔ گویا کسی قبر میں پڑا رہا
تھا۔ اور اب زندگی کا رنگ اس
کے چہرے پر نمودار ہونا محال تھا۔
اسکا قد بہت دراز نہیں تھا۔ لیکن
اس کے اعضا نہایت موزون تھے
اور جنوب کے باشندوں کی طرح اس
کے ہاتھ پانو چھوٹے تھے۔ لیکن فرنیز
کو جس بات نے زیادہ متحیر کیا۔ وہ
اُس کمرے کی زرق برق تھی۔ جو کپتان
کے بیان سے اس نے فرضی خیال کی
تھی جسمیں اب وہ خود موجود تھا۔ تمام
کمرے میں ایک مخمل کا فرش بچھا ہوا
تھا۔ اور اس پر سبز رنگ کے
نیلے بوٹے کی کلکاری ہو رہی تھی۔ ایک
گوشے میں ایک مقام پر عربی تلواروں
کے رکھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ چھت
سے دینیہ کا بنا ہوا فرش کا جھاڑ لٹک
رہا تھا۔ اور اس کی شکل وصورت نہایت عمدہ

خوبصورت تھی - کہ جسکا بیان نہیں ہوسکتا - مخمل کے بنے ہوئے فرش پر پاؤں کھبے جاتے تھے - دروازے کے آگے جس سے فرنز داخل ہوا تھا - ایک پردہ لٹکا ہوا تھا - اور نہایت درخشاں اور خوبصورت تھا میزبان نے فرنز کو کچھ مہلت تعجب ہونیکے لئے دی - اور علاوہ ازیں اس کی نظر اس کے ساتھ رہی - ایک دم اس نے اپنی نظر کو اس سے علیٰحدہ نہ کیا - اور کچھ تامل کے بعد کہا - صاحب آپکے یہاں لانے کی لئے جو احتیاط نظر رکھی گئی ہے - اس کے لئے میں آپکے آگے عذرخواہی کرتا ہوں - لیکن چونکہ اکثر سال کا حصہ اس جزیرے میں کوئی آباد نہیں رہتا - تو اگر اس مقام کا راز معلوم ہو جائے - تو اس میں کچھ شک نہیں - کہ جب میں واپس آؤں - تو اپنے اس مقام ... کو بڑی بے ترتیبی میں دیکھوں - جس سے مجھے بہت شکایت ہو اور نقصان کے سبب سے نہیں - لیکن اس وجہ سے کہ مجھے وہ امن اور استراحت میسر نہیں آئیگا - جو اب دنیا سے قطع کرکے میسر ہے - اب میں کوشش کرنا چاہتا ہوں - کہ آپ کے دل میں سے یہ ناپائدار ملال محو ہو جائے - اور آپ کے آگے ایسی چیز پیش کرتا ہوں - کہ جس کے پانیکی آپ کو یہاں امید نہیں تھی - یعنے یہ کہ نہایت لذیذ کھانا اور خوبصورت یا آرام پلنگ

فرنز - صاحب آپ کیوں عذر کرتے ہیں - میں نے ہمیشہ سنا ہے - کہ جب کسی مسحور مکان میں وہ کسی کو لے جاتے ہیں - تو اُن کی آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں - مجھے اس بات سے کوئی ملال نہیں - کیونکہ جو کچھ میں یہاں دیکھ رہا ہوں - اس سے الف لیلہ کے قصے میری آنکھوں کے سامنے مجسم ہو گئے ہیں -

سردانی - افسوس اگر مجھے آپ کی ملاقات کے شرف سے مشرف ہونے کی خبر ہوتی - تو میں آپ کے لئے بہت کچھ ساز و سامان مہیا کر رکھتا - لیکن جو کچھ غریب خانے میں موجود ہے آپ کے آگے حاضر ہے - کھانا تیار ہے یہ سنتے ہی پردہ اٹھا - ایک حبشی نے جو آبنوس سا سیاہ فام تھا - اور سفید لباس پہنے ہوئے تھا - اشارہ کیا - کہ سب کچھ تیار ہے -

نامعلوم - فرنز کو مخاطب کرکے اب میں نہیں جانتا - آپ میری رائے سے متفق ہیں - لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی بات اس سے زیادہ آرام دینے والی نہیں - کہ دو تین گھنٹے ہم

اکٹھے رہیں - اور ایک دوسرے سے بات چیت کریں - اپنے نام اور لقب سے کسی کو آگاہ نہ کریں - مہربانی کرکے میری بات کی طرف خیال کریں میں اس بات کو بہت معیوب سمجھتا ہوں - کہ کسی کا نام اور عہدہ دریافت کروں - میں صرف آپ سے اس قدر التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسا نام بتاویں - کہ جس سے میں آپ کو مخاطب کرسکوں - مگر اپنے سے آپکو اطلاع دینے کے لئے میں آپ سے یہ التجا کرتا ہوں - کہ میں سند باد ملاح کہلاتا ہوں -

فرنز - چونکہ میں اس الہ دین والا عجیب چراغ چاہتا ہوں - میں آپ سے اسوقت یہی عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں - کہ مجھے آپ الہ دین کے نام سے مخاطب کریں - اس سے ہم مشرق میں کہیں چلے جانے سے محفوظ رہیں گے - جہاں مجھے یہ خیال کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے - کہ کوئی نیک جن مجھے لے گیا ہے -

سند باد - خوب تو الہ دین صاحب تم نے سنا ہے - کہ کھانا تیار ہے - کیا آپ کھانا کھانے کے کمرے میں قدم رنجہ فرماویں گے - آپ کا عاجز نوکر پہلے راستہ بتانے کے لئے اٹھتا ہے - یہ کہکر سند باد نے پردہ اٹھایا - اور اپنے مہمان کے آگے ہو لیا - فرنز ایک سحر کی جگہ سے دوسرے سحر کی جگہ میں داخل ہوا - میز نہایت عمدگی سے آراستہ پیراستہ تھی جب یہ صورت اس نے دیکھی - تو اس نے چاروں طرف نظر اٹھا کر دیکھا - وہ کھانے کا کمرہ اس کمرے سے جہاں سے وہ اٹھکر آئے تھے - کسی بات میں کم نہیں تھا - وہ بالکل سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا - اور اسمیں بہت بیش قیمت پتھر لگے ہوئے تھے اور اس کمرے کے چاروں کونوں میں جو مستطیل تھا - چار بت کھڑے کئے ہوئے تھے - اور ان کے ہاتھوں میں ٹوکرے پکڑے ہوئے تھے - ان ٹوکرون میں چار مینار نہایت اعلیٰ درجہ کے میووں کے پڑے ہوئے تھے سسلی کے انانناس میں تھے - ملاگا کے انار تھے - بلیرک کی نارنگیاں تھیں فرانس کے شفتالو تھے - اور ٹیونس کی کھجوریں تھیں - کھانے میں ایک بھونا ہوا چکور تھا - اور اس کے ارد گرد کارسکا کے پرندے چنے ہوئے تھے - بھیڑ کی ران تھی - حلوان کا ٹکڑہ تھا - ان بڑے برتنوں کے درمیان چھوٹے برتنوں میں طرح

طرح کے لذیذ کھانے پڑے تھے برتن
چاندی کے تھے ۔ اور پلیٹیں چینی کی
تھیں ۔ عزیز نے آنکھیں مل مل کر
دیکھا ۔ کہ آیا وہ خواب دیکھ رہا ہے
یا واقعی عالم بیداری میں ہے ۔
صرف علی ہی اس میز پر [illegible] دیتا
اور ایسی عمدگی سے ہر ایک کام سرانجام
کرتا تھا ۔ کہ مہمان اس پر بہت متعجب
ہوتا تھا ۔ اس پر میزبان نے جواب
دیا ۔ یہ بڑا شیطان ہے ۔ مجھے اس
سے بہت محبت ہے ۔ اور اسکا
ثبوت دینے کے لئے وہ بہت کچھ
کر دکھلاتا ہے ۔ وہ یاد رکھتا ہے ۔
کہ میں نے اس کی جان بچائی ۔ اور
چونکہ اس کو اپنے سر کی پرواہ ہے
اور چونکہ میرے سبب سے اسکا سر
اوسکے کندھوں پر ہے ۔ وہ میرا بڑا
احسان مند ہے علی اپنے آقا کے پاس
آیا ۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں اوس
نے لیا ۔ اور اسے بوسہ دیا ۔
فرینز ۔ مسند باد ۔ کیا یہ امر گستاخی
میں تو داخل نہیں ۔ کہ میں آپ سے
یہ دریافت کروں ۔ کہ اس محبت کے
واقعات کی اصلیت کیا ہے ۔
میزبان ۔ آہ وہ واقعات یہ
ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ شخص
ٹیونس کے بے کی حرم سرائے کے
پاس پھرتا ہوا پکڑا گیا تھا ۔ حالانکہ
یہ بات اس مرتبے والے آدمی کے
لئے مناسب نہیں تھی ۔ کہ اس جگہ
میں پھرے ۔ اس لئے بے نے حکم
دیا ۔ کہ اس کی زبان اور سر ہاتھ کاٹے
جائیں ۔ زبان پہلے دن ہاتھ دوسرے
دن اور سر تیسرے دن مجھے ہمیشہ یہ
خواہش تھی ۔ کہ کسی گنہگار کی خدمت
کروں ۔ پس اسدن کو معلوم کر کے
کہ جب دن اس کی زبان کاٹی جانے
والی تھی ۔ میں بے کے پاس گیا ۔ اور
علی کے لئے میں نے اسے ایک دونالی
بندوق دینے کی تجویز کی ۔ کیونکہ میں
جانتا تھا ۔ کہ اوسے اس بندوق کے
لینے کی بہت خواہش تھی ۔ لیکن جب
میں نے اس کو دونالی بندوق کے
ساتھ ایک انگریزی تلوار دینی چاہی
جس سے میں نے اوسکے سامنے بہت
عجیب فن سپہ گری کے ظاہر کئے تھے
تو بے نے میرا شکور ہو کر ۔
اسکا سر اور ہاتھ کو نہ کاٹنا اس
شرط پر منظور کیا ۔ کہ پھر وہ کبھی ٹیونس
میں نہ آئے ۔ اس سودے میں یہ فقرہ
عبث تھا ۔ کیونکہ بزدل افریقہ کے
ساحلوں کو دیکھتا ہے ۔ تو پھر وہاں
سے بھاگتا ہے ۔ اور اسی وقت کہ جب
اپنا سفر چوتھا حصہ طے کر جاتا ہے

دم لیتا ہے -
فونٹو کچھ دیر تک چپ چاپ اور اداس نظر آیا - اوسے معلوم نہیں ہوتا تھا - کہ اس نیم مہربانی کی وجہ کیا تھی جو اس کے میزبان نے بیان کی تھی - اور گفتگو کا سلسلہ بدلنے کے لئے اس نے کہا اور اس مشہور ملاح کیطرح جس کا نام اپنے اختیار کیا ہے - آپ اپنی زندگی سفر مین بسر کرتے ہین -
نامعلوم (تبسم کرکے) ہان جب مین نے یہ نام اختیار کیا تو مجھے معلوم نہیں تہا - کہ مجھہ سے اس کی تکمیل ہوسکے گی - مین نے اور بھی عہد کئے ہین - اور مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اپنے وقت پر پورے ہون گے -
گوسند باد نے بہت اطمینان سے یہ بات کہی تہی - تاہم اُس کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے -
فونٹو - (استفسار کے لہجے مین) صاحب آپ نے بہت تکلیف اُٹھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے سند باد یہہ سن کر چونک اٹھا اور کہنے لگا - کس بات سے آپ کو ایسا معلوم ہوا -
فونٹو - ہر ایک بات سے تمہاری نظر - تمہاری آواز تمہارا رنگ روپ اور تمہاری طرز زندگی اُس بات کو ثابت کر رہی ہے -
نامعلوم - مین مین نہایت خوش و خورم زندگی بسر کر رہا ہون ہان پاشاؤن کی سی زندگی بسر کر رہا ہون - مین تمام مخلوق کا بادشاہ ہون مین ایک جگہ سے خوش رہتا ہون اور وہین ٹھہرا ہوا ہون جب مین اس سے تنگ آجاتا ہون تو پھر اس سے روانہ ہو جاتا ہون - مین پرندون کی طرح آزاد ہون اور انکی طرح میرے بازو ہین میرے نوکر اشارے پر میرا حکم مانتے ہین بعض وقت مین اس بات سے خوش ہوتا ہون کہ کسی راہزن کو جس کے پیچھے افسر لگے ہون چھڑاتا ہون پھر مین اپنی طرز پر اس کا انصاف کرتا ہون یا اوسے فتویٰ سزا دیتا ہون یا اوسے چھوڑ دیتا ہون جسے کوئی نہیں دیکھتا آہ اگر تمنے میری زندگی کا لطف اُٹھایا ہوتا تو پھر اور طرح کی زندگی بسر کرنی نہ چاہتے اور جب تک دُنیا مین کوئی بڑا بہاری مدعا تم نے سرانجام کرتا نہ ہوتا - تب تک اُس کی طرف لوٹ کر کبھی نہ جاتے -
فونٹو - مثلاً - انتقام -

نامعلوم نے فرنز کی طرف ایسی نگاہ
سے دیکھا۔ کہ جس سے انسان کے دل
کی بھیدوں کا حال کوئی معلوم کرنے
لگتا ہے اور کہنے لگا انتقام کیون؟
فرنز۔ اس لئے کہ تم مجھے ایسے
آدمی کیطرح معلوم ہوتے ہو
کہ جس نے سوسائیٹی سے بہت تکلیف
اٹھائی ہو اور اس سے پاداش
لینا چاہتا ہون۔
سندباد۔ اس طور سے کھل کھلا
کر ہنستے ہوئے کہ جس سے اس
کے دانت معلوم ہونے لگے تمنے
ٹھیک طور سے قیاس نہیں کیا
جس حالت مین تم مجھے دیکھتے ہو۔
ایک طرح کا فیلسوف ہون شاید ایک
دن پیرس مین مسئلہ ایپرٹ پر بحث
کرنے کے لئے جاؤنگا۔ اور اس
پست قد آدمی سے جو نیلگون
فرغل پہنا کرتا ہے گفتگو کرونگا۔"
فرنز۔ کیا وہ پہلا سفر ہوگا۔
جو تم وہاں کروگے۔
نامعلوم۔ ہان۔ پہلا۔ میری
حالت بہرحال تمہیں عجیب
معلوم ہوتی ہوگی۔ لیکن
مین تمہیں یقین دلاتا ہون۔
کہ یہ میرا قصور نہین ہے۔
کہ التوا کر رہا ہون۔ کسی نہ
کسی دن اُس کا وقوع ہونا ہی
ہے۔
فرنز۔ کیا تم ہر سفر بہت جلدی
کرنا چاہتے ہو۔
نامعلوم۔ مجھے معلوم نہیں
یہہ بات ان واقعات پر
موقوف ہے جو ایک بندوبست
پر منحصر ہیں۔
فرنز۔ مین چاہتا ہون کہ
جس وقت تم وہان آؤ تو مین
بھی وہین ہون اور جہان
تک مجھہ سے ممکن ہو آپ
کی خاطر اور مدارات کرون۔
میزبان۔ مین آپکی بات بخوشی
خاطر منظور کرتا ہون۔ لیکن اگر
مین وہان گیا تو نامعلوم طور
سے ہی جاونگا۔ یہہ کھانا صرف
فرنز کیلئے تیار کیا ہوا معلوم
ہوا کیونکہ نامعلوم نے سوائے
ایک دو برتنون کو ہاتھ لگا کے
چھوا بھی نہیں تہا مگر فرنز نے خوب
پیٹ بھر کر کھایا پھر علی ان
ٹوکریونکو جو حبشیوں کے ہاتھون
مین پکڑی ہوئی تھین۔ لایا۔ اور
انہیں میز پر رکھا دو ٹوکریون کے
درمیان اُسنے چاندی کا پیالہ رکھہ
دیا جسپر چاندی کا ہی ڈھکنا تھا جس

[illegible] سے عق[illegible] پیالہ میز پر رکھا [illegible] کے دل میں راز جوئی پیدا ہوئی۔ اس نے ڈھکنے کو اٹھایا۔ اور اسمیں ایک قسم کی سبز فرنی سے چیز دیکھی جس کو وہ بالکل نہیں جانتا تھا۔ اس نے ڈھکنے کو پھر ایسا ہی رکھ دیا جیسے اوسے پہلے کچھ معلوم نہیں ہوا تھا۔ ویسے پھر بھی معلوم نہیں ہوا اور جب پھر میزبان کیطرف اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو اپنی مایوسی پر اس کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ جس نے اوسے کہا کیا تم نہیں بوجھ سکتے اس چھوٹے پیالے میں کیا پڑا ہے۔

فرنو۔ واقعی نہیں۔

نامعلوم۔ یہہ وہ کہانا جو ایک حکیم نے پیٹر کے لئے تیار کیا تھا۔

فرنو۔ لیکن چونکہ یہہ زندگی بخش کہانا ہے جو آسمانی ہاتھوں سے فانی ہاتھوں میں منتقل ہوا ہے اس لئے ضرور اس کی وہ تاثیر نہیں رہی ہو گی۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ یہ بات بتائیں کہ عام بات چیت میں کیا کہتے ہیں۔

ستد باد۔ آہ یہی تو بات ہے جس سے ہماری اصلی خاکی حالت منکشف ہوتی ہے ہم شادمانی کے پاس ویسے غریب ہو کر گذرتے ہیں کہ ہم اوسے دیکھتے بھی نہیں۔ اسکا خیال بھی ہمیں نہیں ہوتا۔ یا اگر ہم اوسے دیکھیں اور اس طرف خیال بھی کریں پھر بھی ہرگز اوسے شناخت نہیں کر سکتے کیا تم پائدار چیزوں کے لئے خلق ہوئے ہو۔ یا سونا تمہارا معبود ہے اِسے چکھو تو پھر گجرات اور گولکنڈہ کی دکانیں تمہاری آنکھوں کے آگے دکھائی دینگی۔ کیا تم خیال کرنیوالے آدمی ہو۔ یا شاعر ہو تو اسے چکھو تو امکان کی حدود تمہاری نظر سے غائب ہو جائینگی۔ لاانتہا فضا تمہارے آگے منکشف ہو جائیگی۔ اور تم نہایت آزاد ہو کر عیش و عشرت کے باغوں کی سیر کرو گے۔ کیا تم حریص ہو اور دنیا کا زر و مال چاہتے ہو اسے چکھو تو لحظے بھر میں تم بادشاہ بنجاؤ گے کسی چھوٹی سی سلطنت کے بادشاہ نہیں جو کسی یورپ کو نمین فرانس ہسپانیہ اور انگلستان کیطرح پوشیدہ ہو۔ بلکہ کائنات کے بادشاہ موجودات کے سلطان اور بلا شیطان کے قدموں کے آگے اپنے تئیں خم کرنیکے تم کل زمین کے بادشاہ ہو جاؤ گے۔

کیا۔یہ بات ایسی عجیب نہیں کہ اس کھانے کے لئے تحریک نہیں کرتی ہو۔جو مین تمہارے آنگے پیش کر رہا ہون۔کیا یہہ آسان بات نہیں کیونکہ صرف اسے اسطور سے چکھنا ہے۔دیکھو یہ کہکر اس نے اس پیالے کو کھولا۔جس کی اسقدر تعریف و توصیف اس نے کی تہی اور پھر ایک چمچہ چائے کا اٹھایا اپنے ہونٹون سے اوسے لگایا اور آہستہ آہستہ اوسے نگلا۔اسکی آنکہین نیم بند تہیں اور اُسکا سر پیچھے کیطرف جھکا ہوا تہا جب وہ کہا رہا تھا۔فرنز نے اُسسے کچھ نہ پوچہا۔لیکن جب وہ کہا چکا۔تو اس نے اسے کہا تو یہ بیش قیمت چیز کیا ہے۔

نامعلوم۔کیا تم نے اس کو ہستانی انسان کی نسبت تذکرہ سنا۔جس نے فلپ اگنسی کو قتل کرنے کا قصد کیا تہا۔

فونز۔ہان مین نے سنا ہوا ہے۔

نامعلوم۔خوب۔تو تمہیں معلوم ہے کہ وہ ایک زرخیز وادی میں حکمران تہا۔جس سے اسکا وہ نام پڑ گیا اس وادی بین بڑے بڑے عالیشان باغات تھے جنہیں حسن بن صباح نے لگایا تھا اور ان باغات بین علیحدہ علیحدہ خیمے لگے ہوئے تھے ان خیمون میں وہ انہیں آنے دیتا تہا جو اس کے منظور نظر ہوتے تھے۔اور موریو لو کہتا ہے وہان اونہیں وہ ایک نامعلوم بوٹی کہانیکو دیتا تہا۔جس سے وہ بہشت کی سیر کرآتے تھے جہان درخت سرسبز اور لذیذ پھل اور حسین دوشیزہ لڑکیان ہوتی تہیں لیکن وہ شادمان آدمی جس بات کو واقعی سمجھتے تھے صرف ایک خواب تھی لیکن یہ خواب ایسی پرلطف ایسی پرراز عیش و عشرت تھی کہ وہ اس شخص کے آگے جو وہ بوٹی انہیں دیتا تہا اپنی جسم و جان بیچ دیتے تھے اوسکے احکام کی تعمیل مین دل و جان سے آمادہ ہوتے تھے۔اور اگر اونکی جان بھی جاتی تو بلا کسی قسم کے بڑ بڑانے کے جان دیتے تھے اونہیں یقین ہوجاتا کہ وہ موت جو ان پروارد ہوئی ہے صرف اس عالم فانی سے اوس عالم جاودانی کی ابدی خوشیون مین ہمیشہ کے لئے وہ جاتے ہیں کیونکہ اس کے لطف اور ذائقہ کو معلوم کر کے اوس

کے لئے اپنی جان فدا کرنا اُونہیں
سہل معلوم ہوتا تہا۔
فونو۔ باواز بلند۔ تو پھر یہ بوٹی
ہوئی ابدی زندگی بخش کہانا ہوا۔
سند باد۔ واقعی ایسا تو ہے۔
اسکندریہ کے ابوغور نے جو مشہور
شخص ہے اسے بنایا۔ جو ایسا انسان
ہے کہ اوسکے نام کی یادگار کرنی
چاہئے اور اسپر یہہ کتبہ لکہنا چاہئے
"عیش و عشرت کے سوداگر کی دنیا
شکر گذار ہے"۔
فونو۔ کیا تمہیں کچھہ معلوم ہے میرے
دل مین تمہاری تعریف یا مبالغے
کے آزمانے کے لئے بہت رغبت
پائی جاتی ہے۔
سند باد۔ آلہ دین۔ آزماؤ امتحان
کرو لیکن ایک ہی آزمائش پر اپنے
تئین مبتلا نہ کرو ہر ایک چیز کیطرح
جو دنیا مین پائی جاتی ہے۔ ہمیں اپنی
جو اس کو ایک تازہ امر کا عادی
بنانا چاہئے خواہ اس مین غمی ہو یا
خوشی رنج ہو یا راحت تکلیف و رنج
کیلئے اس بیش قیمت زندگی کی نسبت
بہت جد وجہد ہے اگر اسپر قدرت
حاصل کیجائے تو جنگ وجدل مین سب
مطیع ہوجاتے ہیں بیداری کے بعد
خواب کا آنا لازمی ہے پھر خواب کا دور

دورہ ہو جاتا ہے خواب ہی زندگی
ہو جاتی ہے اور زندگی خواب بنجاتی
ہے لیکن کیا تغیرات ہوتے ہیں واقعی
ہستی کی تکالیف کو فروخت ہستی کی
خوشیوں سے مقابلہ کرنیکے ساتھہ یہ
بات ہوتی ہے کہ تمہیں زندگی کی
پھر آرزو نہیں رہیگی ہمیشہ کیلئے اس
خواب ہی سے آرزو کروگے جب
اس عالم رویا سے اس رنج الم کی بسی
کی ہوئی دنیا میں آوگے تو تمہیں ایسا
معلوم ہوگا۔ کہ نپولیٹن کی بہار کو
لیلینڈ کے جاری کے لئے تمنے چھوڑا
ہے عیش کو غم کیلئے یا بہشت کو دوزخ
کیلئے خیرباد کہا ہے اِسلئے ای میرے
مہمان اسے چکھو۔ غرنز نے صرف
اتنا جواب دیا کہ جس قدر چمچہ تمنے
اُس عجیب نعمت کا بھرا ہوا لیا ہی
اتنا ہی میں لیتا ہون اور اپنے
مونہہ مین ڈالتا ہون اور پھر اس
آسمانی کہانیکو اوس نے کہایا اور
ناک چڑہا کر کہا مین نہیں جانتا کہ
اس کا نتیجہ جیسے کہ تمنے بیان کیا ہے
ہوگا۔ مگر اس کا ذائقہ تو اچھا نہیں
سند باد۔ اس کا باعث یہہ
ہے۔ کہ ابھی تمہاری جیبہ اس
کے حظوظ کی عادی نہیں ہوئی
مجھے۔ بتاؤ کہ اوّل اوّل جب تم

جھینگا۔ جائے اور دیگر متفرق چیزین چکہیں جنکی تعریف و ثنا ئے مین اب تم رطب اللسان ہو اول آول ان کی بہی ایسی تعریف تمنے کی تھی۔ تمہیں معلوم ہے کہ کیسے آدمی ذائقہ کو تیار کرتے ہیں اور چین مین ابابیل کے گہونسلے مین جو کچھ ہوتا ہے نگل جاتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا ہی اسکا حال ہے صرف ایک ہفتے تک اسکا مزہ چکہو تمہیں دنیا مین اسکے برابر کسی چیز مین مزہ ہی نہیں آئیگا پھر اس کے ذائقے دار اور بے ذائقہ ہونے مین تمہیں امتیاز آئیگا۔ آو اب پاس کے کمرے مین جائیں جو تمہارا کمرہ ہے علی ہمارے لئے کافی اور حقہ لائیگا۔ وہ دونون اوٹھے اور جب اوس نے جو اپنے تئیں سندباد کہتا تہا۔ اور جیسے کبہی ہم نے اس نام سے پکارا ہے تاکہ اوس کے ساتہی کیطرح اس کے نام کا امتیاز ہو۔ نوکر کو کچھ حکم دیا۔ فرنتز پاس کے کمرے مین جاکر داخل ہوا۔ وہ زیادہ مگر نہایت آراستہ پیراستہ تھا۔ اس کی قطع گول تہی اور ایک بڑا دیوانخانہ اس کے چہار دن طرف تہا اور دیوارون

چھتون پر نہایت گدگدا اور نرم چمڑا چہپان تہا۔ اور فرش پر بہی ایسا ہی چمڑا بچہا ہوا تھا۔ اٹلس کے شیرون کے جنگلے بڑے بڑے دم ہوتی ہے۔ بنگالے کے پہاڑون کے چیتون کے چمڑے وہان موجود تھے روس کے تیندون کے چمڑے بہی جو نہایت ہی خوبصورت اور داغدار تھے۔ سائبیریا کے ریچہ اور ناروے کی لومڑیون کے چمڑے وہان پڑے تھے اور چونکہ یہ چمڑے ایک دوسرے کے اوپر کثرت سے پڑے ہوئے تھے اسلئے ایسا محسوس ہوتا تہا کہ وہ نہایت نرم نرم گھاس پر چل رہے ہین یا نہائیت نرم اور گدگدے بستر پر بیٹھے ہوئے ہیں دونون چلکر سند پر بیٹھ گئے چمبیلی اور عنبر کی سی خوشبودار حقے پاس تھے اور ایسے عمدگی سے تیار رکھے کہ اس حقے کو جب ایک دفعہ پی لیا تو دماغ خوشبو سے اسقدر بہمہ وجوہ معطر ہو جاتا تہا کہ پھر دوبارہ حاجت نہیں رہتی تھی دونون نے ایک ایک حقہ جسے علی نے تیار کر دیا تھا لیلیا اور پھر وہ کافی تیار کرنیکے لئے چلا گیا کچھ دیر تک عالم خاموشی طاری ہو رہا اور اس اثنا مین سندباد ایسی خیالات مین جو کہ لیکے بعد دیگرے اس

کے دل میں پیدا ہو رہے تھے بتلا رہا
تھا کہ گفتگو کرتے کرتے اوس کے
دل میں کوئی نہ کوئی بات آجاتی تھی
جس کے سبب سے وہ اس میں
مستغرق ہوا معلوم ہوتا تھا اور
فرنز اس خوشبودار تمباکو کیطرف
دیکھتا رہا جسکا نمونہ عمدہ تمباکو کبھی
کبھی ہمیں بھی میسر آجاتا ہے جسے
پیکر دل کا تمام رنج و ملال مفقود
ہو جاتا ہے اور پینے والے کو ایک
قسم کا سرور حاصل ہوتا ہے اتنے
میں علی کافی لے آیا۔

نامعلوم۔ تم کافی کیسے پیا کرتے
ہو۔ تیز ہو یا نہ چینی ڈالکر یا دیسی۔
ٹھنڈی یا گرم۔ جیسے تم چاہو موجود ہے

فرنز۔ تو تیز نہیں پیونگا۔ یہی دنیا
میں سب سے آسان چیز ہے۔

میزبان۔ تمنے درست کہا معلوم
ہوتا ہے۔ کہ تمہیں مشرقی زندگی کا
مذاق ہے وہی تو آدمی ہیں جنہیں
لطف زندگی حاصل کرنیکا سلیقہ ہے
اگر مجھ سے آپ دریافت کریں
تو جب میں پیرس والا کام کر لونگا
تو مشرق میں چلا جاؤنگا۔ اور وہیں
مرونگا۔ اور اگر تم مجھے پھر ملنا چاہو
تو بغداد اصفہان یا قاہرہ میں
تلاش کرنا۔

فرنز۔ بہت اچھا یہ تو آسان بات
ہے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ گویا
عقاب کے پر میرے کندھوں پر
پیدا ہو رہے ہیں ان پروں سے
تو میں کل دنیا کا ایک دن میں
سیر کر سکونگا۔

نامعلوم۔ یہہ وہی چیز ہے جو
اپنا اثر کر رہی ہے اچھا اپنا پر پھیلاؤ
اور آسمان کیطرف اڑو۔ کسی
بات سے ڈرو مت خدا نگہبان
ہے۔ اگر تمہارے پر سورج کی
گرمی کے آگے پگھلنے لگیں۔ تو ہم
تمہیں یہاں لینے کیلئے تیار ہیں۔
اور پھر اس نے عربی زبان میں علی
سے کچھ کہا۔ اس نے اشارہ کیا اور
چلا گیا مگر دور نہیں فرنز کا عجب حال
ہونے لگا۔ بدنکا تمام تکان دلکا
حزن و ملال جو بسبب رات کے
واقعات کے اسمیں پیدا ہوا تھا۔
سب جاتا رہا جیسے یہ سب کچھ اسوقت
تک جبکہ اونگھ آنے لگتی ہے اور
اوسکی آمد نہیں معلوم ہوتی ہے
یہ حالت کافور ہونے لگتی ہے اون
کے جسم میں ایک قسم کی اڑنیکی سبکی
پیدا ہونے لگی۔ اس کی قوت
متخیلہ عجیب طور سے روشن اوسکے
حواس کی قوتیں تیز ہونے لگیں

اور حدنگاہ وسعت پکڑنے لگی یہہ
وہ تاریک افق نہیں تہا جیکے آگے
کالا پردہ تنا ہوتا ہے اسکی حدنگاہ
دور دور تک جاتی تہی کوئی روک
اسکی آنکہوں کے سامنے نہیں تھی
سمندر کی نیلگونی اس مین نمایان
تھی سورج کی درخشانی اس مین
عیان تھی۔ باد صبا مہک کر آ رہی
تھی۔ اس کے کانون مین ایسے
سرود کی آواز آنے لگی۔ کہ اگر
دنیا مین اس قسم کے سرود کی آواز
آوے تو تمام مخلوق اپنا دل وجان
اس پر قربان کر دے۔ مونٹی کرسٹو
کا جزیرہ اسے ایسا دکہائی دینے لگا
کہ ایک نہائیت باعیش وعشرت
مقام ہے پھر جب کشتی اوسکے نزدیک
آئی۔ تو سرود کی آواز اور زیادہ صاف
آئی کیونکہ اس جزیرے سے نغمہ
کی آواز نہائیت دل کش اور عجیب
طور سے بلند ہوتی تھی۔ گویا کہ
المغین کیطرح کسی جادوگر نے روحون
کو اس جگہ کشش کیا یا وہان کوئی
شہر بنانا چاہا تہا۔
آخر جہاز کنارے سے لگا۔ لیکن بلا
جد وجہد بلا کسی قسم کے صدمے کے جیسے
کہ لب لب سے چسپان ہوتے ہین۔
اور اس گپہا مین نہائیت خوش الحانی کے
راگون کے اثنائے کے وقت
وہ داخل ہوا۔ وہ اوس
مین اترا یا اترتا ہوا۔ اپنے
تئین محسوس کرنے لگا۔ وہان
کی ہوا مہکتی ہوئی اس کے
دماغ مین آئی گویا وہ ہوا
اس گپہا سے آ رہی تھی۔
جو کرمس کی گپہا کے آس
پاس چلتی فرض کی ہوئی
ہے۔ اور ایسی خوشبودار چیزون
سے معطر ہے کہ دل مین
ایک قسم کا نشکر اور سرود
پیدا ہو رہا ہے اور ایسی آگ
مشتعل ہوئی دیکہی کہ جس سے
حواس ہی سوختہ ہو جاتے
ہین۔ اور اس نے سب کچہہ
جو خواب کے پیشتر اوسے نظر
آیا تھا۔ سندباد اپنے میزبان
سے لے کر علی بابا بے زبان نوکر
تک دیکہا۔ پھر سما اس کی
آنکھوں کے سامنے سے غائب
ہوتا دکھائی دیا۔ جیسے کہ میجک
لینٹرن کے آخری عکس محو ہو جاتے
ہیں۔ اور پھر وہ ان بتوں کے
کمرے میں داخل ہوا جسمیں وہ زرد اور
قدیم چراغ جل رہے تھے۔ جو رات کی تاریکی کے وقت
عیش وعشرت کی خواب کے نگہبان ہوتے ہیں۔

دیے ہوئے تھے۔ جو نہایت خوبصورت
پیارے دلکش۔ دلفریب۔ خندہ
پیشانی دکھائی دیتے تھے۔ اور ان کے
بال نہایت درخشاں اور الجھے سے
لٹکے ہوئے تھے۔ ان کے نام
کلیوپیٹرا۔ فرینی۔ ہیلینا۔ تھے۔ پھر
ان کے درمیان مصفا کرنوں
کی طرح تاباں ان باعصمت وعفت
[illegible] ایک مثالی
تصویر تھی۔ جو ان سنگ مرمر کے
بتوں کے سامنے اپنے چہرے پر
نقاب اوڑھے ہوئے تھی۔ پھر وہ
تینوں بت اس کی طرف محبت
سے بڑھے۔ اور اس پلنگ کے
نزدیک آئے۔ جس پر وہ سویا ہوا
تھا۔ ان کے پاؤں لمبے پائجاموں
سے پوشیدہ تھے۔ ان کے گلے
عریاں تھے۔ اور بال پردوں کی
طرح جھونکے لے رہے تھے۔ اور
ان کی نظر ایسی تیز تھی۔ جیسے کہ
سانپ کی ہوتی ہے۔ پھر وہ اس
نظر کے ساتھ اپنی طرف ایسے طور
سے کشش کرتی تھی۔ جیسے کہ کوئی
طاقت در گرفت ہو۔ اور آپنے
[illegible] لگے تھے۔ جیسے کہ بوسے
دے رہے تھے۔
چنانچہ فرنز کو ایسا محسوس ہوا۔

کہ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔
اور خیال کیا۔ کہ آخری نظارہ جو اسنے
دیکھا۔ تو اس عصمت مآب تصویر نے
اپنے اوپر برقعہ اوڑھ لیا تھا۔ اس
کے بعد اس کی نظر جب موجودات
کے نظارے کا ایسے طور سے مشاہدہ
کر رہی تھی۔ تو اس کے حواس میں
ایسے جذبات پیدا ہوئے۔ اور
ایسے عالم سرور میں وہ محو ہوا۔ کہ
جسکا بیان کرنے قلم کو یارا
نہیں ہے۔

بیسواں باب

بیداری

جب فرنز ہوش میں آنے لگا۔ تو
اب اس کی نظر کے سامنے بیرونی
اشیا [illegible] تھیں۔ اس نے اپنے
تئیں ایک قبر میں پڑے ہوئے دیکھا
جس میں سورج کی ایک کرن بھی نہیں
آسکتی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ کو
پھیلایا۔ اور پتھر کو چھوا۔ وہ اپنی جگہ
پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے تئیں
خشک گھاس کے بستر پر جو بہت
نرم تھی۔ اور جس میں خوشبو آ رہی تھی

لیٹا پایا۔ وہ دریا بالکل غائب
ہو گئی تھی۔ اور گویا کہ وہ جنت صرف
ایک قسم کا عکس تھے۔ کہ سب قبر
سے اوسکی انتہائے خواب میں آ
رہے تھے۔ وہ اس کی بیداری
کے وقت غائب ہو گئے۔ وہ اُس
جگہ کی طرف کئی قدم بڑھا۔ جہاں
سے روشنی آرہی تھی۔ اور اِس
خواب کے زور کے بعد بیداری
کی حقیقت اب محسوس ہونے
لگی تھی۔ اوس نے معلوم کیا۔ کہ
وہ ایک قسم کے روشندان میں
ہے۔ اوسے نیلگوں آسمان اور
سمندر نظر آیا۔ ہوا اور پانی صبح
کی سورج میں چمک رہے تھے۔
کنارے پر ملاح بیٹھے ہوئے تھے
اور گفتگو کرکے ہنس رہے تھے۔
اُن سے کوئی دس گز کے فاصلہ
پر جہاز لنگر ڈالے کھڑا تھا۔ اور
پانی میں نہایت خوشنما طور سے
ہل رہا تھا۔

اِس جگہ کھڑے کھڑے اس نے
اِس ٹھنڈی ہوا کا جو آرہی
تھی۔ تھوڑی دیر تک لطف اٹھایا
اور کنارے پر لہریں جو آکر ٹکر
کھا کر پیچھے ہٹ جاتی تھیں۔ دیکھیں
جو ایسی اسفید سفید جھاگ چھوڑتی
تھیں۔ کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی
تھیں۔ پہلے پہل تو اِن اشیا کی
تاثیر کی نسبت حیرت میں رہا۔
جو موجودات میں اِس حکیم مطلق
نے رکھی ہیں۔ اور پھر خاص کر
ایسے دلکش اور مسحور کرنے والی
خواب میں پھر رفتہ رفتہ بیرونی
اشیا کا وہ نظارہ اس کی آنکھوں
کے سامنے پھر گیا۔ اور اُس کی تمام شب
اُس کے دماغ میں تازہ ہو گئی۔
اور جزیرے میں ڈاکو سردار
کے سامنے حاضر ہونے عالیشان زمین
دوز محل کو دیکھنے۔ نہایت لطیف
اور لذیذ کھانا کھانے اور اُس بیرونقہ
زندگی بخش چیز کو تناول فرمانے کا
سب حال اُس کی آنکھوں کے آگے
آگیا۔ دن چڑھتے ہی اُسے ایسا نظر
آنے لگا۔ کہ ایسے واقعہ کو بروئے
کار بند ہونے کے ایک سال گذر گیا
کیونکہ اِس خواب نے اُس کے دل پر
ایسی تاثیر کی تھی۔ کہ بہت کچھ اُسکا
اثر اُس پر باقی تھا۔ اِس طرح سے
کبھی کبھی اُسے ملاحوں کے بارے
میں خیال آتا تھا۔ جو چٹان پر بیٹھے
یا جہاز میں چل رہے تھے۔ جو اُن
عکسوں میں سے ایک عکس تھا۔ جو
خواب میں اُسکی طرف محبت اور

الفت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس
کے سوا اسکا دل بالکل مصفا تھا
اور اس کے اعضار بالکل آرام میں
تھے۔ اس کے سر میں ذرا درد نہیں
تھا۔ بلکہ اپنے تئیں وہ سبک پاتا تھا۔
مصفا ہوا پینے کی اپنے میں خواہش
پاتا تھا۔ اور سورج کی روشنی میں
پہلے سے بھی زیادہ لطف پاتا تھا
وہ خوشی سے ملاحوں کی طرف
گیا۔ وہ پہچان کر جلدی اٹھ کھڑے
ہوئے۔ اور کپتان نے اسے مخاطب
ہو کر کہا۔ یہ سندباد حضور کو سلام
کہہ گیا ہے۔ اور نیز یہ کہہ گیا ہے
کہ اسے افسوس ہے۔ کہ بذات
خاص وہ آپ سے مل نہیں سکا۔
اور امید کرتا ہے۔ کہ آپ اسے
معاف فرمادیں گے۔ کیونکہ بباعث
ضروری کام کے اسکا جانا از بس
ضروری تھا"۔

فرنز۔ تو کپتان کیا یہ بھی واقعی بات
تھی۔ کیا کوئی ایسا آدمی سچ مچ جامہ
انسانی میں ہے۔ جس کے پاس میں
اس جزیرے میں گیا تھا۔ جس نے
نہایت عالیشان طور سے میری ضیافت
کی۔ اور جب کہ ابھی میں سویا ہوا
تھا۔ چلا گیا"۔

کپتان۔ کیوں۔ تعجب دیکھا۔ وہ
اسکا جہاز بادبان پھیلائے ہوئے
ہے۔ اگر آپ دوربین لگا کر دیکھیں
گے۔ تو اپنے میزبان کو اس جہاز
میں سے پہچان لیں گے۔ یہ کہکر
کپتان نے اس طرف اشارہ کیا
جدہر ایک چھوٹا سا جہاز کارسکا
کی طرف جاتا نظر آتا تھا۔ فرنز
نے دوربین کو درست کیا۔ اور
اس سمت کی طرف اسے لگا کر
دیکھا۔ کپتان غلطی نہیں کر رہا تھا
جہاز کے بیچ میں وہ عجیب آدمی
کھڑا ہوا تھا۔ اور کنارے کی
طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس
کے ہاتھ میں ایک دوربین پکڑی
ہوئی تھی۔ اس نے نہایت عمدہ
طور سے لباس پہنا ہوا تھا۔ اور
الوداع کے نشان کے طور پر اپنی
جیب سے رومال نکال کر ہلا رہا
تھا۔ فرنز نے بھی اپنی جیب سے
رومال نکالکر اس کے سلام کا
جواب دیا۔ اور لحظے کے بعد اس
جہاز میں سے دھوئیں کا بادل نکلتا
ہوا دکھائی دیا۔ جوں جوں وہ
ہوا میں چڑھتا تھا۔ توں توں نہایت
خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ اور اس کے
بعد فرنز نے خفیف سی توپ کی آواز
سُنی۔ اس پر کپتان نے کہا۔ دیکھا

اس لئے الوداع کے لئے توپ کی سلامی کی ہے۔ اُس نوجوان نے بھی اپنی کارمین نکالی اور اُس کے عوض میں اُسے سر کیا۔ لیکن اُسے یہ خیال نہیں تھا۔ کہ آیا اُس کی آواز اُس جہاز کو جو کنارے سے اسقدر فاصلہ دراز پر تھا۔ پہونچے گی یا نہ پہونچے گی؟"

کپتان۔ اب آپکا کیا حکم ہے؟"

فرنز۔ اوّل تو ایک مشعل کو روشن کرو۔

کپتان۔ آہ۔ میں سمجھا۔ آپ اُس ولکش کمرے کا راستہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر حضور کی خوشی ہو۔ تو ہم ہرطور سے آپ کی تعمیل فرمان کے لئے مستعد ہیں۔ میں آپ کے لئے مشعل لاتا ہوں۔ جو خیال آپ کے دل میں آیا ہے۔ وہ میرے دل میں بھی کئی دفعہ سمایا ہے۔ لیکن ہمیشہ مین نے اس سے اجتناب کیا۔ اور پھر اس نے ایک ملاح سے مخاطب ہو کر کہا کہ مشعل روشن کرے اور فرنز کو دیوے ملاح نے مشعل جلائی فرنز نے اُوسے لے لیا۔ اور زمین دوز گپھا مین کپتان کو اپنے ساتھ لیکر داخل ہوا۔ اُس نے اِس جگہ کو گھاس کے بسترے کے باعث جسپر سے وہ اٹھا تھا پہچان لیا۔ لیکن ہر چند اُسنے اِس مشعل کو گپھا مین چاروں طرف گھما کر دیکھا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اُس نے بجز اس کے اور کچھ نہ دیکھا۔ کہ اوروں نے بھی مشعل لے کر جس کا دھوان وہاں لگا ہوا تھا۔ اس جگہ کی تلاش کی تھی۔ مگر کچھ فائدہ نہین اٹھایا تھا۔ لیکن پھر بھی اُس نے اس دیوار کے ایک پتھر کو بلا جستجو نہ چھوڑا۔ اور اس بات کی احتیاط کے ساتھ تلاش کی کہ جو شگاف اُسے نظر آیا۔ اِس مین اپنی تلوار کی نوک کو گھسا کر اس نے امتحان کیا۔ کچھ اگے نکلی ہوئی جگہ اس نے نہ چھوڑی جسے اُس نے سہارا لگا کر نہ دبایا ہو یہہ امید رکھ کر کہ راستہ معلوم ملجائیگا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اُس تکاپوئی مین دو گھنٹے بسر ہو گئے اس وقت کے اختتام پہ اس نے جستجو کو ترک کردیا۔ اور کپتان مسکرایا جب فرنز پھر کنارے پر آیا۔ تو وہ جہاز سمندر بہت ایسا نظر آرہا تھا۔ جیسے کہ کسی موہوم چیز کا نشان ہوتا ہے۔ اس نے دوربین بھی لگا کر دیکھا۔

لیکن پھر بھی اُسے کچھ معلوم نہ ہو
سکا۔ کپتان نے اُسے یاد دلایا کہ وہ
بکروں کے شکار کی خاطر وہاں آیا
ہے۔ جسے اس نے بالکل فراموش
کردیا ہے جس پر اس نے اپنی بندوق
لی۔ اور اس جزیرے پر ایسے آدمی
کیطرح جو اپنا فرض پورا کر رہا ہے
چہ جائیکہ اس کے کھیلنے میں اسے
لطف آتا ہے۔ شکار کھیلنے لگا چنانچہ
پاؤ گھنٹے کے عرصہ میں اس نے ایک
بکرا اور دو حلوان شکار کئے یہ
جانور گوسراب کی طرح جنگلی اور
نہایت پھرتیلے تھے پھر بھی خانگی
جانوروں کی طرح تھے۔ اور
فرانز کے نزدیک وہ کوئی قابل
شکار نہیں تھے۔ علاوہ ازیں
اور طرح طرح کے خیالات اس
کے دماغ میں نہایت غلبہ پائے
ہوئے تھے۔ گذشتہ شام سے
وہ گویا الف لیلہ کے قصوں
کا ہیرو بنا ہوا تھا۔ اور بلا اختیار
اس گپھا کی طرف اس کا قدم
جاتا تھا۔ پھر کپتان کو حکم دینے
کے بعد کہ ایک حلوان کباب
کرے اس نے غار کو پھر جستجو
کرنیکا قصد کیا۔ اس دفعہ اس
نے پہلے کی نسبت بھی زیادہ جستجو
کی۔ اور جب وہ واپس آیا۔
حلوان کا کباب اور کھانا تیار
رکھا تھا فرانز اس جگہ جہاں
سے گذشتہ رات اس کے پوشیدہ
میزبان نے دعوت کے لئے اُسے
مدعو کیا تھا۔ اور اس وقت وہ
چھوٹا جہاز سمندر کے پرندے کی
طرح کارسکا کیطرف جاتا ہوا۔
اُسے نظر آرہا تھا۔ اس پر اُس
نے کپتان سے کہا۔ کیوں تم نے مجھ
یہ کہا کہ سند باد البا کو جا رہا ہے
حالانکہ جہاز کا رُخ کارسکا کی
طرف ہے"

کپتان۔ کیا تمہیں یاد نہیں
کہ میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ
ملاحوں کے درمیان دو راہزن
آئے ہیں"

فرانز۔ ٹھیک اور شاید وہ انہیں
پہونچانے کے لئے جا رہا ہے"

کپتان۔ ہاں یہی بات تو ہے وہ
ایسا شخص ہے جسے نہ خدا سے
نہ شیطان سے خوف ہے۔ اور
کہتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ اپنے
راستہ سے پچاس لیگ پھیر
کھا کر وہ کسیکی خدمت سرانجام
کرنے کے لئے چلا جاتا ہے"

فرانز۔ لیکن اسقسم کی ہمدردی

سے ڈرتے ہے کہ وہ کسی ملک کے حاکمون
کے پنجے مین گرفتار نہ ہو جائے۔
کپتان۔ ہنسکر اُسے اُس کی کیا
پروا ہے وہ اُنہیں ٹھٹھا کرتا ہے
وہ اُن کا تعاقب کرین تو نہیں
معلوم ہو۔ کیونکہ اسواسطے کہ
اسکا چھوٹا سا اگن بوٹ بڑا بھاری
جہاز نہیں۔ اس لئے بجائے اس
کے اُسے پرندہ کہنا چاہئے علاوہ
ازین وہ جہاز رانی کے علم مین
ایسا ہوشیار ہے کہ کبھی وہ کسی
جہاز کو اپنے پاس پہونچنے نہیں
دیتا۔ اور اگر وہ کسی کنارے جا
اُترے تو اس کی حفاظت کے لئے
بہت دوست موجود ہین۔ یہ بات
اظہر من الشمس تھی کہ سندباد تمام
ڈاکوؤن اور رہزنون کے ساتھ
بحیرہ روم کے تمام ساحل کے ساتھ
ملا ہوا تھا۔ جس کے سبب سے
اس کی حالت عجیب تھی۔ اگر
فسانا کی نسبت آپ دریافت
کرین تو مونٹی کرسٹو کے جزیرہ
مین ٹھیرنے کے لئے اُسکا جی نہیں
چاہتا تھا۔ اس کے دل مین اُس
گپھا کے دریافت کرنیکے اُمید باقی نہ
رہی تھی۔ اس لئے اُس نے اپنا
جہاز واپس لے جانے کے لئے حکم دیا

اور پھر خود بھی جہاز مین جاکر سوار
ہو گیا۔ اور وہ فوراً روانہ ہوئے
جس وقت ان کا جہاز چلنے لگا۔
سندباد کا اگن بوٹ آنکھ کی نظر سے
غائب ہو گیا۔ کیونکہ جب وہ خلیج
پورٹو فراجیو مین جاکر پہونچا تو اُس
کی نظر کام نہیں کر سکتی تھی۔ اس
کے ساتھ ہی گذشتہ رات کا سمان
اُس کی آنکھون سے دور ہوا اور
پھر وہ کھانا سندباد کے ساتھ اُس
نے کھایا۔ وہ محل اور وہ عجیب
خوش ذائقہ چیز کا چمچہ اُس کے لئے
خواب ہو گئے تھے۔ جہاز رات دن
چلتا رہا۔ اور دوسرے دن جب
آفتاب طلوع ہوا۔ مونٹی کرسٹو
کا جزیرہ بھی نظر سے غائب ہو گیا
جب فسانا نے پھر کنارے پر پانو
رکھا۔ تو جو عجیب واقعہ اس نے دیکھا
تھا۔ وہ بھی اس کے لوح حافظ
سے محو ہو گیا۔ فلورنس مین پھر وہ
اپنی عیش و عشرت مین مشغول ہو
گیا۔ اور پھر اس کے دل مین سوائے
اس کے اور کچھ خیال نہ رہا۔ کہ
اپنے دوست سے جو روم مین
اُس کا انتظار کر رہا تھا جاکر ملے۔
اس لئے وہ روانہ ہوا۔ اور
[illegible] کے دن شام کو [illegible]

پیلیس ڈی ڈوئین مین پہونچا

جیسے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اُس کے لئے ایک کمرہ لیا گیا تہا - مرف میڈری پاسٹونی کے ہوٹل مین اُسی جانے کی دلیری تھی - لیکن وہان تک پہونچنا کوئی آسان امر نہین تہا - کوچون مین لوگ بھرے پڑے تھے - اور روم مین اوّل ہی ایسی چرچا جو ہر ایک عظیم الشان میلے کے پیشتر ہوا کرتی ہے - مچی ہوئی تھی - یاد رکھنا چاہئے کہ روم مین چار بڑے تہوار آتے ہین - جن کے نام یہ ہین - کارنیوال - مقدس ہفتہ - فلیٹ ڈیو - اور سینٹ پیٹر - سال کا باقی حصہ ایک طرح کی سنسانی مین گذرتا ہے - گویا اُسکی حالت موت اور زندگی کے بین بین معلوم ہوتی ہے - جس کے سبب سے وہ اس منزل کی طرح تصور مین آتا ہے - جو اس دنیا اور آئندہ دنیا کے درمیان ہو - غرضیکہ وہ نہایت عظیم الشان مقام ہے - ہر ایک جنس کا آدمی وہان موجود رہتا ہی اور ایسا عجیب و غریب ہے کہ جب کوئی بار دیگر وہان کوئی جائے - تو اُسے نیا سمان ہی نظر آتا ہے - اس جگہ فونز پانچ چھہ مرتبہ پہلے بھی آچکا تھا - اور جب اسے آنیکا اتفاق ہوا تھا - اس نے اور ہی لطف اٹھایا تھا - آخر وہ اس بھیڑ مین جس مین آدمی کثرت سے آ رہے تھے - اور نہایت گھبراہٹ اور اضطراب کا سمان بندھا ہوا تھا - گذرنے لگا - اور جب ہوٹل مین پہونچا تو دریافت کرنے سے ایسی گستاخی سے جو گاڑیبانون کو عادت ہوتی ہے جنہیں کرایہ دار مل جاتا ہے اور ہر یک سرایدار کی یہی عادت ہوتی ہے - جس کی ہوٹل بھرے ہوئے ہوتے ہین) ویسی گستاخی سے اسے جواب ملا - کہ ہوٹل ڈی لنڈدس مین کوئی کمرہ اس کے لئے خالی نہین ہے - پھر اس نے میٹرنی پاسٹرنی مین اپنا کارڈ بھیجا اور البرٹ ڈی مارسرف کے ساتھ ملنے کی خواہش ظاہر کی - اُس جگہ دو کمرے اور ایک پرائیویٹ جگہ خالی تھی - دونون مین کوچے کی طرف کھڑکیان تھین اور یہ ایک ایسی بات تہی - کہ جس کے باعث میٹرنی پاسٹرنی کا مالک اس کی بہت تعریف کرتا تھا باقی کی منزل کو ایک بڑے امیر آدمی نے کرائے لیا ہوا تھا -

اور کہتے تھے۔ کہ وہ سسلی سے ہے
یا مالٹا سے لیکن میجر کو یہ بات کما حقہ
معلوم نہیں کہ آیا ان دو شہروں
میں سے کس شہر کا وہ ہے اس لئے
فرنز نے اُس کو کہا میڈنی
پاسٹرنی کچھ مضائقہ نہیں لیکن
ہمیں فی الحال کھانا کھانے کی
ضرورت ہے۔ اور چاہتے ہیں
کہ اس وقت اور باقی کے دنوں
کے لئے گاڑی کرائے کر دو۔"

مالک سرائے۔ کھانے کا تو بھی
بندوبست ہو جاتا ہے لیکن گاڑی کی
نسبت ۔

البرٹ۔ گاڑی کی نسبت کیا
میڈنی پاسٹرنی ٹھٹھا مت کرو
ہمیں گاڑی ملنی چاہئے۔

میزبان۔ صاحب ہم گاڑی کے
میسر کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش
کرینگے اور صرف اس قدر میں آپ
کو امید دلاتا ہوں۔

فرنز۔ ہمیں کب خبر ملے گی۔

سرائے والا۔ کل۔

فرنز۔ خوب کہا۔ تو پھر ہم زیادہ
کرایہ دے دیں گے ڈریک اور
ایوان کے ہوٹل میں فی دن
پچیس تیس فرینک پر گاڑی ملجاتی
ہے۔ اگر اتوار ہو تو بس چالیس
فرینک تک حد ہے۔

سرائے والا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر
میں اس سے دگنی قیمت بھی
انہیں دینی کرونگا۔ تو گاڑی میسر
نہ آئیگی۔

فرنز۔ تو پھر وہ میری گاڑی
سے گھوڑے جوت لیں گو سفر
کے لئے وہ کام نہیں دے سکتی
لیکن کچھ مضائقہ نہیں۔

سرائے والا۔ مگر گھوڑے ہی نہیں

البرٹ نے فرنز کی طرف ایسی نظر
سے دیکھا۔ جو ایسا جواب سنتا ہے
جیسے وہ سمجھتا نہیں۔

البرٹ۔ فرنز سے میرے عزیز کیا
تم نے سمجھا اس نے کیا کہا فرنز اگر
گھوڑے نہیں ملتے تو کیا ڈاک کے
گھوڑے بھی نہیں مل سکیں گے۔

سرائے والا۔ دو ہفتے سے سب
کرائے پر لیلئے گئے ہیں اور جو
باقی ہیں وہ ڈاک کے لئے درکار ہیں

فرنز۔ اس کی نسبت ہم کیا کہیں۔

البرٹ۔ میرا تو یہ دستور ہے کہ
جب کوئی بات میری سمجھ میں
نہیں آتی تو میں اسے چھوڑ دیتا
ہوں بلکہ اس سے قطع نظر کرکے
اور بات کی طرف سوچتا ہوں۔

میڈنی پاسٹرنی کیا کھانا تیار ہے؟

سرائیڈاسا۔ حضور۔ ہاں "
البرٹ " اچھا لاؤ "
فرانسا۔ لیکن گاڑی اور گھوڑے "
البرٹ۔ میرے عزیز صبر کرو۔
وہ بھی وقت پر آجاینگے صرف
یہہ بات ہے۔ کہ اُن کی نسبت
کتنا کرایہ دیا جائے۔ پھر البرٹ
نے اس آدمی کی طرح جس کا
کیسہ پُر ہوتا ہے۔ اور جانتا ہے
کہ روپے کے آگے کوئی چیز ناممکن
نہین کھانا کھا کر پلنگ پر جاکر
مزے سے سو رہا۔ اور یہہ خواب
دیکھتا رہا۔ کہ چھہ گھوڑون کی
بگھی مین سوار ہوکر وہ تمام روم
مین گشت کر رہا ہے "

بیسواں باب

رومی راہزن

دوسرے دن فرانسا صبح کو پہلے
بیدار ہوا اور اُس نے گھنٹی بجائی
اُس کی آواز ابھی آہی رہی تھی۔
کہ میٹرنی پاسٹرنی خود حاضر ہوا۔
سرائیڈاسا۔ فرانسا کے سوال کے
بغیر) حضور کل مجھے ڈر تھا۔ کہ گاڑی
نہیں مل سکے گی۔ اور یہی سبب
تھا۔ کہ مین نے آپ سے اقرار
نہ کیا۔ کیونکہ آپ اُس وقت آئے
جب وقت ہاتھ سے جا رہا تھا
تین دن کیلئے گاڑی ملتی نہیں۔
فرنز۔ ہاں اور تین دن تک اسکی
زیادہ ضرورت ہے "
البرٹ (آکر) کیا بات ہے۔
کوئی گاڑی ملتی نہیں "
فرنز۔ نہیں کوئی گاڑی نہیں ملتی
تم نے پہلے ہی جان لیا "
البرٹ۔ تمہارا شہر کیا بیہودہ شہر
ہے "
پاسٹرنی۔ (جو عیسائی دُنیا کے
اُس عظیم الشان شہر کی بیعزتی ہوتے
دیکھنا پسند نہین کرتا تھا) میرا مطلب
یہہ ہے۔ کہ اتوار سے لیکر منگل تک
کوئی گاڑی مل نہیں سکتی۔ لیکن
اب سے اتوار تک اگر آپ پچاس
گاڑی چاہیں تو مل جائینگی۔
البرٹ۔ آہ تو پھر یہہ خوب
بات ہے۔ آج بدھ کا دن
ہے۔ اور کون جانتا ہے کہ آج
کے دن اور اتوار کے بیچ کیا ہو
کیا نہ ہو۔
فرنز۔ دس بارہ ہزار اور مسافر
آجائینگے اور پھر اور بھی مشکل پیش آئیگی۔
ماسا سراف۔ دوستو
لطف اٹھاؤ آئندہ کا کام آئندہ

پر چھوڑ دو۔
فرنز۔ کم سے کم تاکیاں تو ہیں۔
البرٹ "کہاں"
فرنز۔ روڈو کورس کیطرف دیکھکر
میوئی پاسٹرنی آہ تاکی! یہ
تو ناممکن ہے ڈوریا کے محل کی
پانچوین منزل پر کمرہ باقی تہا وہ
ایک روسی شہزادی کو بیس سیکون
(سکہ) فی دن کرایے پر دیا
گیا ہے۔ اس پر اندونوں نے
ایک دوسرے کی طرف حیران
ہوکر دیکھا"
فرنز نے البرٹ سے پوچھا
آپ کو معلوم ہے اور ہم کیا
کر سکتے ہین۔ وہ یہہ ہے۔ کہ
وینس مین کاسانیوال گذارین
اگر گاڑی نہ ملے گی۔ تو یقین ہے
کوئی نہ کوئی سواری ملجائیگی۔
البرٹ (بیزار ہوکر) آہ نہیں
مین روم مین کارنیوال دیکھنے
کے لئے آیا ہون۔ مین اُسے
دیکھون گا۔ خواہ دہلیز مین ہی
کیون نہ دیکہنا پڑے۔
فرنز۔ بہت خوب آپ نے
اچھا خیال کیا ہے۔ ہم انڈینز
کے گڈریون کی طرح بھیس
بدلینگے اور ہمین خوب کامیابی
ہو گی۔
مسرا ایڈی اسا۔ کیا حضور ابھی
تک آج سے اتوار تک گاڑی
چاہتے ہیں"
البرٹ۔ کیا تم خیال کرتے ہو
کہ دکبلون کے کلرکون کی طرح
روم کے کوچون مین ہم مارے
مارے پھرینگے۔ مین سب گاڑیون
کی قیمت جانتا ہون۔ ہم تمہین
آج کل۔ اور پرسون کے لئے
بارہ پاسٹر (سکہ) دینگے یہ تمہارے
حق مین خوب ہو گا۔
پاسٹرنی (اور کچھ زیادہ کرائے
کی نیت سے لیکن اب حضور"
فرنز۔ نہیں جاؤ نہیں تو مین
جاکر سودا کرتا ہون۔ میرا
ایک شخص بھی قدیم آشنا ہے
اس نے مجھے پہلے بھی خوب
لوٹا ہے اور مجھہ سے زیادہ
لینے کی خاطر وہ اُس سے تہوڑے
پر راضی ہو جائیگا۔ جو ہم نے
تمہین دینا کیا ہے۔ تم جانو
اس سے تمہارا نقصان ہوگا
پاسٹرنی۔ (اس بات سے
مجبور ہوکر حضور اپنے تئیں
تکلیف نہ دین جو کچھ مجھہ
سے ہو سکے گا مین کردون گا۔

مجھے امید ہے کہ آپ خوش ہونگے۔

فونز۔ اچھا اب بانٹی ہوتی "
پاسٹی۔ آپ گاڑی کو یہاں کب چاہتے ہیں۔

فونز۔ ایک گھنٹے تک "

ایک گھنٹہ کے بعد گاڑی دروازے پر آ گئی۔ وہ کرائے کی گاڑی تھی۔ اور بسبب میلے کے پرائیوٹ گاڑی کے برابر اچھی تھی۔ گو اس کا رنگ باہر سے سادہ دکھائی دیتا تہا۔ تاہم کاربنوال کے آخری تین دنوں کے لینے سے اُن کو خوشی ہو گئی "

گاڑیبان۔ فرانز کو آتے دیکھکر۔ حضور کیا میں گاڑی محل کے پاس لاؤں "

چونکہ فرنز اطالیہ کی بولی کو جانتا تہا۔ اُس نے اوّل اس آدمی کو سرتاپا دیکہا۔ لیکن یہ لفظ اُسے مخاطب کر کے بولے گئے تھے۔ فرنز حضور تہا۔ کرائے کی بگی گاڑی تہی۔ اور ہوٹل ڈی لنڈ رہس محل تہا فرنز اور البرٹ اُترے گاڑی محل کے پاس آئی دونو اس میں پاؤں دراز کر کے جا بیٹھے۔ گاڑیبان اپنی جگہ پر کود کر جا بیٹھا۔ اور پھر پوچھنے لگا۔ حضور کہاں جائینگے۔

البرٹ۔ اوّل سینٹ پیٹر کے گرجا کی طرف پھر کلزیم میں "

لیکن البرٹ کو یہہ معلوم نہیں تہا " کہ سینٹ پیٹر کو دیکہنے میں ایک دن لگ جائیگا اور اور اس کی تفاصیل پر غور کرنے کے لئے ایک ماہ درکار ہوگا۔ صرف سینٹ پیٹر میں ہی دن گذر گیا۔ اور اچانک شام پڑنے لگی۔ فرانز نے گھڑی نکال کر دیکھی ساڑہے چار بجے کا وقت تہا۔ وہ ہوٹل کو واپس چلے آئے۔ دروازے پر آکر فرانز نے گاڑیبان کو حکم دیا کہ آٹھ بجے پھر آوے وہ چاہتا تہا۔ کہ البرٹ کو کلزیم چاندنی میں دکھائے کیونکہ سینٹ پیٹر اس نے اُسے دن کے وقت دکھایا۔ جب ہم کسی دوست کو وہ شہر دکھلاتے ہیں تو ہمیں ایسا ہی فخر ہوتا ہے جیسے ہم اُسے اس پیاری اور دلکش چیز کے دکہانے کا فخر ہوتا ہے جس سے ہمیں فخر ہو سکتا ہے۔ وہ شہر کو پورٹا ڈیل پوپو کے راستے جانا بیرونی دیوار کے گرد چکر لگاتا۔

اور پورٹا سان گو ان کے راستے
اندر جانا چاہتے تھے اس طور
سے بلا کپتول خودم۔ آسرج
آوسٹیمس لیودس اسٹونیس
اور ناسٹنا نے کے گرجا کو دیکھے
بغیر کلزیم کی سیر کیا چاہتے تھے اب
وہ کہانے پر بیٹھے میڈنی پاسٹلی
اُن کی ضیافت کرنا چاہتے تھے
اُس نے اُنہیں متوسط درجے کا
کھانا دیا تھا۔ جب وہ کھانا
کھا چکے تو وہ خود اندر آیا۔
فسانس سمجھا۔ کہ وہ اپنے کھانے
کی تعریف سننے کیلئے آیا ہے۔
اس لئے اُس نے اُسکی تعریف
شروع کی مگر سرائے دار نے
اس کی بات قطع کرکے کہا کہ
میں حضور کی زبان مبارک سے
تعریفی کلمات سنکر خوش ہوا ہوں
لیکن میں اس مطلب کے لئے نہیں
آیا۔

البوٹ (چرٹ کو آگ لگا کر) کیا
تم ہمیں یہ کہنے کیلئے آئے ہو۔ کہ
گاڑی حاضر ہے۔

سرائیدار۔ نہیں حضور کے لئے
یہی اچھا ہے۔ کہ اس بات کا اور
خیال نہ کریں۔ روم میں سب
کچھ ہو بھی سکتا ہے۔ اور نہیں
بھی ہو سکتا جب آپ سے یہ کہا
جائے کہ کچھ ہو نہیں سکتا۔ تو
بس ختم شد۔

البوٹ۔ تو پیرس میں بہت
آرام ہے۔ جب کچھ ہو نہیں سکتا
تو دگنی اُجرت دو اور وہ کام
جلدی ہو سکتا ہے میڈنی پاسٹلی
یہی بات تو تمام فرانسیسی کہتے ہیں
اگر یہ بات ہے تو میں نہیں سمجھتا
کہ کیوں وہ پیدل چلتے ہیں۔

البوٹ (چرٹ کا دھواں نکالتے
ہوئے اور کرسی پر ٹنک کر بیٹھ کر)
لیکن صرف پاگل اور بیوقوف جیسے
کہ ہم ہیں۔ پیدل چلتے ہیں۔ جن
آدمیوں کو ہوش اور عقل ہے
وہ ڈھوڈھولڈ سا میں اپنے
ہوٹل کو چھوڑتے ہیں بولیودڈی
گینٹ اور کیف ڈی پیرس میں
ہوا کہاتے ہیں۔ بات واقعی قابل
جاننے کے ہے کہ البوٹ مندرجہ
بالا روم میں رہتا تھا۔ ہر روز
قیشن راستے پر بن کر آیا کرتا تھا
اور انگلیف میں کھانا کھایا کرتا
تھا۔ جہاں واقعی طور سے کوئی
کھانا کھا سکتا ہے یعنی صرف
ایسے حال میں تم وہاں کھا
سکتے ہو۔ جب وہاں آنیوالوں

کے ساتھ تمہاری راہ و رسم ہو
میٹرنی پاسٹرنی کچھ دیر تک خاموش
رہا۔ یہ بات ظاہر تھی کہ وہ اس
جواب پر غور کر رہا تھا۔ کیونکہ
یہ جواب اسے صاف معلوم نہیں ہوتا
تھا۔ لیکن فرانز نے مہر سکوت کو
توڑ کر کہا۔ لیکن تمہاری یہان
آنے کی کوئی وجہ ہو گی۔ مین
دریافت کرنا چاہتا ہون۔ وہ
کیا ہے۔
سرائیل اسا۔ آہ ہان۔ آپ نے
گاڑی کو ٹھیک آٹھ بجے آنے کا
حکم دیا ہے۔
فرانز۔ ہان۔
سرائیل اسا۔ آپ کلزیم کی سیر کیا
چاہتے ہین۔
فرانز۔ تمہارا مطلب کلزیم سے ہے۔
سرائیل اسا۔ ایک ہی بات ہے۔
آپ نے گاڑیبان سے کہا ہے۔ کہ
پورٹا ڈیل پوپولو کی راہ سے جائے
فصیل کے گرد چکر لگا کر اور پورٹا
سان گیوفانی کی راہ سے داخل ہو
فرانز۔ مین نے ہو بہو یہی کہا ہے۔
سرائیل اسا۔ تو یہ راستہ غیر ممکن ہے۔
فرانز۔ غیر ممکن !۔
سرائیل اسا۔ کم سے کم بہت
خطرناک ہے۔
فرانز۔ خطرناک کیون۔
سرائیل اسا۔ مشہور لوگی ومپا کے
سبب سے۔
البرٹ۔ وہ لوگی ومپا کون ہے
وہ روم مین مشہور ہوا ہو گا۔
لیکن پیرس مین تو اُسے کوئی جانتا
بھی نہیں۔
سرائیل اسا۔ کیا تم اُسے نہیں جانتے۔
البرٹ۔ بالکل نہیں۔
سرائیل اسا۔ وہ راہزن جسکے نزدیک
بڑے بڑے ڈاکو خم کہاتے ہین۔
فرانز۔ البرٹ۔ اب آخر یہان
تمہارے لئے راہزن بھی آ گیا۔
البرٹ۔ میٹرنی پاسٹرنی مین تمہین
پہلے ہی یہ بات کہے دیتا ہون۔ کہ جو
بات تم ہمین کہنے لگے ہو۔ اس کا
ایک لفظ بھی مین نہیں ماننے کا
اب بیان کرو۔
سرائیل اسا۔ ایک دفعہ۔
البرٹ۔ اچھا پھر کیا ہو میٹرنی
پاسٹرنی نے فرانز کیطرف
دیکھا۔ جو اُسے البرٹ کی نسبت
زیادہ معقول معلوم ہوتا تھا
جسپر اُس نے کہا۔ ہمین اُس
سے انصاف کرنا چاہئے اس کے
ہوٹل مین بہت فرانسیسی آئے
ہوئے ہین۔ لیکن انہین وہ کبھی

معلوم نہیں کر سکا۔ اس پر سرائیدار نے نہائیت سنجیدگی سے فرننا سے کہا۔ حضور اگر آپ مجھے دروغگو سمجھیں تو پھر میرا کہنا عبث ہے اس میں آپ کی ہی بہتری ہے۔

فرننا۔ میبٹرنی پاسٹرنی۔ البرٹ نہین کہتا۔ کہ تم دروغگو ہو۔ لیکن جو بات تم ہم سے کہنے لگے ہو۔ اُسے وہ نہیں ماننے کا لیکن جو کچھہ تم بیان کروگے میں اُسپر یقین کرونگا۔ پس بیان کرو۔

ملسرائیل اسا۔ لیکن اگر آپ میرے بیان کی تصدیق نہ کریں۔

فونٹو میٹرنی پاسٹرنی۔ تم کسقدر اس سے بھی زیادہ شکی ہو جس نے نبوت کا دعوٰی کیا تھا۔ اور تسپر بھی اُسے کسی نے نہ مانا تھا۔ اگر تمہاری ساری باتوں کو کوئی نہ مانے گا۔ تو کچھہ تو مانیگا۔ آؤ بیٹھہ جاؤ۔ اور جو کچھہ ومپا کی نسبت تمہیں معلوم ہو ہمارے آگے بیان کرو۔

ملسرائیل اسا۔ حضور میں نے آگے آپ سے عرض کیا ہے کہ مسٹرلا کے بعد جو سب سے راہزن مشہور ہوا ہے۔ وہ ومپا ہے۔

فونٹو۔ اچھا اُس راہزن کو اُس حکم سے جو میں نے گاڑیبان کو دیا ہے کہ پورٹا ڈیل پوپولو کے راستے شہر سے روانہ ہو۔ اور پورٹا سان گوڈاٹینی کے راستے پر آجائے کیا تعلق ؟

ملسرائیل اسا۔ یہہ کہ آپ پورٹا ڈیل پوپولو کے راستے سے تو روانہ ہونگے۔ لیکن پورسٹا سان گوڈاٹینی کے راستے آنے کی نسبت مجھے شک ہے۔

فرننا۔ کیوں؟ ملسرائیل اسا کیونکہ جب رات ہو تو آپ وہاں سے پچاس قدم تک باہر نہیں جا سکتے۔

البرٹ۔ اپنی عزت کی قسم کھا کر کہو یہہ بات سچ ہے۔

ملسرائیل اسا۔ (البرٹ کی بات سے رنجیدہ خاطر ہوکر) میں یہ بات آپ سے نہیں کہتا۔ آپ کے پاس کے ساتھی سے کہتا ہوں۔ جس نے روم کو دیکھا ہوا ہے۔ اور جانتا ہے کہ یہ ایسی باتیں ہیں کہ اُن پر ہنسنا نہیں چاہئے۔

البرٹ۔ (فرننا سے) میرے عزیز ہمارے سامنے یہ ایک بڑی مہم ہے ہم اپنی گاڑی میں پستول بھر لینگے اور دونالی بندوقیں اور تلواریں رکھہ لیں گے۔ لوگی ومپا ہمارے پکڑنے کو آئے گا۔ اور ہم اُسے پکڑ لینگے ہم اُسے روم

مین لے آئیں گے۔ اور اور پوپ کے
آگے پیش کرینگے۔ جو ہمسے دریافت
کریگا۔ کہ خدمت کا ہمین کیا صلہ دیکو
پھر ہم ایک اور گاڑی اور گھوڑون
کی جوڑی مانگ لینگے۔ اور گاڑی
مین بیٹھ کر کارینوال کو دیکھین گے
اور اس مین کچھہ شک نہیں کہ رومی
لوگ ہماری بڑی عزت کرین گے۔
اور کرئیں ھواٹیس کا فکر نانی ہمین
پکارینگے۔ اور اپنے ملک کے محافظون
مین سے ہمیں خیال کرین گے۔ اور
جب البرٹ نے یہہ تجویز پیش کی۔
سیٹرنی پاسٹرنی کا چہرہ ایسا ہوگیا
کہ کچھہ بیان نہین کیا جاسکتا۔
فرانز۔ مہربانی کرکے بتائیں۔ وہ
پستول اور بندوقین تلوار ین۔
جن سے آپ گاڑی کو بھرنا چاہتے
ہین۔ کہان ہیں۔
البرٹ۔ میرے سلحہ تو ہیں۔ نہیں
کیونکہ ترا سنا مین تو مجھہ سے شکاری
چافونک سے لٹ گیا تھا۔
فونز۔ کوئی پنڈنٹ مین میرا حال
بھی ایسا ہوا۔
البرٹ (دوسرا چرٹ روشن کرکے)
سیٹرنی پاسٹرنی کیا تم جانتے ہو
کہ یہ کام راہزنون کے لئے بہت
آرام دہ ہے۔ کیونکہ معلوم ہوتا
ہے۔ کہ انہون نے آپہمین بندوبست
کیا ہوا ہی ہوگا۔ اس مین کچھہ
شک نہیں۔ کہ سیٹری پاسٹرنی
نے اس بات کو ناگوار سمجھا۔
کیونکہ اس نے صرف آدھے سوال
کا جواب دیا۔ اور پھر وہ فرانز
سے جسے قابل خطاب وہ خیال کر
تا تھا۔ اُس نے مخاطب ہو کر
کہا۔ حضور جانتے ہین۔ کہ جب
راہزن حملہ آور ہون تو اُس
وقت اپنے تئیں محفوظ رکھنا آسان
بات نہیں۔
البرٹ (جوش مین آکر) دخل
درمعقولات تم کیون ہوتے ہو۔
سرائیں اسا۔ ایسا خیال نہ کرین
جب کوئی دس بارہ راہزن خندق
سے یا ویرانے سے نکلکر بندوقین
آپ پر رکھین گے۔ تو پھر اوسان
خطا ہو جائینگے۔
البرٹ۔ تو پھر ہمین قتل کرجائینگے۔
سرائیں اسا۔ نے فرانز کی طرف
ایسی نظر سے دیکھا۔ کہ جس سے
گویا اُس کا یہہ کہنے مطلب تہا۔
تمہارا ساتھی بالکل پاگل ہے"
فونز۔ میرے عزیز البرٹ تمہارا
جواب عظیم الشان ہے۔ اور اُس
مین اُسی شجاعت کی بو آتی ہے

جو اُس جواب سے آتی تھی جو ہورس
نے روم کی سلامتی کے متعلق دیا۔
لیکن ہم صرف اپنی آرزو پوری
کرنی چاہتے ہیں۔ یہ بات قابل
مضحکہ ہے۔ کہ ایسی بیوقوفانہ بات
کے لئے ہم اپنی جان خطرے میں
مبتلا کریں۔ البرٹ نے شراب کی
بوتل اٹھائی اور بے معنے لفظ
کہتا ہوا جام کے گھونٹ بھر کے
چڑھاتا گیا۔

فرنز۔ اچھا سیٹرنی پاسٹرنی اب میرا
ساتھی چپ ہوگیا ہے۔ تم دیکھتے ہو
میں کیسا صلح جو آدمی ہوں مجھ
سے کہو۔ یہہ لوگی دمپا کون ہے۔
کیا وہ کوئی گڈریا ہے یا امیر آدمی
ہے۔ جوان ہے یا بوڑھا ہے لمبا ہے
یا ٹھنگنا بیان کرو۔ تاکہ اگر اتفاقاً
وہ ہم سے دوچار ہو تو ہم اُسے
پہچان تو لیں۔

سرائیدار۔ اُس کی نسبت
آپ کو مجھ سے زیادہ کوئی آدمی
بھی بتلا نہیں سکیگا۔ کیونکہ میں اُسے
بچپن سے جانتا ہوں ایک دفعہ
جب میں باہر جارہا تھا۔ تو اُس
نے مجھے گرفتار کرلیا۔ مگر خوش قسمتی
کی یہ ہوئی۔ کہ اُس نے مجھے پہچان
لیا۔ اس لئے میں آزاد ہوگیا۔
بلکہ اُس سے ایک گھڑی تحفہ ملی۔
اور اُسکی سب تواریخ کو خود اُسکی زبانی سُنا

البرٹ۔ مجھے وہ گھڑی بتاؤ۔

سرائیدار نے اپنی جیب سے ایک نہایت
عمدہ گھڑی نکالی۔ اُس پر اُس کے
بنانے والے کا نام لکھا ہوا تھا۔
اور پیرشیا کی بنی ہوئی تھی۔ اور اُسی
ہاتھ میں لیکر اُس نے کہا۔ یہہ ہے
دیکھ لیجئے۔

البرٹ۔ ناک چڑھا کر۔ ایسی تو میرے
پاس بھی ہے اور اُس نے اپنی گھڑی
نکالی۔ اور کہا اُس کے لئے میں نے
تین ہزار فرینک دیئے۔

فرنز۔ سیٹری پاسٹرنی کو اشارہ
کرکے کہ بیٹھ جاؤ) اور اس کی تواریخ
بیان کر۔

میزبان۔ حضور اجازت دیں۔

البرٹ۔ تم نوکر نہیں ہو کہ کھڑے رہو۔
میزبان سلام کرکے بیٹھ گیا۔ جس کا
یہہ مطلب تھا۔ کہ لوگی دمپا کی نسبت
جو کچھ وہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ اُنہیں
بتانے کو تیار ہے اُس پر فرنز نے
میزبان سے جب وہ بیان کرنے
کے لئے مُنہ کھولنے لگا تھا۔ کہا۔
تم نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ تم لوگی
دمپا کو بچپن سے جانتے ہو۔ تو وہ
نوجوان ہے۔

حاصل کرے۔ اُس نے اس بات
کو بخوشی خاطر منظور کر لیا۔ ہر
ایک دن لوگی اپنے گلے کو اس
سڑک پر جو پیسٹر فا سے بوڈگو کو
جاتی ہے۔ اپنا گلہ چرانے کو
لے جایا کرتا تھا۔ پھر ہر ایک
دن نو بجے کے وقت راستے
کے کنارے پادری اور وہ
لڑکا بیٹھا کرتے اور وہ چھوٹا
لڑکا پادری سے سبق لیا کرتا
تہا۔ تین مہینے کے بعد اُسے
پڑھنا آگیا۔ یہہ بات کافی
نہیں تھی۔ اور اُس کا نام
اور اُسے لکھنا بھی سیکہنا چاہئے
پادری نے روم میں ایک
لوہار سے تین تختیاں بڑے
درمیانی چھوٹے حروف کی بنوائی
ہوئی تھیں۔ اُس سے کہا کہ ایک
تیز اوزار لے کر سلیٹ پر ویسے
حرف کندہ کر لئے اسی دن
شام کو جب وہ گلہ صحیح وسالم
اپنے باڑے میں پہونچ گیا۔
تو لوگی دوڑا دوڑا پلیسٹرنا کے
لوہار کے پاس گیا۔ ایک بڑا
کیل اُس نے اُس سے لیا
اُسے تیز کیا۔ اور اُس سے
حروف خود بنا لئے۔ دوسرے
دن اُس نے سلیٹ پر لکھائی
شروع کر دی۔ تین ماہ کے بعد
اُسے لکھنا بھی آگیا۔ پادری
اس کی عقل اور دانائی پر
متعجب ہوتا تہا۔ اور کاغذ قلم
دوات اُسے لادیا کرتا تھا۔
یہ نئی محنت تھی۔ لیکن پہلی
محنت کی نسبت کچھ چیز بھی تھی۔
ایک ہفتے کے اندر جیسے سلیٹ
پر اُسے لکھنا آگیا تھا۔ ویسے
کاغذ پر وہ لکھنے لگ گیا پادری
نے یہ بات کاونٹ ڈی فیلس کے
آگے بیان کی اُس نے اُسے
طلب کیا۔ اور اپنے سامنے
اُسے پڑھایا۔ اور لکھایا اپنے
نوکر کو اُس نے حکم دے دیا
کہ نوکروں کے ساتھ اُسے
کھانا دیا جائے اور دو پیاسٹر
ماہواری بھی اُسے ملا کریں۔
ان پیاسٹروں سے لوگی کتابیں
وغیرہ خرید لیا کرتا تہا۔ وہ اپنی
نقل کرنے کی قوت کو ہر ایک
بات کی طرف متوجہ کرتا تھا
اور اپنی سلیٹ پر بھیڑوں
درختوں۔ اور گھروں کے
نقشے کھینچ لیا کرتا تہا۔ چاقو سے
وہ لکڑی پر جس قسم کے نقش و

نگار رکھو دیتا تھا۔ یہی باعث تھا۔ جس سے سنگتراش مشہور ہوا۔ ایک لڑکی چھ سات سال کی جو ومپا سے ذرا چھوٹی تھی۔ پلسٹرنا کے پاس بہیڑون کی نگہبانی کیا کرتی تھی۔ وہ یتیم تھی۔ والمنٹون مین پیدا ہوئی تھی۔ اور اُس کا نام ترلیسا تھا۔ ومپا اُس سے ملا کرتا تہا۔ اور دونون ایک دوسرے کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔ اپنے گلون کو ملکر چرنے دیتے تھے۔ کھیلتے۔ ہنستے اور ملکر باتین کیا کرتے تھے۔ شام کے وقت وہ اپنے اپنے گلے کو جدا کر لیتے تھے۔ اور اپنے مکان کی طرف چلے جایا کرتے تھے۔ مگر دوسرے دن پھر ملنے کا ایک دوسرے سے اقرار لیا کرتے تھے۔ دوسرے دن وہ پھر ملا کرتے تھے۔ اور اسی طور سے کتنی مدت ہوگئی تہی ومپا بارہ برس کا ہوگیا۔ اور ترلیسا گیارہ برس کی تھی۔ اور اس پر اُن کی فطرت نے خود بخود ظہور کیا۔ علاوہ اس کے تعلیم کے جو وہ حاصل کیا کرتا تہا۔ وہ غضبناک کینہ توز اور تند مزاج تھا۔ بچپن سے

پلسٹرنا۔ والمنٹون کے لڑکون مین سے اس پر کوئی غلبہ پا نہیں سکا تھا۔ حتی کہ اس کا ساتھی ہونے کے لائق نہیں تھا۔ وہ اپنی طبیعت کے سبب سے سب سے الگ رہتا تھا۔ ترلیسا ہی صرف ایسی تھی جس کے ناز و انداز کو دیکھ کر اُس کا دل مسخر ہوتا۔ عورت کے ہاتھ مین اس کا ہاتھ آکر تو لچک جاتا مگر مرد کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر وہ اُسے توڑ سکتا تھا۔ اُس کے برخلاف ترلیسا زندہ دل اور خوش مزاج اور نہائیت چالاک تہی ومپا سے جو لوگی کومتی ڈی سان فلس کے خان سامہ سے ماہ بماہ لیا کرتا تہا۔ اور جو کچھ جنگل مین جمع کرکے وہ کما یا کرتا تہا۔ اُسے ترلیسا کے کانون کی بالیون۔ ہارون اور دیگر زیورات مین خرچ کر دیتا تہا۔ اُن دونون نے ملکر پرورش پائی ہمیشہ اکھٹے رہتے تھے۔ اور اپنے مختلف اوصاف کا جلوہ ظاہر کرتے رہے اسی طور سے ومپا تمام اپنی خوابون مین اپنی گفتگو مین اپنے تئیں کسی جہاز کا کپتان فوج کا جرنیل یا کسی ...

کیا ہوا کم تصور کیا کرتا تھا۔ جیسے
بیبیاں خوبصورت خوش پوشاک
اور لونڈیوں کے درمیان مالکہ
بنی۔ اس طور سے ایک دن
جب انہوں نے یہ شیخ چلی کی
سی باتیں آپ میں بیان کیں
انہوں نے اپنے گلے کو جدا کیا
اور اپنی خواب کے اعلیٰ محلوں
سے اپنی عاجزانہ جھونپڑیوں
کی طرف جا کر خودکش ہوئے
ایک دن اس نوجوان گڈریے
نے کونٹ کے خانساماں سے
کہا کہ اس نے جنگل کے
پہاڑ سے ایک بھیڑیے کو آتے
دیکھا اور اس کے گلے کے
ارد گرد پھرنے لگا۔ خانساماں
نے اسے بندوق دی۔ یہ دنیا
کو بہت پیاری لگتی تھی۔ اس بندوق
کی نالی بہت اچھی تھی۔ پر شاید
[illegible] تھی۔ اس میں
سے گولی ایسی ٹھیک ٹھیک
چلتی تھی۔ جیسے انگریزی رائفل
کی گولی جاتی ہے۔ لیکن ایک
دن کونٹ نے اس بندوق کا
دستہ توڑ دیا۔ اور اسے پھینک
دیا تھا۔ مگر یہ دنیا جیسے ہنر
مند کے آگے کچھ چیز نہیں تھی

اس نے اسکا دستہ اپنے [illegible]
اور خوبصورت بنا لیا۔ اگر وہ
اُسے بازار میں فروخت کرنا
چاہتا تو اُسے خوب قیمت ملتی
لیکن ایسا خیال اس کے
پاس تک نہیں آتا تھا۔ بہت
برسوں سے اس کے دل میں
بندوق کی آرزو تھی۔ چنانچہ
ہر ایک ملک میں جہاں خود
مختاری نے آزادی کی جگہ
چھین لی ہے۔ مرد کی اوّل
آرزو اس جگہ یہی ہوتی ہے
کہ اس کے پاس اوزار ہو
کیونکہ اس سے وہ فوراً
اپنے تئیں حملے سے محفوظ کرتا
اور خود حملہ کرنے کے قابل
ہو جاتا ہے۔ اور اُسے ہاتھ
میں لیکر اوروں کے لئے باعث
خوف اور دہشت ہوتا
ہے اُس وقت سے لیکر
دنیا نے اپنے تئیں اس
بیش قیمت اوزار کی مشاقی میں
مشغول کیا۔ اس نے گولی اور
بارود خریدی اور ہر چیز کو
اپنا ہدف بنانا۔ شروع کر دیا
کسی قدیم زیتون کا ٹھنٹھ جس
کا ہی اگی ہوئی ہوتی لومڑی

جو اپنی خوراک کے لئے باہر جاتی
عقاب جو ہوا مین اڑتا اُس
کے نشانے سے نہ بچتا اور اس
طور سے وہ جلدی اس قدر
نشانے باز ہو گیا۔ کہ تریسیا
ایک دفعہ بندوق کی آواز سنکر
حیران ہو کر اُٹھی کیونکہ جو فائر
کرتا تھا۔ ایسا ٹھیک نشانے پر
جا کر لگتا تھا۔ کہ گویا اُس نے
ہاتھ سے جا کر لگا دیا ہے ایک
دن شام کو ایک بھیڑیا جنگل
سے اُس جگہ کے پاس جہان
وہ عموماً بھیڑا کرتے تھے نکلا۔
لیکن وہ بھیڑیا ابھی دس قدم
آگے نہیں بڑھا تھا۔ کہ زمین پر مردہ
ہو کر گر گیا تھا۔ اس کارگذاری
سے مغرور ہو کر وصپا نے اس
بھیڑیئے کو اپنے کندہون پر اٹھایا
اور فارم مین لے گیا۔ ان
کارروائیون کے سبب سے اسکی
اشہرت بہت پھیل گئی۔ لائق
آدمی جہان جاوے وہین اس
کی تعریف کو نکل آتے ہین۔
حتیٰ کے اُس جگہ کے اردگرد دس
دس لیگ تک وہ مشہور ہو گیا
کہ اُس سا کوئی دلیر بہادر اور
قوی نہیں۔ اور گو تریسیا کو

عام طور سے سپین کی لڑکیون سے
نہایت خوبصورت لڑکی خیال کیا
جاتا تھا۔ تاہم کسی کے دل مین
یہہ جرات پیدا نہیں ہو سکتی تھی
کہ اپنے تعشق کا اس پر اظہار
کرے کیونکہ ہر کوئی جانتا تھا۔
کہ وصپا کے ساتھ اُسے محبت ہے
تسپر بھی انہون نے آپسمین کبھی
محبت کا تذکرہ تک نہیں کیا تھا
وہ اُن درختون کی طرح مل کر
بیٹھے تھے۔ جن کی جڑ ایک ہو شاخین
ایک دوسرے سے آملی ہون۔
اور جہاں کبھی مل کر فضا مین اُڑتی
ہو۔ جب تک وہ آپس مین ملکر
نہین بیٹھتے تھے۔ تب تک انہیں
صبر نہیں آیا کرتا تھا۔ اگر اُن کی
ملاقات مین ایک دن کا وقفہ
پڑ جاتا تو اُن کا حال موت سے
بدتر ہوتا۔ تریسیا سولہ برس
کی تھی۔ اور وصپا کو اٹھارہوان
سال تھا۔ کہ اُنہون نے ایک
راہزنون کے گروہ کی نسبت
بڑی چرچا سُنی جو سپین کے پہاڑون
مین لوٹ مار کرتا تھا۔ روم
کے قرب و جوار سے اُنہیں
بالکل استعمال نہین کیا گیا
تھا۔ کبھی کبھی سردار کی ضرورت

ہوا کرتی ہے۔ لیکن جب سردار آجائے تو گروہ کے بننے میں کچھ دیر نہیں ہوتی۔

مشہور ککومیتو جس

کا الہ زیبن تعقب ہوا تھا۔ اور نیپلز کی سلطنت سے اُسی خارج کیا گیا تھا۔ جہاں اس نے اعلیٰ لاانفصال لڑائی جاری رکھی تھی گاسپاگلی آنو سے گذر آیا تھا۔ اور بسنتو اور جو پرنو کے درمیان آنکلا تھا۔ کیونکہ اس نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اپاسین کی کناروں پر آکر پناہ لے یہی شخص تھا جس نے راہزنوں کا گروہ قایم کرنا چاہا تھا۔ وہ وساعرس اور گاسپرون کے قدم بقدم چلنا تھا۔ بلکہ ان سے کوئی سبقت لے جانا چاہتا تھا۔ اس لئے بہت سے نوجوان پلیستر نافراسکر تی پیچی یارا کے غائب ہوگئے ان کی غیبت سے بہت چرچا پھیلی اور آخر معلوم ہوا کہ وہ ککومیتو کے گروہ کے ساتھ جاکر شامل ہوئے ہیں کچھ عرصہ کے بعد ککومنتو کی باتیں گھر گھر پھیل گئیں اور طرح طرح کی دہشتناک اور پرخوف

باتیں اُس کی نسبت ہونے لگیں۔ ایک دن وہ ایک نوجوان لڑکی کو جو فراسی تن کے سروئیر (پیمائش کرنے والے) کی بیٹی تھی لیگیا۔ راہزن کا قانون نہایت سنجیدہ ہوتا ہے۔ نوجوان لڑکی اُسکی ہوتی ہے۔ جو اُسے لیجاتا ہے پھر باقی کے اس کے لئے قرعہ اندازی کرتے ہیں۔ یہاںتک کہ تکلیفیں سہتے سہتے وہ عدم کو سدہار جاتی ہے۔ جب ایسی لڑکیوں کے والدین دولتمند ہوتے ہیں اور فدیہ ادا کر سکتے ہیں تو اس بات کی نسبت گفتگو کرنے کے لئے قاصد بھیجا جاتا ہے قیدی قاصد کی ضمانت کے لئے یرغمال ہوتا ہے۔ اور اگر فدیہ کے لینے انکار کیا جائے۔ تو قیدی کی جان پر شامت آگئی۔ اس نوجوان لڑکی کا عاشق ککومنتو کے سواروں میں تھا۔ اور اس کا نام کارلسنی تھا۔ جب اُس نے اپنے عاشق کو پہچانا۔ تو اس نوجوان لڑکی نے اپنے بازو اُس کی طرف پھیلائے۔ اور اپنے تئیں امن میں سمجھا۔ لیکن کارلسنی کا دل یہ حالت دیکھ کر ڈوب

گیا۔ کیونکہ اُسے اُس کی جو
قسمت تھی۔ معلوم تھی۔ مگر چونکہ
ککومنتو کا وہ منظور نظر تہا۔ اور
تین سال تک نہایت وفاداری
سے اس کی خدمت بجالایا تہا۔
اور ایک دفعہ اژدہا سے جو اُسے
کاٹنے آیا تہا اُس کی جان بچائی
تہی۔ اس لئے اُسے اُمید تھی
کہ وہ اس پر رحم کرے گا۔
وہ اُسے الگ لے گیا۔ اور
نوجوان لڑکی شاہ بلوط کے
درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تہی
اور اپنی سر کی خوبصورت پوشاک
کارہزنوں کی شہوت پرستی کی
پُر از شعلہ نظروں سے بچنے کیلئے
نقاب بنایا ہوا تہا۔ وہان
لے جا کر اس نے سب باتین
اُس کے آگے بیان کین۔ اپنی
محبت کا جو اُس کے ساتھ اُسے
تہی اظہار کیا۔ اور اپس کی وفاداری
کے جو اُن کے اقرار تھے۔ اُنہیں
سُنایا۔ اور کہا۔ کہ چونکہ ہم اِس
جگہ کے جہان وہ رہتے تھے بہت
نزدیک تھے۔ اس لئے اکثر
گھنٹوں رات مین میری اُس
کی ملاقات ہوتی رہی ہے۔
اُس رات ایسا اتفاق ہوا

تہا۔ کہ ککومنتو نے کارلسنی کو
ایک پاس کے گاؤن مین بھیجا
تہا۔ چنانچہ وہ ملاقات کی جگہ
نہیں جاسکا تہا۔ مگر ککومنتو وہان
اتفاقاً جا نکلا تہا۔ اور اس لڑکی
کو لے آیا تہا۔ کارلسنی نے
اپنے سردار سے التماس کی کہ
زنتا کی صورت مین استثنا مد نظر
رکھا جاوے کیونکہ اس کا باپ
دولتمند ہے اور بہت فدیہ
دے سکتا ہے۔ ککومنتو نے
اپنے دوست کی صلاح کو منظور
کر لینا چاہا اور اُسے حکم دیا۔
کہ کسی گڈریئے کو ملکر کہے کہ زنتا
آپنے باپ کے پاس فوراً اسی تن
اُسے بھیجے۔ کارلسنی خوشی سے زنتا
کی طرف گیا۔ اور اُسے کہنے لگا۔
کہ وہ رہا ہو گئی۔ اور اُسے اُس
نے کہا کہ جو بات واقع ہوئی
ہے۔ اپنے باپ کی طرف لکہے
اور اس خط مین بیان کرے۔
کہ اُس کا فدیہ تین سو پیاسٹر سکہ
مقرر ہوا ہے۔ بارہ گھنٹوں کی
مہلت اس کام کے لئے دیگئی
یعنی کل صبح کے ۹ بجے تلک جونہی
کہ خط لکہا گیا۔ کارلسنی نے اُسے لیا
اور جلدی وہ جنگل مین

کسی گڈریئے کو دیکھنے کے لئے
گیا۔ اور ایک نوجوان گڈریا
کو اپنے گلے کی نگہبانی کرتے
دیکھا۔ راہزنون کے قدرتی قاصد
گڈریئے ہوا کرتے ہیں۔ جو شہر
اور پہاڑ کے درمیان ہوا کرتے
ہیں۔ اس لڑکے نے وہ کام
اپنے ذمہ لیا۔ اور اقرار کیا۔ کہ
فراسی تن مین وہ ایک گھنٹے سے
کم عرصہ مین ہو آئیگا۔ کارلینی
واپس چلا آیا۔ اُسے فکر لگی ہوئی
تھی۔ کہ اپنی معشوقہ کو دیکھے
اور وہ مژدہ جان بخش اُسے
سنائے۔ اُس نے سوارون کو
مرغزار مین بیٹھا پایا۔ جو کچھ کسانون
سے لوٹ کھسوٹ کردہ لائے
تھے۔ کھا رہے تھے۔ مگر ککومنتو
اور وہ لڑکی رتنا وہان نہ تھی
تھے۔ اُس نے پوچھا کہ وہ کہان
ہیں۔ اور وہ ہنس پڑے اور
اُس کے بدن سے پسینہ اترنا
ہو گیا تھا۔ اور اس کے بال
بدن پر کھڑے ہو گئے۔ اُس
نے پھر سوال کیا۔ ایک راہزن
اٹھا۔ اور شراب کا گلاس بھر
کر اُسے دیا۔ اور کہا کہ ککومنتو
اور رتنا کا جام صحت نوش کرو۔

اس وقت کارلینی نے ایک عورت
کی چیخ سُنی اور وہ تاڑ گیا۔ جام لیا
اور جس نے اُسے دیا تھا۔ اس کے
مُونہہ پر دے مارا۔ اور اُس جگہ
کی طرف گیا۔ جہان سے وہ آواز
آ رہی تھی۔ سو گز بڑھا کر اُس نے
رتنا کو ککومنتو کے بازو مین بیہوش
پایا۔ کارلینی کو دیکھ کر ککومنتو اٹھا
اُس کے دونون ہاتھون مین
پستول پکڑا ہوا تھا۔ دونون راہزنون
نے ایک دوسرے کی طرف نظر
کی ایک کے چہرے پر بدمستی کی علامات
نمودار تھیں اور وہ ہنس رہا تھا۔
اور دوسرے کا چہرہ زرد ہو رہا
تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان دونون
کے درمیان کوئی خوفناک واقعہ
ہونے والا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ
کارلینی کا دل ٹھنڈا ہوا۔ جہان
سے اُس نے پستول پکڑا تھا۔
وہین رکھ دیا۔ رتنا اُن کے درمیان
تھی۔ چاند کی چاندنی اُس گروہ
پر پڑ رہی تھی۔

ککومنتو۔ کیا تم نے اپنا کام سر
انجام کیا ہے۔

کارلینی۔ ہان کپتان۔ کل نو
بجے رتنا کا باپ یہان فدیہ لے
کر آئے گا۔

کو معلوم ہو گیا۔ اس کے بعد کارنسی نے اپنی بانسری میں پھونک ماری اور اپنی پستول کو بستے پر ہاتھ رکھ لیا کون ہے۔ جو اس عورت کی ملکیت کے بارے میں میرے اوپر دعویٰ کرتا ہے۔ سردار نے جواب دیا نہیں کوئی نہیں کرتا۔ وہ تیری ہے۔ کارنسی نے اُسے اپنی گود میں اُٹھا لیا۔ اور روشنی کے اُس حلقے سے جو بسبب آگ کے بنا ہوا تھا۔ باہر نکل گیا۔ گکومتو نے رات کے پہرے کے لئے سنتری کھڑے کر دیئے اور راہزن اپنے اپنے فرغلوں میں لپٹ کر کے آگ کے آگے پڑے رہے۔ آدھی رات کو سنتری نے بندوق سر کی۔ اور ایک دم میں سب اُٹھ بیٹھے۔ وہ رتا کا باپ تھا۔ جو اُس لڑکی کا فدیہ خود لایا تھا آتے ہی پہلے گکومتو سے اُس نے کہا۔ یہ لو تین سو پیاسٹر۔ لیکن اُس سردار نے بلا روپے کو لئے اُسے اشارہ کیا۔ کہ اُس کے پیچھے آئے بوڑھا آدمی اُس کے پیچھے ہو لیا۔ وہ دونوں درختوں کے نیچے جنکی شاخوں میں سے ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی۔ چلتے گئے۔ آخر گکومتو ایک جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور دو شخصوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ کارنسی سے اپنی بیٹی کا مطالبہ کرو۔ وہ تمہیں بتائیگا۔ اُسکا کیا حال ہوا۔ اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف چلا آیا۔ بوڑھا آدمی بے حس و حرکت رہ گیا۔ اُسے معلوم ہوا۔ کہ کوئی بڑا غیر معمولی واقعہ ہوا ہے۔ آخر وہ اُس طرف کو بڑھا جسے وہ سمجھ نہیں سکتا تھا۔ جب وہ نزدیک گیا۔ کارنسی نے اپنا سر اُٹھایا اور دو شخصوں کی صورتیں اُس پیر مرد کو دکھائی دیں۔ پیر مرد نے اپنی لڑکی کو پہچان لیا۔ اور کارنسی نے پیر مرد کو پہچانا۔ راہزن نے رتا کے باپ سے کہا۔ مجھے تمہارا انتظار تھا پیر مرد نے کہا۔ کمبخت تو نے میری بیٹی سے کیا کیا۔ اور اُس نے کانپتے ہوئے رتا کی طرف دیکھا۔ جس کے چہرے پر موت کی سی زردی چھائی ہوئی تھی۔ اور خون اِس کے جسم سے ٹپک رہا تھا۔ کیونکہ چھرا اُس کے بائیں پہلو میں کھبا ہوا تھا۔ چاندنی کی کرنیں درختوں میں سے نیچے پڑ رہی تھیں۔ جب سے نعش کی صورت نظر آئی۔

راہزن۔ گکومتو نے تمہاری بیٹی کا دامن عصمت چاک کر دیا۔ میں اُسے پیار کرتا تھا۔ اس لئے میں نے اُسے قتل کر دیا۔ نہیں تو

تمام راہزن اُس سے مباشرت کرتے۔

پیر مرد کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا اور اُسکا چہرہ زرد پڑ گیا۔ کارلسی [illegible] کہا۔ اگر میں نے بُرا کیا ہے۔ تو اس کا [illegible] لے لو۔ اور رتنا کے پہلو سے چھرا [illegible] اُس نے ہاتھ میں پکڑ کر پیر مرد کے آگے رکھدیا۔ اور پیر مرد کے آگے رکھدیا۔ اور [illegible] سے اُس نے اپنا جامہ چاک کیا۔

پیر مرد۔ غمگین آواز سے تم نے اچھا کیا۔ میرے بیٹے مجھے بغلگیر ہو۔ کارلسی ہچکیاں بھرتا ہوا اُس پیر مرد کے بغلگیر ہوا۔ یہ پہلے آنسو تھے۔ جو اُس راہزن کی آنکھوں سے جاری ہوئے تھے۔

پیر مرد۔ اب مجھے میری بیٹی کے دفن کرنے میں امداد دو۔ کارلسی دو کدالیں لے آیا۔ اور باپ اور عاشق ایک شاہ بلوط کے درخت کے نیچے قبر کھودنے لگے۔ جس میں اُن کا نوجوان لڑکی کی نعش کو دفن کرنے کا ارادہ تھا۔ جب قبر کھد گئی۔ تو اول اُس لڑکی سے اُس کا باپ بغلگیر ہوا۔ اور پھر اُس کے عاشق اُسے بغلگیر کیا۔ پھر اُن دونوں نے قبر کے دونوں جانب گھٹنے ٹیکے۔ اور دعا مانگی۔ جب وہ دعا مانگ چکے

تو انہوں نے اُس قبر کو مٹی ڈال کر بھر دیا۔ پھر اپنا ہاتھ پھیلا کر اُس پیر مرد نے کہا۔ بیٹا میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اب مجھے تنہا چھوڑ دو۔

کارلسی۔ آپ کیوں تنہا رہتے ہیں۔

پیر مرد۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں مجھے چھوڑ دو۔ کارلسی نے اُس کی بات مانی راہزنوں میں جا ملا۔ اور فرغل میں لپٹ کر بیہوش سو رہا۔ پہلی رات ہی انہوں نے اس بات کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اُس جگہ سے اپنا ڈیرہ ڈنڈا اُٹھائیں کہیں اور چلے جائیں۔ رات میں ایک گھنٹہ باقی ہوگا۔ کہ کگو منو نے اپنے آدمیوں کو جگایا۔ اور اُنہیں کوچ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن کارلسی بلا اسباب کو جانے کہ رتنا کے باپ کا کیا حال ہُوا۔ اُس جنگل کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اِس لئے وہ اُس جگہ کی طرف گیا۔ جہاں وہ اُسے چھوڑ آیا تھا۔ اُس پیر مرد کو اُس شاہ بلوط کی شاخوں میں سے ایک سے جو اُس کی بیٹی کی قبر پر سایہ افگن تھا۔ لٹکے ہوئے پایا۔ اِس لئے اُس نے پیر مرد کی نعش اور اپنی معشوقہ

ککومنتو۔ خوب۔ اِس اثنائے میں آج ہم موج کرلیں گے۔ یہ نوجوان لڑکی دلفریب ہے۔ اور تمہارے مذاق کی خوب ہے۔ چونکہ میں اپنے آپ کو ہی مدنظر رکھنے والا نہیں ہوں۔ ہم اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ چلتے ہیں۔ اور اُس کے لئے قرعہ اندازی کرینگے۔

کارلنی۔ تو پھر اپنے عام قانون کا اِس پر بھی فتوٰی لگایا ہے۔

ککومنتو۔ اِس کے لئے استثنائے کیوں کیا جائے۔

کارلنی۔ میں نے خیال کیا تھا۔ کہ میری التماس۔

ککومنتو۔ اوروں کی نسبت تمہارا کون سا حق زیادہ ہے۔ کہ تم استثنائی صورت مدنظر رکھنا چاہتے ہو۔ اور پھر اُس نے کہا۔ سچ ہے۔ جلدی یا دیر سے تمہاری باری بھی آجائیگی۔ اور اُس نے راہزنوں کی طرف جاتے ہوئے اُسے کہا۔ کیا تم آتے ہو؟

کارلنی۔ میں آتا ہوں۔

ککومنتو گیا۔ مگر کارلنی کی طرف دیکھتا گیا۔ کیونکہ اُسے شک تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ خنجری میں کارلنی اُسے گولی مار دے۔ لیکن کارلنی نے کوئی دشمنانہ خیال ظاہر نہ کیا۔ اُس نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے۔ اور رتا کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ ابھی تک بیہوش تھی۔ ککومنتو نے کچھ دیر تو خیال کیا کہ وہ نوجوان اُس لڑکی کو بغل میں لے کر بھاگ جائیگا۔ لیکن اب اِس کی کچھ پرواہ نہیں تھی۔ کیونکہ رتا اُس کی تھی۔ اور تین صد پیاسٹر اُس گروہ کے لئے اُس قدر قلیل رقم تھی۔ کہ اُسے اُس کی کچھ پروا نہیں تھی۔ وہ اُس مرغزار کی طرف چلتا گیا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا۔ کہ کارلنی آگیا۔ تو اُسے بہت تعجب ہوا۔ جب راہزنوں نے سردار کو آتے دیکھا تو کہا۔ قرعہ ڈالیں۔ قرعہ ڈالیں۔ اُن کا مطالبہ درست تھا۔ اور سردار نے اسبات کو منظور کرنا چاہا۔ جب اُنہوں نے اسبات کے لئے درخواست کی۔ تو اُن کی آنکھوں سے تندی کے مارے شعلے نکل رہے تھے۔ اور آگ کی روشنی میں وہ ایسے نظر آتے تھے۔ کہ جیسے بھوت ہوتے ہیں۔ سب کے نام کارلنی سمیت ایک ٹوپی میں کاغذ پر لکھکر رکھے گئے۔ اور اُس گروہ میں اُن سب سے چھوٹا جو راہزن تھا۔ اُس نے ایک ٹکٹ پکڑ کر نکالا ٹکٹ پر ڈایبولیشیو کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ وہ شخص تھا۔ جس نے سردار کا دعا معہ حجت اُس کے آگے پیش کیا تھا۔

اور کاردنسی نے اُس جام کو اُس کے سر کے ساتھ توڑ کر جواب دیا تھا۔ سر کی کھوپڑی سے لیکر مُنھ تک زخم آگیا تھا۔ اور اُس سے خون نکل رہا تھا۔ مگر جب اُس نے قرعہ اپنے نام پڑتے دیکھا۔ تو وہ خوب قہقہہ مارکر ہنسا۔ اور کہنے لگا۔ کپتان جب میں نے آپکا جام صحت کاردنسی کے آگے پیش کیا تھا۔ تو اُس نے اُسے نہیں پیا تھا۔ اب میرا جام صحت اُس کے آگے پیش کرو۔ تاکہ دیکھیں۔ کہ وہ بہ نسبت تمہارے مجھ پر زیادہ مہربان ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ ہر ایک کاردنسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور امید رکھتا تھا۔ کہ وہ کہا نہیں مانے گا۔ لیکن جب اُنہوں نے دیکھا۔ کہ اُس نے پیالہ ایک ہاتھ میں اور شیشہ دوسرے ہاتھ میں لیا۔ اور انڈیل کر سارے کا سارا یہ کہتا ہوا چڑھا گیا۔ کہ ڈایہ ولیشیو تمہارا جام صحت میں پیتا ہوں۔ جس سے سب متعجب ہوئے اُن سب نے آگ کے گرد حلقہ باندھ لیا۔ اور ڈایہ ولیشیو غائب ہوگیا۔ کاردنسی نے کھانا مانگا۔ اور ایسے طور سے کھانے لگا۔ کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہیں ہے۔ راہزنوں نے اُس کی اُس ردکش کو بڑے تعجب سے دیکھا۔ یہاں تک کہ خدمتوں کی آہٹ سنائی دی۔ اُنہوں نے مُنہ پھیر کر دیکھا۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ ڈایہ ولیشیو اُس حسین لڑکی کو اپنی گود میں اُٹھائے لا رہا ہے۔ اُس کا سر نیچے لٹک رہا ہے۔ اور اُس کے لمبے بال زمین سے گھسٹتے چلے آ رہے ہیں۔ جب وہ اُس لڑکی کو حلقہ میں لایا۔ تو سب نے دونوں کے چہرے کی زردی کو ملاحظہ کیا۔ یہ صورت ایسی عجیب ظہور پذیر آئی۔ کہ بجز کاردنسی کے جو کھانا پینا رہا۔ سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ڈایہ ولیشیو نہایت عالم خاموشی میں آگے آیا۔ اور رتا کو کپتان کے پاؤں کے آگے رکھ دیا۔ پھر تو اُس نوجوان لڑکی اور راہزن کے چہرے کی زرد روئی کا باعث ہر ایک نے معلوم کیا تھا۔ رتا کی بائیں پسلی میں ایک چھرا دستے تک گھسا ہوا تھا۔ ہر ایک نے کاردنسی کی طرف دیکھا۔ اُس کی میان میں چھرا نہ تھا۔ نہیں سردار نے کہا۔ آہ۔ آہ۔ اب میں سمجھا۔ کاردنسی کیوں پیچھے ٹھیرا رہا۔ تمام وحشیانہ فطرتیں بھی پیلاک کا ردکش پر افسوس کرتی ہیں۔ شاید اور کوئی راہزن ہوتا۔ تو ایسا نہ کرتا۔ لیکن جو کچھ کاردنسی نے کیا تھا۔ وہ سب

خرید ے گی۔ تو اُس کی آنکھیں مارے خوشی کے تابان ہوتی تھیں گکومنتو اُسکا شیطان تھا۔ بجائے سانپ کی صورت کے راہزن کی صورت مین وہ تہا۔ تربیا کی اس نظر سے اُسے معلوم ہوتا تہا۔ کہ وہ حور کی سی لڑکی ہے اور وہ غور و خوض کرتا جنگل کی طرف اپنے محافظون کو سلام کرنے کا بہانہ کر کے چلا گیا۔ کئی دن گذر گئے۔ مگر انہون نے گکومنتو کی بابت شنا اور نہ اُسے دیکھا۔ کاربیتوال کا میلہ نزدیک تہا کونٹی ڈی سان خیلس نے ایک عالیشان ضیافت دینے کا ارادہ کیا تہا۔ اور اُس مین جس قدر روم مین نامدار امرا تھے۔ مدعو کئے گئے تھے۔ تربیا کو اس ضیافت کے دیکھنے کی بہت آرزو تھی۔ لوگی نے اپنے محافظ خان سامان سے درخواست کی کہ تربیا کو بہی اس جگہ گھر کے نوکر دینا کے درمیان موجود رہنے کی اجازت لے یہ درخواست منظور کی گئی تھی یہہ ضیافت کونٹ نے اپنی بیٹی کارمیلا کی خاطر دی تہی جس سے اُسے نہایت محبت تھی۔ کارمیلا کی شکل وصورت ہو بہو تربیا کی سی تھی اور تربیا ایسی خوبصورت تہی جیسی کارمیلا تہی۔ جس دن ضیافت تھی۔ اُسدن

تربیا نے نہایت درخشان پوشاک اور درخشان بالون مین زیورات پہنے ہوئے تھے۔ اور نہایت چمکتے دمکتے موتی اس کی گردن مین لگے تھے۔ فراسکٹی کی عورتون کا سا لباس اُس نے زیب بدن کیا ہوا تہا۔ لوگی نے رومی دہقانون کی سی نہایت عمدہ پوشاک پہنی ہوئی تھی جو تہوارون کے وقت پہنا کرتے ہیں۔ اور وہ دونون چونکہ انہیں اجازت حاصل ہو چکی تھی نوکرون اور دہقانون کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

یہہ ضیافت بڑی عالیشان تھی وہ جگہ بہی جہان ضیافت تھی نہایت تابان اور درخشان تھی۔ بلکہ ہزارون رنگ رنگ کی لالٹینیں باغون کے درختون کے ساتھ لٹک رہی تھیں ہر روش کے موڑ پر ایک میز لگی ہوئی تھی۔ اور اُس پر نہایت لذیز کہانے چنے ہوئے تھے۔ مہمان اکٹھے ہو کر ایک جگہ ٹھیر جاتے تھے اور جھنڈ باندہ کر جہان چاہتے تھے ناچتے تھے کارمیلا نے سونفعہ کی عورتون کی سی پوشاک پہنی ہوئی تھی اسکی ٹوپی پر موتی لگے ہوئے تھے اُسکے بالون مین جو پنین تھی سونے اور ہیرے کی تھیں اُسکا کمربند زردی ریشم کا تہا۔ اُسکے اوپر عجیب بیل بوٹے نکلے ہوئے تھے اُسکا گون

اور کرتی بھی نہایت بیش قیمت کپڑے کی تھی۔ اُسکا دومال ہندوستانی ململ کا تھا۔ اور اُس کے بٹن موتیوں کے بنے تھے۔ اُس کے ساتھ دو عورتیں اور تھیں۔ جن میں سے ایک نے نارمنڈی کی عورتوں کی طرح لباس پہنا ہوا تھا۔ اور دوسری نے لاشیا کی طرح لباس زیب بدن کیا تھا روم کے نہایت دولتمند اور امیر خاندان کے چار نوجوان اطالیہ کی آزادی کے ساتھ چلتے تھے۔ جس کی نظیر دنیا کے کسی ملک میں پائی نہیں جاتی۔ اُنہوں نے البنو۔ ولنو۔ سوفا۔ کستلانا۔ اور سوار کے کسانوں کا سا لباس پہنا ہوا تھا۔ ہمیں اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اُن کے لباس بھی عورتوں کی پوشاک کی طرح نہایت زرق برق تھے۔ کارمیلا چاہتی تھی۔ کہ ہر ایک نوجوان کے ساتھ ایک ایک عورت ہو۔ تاکہ کوئی نوجوان خالی نہ رہے۔ مگر ایک لڑکی کم تھی۔ کارمیلا نے اپنے چاروں طرف نظر کی مگر اُس کے مہمانوں میں سے کسی کی ایسی پوشاک نہ تھی۔ جیسے اُس کے ہمراہیوں کی تھی۔ کونٹس فرانس نے دہقانوں کے گروہ میں تریسا کی طرف اشارہ کیا۔ جو لوگی کے بازو میں ہاتھ دیکر چل رہی تھی۔

کارمیلا۔ بابا کیا مجھے آپ اجازت دینگے کہ میں۔ یقیناً کیا کارنیوال تو میلہ نہیں۔

کارمیلا۔ اُس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئی۔ جو اُس سے باتیں کر رہا تھا۔ اور چند باتیں اُس سے کر کے اُس نے تریسا کی طرف اشارہ کیا۔ اُس نوجوان آدمی نے اُس نازنین کے ہاتھ کا اشارہ پا کر سلام کیا۔ اور پھر تریسا کی طرف گیا اور اُسے اُس گروہ میں ناچنے کے لئے جس میں کونٹ کی بیٹی تھی۔ کہا۔ تریسا کو اُس سے اپنے چہرے پر شعلے اُٹھتے محسوس ہوا۔ اُس نے لوگی کی طرف دیکھا۔ وہ رضامندی ظاہر کرنے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ لوگی نے آہستہ تریسا کا بازو چھوڑا۔ جسے اُس نے اپنے بازو کے نیچے لیا ہوا تھا۔ اور تریسا نے اُس نوجوان کے ساتھ جا کر اُس عالیشان چبوترے پر میں جگہ لی۔ واقعی سب کی نظر میں تریسا کا لباس کارمیلا اور اُنکے ساتھیوں کے لباس سے بہت تفاوت رکھتا تھا۔ تریسا سبک اور چلبلی تھی۔ کشیدہ کی ہوئی پوشاکیں اور ململیں اور کمربند سب اُسنے منتخب کیے ہوئے تھے۔ اور زمردوں اور ہیروں کے عکس نے اُس کے سر کو چکر میں ڈال دیا تھا۔

کی قبر کے انتقام لینے کے لئے سخت قسم کھائی۔ لیکن وہ اس قسم کو پورا نہ کر سکا۔ کیونکہ دو دن کے بعد تالبی رومی سپاہیوں سے دوچار ہوا۔ سپاہیوں نے اُسے قتل کر دیا۔ مگر اس بات سے مین کچھ تعجب ہوا۔ کہ چونکہ اس نے اپنا چہرہ دشمن کیطرف کیا ہوا تھا۔ اُس کے کندھون کے درمیان گولی کیطرح لگی ہو گی مگر جب ایک راہزن نے بیان کیا۔ کہ جب کارلینی قتل ہوا تو کگومنو اُس سے دس قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔ تو اُس کا تعجب زائل ہوا۔

تورسی تن کے جنگل سے روانہ ہونے کے پیشتر وہ تاریکی مین کارلینی کے پیچھے پیچھے گیا تھا۔ اُس کے انتقام کی قسم کو اس نے سُنا تھا۔ اور بسبب دانائی کے یا اُس نے پیش بینی ہو اُسکا نتیجہ سمجھ لیا تھا۔ اس راہزن سردار کی اُس نے دس بیس ایسی داستانین اور بیان کین اس لئے فانڈی پیروز مین کگومنو کے نام سے ہر کوئی کانپتا تھا۔ لوگی اور ترلیسیا کے درمیان اکثر ان باتون کا تذکرہ رہا کرتا تھا وہ نوجوان لڑکی ان داستانوں کو سنکر بہت کانپتی تھی۔ لیکن ومپا اپنی بندوق پہ ہاتھ پھیر کر اُسے یقین دلایا کرتا تھا۔ جو ایسی عمدگی سے نشانہ لگاتی تھی۔ اور اگر اس سے اس مین ہمت پیدا نہ ہوتی۔ تو وہ اُسے پھر کر کوے کی طرف جو کسی درخت پر بیٹھا ہو۔ نشانہ باندھتا جو جھٹ درخت سے نیچے آگرتا وقت گذرتا گیا۔ اور آخر ان دونون کی شادی اسوقت قرار پائی کہ جب ومپا بیس برس کا ہوا۔ اور ترلیسیا اُنیس برس کی ہو۔ وہ دونون یتیم تھے۔ صرف اپنے آقا کی اجازت اُنہیں چاہیئے تھی۔ اور یہ اجازت پہلے ہی اُنہیں حاصل ہو گئی تھی۔ ایک دن جبکہ وہ اپنی آئندہ کی تجاویز پر غور و خوض کر رہے تھے اُنہون نے بندوق کی دو تین آوازین سُنین اور پھر ناگہان ایک نوجوان آدمی جنگل سے اُن دونون کے گلے کی طرف جہان وہ چیر رہا تھا دوڑا آیا جب وہ اتنی دُور تک پہنچا۔ کہ جہان سے اُس کی آواز سنی جا سکتی تھی۔ تو اُس نے زور سے کہا۔ میرا تعاقب کیا گیا ہے۔ کیا تم مجھے چھپا سکتے ہو وہ بخوبی جانتے تھے۔ کہ وہ بھاگنے والا راہزن ہو گا۔ لیکن رومی راہزن اور رومی دہقان مین ہمدردی کا مادہ بہت ہے۔ اس لئے دہقان اکثر راہزن کو امداد دینے کے لئے

مستعد ہو جاتا ہے۔ وصپا بلا ایک
لفظ کہنے کے اُس پتھر کی طرف دوڑا
گیا۔ جو اُن کے گپھا کے دروازے
کے آگے رکھا ہوا تھا۔ اُسے
دیکھ کر علیحدہ کیا۔ اور اُس شخص
کو اشارہ کیا۔ کہ وہاں جاکر پناہ
لیوے۔ کیونکہ وہ ایسی جگہ تھی کہ
کسی کو معلوم نہیں تھی۔ پھر اُس
جگہ کے آگے اُس نے پتھر رکھ دیا
اور پھر جاکر تزلیبا کے پاس بیٹھ گیا
اس اثنائے مین چند سوار جنگل کے
کنارے پر نمودار ہوئے۔ اُن مین
سے تین تو اُس بھاگے ہوئے شخص
کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور
چوتھا ایک راہزن قیدی کو پکڑے
ہوئے تھا۔ تینوں سواروں نے
چاروں طرف دیکھا۔ وہ نوجوان
گڈریا اور تزلیبا اُنہیں دکھائی دیئے
اور جھٹ گھوڑوں کو ایڑی لگا کر
انہوں نے اُنہیں پوچھا۔ اُنہوں نے
کوئی شخص دیکھا نہیں تھا۔

ایک سوار۔ یہ بڑی تکلیف وہ بات
ہے۔ کیونکہ وہ آدمی جس کی ہمیں تلاش
ہے سردار ہے۔ لوگی اور تزلیبا
(ایک زبان ہو کر) گاگو متو ہے؟

سوار۔ ہاں اور چونکہ اس ایک
راہزن کا ایک ہزار روپی کرون
(سکہ) انعام ہے۔ اگر تم اُسے گرفتار
کرانے مین ہمین امداد دوگے۔ تو
نصف انعام تمہیں ملیگا۔ وصپا اور
تزلیبا نے آپس مین نظرین ملائین۔
سوار کو ایک لحظہ کی امید تھی۔ پانسو
روپی کرون کے تین ہزار فرنک ہوتے
ہین۔ یہ رقم اُن غریب تیموں کیلئے جن
کی شادی ہونے والی ہو کافی تھی۔

وصپا۔ ہاں یہ بہت تکلیف وہ بات
ہے لیکن ہمنے اُسے دیکھا نہیں پھر اُن
سواروں نے مختلف سمتوں مین اُسی
ڈھونڈا مگر اُس کا کہین پتہ نہ ملا اور آخر
مایوس ہو کر وہ غائب ہو گئے۔

وصپا۔ نے پھر وہ پتھر اٹھایا اور گاگو متو
باہر آیا۔ اُس نے پتھر کی سوراخوں
مین سے ان دونوں کو سوار سے
باتین کرتے دیکھا تھا۔ اور اُن
کی گفتگو سے اُسے معلوم ہو گیا تھا
کہ اُنہوں نے اُس کی نسبت کوئی پتہ
نہیں دیا۔ پھر اُس نے لوگی اور تزلیبا
کے چہرہ سے معلوم کر لیا تھا۔ کہ اُنکا
ارادہ اُسے پکڑوانے کا نہیں تھا۔
اس لئے اُس نے اپنی جیب سے ایک
کیسہ اشرفیوں سے بھرا ہوا۔ اُس کے
آگے پیش کیا۔ مگر تزلیبا جب خیال
کرتی تھی۔ کہ اس روپیہ سے وہ
عمدہ عمدہ گون اور بیش قیمت اسباب

اُس پر لوگی کو اپنے دل میں ایسا جوش اُٹھتا ہُوا معلوم ہوا۔ جو پیشتر ازیں اُسے کبھی معلوم نہیں ہوا تھا۔ گویا وہ ایک ایسا درد تھا۔ کہ جو اس کے دل پر محسوس ہوتا تھا۔ اور پھر اُس کے سارے جسم میں اُس نے اثر کر دیا تھا۔ اُس کی رگ رگ میں اُس نے جولانی کر دی تھی۔ اور اُس کے تمام جسم کو معمور کر دیا تھا۔ وہ ثریا اور اُس کے ساتھ والے نوجوان کی حرکت کو دیکھتا رہا۔ جب اُن کے ہاتھ آپس میں ملتے تھے۔ تو اُسے ایسا محسوس ہوتا تھا۔ کہ اُسے غش آجائے گا۔ اُس کی ہر رگ بڑے زور سے حرکت کرتی تھی۔ اور اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا اُس کے کانوں میں گھنٹی بج رہی ہے۔ جب وہ گفتگو کرتے تھے۔ تو گو ثریا اُس نوجوان کی گفتگو کو ڈرتے ڈرتے اور نظر کو نیچے رکھکر سُنتی تھی۔ کیونکہ لوگی کو اُس نوجوان کی نظر سے سب کچھ معلوم ہوتا تھا تاہم ساری دُنیا اُس کی آنکھوں میں اندھیر ہو رہی تھی۔ اور دوزخ کی تمام آوازیں قتل اور خون کے خیالات اُس کے کانوں میں پھونک رہی تھیں۔ پھر ڈر کہ کہ ایسا نہ ہو کہ اُس کا جوش اُس پر غالب آجائے اُس نے اُس درخت کی شاخ کو جس سے اُس نے سہارا لگایا ہوا تھا۔ ایک ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے جوش میں آکر اُس خنجر کو جو اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے نکال لیا۔ لوگی کی طبیعت میں حسد تھا۔ وہ خیال کرتا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ ثریا بہ سبب اِس کے کہ حریص اور ناز و نخرہ پسند کرنیوالی ہے۔ اُس کے ہاتھ سے نِکل جائے۔ نوجوان دہقان لڑکی جو پہلے بزدل تھی۔ اور ہر ایک بات سے ڈرتی تھی۔ جلدی ہوش میں آئی۔ ہم نے کہا ہے۔ کہ ثریا خوبصورت ہے۔ مگر یہی سبب کچھ نہ تھا۔ ثریا میں وہ سب ادائیں اور خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ جو شہر کی خوبصورتیوں سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اُس جم گھٹے میں اُس کی نہایت ہی عزت ہوئی اور گو اُسے کارمیلا سے حسد ہوا۔ مگر کارمیلا کو اُس کی کچھ بھی خبر نہیں تھی۔ چنانچہ اُس کی بڑی تعریف کرتے ہوئے وہ نوجوان جہاں سے اُسے لایا تھا۔ وہیں اُسے واپس لے گیا۔ لوگی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ناچ کے وقت دو تین دفعہ اُس لڑکی نے لوگی کی طرف نظر

اُٹھا کر دیکھا تھا۔ اور ہر وقت اُسے معلوم ہوا۔ کہ اُسکا چہرہ زرد ہے۔ اور اُس کے چہرے پر خوشی معلوم نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ اُس نے اپنی چھرے کو میان سے آدھا باہر نکال لیا تھا۔ جسے دیکھکر اُسکے دل میں بہت ڈر پیدا ہوا تھا۔ اس لئے جب وہ واپس آئی۔ تو اُس نے کانپتے کانپتے اپنے عاشق کے بازو کو ہاتھ میں لیا۔ یہ ناچ بہت عمدہ ہوا تھا۔ اور یہ بات عیاں تھی۔ کہ دوسری دفعہ ناچ پھر ہونے والا تھا۔ کاملیا نے صرف اس پر اعتراض کیا تھا۔ لیکن کامتی نے اپنی بیٹی سے التماس کیا اور وہ راضی ہو گئی۔ اُن نوجوانوں نے ایک پھر تریا کو لانے کے لئے دوڑا۔ کیونکہ اُس کے بنا ممکن نہیں تھا۔ کہ ناچ ہو۔ لیکن وہ نوجوان لڑکی وہاں نہیں تھی۔ اصلی بات یہ تھی۔ کہ لوگی کو اپنی معشوقہ اور دلیا کے ساتھ ناچتی دیکھنے کی تاب نہیں تھی۔ اور چھپا کر اور کچھ دھمکی دیکر وہ اُسے باغ کے دوسرے حصہ میں لے گیا تھا۔ تریا کا دل گو نہیں مانتا تھا۔ تاہم وہ اُس کے ساتھ گئی۔ مگر اُس کے چہرے سے اُسے ایسے جوش کے آثار نمودار معلوم ہوتے تھے۔ اور اُس کی خاموشی اور کانپتی ہوئی آواز سے اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُس کے دل میں عجیب خیالات گذر رہے ہیں۔ وہ خود اپنے آپ میں تغیر پاتی تھی۔ اور گو کہ اُس نے کوئی بُری بات نہیں کی تھی۔ تاہم اس بات کو بخوبی سمجھتی تھی۔ کہ لوگی کو اُسے ملامت کرنے کا حق پہونچتا ہے۔ مگر لوگی کی خاموشی اختیار کرنے پر تریا کو بہت تعجب ہوا۔ اور شام کے بعد تک اُس کی لبوں سے ایک کلمہ نہ نکلا۔ جبکہ رات کی سردی کے سبب تمام مہمان اپنے اپنے مکان پر چلے گئے۔ اور قلعہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا۔ تو وہ تریسا کو ایک الگ جگہ لے گیا۔ اور اُسے اس کے گھر چھوڑ کر کہنے لگا۔

لوگی۔ تریسا جب تم اُس نوجوان کے ساتھ ناچ رہی تھیں تو اس وقت تمہارے دل میں کیا خیال پیدا ہوئے تھے۔

تریسا۔ (سنجیدگی سے) میں یہ خیال کر رہی تھی۔ کہ جیسے کامتی کی بیٹی نے لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے واسطے اگر کوئی میری جان مانگے تو دیدوں۔

لوگی۔ اُس نوجوان نے جو تمہارے ساتھ ناچ رہا تھا تمہیں کیا کہا۔

ترلیسا۔ اُسنے یہ کہا تھا۔ کہ مجھ پر منحصر ہے میرے صرف ایک حکم کے کہنے پر سب کچھ میسر ہو سکتا تھا۔

لوگی۔ وہ درست کہتا تھا کیا تم ایسا لباس نہایت اشتیاق سے پسند کرتی ہو۔

ترلیسا۔ ہاں۔

لوگی۔ تو پھر تمہیں ایسا لباس ملے گا۔ نوجوان لڑکی نے بہت متعجب ہو کر۔ سر اٹھایا اور اُس کی طرف دیکھا۔ لیکن لوگی کا چہرہ اسقدر خوفناک بنا ہوا تھا۔ کہ اس کی آواز اُس کی لبوں پر بند ہو گئی جب لوگی یہ باتیں کر چکا۔ تو وہ اُس سے چلا گیا۔ جہاں تک ترلیسا سے ہو سکتا ہے وہ تاریکی میں اس کے پیچھے گئی اور جب وہ بالکل غائب ہو گیا۔ تو ٹھنڈی سانس لیتی ہوئی اپنے کمرہ میں آئی۔

اُس رات کو ایک بڑا حادثہ ہوا اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ حادثہ بعض نوکروں کی غفلت سے ہوا تھا۔ جو بتیاں گل کرنا بھول گئے تھے۔ ولاڈی سان فیلس

کارصیلا کے کمرے کے پاس اور اسکے کمرے میں آگ لگ گئی۔ رات کے وقت شعلوں کی روشنی سے بیدار ہو کر وہ اپنے پلنگ سے کود پڑی۔ لیکن جس برآمدے سے نکل کر جانا تھا۔ اس میں پہلے ہی آگ لگی ہوئی تھی۔ پھر وہ اپنے کمرے کی طرف لوٹ آئی تھی۔ اور ایسے زور سے اُونچی پکارتی تھی۔ جیسے کہ اُس سے بن پڑتا تھا۔ کہ اچانک اُس کی کھڑکی جو زمین سے ۱۰ فٹ اُونچی تھی۔ کھلی اور دہقان لڑکا کمرے میں آ کودا۔ اور اپنے بازوں میں اُسے پکڑا اور فوق العادۃ زور آور قوت سے اُسے اگ گھاس والی جگہ پر لے گیا۔ جہاں وہ غش کھا کر بیہوش ہو گئی۔ جب وہ ہوش میں آئی تو اُس کا باپ اُسکے پاس تھا تمام نوکر چاکر اُسکے ارد گرد جمع تھے۔ محل کا ایک پہلو بالکل جلکر خاک سیاہ ہو گیا تھا۔ لیکن یہ بات کیا تھی۔

کارصیلا کو کوئی صدمہ نہیں پہونچا تھا۔ اس کے بچانے والے کی ہر جگہ تلاش کیگئی مگر اُسکا کہیں پتہ نہ لگا ہر کہیں اس کی نسبت دریافت کیا گیا۔ مگر کسی نے کوئی خبر نہ دی کارصیلا کو بڑی تکلیف ہو رہی تھی۔ کہ اُس نے اپنے بچانے والے کا شکریہ نہیں ادا کیا۔ چونکہ [illegible] بڑا دولتمند نہ تھا اس لئے اُسنے اپنی عمارت کے جل جانیکے

کا کچھ اتنا خیال نہ ہوا۔ اُس نے یہی غنیمت سمجھا۔ کہ اُس کی بیٹی بچ گئی۔

دوسرے دن معمولی وقت دونوں لوگی اور تربیا جنگل کے کنارے پر گئے۔ لوگی پھر آیا تربیا کی طرف بڑے جوش سے آتا تھا۔ گذشتہ شام کی باتیں اُسنے فراموش معلوم ہوتی تھیں لڑکی بہت محزون تھی۔ مگر لوگی کو خوش دیکھ کر اس نے بھی ہنس مکھ چہرہ بنایا۔ کیونکہ جب اس کے دل میں کسی جذبۂ نفس نے اشتعال پیدا کیا نہیں ہوتا تھا۔ تو ہمیشہ وہ ہنس مکھ ہی نظر آتا تھا۔ لوگی نے اُس کی بانہہ اپنی بانہہ کے نیچے لے لی۔ اور ایک غار کے کونے کی طرف اُسے لے گیا۔ نوجوان لڑکی نے دیکھ کر کہ کوئی عجیب بات ہے ٹکٹکی باندھ کر اُس کی طرف نظر کی۔

لوگی۔ تربیا کل تمنے میرے پاس بیان کیا تھا۔ کہ کونٹ کی بیٹی کی سی پوشاک کے لئے تم جو کچھ تمہارے پاس ہے دیدو گی۔

تربیا۔ تعجب سے ہاں۔

لوگی۔ اور مین نے جواب دیا تھا کہ تمہین ایسی پوشاک مل جائے گی۔

تربیا۔ ہاں اور جب اُسنے لوگی کے منہ سے یہ کلمات سُنے اُسکا تعجب اور ترقی کر گیا۔ اور کچھ تامل کر کے کہا مین نے سمجھا تھا۔ کہ تمنے مجھے محض خوش کرنے کے لئے ایسا کہدیا تھا۔

لوگی۔ تحیر مین آکر۔ تربیا بھلا کبھی مین نے تم سے کوئی ایسا وعدہ کیا تھا۔ جسے پورا نہین کیا غار مین جاؤ اور پوشاک پہنو۔

یہہ کہہ کر اُس نے غار کے مُنہ سے پتھر ہٹایا اور تربیا کو غار دکھلائی اُس جگہ دو موم بتیان جل رہی تھیں اور اُن کے بیچ مین ایک بڑا شیشہ رکھا ہوا تھا۔ ایک میلی سی میز پر جسے لوگی نے خود بنایا ہوا تھا۔ موتیون کی مالا اور ہیرون کے بوتام پڑے ہوئے تھے۔ اور دوسری طرف کرسی پر باقی کی پوشاک دھری تھی۔

تربیا نے خوشی کا نعرہ لگایا اور بلا اسبابت کو دریافت کئے کہ کہان سے یہہ سب کچھ آیا۔ اور بجز لوگی کا شکریہ ادا کئے غار مین جا داخل ہوئی لوگی نے اس کے اندر جانے کے بعد پتھر غار کے مُنہ کے آگے کر دیا کیونکہ پہاڑی کی چوٹی پر اس نے ایک سوار کو دیکھا تھا۔ جو گھڑی گھڑی ٹھہر جاتا تھا۔ گویا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ راستہ بھول گیا ہے جب اُس

نے لوگی کو دیکھا۔ تو اُس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور جھٹ اُسکی طرف آیا۔ لوگی نے غلطی نہیں کہائی تھی وہ مسافر بلبسٹر نا سے لوڈی کو جارہا تھا۔ اور راستہ بھول گیا تھا۔ لوگی نے اُسے راستہ بتایا۔ لیکن چونکہ آگے جاکر سڑک پھر پھٹتی تھی۔ اور تین راستے نکل آتے تھے۔ مسافر نے لوگی کی منت کی۔ کہ اُسے چلکر وہاں تک چھوڑ آئی لوگی نے اپنا چوغہ زمین پر رکھدیا۔ بندوق کندھے سے اٹھائی اور جلدی جلدی چلنے لگا کہ گھوڑا مشکل اُسکے برابر چل سکتا تھا۔ کوئی دس منٹ مین لوگی اور مسافر اُس سڑک پر جہاں راستے الگ الگ ہوتے تھے۔ پہونچے وہاں پہونچ کر لوگی نے شہنشاہون کے سے فخر سے اُن سڑکون مین سے ایک سڑک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا تمہارا راستہ ادہر جاتا ہے آگے تمہیں غلطی نہیں لگے گی۔

مسافر (چند پیسے نکالکر) تو تمہاری محنت کی اُجرت ہے۔

لوگی۔ ہاتھ سے پیچھے کر کے۔ مین تمہارا شکریہ ادا کرتا ہون مین نے تمہاری خدمت کر دی ہے مین اس کا معاوضہ لینا نہیں چاہتا۔

مسافر۔ اچھا تم نہیں لیتے۔ تو تحفہ تو منظور کروگے۔

لوگی۔ آہ ہاں یہ اور بات ہے۔

مسافر۔ تو لو یہ وینس کی دو مہریں ہیں۔ اپنی دُلہن کو تم نے بالیاں بنوا دینی۔

لوگی۔ تو تم یہ خنجر لے لو۔ البانا اور سونا۔ کتلا نا میں اس سے اچھا خنجر تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔

مسافر۔ تو پھر میں اسے لئے لیتا ہوں۔ لیکن یہ مجھ پر احسان رہے گا۔ کیونکہ یہ خنجر دو مہروں سے زیادہ قیمت کا ہے۔

لوگی۔ یہ بات کسی بیوپاری سے کہو۔ میرے نزدیک جس نے اُسے بنایا۔ اُس کی قیمت ایک پیاسٹر بھی نہیں۔

مسافر۔ تمہارا نام کیا ہے۔

لوگی۔ ایک بڑے فخر سے۔ لوگی ومپا۔

لوگی۔ اور تمہارا نام۔

مسافر۔ میرا نام سندباد ملاح ہے۔

یہ سُنکر فرنز چونک اُٹھا۔ اور کہنے لگا سندباد ملاح۔

راوی - یہ نام تھا جو اس مسافر
نے ومپا کو بتایا۔

البرٹ - (استفسار کے لہجے سے)
تم اس نام کی نسبت کیا کیا جانتے
ہو۔ یہ بہت عمدہ نام ہے۔ اس
نام کے مہمات سنکر مجھے اپنی جوانی
کے ایام میں بڑا مزہ ملتا رہا۔

فرنز نے اس پر کچھ نہ کہا۔ جیسے
کہ ہر کسی کے خیال میں آسکتا ہے
سندباد کے نام سے خیالات کا جہان
اس کی چشم تصور کے سامنے آگیا
جیسے کہ گذشتہ رات کو کونٹ آف
مانٹی کرسٹو کا نام سن کر اسے
تعجب ہوا تھا۔ ویسے ہی اس
پر اسے تعجب آیا۔

فرنز۔ (میزبان سے) آگے
بیان کرو۔

ومپا نے بڑے فخر سے دونوں
مہریں اپنی جیب میں ڈال
لیں۔ اور جس راستے گیا تھا۔
اسی راستہ آہستہ آہستہ لوٹ
آیا۔ جب غار اس سے دو قدم
کے فاصلے پر رہ گئی۔ تو اس
نے خیال کیا۔ کہ اس نے چیخ
سنی ہے۔ اس نے اس بات
کو سننے کے لئے کان لگائے
کہ یہ کہاں سے آتی ہے۔ ابھی
اس حالت میں اسے کان لگائے
ایک لحظہ بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ
اس نے سنا۔ کہ اسے ہی کوئی
پکار رہا ہے۔ وہ چیخ غار سے
آرہی ہے۔ چنانچہ وہ شیر کی
طرح کودتا ہوا اس پہاڑی سے
دوسری طرف جہاں وہ سفر
سے ملا تھا۔ پہونچا۔ وہاں سے
امداد کی آوازیں زیادہ صفائی سے
اس کے کانوں میں آنے لگیں۔
اس نے چاروں طرف نظر اٹھا
کر دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک
شخص ثریا کو اٹھائے لئے جا رہا
ہے۔ نوجوان گڈریا تھم گیا۔ گویا
کہ اس کے پاؤں زمین میں گڑ
گئے تھے۔ بندوق بھر کر شست
باندھی۔ اور پھر سر کی۔ وہ شخص
جو ثریا کو اٹھائے لئے جاتا تھا۔
تھم گیا۔ پھر فوراً ثریا کو اپنے
بازوؤں میں لئے ہوئے گر گیا
لڑکی جھٹ اٹھ کھڑی ہوئی
اور وہ آدمی خاک و خون
میں غلطان و پیچاں رہا۔ اس
کے بعد ومپا جھٹ ثریا کی
طرف گیا۔ کیونکہ وہ دس قدم
پر جا کر اس میں بھی چلنے کی
ہمت نہیں رہی تھی۔ اور

وہ بھی گر گئی تھی۔ چنانچہ اُسے
ڈر ہوا۔ کہ جس گولی سے اُس
کا دشمن زخمی ہوا تھا۔ اُس سے
ثریا بھی زخمی ہوئی۔ مگر خوش
قسمتی کی بات یہ تھی۔ کہ اُسے
بالکل کوئی زخم نہیں لگا تھا۔
صرف ڈر کے مارے وہ گر گئی
تھی۔ جب لوگی کو اس بات
سے یقین ہوا۔ کہ وہ چنگی بھلی
ہے۔ اور اُسے کوئی زخم نہیں
لگا۔ تو وہ زخمی آدمی کی طرف
متوجہ ہوا۔ وہ اُسی وقت فوت
ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھ مروڑ
کھائے ہوئے تھے۔ اور موت
کے پسینہ سے اُس کے بال کھڑے
ہو رہے تھے۔ اُس کی آنکھیں
کھلی تھیں۔ جنہیں دیکھ کر ڈر
آتا تھا۔ ومپا اُس کے پاس
گیا۔ اور پہچان گیا۔ کہ وہ ککومتو

کو دو کسانوں سے بچایا تھا۔ اُس
دن سے اُس نے قسم کھا لی تھی۔
کہ ثریا کو وہ اپنی بیوی بنائے
گا۔ اُس وقت سے اُس نے اُس
کی تاک لگا رکھی تھی۔ اور
جب اُس نے دیکھا۔ کہ اُس
کا عاشق مسافر کو راستہ
بتانے کے لئے گیا ہے۔ تو اُس
موقعہ کو اُس نے غنیمت سمجھا۔
اور اُسے اٹھا کر لے بھاگا۔ اور
اُسے یقین ہو گیا۔ کہ اب ثریا
اُس کی ہوئی۔ مگر اُس گڈریئے
کے نا خطا کرنے والے ہاتھ سے
گولی اُسے ایسے طور سے لگی۔ کہ
اُس کا دل چھد گیا۔ کچھ دیر تک
ومپا اُس کی طرف بلا کسی قسم
کے خوف کے دیکھتا رہا۔ مگر
برخلاف اس کے ثریا اُس
کی طرف ڈرتے ڈرتے دیکھتی
تھی۔ اور کانپتے کانپتے اُس نے
اپنے عاشق کے کندھے پر ہاتھ
دھرا۔ اچانک ومپا نے اُس
کی طرف دھیان کیا۔ ومپا
آہ۔ آہ تم نے لباس پہنا
ہوا ہے۔ خوب میں بھی لباس
پہنوں۔

ثریا نے سر سے پاؤں
تک کامنی دی سان
فیلس کی بیٹی کی سی پوشاک
پہنی ہوئی تھی۔ ومپا نے ککو
متو کی نعش کو اٹھا لیا تھا۔
اور اُسے غار میں لے آیا تھا۔
اور اب اپنی باری ثریا
باہر کھڑی رہی تھی۔ اگر

کوئی اور مسافر گذرتا۔ تو وہ ایک عجیب بات دیکھتا۔ کیونکہ اُسے نظر آتا۔ کہ ایک عورت بھیڑ بکریاں چرانے والی نے نہایت زرق برق کی پوشاک پہنی ہوئی ہے۔ اور موتیوں کی مالا اور جواہرات ہیرے اور زمرد زیب گلو کئے ہوئے ہیں۔ اُس مسافر کو اُس وقت بیشک یقین ہوتا۔ کہ فلوریں کا زمانہ آگیا ہے۔ اور پیرس میں پہونچ کر کہتا۔ کہ اُس نے ایک اور قسم کی عورت کو جو بھیڑ بکریاں چرانے والی تھی۔ سپین کی پہاڑی کے دامن میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ پاؤ گھنٹے کے بعد ومپا بھی غار سے نکلا۔ اُس نے بھی نہایت درخشاں مخمل کی پوشاک سے اپنے تئیں آراستہ پیراستہ کیا ہوا تھا۔ اور روحی رومال اُس کی گردن کے گرد بندھا ہوا تھا۔ نیلگوں رنگ کی ریشمی پتلون جسے سنہری بکلس لگے ہوئے تھے۔ پہنے ہوئے تھا۔ اور سر پر ایک رنگ کی ٹوپی تھی۔ کہ اُس پر ہر رنگ کا کپڑا لگا ہوا تھا۔ یہ پوشاک پہنے ہوئے ومپا ایسے نظر آتا تھا۔ کہ جیسے کسی مصور نے اس پر رنگ سازی کا کام کیا ہوا ہے۔ اُس نے ککو متو کا سارے کا سارا لباس پہن لیا تھا۔ جب اُس نے نوجوان لڑکی کو اُس پر تعجب کرتے دیکھا۔ تو تبسم کے علامات اُس کے چہرے پر نمودار ہوئیں۔ اور پھر تربیا سے اُس نے کہا۔ کیا تم میری قسمت کی شریک بننا چاہتی ہو۔ خواہ وہ کچھ ہی ہو۔

تربیا۔ (بڑے زور سے) ہاں کیوں نہیں۔

ومپا۔ تو پھر جہاں میں جاتا ہوں۔ میرے پیچھے چلی آؤ۔

تربیا۔ اگر تم کہیں چلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

آؤ میری پیاری

تو میرا بازو پکڑ لو۔ اور جلدی کرو۔ ہمیں اور وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

نوجوان لڑکی نے فوراً اُسکا بازو پکڑ لیا۔ اور اِس بات کے لئے کوئی سوال نہ کیا۔ کہ وہ اُسے کہاں لئے جارہا ہے کیونکہ وہ اُسوقت اُسے بادشاہوں کی طرح نظر آرہا تھا۔ وہ فوراً جنگل میں چلے گئے۔ اور اُس میں جا داخل ہوئے۔ اِس بات کے بیان کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی تھی۔ کہ وتیپا کو پہاڑ کے سب راستے معلوم تھے۔ اِس لئے بلا ذراسی تامل کے وہ چلتا گیا۔ گو پہلے راستے کا نشان بنا ہوا نہیں تھا۔ درختوں اور پہاڑیوں کو دیکھکر اُسے اپنا راستہ معلوم ہوجاتا تھا۔ اِس طور سے وہ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک چلتے رہے۔ اِس وقت وہ بڑے گھنے جنگل میں جا پہونچے۔ ایک ندی جس کی تہ اِس وقت سوکھی تھی۔ ایک غار کو جاتی تھی۔ وتیپا اُس پر خوف راستے پر چلنے لگا۔ اُس کے دونوں طرف بڑے بڑے پہاڑ تھے۔ علاوہ ازیں شاہ بلوط کے درخت بڑی کثرت سے اُگے ہوئے تھے۔ ترنیپا اُس راستے کو دیکھکر وحشت زدہ ہونے لگی۔ اور ایک کلمہ مُنہ سے نکالکر اپنے عاشق زار کے بازو کے ساتھ چپٹ گئی۔ لیکن جب اُس نے آرام اور اطمینان کے ساتھ قدم اُٹھاتے دیکھا۔ تو اُس کے دل میں بھی اطمینان ہوا۔ اچانک اُس سے دس قدم کے فاصلے پر ایک آدمی درختوں کے پیچھے سے نکلا۔ اور اُس نے وتیپا پر شست باندھی اور کہا ٹھیرو اور ٹھیر جاؤ۔ اگر ایک قدم آگے گئے۔ تو مارے جاؤگے۔

وتیپا۔ اُس کی ذرا پروا نہ کرکے جبکہ ترنیپا خوف زدہ ہوکر اُس سے چپٹ گئی۔ کیا بھیڑیئے بھیڑیوں کو پھاڑا کرتے ہیں۔

سنتری۔ تم کون ہو؟

وتیپا۔ میں لوگی وتیپا سان فیلس کے فارم کا گڈریا ہوں۔

سنتری۔ تم کیا چاہتے ہو۔

وتیپا۔ میں تمہارے ساتھیوں کے ساتھ کچھ گفتگو کیا چاہتا ہوں۔ جو راکا بیانکا میں ہیں

سنتری۔ تو پھر میرے پیچھے آؤ۔ یا اگر تمہیں راستہ آتا ہے۔ تو خود پہلے چلے جاؤ۔

وتیپا۔ اُس راہزن کی اِس احتیاط کے بتلانے پر ہنسا۔ ترنیپا کے آگے آگے ہولیا۔ اور دس منٹ کے بعد راہزن نے اُنہیں اشارہ کیا۔ کہ ٹھیر جائیں وہ دونو ٹھیر گئے۔ اِس کے بعد اُس راہزن نے تین دفعہ کوّے کی بولی بولی۔

اس نشان پر ایک نئے مینڈک کی آواز سے جواب دیا۔ اور سنتری نے کہا۔ خوب۔ اور ان دونوں کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ اب تم آگے آ سکتے ہو۔ لوگی اور ثریا پھر آگے بڑھے۔ جب وہ آگے جاتے تھے۔ ثریا کانپتی ہوئی اُسسے چمٹی جاتی تھی۔ کیونکہ درختوں میں سے اُس نے ہتھیاروں کی چمک دمک دیکھی۔ راکا بیانکا ایک چھوٹے پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔ اور اُس میں کچھ شک نہیں۔ کہ زمانہ قدیم میں وہ پہاڑ کوہ آتش فشاں تھا اور جب روس اور دومولس البا کو چھوڑ کر سلطنت روم کی بنیاد ڈالنے آئے تھے۔ اُسوقت سے سرد پڑا ہوا تھا۔ ثریا اور لوگی فوراً چوٹی پر چڑھے۔ اور کوئی بیس ایک راہزن اُس جگہ اُنھوں نے دیکھے۔

سنتری۔ ایک نوجوان آدمی آیا ہے جو تمہاری تلاش کرتا ہے۔ اور تم سے کوئی گفتگو کیا چاہتا ہے۔

نوجوان۔ جو اپنے سردار کی غیر حاضری میں کمان پر تھا "وہ کیا کہا چاہتا ہے"

ومپا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میں گڈریے کی زندگی سے تنگ آگیا ہوں

لفٹننٹ۔ خوب میں سمجھا۔ تم ہمارے ساتھ شامل ہوا چاہتے ہو۔

راہزن جماعت۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک مبارک۔

ومپا۔ مگر اس سے کچھ زیادہ میں تم سے کہا چاہتا ہوں۔

راہزن جماعت۔ تعجب سے وہ کیا۔

ومپا۔ میں تمہارا کپتان بننا چاہتا ہوں۔ راہزنوں نے خوشی کے نعرے مارے۔

لفٹننٹ۔ اس عہدے کے لئے تم نے کیا کرتوت کی ہے۔

ومپا۔ میں نے تمہارے سردار ککو متو کو مار ڈالا ہے۔ اور اُسکا لباس اب پہنے ہوئے ہوں۔ اور سان فیلر کے محل کو اپنی دُلہن کی پوشاک کے لئے آگ لگا دی ہے۔ ایک گھنٹے کے بعد ککومتو کے بجائے لوگی ومپا کو اُنھوں نے اپنا کپتان منتخب کیا۔

فرنز۔ (البرٹ کی طرف مخاطب ہوکر) میرے دوست لوگی ومپا کی نسبت تمہارا خیال کیا ہے۔

البرٹ۔ میرے خیال میں یہ فسانہ ہے کوئی لوگی ومپا ہوا ہی نہیں۔

پاسترانی۔ اور فسانہ کیا ہوتا ہے۔

البرٹ۔ اس کی بہت لمبی شرح ہے تم کہتے ہو۔ کہ لوگی ومپا اُس وقت روم کی حدود میں ڈاکہ مارتا ہے۔

پاسترنی - پہلے کبھی کوئی ایسا ڈاکو نہیں ہوا جس نے ایسی بہادری ظاہر کی ہو۔

البرٹ - تو پولیس نے اُسے گرفتار کرنے کی بیفائدہ کوشش کی۔

پاسترنی - کیون وہ باہر کے گڈریوں ٹائبر کے ماہی گیرون اور چور ملاحون سے ملا ہوا ہے - جب وہ پہاڑوں میں اُس کی جستجو کرتے ہیں۔ تو وہ سمندرون پر ہوتا ہے اور جب سمندر پر اُس کے پیچھے جاتے ہیں۔ تو وہ آگے کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے - پھر وہ اسکا تعقب کرتے ہیں تو وہ کبھی کسی جزیرے میں پناہ لیتا پھرتا ہے - اور جب وہ اُس جگہ اُس کے پیچھے جاتے ہیں تو وہ اور کہیں نکل جاتا ہے۔

البرٹ - اور وہ مسافرون سے کیسے سلوک کرتا ہے۔

پاسترنی - افسوس اُس کا سلوک بہت سادہ ہے - یہ بات اُس فاصلے پر منحصر ہے جس جگہ کہ وہ ہو کیونکہ وہ آٹھ گھنٹے یا دو ایک دن کی مہلت فدیہ ادا کرنے کے لئے دیتا ہے - اور جب وہ وقت گذر جاتا ہے تو ایک گھنٹہ اور وہ عطا کرتا ہے - اور اگر ساٹھویں منٹ کے ختم ہونے تک روپیہ نہیں آتا تو وہ قیدی کو بندوق مار کر مار ڈالتا ہے - یا جنجر سے اُس کا کام تمام کرتا ہے -

فرنز - سر کشتی ہے - البرٹ کیا - اب بھی کلیزیم کی سیر کے لئے جانے پر تمہارا دل چاہتا ہے -

البرٹ - کیون نہیں بشرطیکہ راستہ اچھا ہو - جب وہ دروازہ کہہ چکا - تو گھڑ کھڑ کی آواز آئی اور گاڑیبان نمودار ہوا -

گاڑی بان - حضور گاڑی حاضر ہے

فرنز - خوب - تو چلو کلیزیم کو -

گاڑی بان - کس راستے سے -

فرنز - بآواز بلند - کوچون کے راستے -

البرٹ (دنبیر اسگار روشن کر کے) اے میرے عزیز میں نے خیال کیا تھا - کہ تم میں بہت جرأت ہے - یہ کہکر دو نوجوان نیچے اُترے اور گاڑی میں ہو بیٹھے -

---

چوتیواں باب

کلیزیم

فرنز نے اپنے راستہ کا ایسا بندوبست کیا ہوا تھا - کہ کلیزیم کی طرف جانے

کے لئے وہ قدیم زمانہ کے ویرانے
کے پاس سے گذرے۔ اُنہوں
نے اِس بات کی کوئی تیاری
بھی نہیں کی ہوئی تھی جو راستہ
اُنہوں نے پسند کیا تھا وایاسنتا
میں سے ہو کر جاتا تھا۔ اور اِسجگہ کا
جہاں سنتنا میریا لگواری بنا ہوا
ہے۔ داہنا کونہ کاٹ کر اور دریا
اربانا کے راستے جا کر وہ سیدھے
کلیزیم کے مقابل آ کھڑے ہوئے
اِس میں یہ بھی فائدہ ہوا۔ کہ فرنز
نے جو داستان سینتا کی پاسترنی
سے سنی تھی۔ سوچ رہا تھا۔ کیونکہ
اِس میں اس کے پوشیدہ دوست
میزبان جو مونٹی کرسٹو کے جزیرے
میں اُسے ملا تھا۔ ذکر پایا جاتا تھا
چنانچہ گاڑی کے ایک کونے میں بیٹھ
کر وہ اِن باتوں پر سوچتا رہا اِس
کے دل میں کئی عجیب سوالات پیدا
ہو رہے تھے مگر کسی نتیجہ پر وہ نہیں
پہونچا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر ایک
واقعہ زیادہ تر اُس کے دل میں
آتا تھا۔ اور وہ سندباد کی ملاقات
تھی۔ اور اُسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ
راہزنوں اور ملاحوں کے ساتھ وہ
ملا ہوا ہے۔ اور پاسترنی کے
اِس بیان نے کہ وہ سپاکو ملاح

بھی پناہ دیتے ہیں۔ فرنز کو ان رائے
کی نسبت یقین دلایا۔ جو اُس
چھوٹے جہاز کے ملاحوں کے ساتھ
نہایت بے تکلف ہو کر کھانا کھاتے
تھے۔ کیونکہ وہ اپنے راستے سے
پھیر کھا کر پورٹو فراچیو میں آ کر
فروکش ہوئے تھے۔ جب مونٹی
کرسٹو کے میزبان کا نام اُس نے
پاسترنی کے منہ سے بھی سُنا تو
اُس سے اس بات کا اُسے بخوبی
پتہ لگ گیا۔ کہ اس کا جزیرے کا
دوست ہر کہیں ہمدردی کے کام
سرانجام کر رہا ہے۔ اور چونکہ فرنز
نے ٹیونس اور پلٹرنا کا نام بھی سنا
تہا۔ اِس لئے اُسے یہہ یقین خود بخود
ہو گیا تھا۔ کہ اُس کی واقفیت کس قدر
وسیع ہے۔ لیکن اِس کا دِل ان
باتوں میں مگن ہو رہا تھا۔ پھر بھی
کلیزیم کی عظیم الشان ویران عمارت
کو دیکھ کر اُس کے سب خیالات
یکبارگی رفو چکر ہوئے جس کے کئی
سوراخوں میں سے چاند کی چاندنی
چھن چھن کر کے آ رہی تھی۔ گاڑی
سینتا سودالز کے پاس کھڑی ہوئی
دروازہ کھلا اور نوجوان نے خوشی
سے اُتر کر ایک سجادر کو ناگہاں اپنے
سامنے موجود پایا۔ گویا کہ وہ زمین

سے اچانک پیدا ہو گیا تھا۔ وہ بدرقہ
جو ہوٹل سے اُن کے ساتھ ہو لیا تھا کچھ
دیکر کے اُسے اُنھوں نے جُدا کیا روم
میں اس قدر بدرقے ملتے ہیں۔ کہ
آسانی سے اُنہیں اپنے ساتھ سے
علیحدہ کرنا ممکن نہیں علاوہ ازیں
جب کوئی بدرقہ کسی ہوٹل میں مسافر
کو جا پکڑتا ہے۔ تو جب تک مسافر
شہر میں رہتا ہے۔ اُس کا پیچھا چھوڑتا
نہیں۔ علاوہ ازیں ہر ایک یادگار میں
بدرقے یا یوں کہو کہ مجاور ہوتے ہیں۔
بلکہ یادگار میں کیا اُس کے ہر ایک حصے
میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات
آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ کلیزیم
میں جو کچھ یہ ہے اور جس کی مارشل نے
ان لفظوں میں تعریف کی ہے۔ کہ مُلک
مصر کو چاہیئے کہ اپنے میناروں کے عجائب
کو فراموش کردے۔ نہ کوئی بابلن کے
عجائبات کا ہم میں بیان کرے قیصروں
کی اس عظیم الشان محنت کی بزرگی
کے آگے سبھوں کو سر تسلیم خم کرنا چاہئے
اور اس لاثانی یادگار کی سب سے بڑھ کر
خوبیوں کی شہرت کی تمام آوازیں
دور و نزدیک پھیلانی چاہئیں۔

البرٹ اور فرنز بھی مجاوروں سے نہ بچ
سکے اُن سے پیچھا چھڑانا بھی بہت مشکل
تھا۔ کیونکہ اُنہیں مجاوروں کو مشتعلین
ہاتھوں میں لے کر ان خانقاہوں کے
دکھلانے کا اختیار ہے اس طور سے
تب اُن نوجوانوں کو کوئی مزاحمت نہ
ہوئی۔ بلکہ اندھا دُھند اپنے رہنماؤں
کو اپنا رہنما اور بدرقہ بنا لیا۔ البرٹ
پہلے بھی کلیزیم میں سات آٹھ دفعہ
ہو گیا تھا۔ فرنز کے لئے یہ پہلا موقعہ
تھا۔ کہ فلیوئیس وسپیشن کی خانقاہ کا
اُس نے سیر کیا۔ اور یہ بات کچھ خالی
از صداقت نہیں۔ کہ فرنز کو اُن کے
دیکھنے سے بہت اثر ہوا تھا خاص
کر چاندنی کے سبب سے اس کا
سماں اور خوفناک بنا ہوا تھا۔ کیونکہ
جب جنوب کی طرف سے چاند کی
چاندنی اُن نہایت بلند۔ اور نہایت
عالیشان عمارتوں پر پڑتی تھی تو اُن
کی بلندی دگنی دکھلائی دیتی
تھی۔ اس ویرانے کے اندر
فرنز ایک سو قدم ہی گیا تھا۔
کہ البرٹ کو مجاوروں کے
ساتھ وہ چھوڑ گیا۔ اور آپ
اُس عظیم الشان عمارت
کے اور حصے کی طرف نظر بچا کر
چلا گیا۔ چنانچہ وہ نہایت زبر
دستی سے البرٹ کو ایسی
جگہوں میں لے گئے۔ جو دیکھنے
کے لائق بھی نہیں تھیں اول

وہ اُسے فاسی ڈین لانبنز میں لے گئے اور بادشیم ڈیز سینز ڈے میں جاکر اس سیر کو پورا کیا۔ لیکن فرینز ایک نیم افتادہ زینے کے راستے چڑھ گیا اور اُن کو سنسان جگہوں میں چھوڑ کر ایک ستون کے دامن میں جاکر بیٹھا۔ اور وہاں سے تمام نظاروں کو بڑی عمدگی سے دیکھنے لگا۔ پاؤ گھنٹے تک اس وسیع رکن کے سائے میں چھپ کر بیٹھا رہا۔ اُس جگہ بھی البرٹ اور اُس کے ساتھیوں کو دیکھتا رہا۔ جو مشعلیں ہاتھوں میں لئے ہوئے ایک بڑی عمارت کو دیکھ کر نکلے تھے اور پھر اور جگہ میں جاکر جہاں دستا کی کنواریوں کی کرسیاں بنی ہوئی تھیں غائب ہو گئے ان کرسیوں کو دیکھ کر وہ عجیب متحیر ہوئے۔ فرینز وہیں بیٹھا رہا۔ اور وہ اُس فراخ اور وسیع عمارت اور کچھ اپنے خیالات میں ہی مستغرق تھا۔ کہ اُس نے ایک پتھر کے سرکنے کی آواز سنی جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی پتھر اُس زینے سے نیچے گر رہا ہے۔ جو اُس زینے کے مقابل بنا ہوا ہے۔ جس سے وہ خود اُوپر چڑھ آیا تھا۔ پتھر کے ذرا سے ٹکڑے کے نیچے گرنے سے کچھ کوئی بات تعجب انگیز تھی۔ لیکن اُسے اس بات سے تعجب ہوا۔ کہ اُس کے ٹوٹنے سے ایک آدمی کے پاؤں کی آہٹ آئی۔ جو نہ سننے دینے کے لئے حتی المقدور کوشش کر رہا تھا۔ اور جہاں وہ تھا۔ ادھر آرہا تھا۔ یہ تعجب جلد ہی یقین سے بدل گیا۔ کیونکہ فرینز کو صاف طور پر آدمی کی صورت نظر آئی۔ جو مقابل کے زینے سے اوپر آرہا تھا۔

کیونکہ اُس جگہ چاند کی چاندنی نہایت صفائی سے پڑ رہی تھی۔

وہ اجنبی جو اس طور سے اُس کی نظر کے سامنے آکر موجود ہوا غالباً فرنز سا ہی کوئی شخص تھا۔ جو تنہائی کو پسند کرتا تھا۔ اور رہنماؤں کی بک بک جھک جھک سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ اُس کی صورت سے کوئی عجیب بات معلوم نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اس کے التوا اور توقف سے اور قدم قدم پر ٹھہر کر کان لگانے سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ایک اور شخص کی آمد کا منتظر ہے۔ فرینز پیش دستی کر کے جہاں تک اُس سے ممکن ہو سکتا تھا۔ پیچھے ہٹ گیا

اس جگہ سے دس فیٹ کے فاصلے پر
جہاں وہ اور اجنبی تھا چھت کھلی
ہوئی تھی۔ اِس میں ایک بڑا سوراخ
ہو رہا تھا۔ جس سے آسمان کا نیلگوں
گنبد جس میں ستارے ہی ستارے
جڑے نظر آتے تھے۔ بخوبی نظر آسکتا
تھا۔ اِس سوراخ کے چاروں طرف
جس پر چاند کی کرنوں کو پڑتے پر سایا
ہو گئے تھے۔ بیلیں وغیرہ اُگی ہوئی
تھیں۔ جن کی نازک نازک شاخیں
چاند کی روشنی میں عجیب بہار
دے رہی تھیں اور بڑے بڑے
پودوں نے تو یہاں تک زور
کیا ہوا تھا۔ کہ اُس سوراخ پر
جا قبضہ کیا تھا۔ اور اِدھر اُدھر ایسے
لٹک رہے تھے جیسے فتنے نے پاؤں
پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ شخص
جس کے پوشیدہ اُوپر چڑھ آنے سے
فرنز متحیر ہو رہا تھا۔ ایسی جگہ پر
کھڑا ہوا تھا۔ جہاں کچھ روشنی
نہیں پڑتی تھی۔ جس سے یہ غیر ممکن
تھا۔ کہ وہ اس کے خط و خال کو
پہچان سکے۔ گو اُس کے لباس
کو آسانی سے پہچان لیا تھا اُس
شخص نے اپنے اُوپر ایک بڑا
بھورے رنگ کا لباس پہنا
ہوا تھا۔ اُس کی ایک تہہ اُس
کے بائیں کندھے پر پڑی تھی جس
سے اِس کے نچلے حصے کا لباس
کسی قدر پوشیدہ ہو رہا تھا۔
اور اُس کا اُوپر کا حصہ اُس
کی چوڑی کنارے دار ٹوپی سے
پوشیدہ ہو رہا تھا۔ چاند کی کرنیں
ٹوٹے پھوٹے ہوئے سوراخ میں
سے داخل ہو کر اُس پر پڑتی تھیں
اور اُس کے جسم کا نچلا حصہ واضح
طور سے دکھائی دیتا تھا۔ اُس کے
پاؤں میں نازک وضع کے چمکدار
چمڑے کے بوٹ تھے اور وہ سیاہ
کپڑے کا ایک بانکی طرز کا پاجامہ
پہنے ہوئے تھا۔ جو اُس کے بوٹوں
پر پڑ رہا تھا۔ فرنز کے پاس اس شخص
کا پتا لگانے کے وسائل بالکل نا
کافی تھے۔ تاہم وہ اس یقینی نتیجہ پر
پہونچ گیا کہ وہ اجنبی کسی معمولی
رتبہ کا آدمی نہیں ہے چند منٹ گذر
گئے اور اجنبی کچھ بے تابی سی ظاہر
کرنے لگا۔ جبکہ چھت کی دراز کے باہر
ایک مدہم سی آواز سنائی دی۔
اور تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ایک
تاریک پرچھائیں سے روشنی کی رَو کو
جو اندر داخل ہو رہی تھی بالکل روک
لیا ہے۔ تب ایک آدمی کی صورت
نظر آئی جو اپنی نیچے والی جگہ پر بڑی

متلاشی نگہ سے دیکھ رہا تھا جب اُس
آدمی کی نظر قبا پوش آدمی پر پڑی
اُس نے ہوا میں لٹکتی ہوئی بہت
سی شاخوں کو پکڑا۔ اور ان کی مدد
سے زمین کے قریب تین چار فٹ کی
بلندی پر کھسک آیا۔ تب کود کر
اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ یہ آدمی
جس نے ایسی جرأت اور دلیری
کا کام ایسی بے پرواہی سے کیا۔
ٹوینسٹور کی پوشاک پہنے تھا۔
اُس آدمی نے رومی زبان میں کہا
میں نے حضور کو بہت دیر انتظار میں
رکھا ہے۔ امید ہے کہ حضور معاف
فرما دیں گے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں
کہ میں نے وقت مقررہ سے بہت
منٹ دیر نہیں لگائی سینٹ جین
ڈی لاٹرن کے گھڑیال میں دس
بجے ہیں۔

اجنبی نے ٹھیٹ ٹسکن زبان
میں کہا۔ دیر دیر کی بابت کیا
کہتے ہو۔ میں ہی وقت سے پہلے
آگیا ہوں۔ لیکن اگر مجھے کچھ
انتظار کرنا ہی پڑا تو میں
یقین کرتا کہ اس میں تمہارا
کوئی قصور نہیں۔

اس آدمی نے کہا۔ حضور بالکل
صحیح فرماتے ہیں۔ میں سینٹ انگی
سے سیدھا یہیں آ رہا ہوں۔
اور پیشتر اس کے کہ بپو سے
بات چیت کروں۔ مجھے سخت
تکلیف اُٹھانی پڑی۔

اجنبی۔ بپو کون ہے۔

آدمی۔ بپو فیلخانہ میں نوکر ہے
اور مجھ سے اتنی رقم ماہواری
لیتا ہے۔ اس غرض سے کہ مجھے
ہر ایک بات کی جو جناب مقدس
کے محل رہائش میں ہوتی ہے
اطلاع پہونچاتا رہے۔

اجنبی۔ ہاں معلوم ہوتا ہے
کہ تم ایک دور اندیش آدمی
ہو۔

آدمی۔ کوئی نہیں جانتا کہ کیا
ہونے والا ہے۔ شاید کبھی غریب
پپلنو کی طرح میں بھی دام میں
گرفتار ہو جاؤں۔ اور مجھے
یہ بات تسلی دیوے کہ میرے
پاس بھی ایک چھوٹا سا چوہا
ہے۔ جو میرے دام کی رسیوں
کو کتر دیوے اور اس طرح
مجھے رہا کرے۔

اجنبی۔ اچھا۔
مختصراً بیان کرو۔ کہ تم نے کیا معلوم
کیا ہے۔

آدمی:- پرسوں دو بجے دو مشہور آدمیوں کو سزائے موت دی جاویگی۔ اور یہی کارنیوال کا آغاز ہوگا۔ مجرموں سے ایک تو میرولیٹو ہوگا۔ اور دوسرا ڈی کیپی پیپنو۔ پہلا ایک درجہ کا حرامی ہے۔ اور ذرا بھی رحم کے قابل نہیں۔ کیونکہ اُس نے ایک پادری کو جس نے اُس کی پرورش کی۔ مار ڈالا تھا۔ دوسرا حضور کا غریب پیپنو ہے۔

اجنبی۔ بات یہ ہے۔ کہ تم نے نہ صرف پوپ کی حکومت کو دہشت زدہ کر دیا ہے۔ بلکہ سب گرد و پیش کی ریاستوں کو بھی ہیبت زدہ کر دیا ہے۔ اِس لئے ایک شخص کا عبرت ناک نمونہ بنانا چاہتے ہیں"۔

آدمی۔ لیکن پیپنو کا تو میری فوج کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں تھا۔ وہ تو بیچارہ ایک غریب گڈریا تھا جس کا صرف اِتنا ہی قصور تھا کہ ہمیں رسد وغیرہ بہم پہونچا دیا کرتا تھا"

اجنبی۔ اور یہی بات تو اُس کو تمہارے جرموں کا شریک گردانتی ہے۔ اچھا دیکھو۔ اُس کو سزا میں ایک طرح سے تمیز کیا گیا ہے۔ کیونکہ تمیز ولیٹو نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ تمہیں کیا جاتا۔ اگر کبھی تم گرفتار ہو جاتے۔ اِس کو گلیٹون سے مارا جائیگا۔ اور اِس سے تماشائی زیادہ خوش ہوں گے

آدمی۔ مگر میں اُنہیں ایسا نظارہ دکھاؤنگا جس سے خوش ہونے کے بجائے وہ سخت حیرت زیادہ ہو جاویں گے۔

اجنبی۔ میرے دوست معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم کسی وحشیانہ کام کرنے کے فکر میں ہو۔

آدمی۔ شائد ایک بات کا تو میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میں اِس غریب گڈریئے کے رہا کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرونگا۔ حقیقت میں میں اپنے آپ کو سخت بزدل خیال کرونگا۔ اگر میں اسکو ایسی مشکل کے وقت مدد نہ دونگا۔

اجنبی۔ اچھا تو کیا کرو گے؟

آدمی۔ میں قتل گاہ کے گرد اپنے بیس آدمی کھڑے کر رکھوں گا۔ اور جب پیپنو قتل کے واسطے لایا جاویگا۔ تو میرے ایک اشارے پر بیس آدمی جھپٹ پڑیں گے۔ اور گارد کو پیرے سے ہٹا کر قیدی کو نکال لے جاویں گے۔

اجنبی:- اِس بات میں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور

ساتھ ہی خطرہ بڑا ہے۔ اچھا میری
تجویز سنو۔ امید ہے۔ کہ وہ تمہاری
تجویز سے اچھی ہے۔

آدمی۔ حضور کی کیا تجویز ہے۔
بیان فرمایئے۔

اجنبی۔ میری تجویز یہ ہے۔ کہ میں
دو تین ہزار روپیہ کسی ایسے شخص کو تاڑ
کروں۔ جو پیپنو کے واسطے ایک سال
کی مہلت حاصل کر سکے۔ اور پھر اُس
سال میں ایک دو ہزار روپیہ اور کسی
ایسی طرز سے خرچ کروں۔ کہ اُس کو
بھاگ جانیکا موقعہ مل جائے۔

آدمی۔ کیا آپ کو اس میں کامیاب
ہونیکا یقین ہے"

اجنبی۔ (فرانسیسی بولی میں)
"پارڈیو"

آدمی۔ حضور نے کیا فرمایا ہے۔

اجنبی۔ مرد خدا میں نے یہ کہا ہے
کہ میں تن تنہا اپنے روپیہ کے زور
سے وہ کچھ کر سکتا ہے۔ کہ تم اور
تمہارے سب آدمی اپنی بندوقوں
اور تلواروں کے ساتھ ہرگز نہیں
کر سکتے۔ تم ڈرو مت۔ اور مجھے جو
میں چاہتا ہوں۔ کرنے دو۔

آدمی۔ بالفرض اگر حضور کو ناکامی
ہوئی۔ تو اس صورت میں کیا ہرج
ہے۔ اگر میں بھی مدد کے لئے تیار
ہوں۔

اجنبی۔ ہرج کیا ہونا ہے جس
بات میں تمہیں تسلی ہو۔ تم وہ کرو۔
مگر اس بات کا تو مجھے یقین ہے۔ کہ
مہلت ضرور حاصل کر لونگا"

آدمی۔ حضور کو معلوم ہوگا۔ کہ قتل
کا روز پرسوں مقرر ہوا ہے۔ اور
حضور کے پاس صرف ایک دن
ہے۔

اجنبی۔ تو پھر کیا۔ کیا ایک دن
میں چوبیس گھنٹے اور گھنٹے میں ساٹھ
منٹ۔ اور ایک منٹ میں ساٹھ سکنڈ
نہیں ہوتے۔ تو پھر ۸۶۴۰۰ سکنڈ میں
بڑا کچھ ہو سکتا ہے۔

آدمی۔ اچھا تو مجھے کیسے پتا لگے۔ کہ
حضور کامیاب ہو گئے ہیں۔

اجنبی۔ یہ تو بڑی آسان بات ہے
میں نے پیلیس۔ دوس۔ پیلی۔ کی
تین طاقیں مقرر کر رکھی۔ اگر میں کامیاب
ہو گیا۔ تو باہر والے در میں زرد پردہ
لٹکا ہوگا۔ اور بیچ والے میں سفید۔
جس پر ایک سرخ صلیب کا نشان
ہوگا۔

آدمی۔ اچھا تو حضور قتل کے افسر کے
پاس معافی نامہ کس طور سے روانہ فرمائیں
گے"

اجنبی۔ اپنے کسی آدمی کو زاہد کا

لباس پہنا کر بھیج دونگا۔ اِس کو قتل گاہ
میں جانے سے کوئی نہ روکے گا۔ اور
اِس طرح وہ پروانہ اُس کے پاس
پہونچا دیگا۔
آدھی۔ حضور تو ضرور ہے۔ کہ پیپنو
کو ہماری اور اُن کی خبر پہونچائی جاوے
ایسا نہ ہو۔ کہ وہ بیچارہ ڈر کے مارے
مرجاوے۔ کیونکہ اِس حالت میں
سارا خرچ فضول ہوگا۔
اجنبی۔ بہتر ہے۔ یہ کام کسی کے
ذمہ سپرد کریں۔"
آدھی:" امید کہ آپ کو میری جان
نثاری کا پورا یقین ہوگا۔ تو پھر میں
ہی اِس کام کو کروں گا۔ اور اگر
پیپنو کو بچادیں۔ تو میں صرف آپ
ہی کا دست بستہ غلام نہیں رہونگا
بلکہ آپ کے دوستوں کا بھی مطیع فرمان
رہونگا۔"
اجنبی:" شاید کسی دن مجھے بھی
تمہاری مدد کی ضرورت پڑجاوے۔"
آدھی:" کاش کہ وہ دن جلدی آوے
آپ اِس وقت مجھ پر ایسی ہی
امید رکھیں۔ جیسی اِس وقت
مجھ کو آپ پر ہے۔"
اجنبی۔ یہ شور کیسا ہے؟"
آدھی:" مسافر ہیں۔ جو مشعل
کی روشنی سے کوہ تم کی سیر

دیکھ رہے ہیں۔"
اجنبی۔ بہتر تو یہ ہوگا۔ کہ
ہم دونوں کو اِس جگہ کوئی
اکٹھے نہ دیکھ لے۔ شائد تم کو کوئی
پہچان لے۔ تو کام ٹھیک نہ ہوگا
بیشک مجھے تمہاری دوستی کا فخر
ہے۔ اگر ہماری دوستی کا پتہ لگ
جاوے۔ تو مجھے ڈر ہے۔ کہ
میری عزت اور شہرت دونوں
کو نقصان پہونچے گا۔
آدھی:" اگر حضور کو اپنے مطلب
میں ناکامی رہی۔ تو پھر کس طرح
سے معلوم ہوگا۔
اجنبی۔ تو تمام طاقچوں پر
زرد پردے لٹکے ہوں
گے۔
آدھی:" تو پھر اُس حالت
میں میں کیا کروں۔
اجنبی۔ پھر تم اپنے خنجروں
کو جیسے چاہو۔ استعمال کرو۔
اور میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں
کہ تمہاری بہادری کا نظارہ
دیکھنے کے لئے میں بھی وہاں
آؤں گا۔"
آدھی۔ اچھا تو پھر اقرار پکا
ہوچکا۔ سلام۔ حضور بھی مجھ پر
ایسا ہی بھروسہ رکھیں۔ جیسے کہ

سیڑھی حضور پر ہے - یہ لفظ بول کر وہ آدمی سیڑھیوں پر سے اترا - اور غائب ہو گیا اور اُسکا ساتھی اپنے مُنہ کو اپنی قبا میں لپیٹ کر فرنز کے پاس سے گذرا - اور بیرونی سیڑھیوں پر سے میدان کی طرف اتر گیا - چند لحظہ کے بعد فرنز نے سُنا - کہ البرٹ اُسے بلند آواز سے بلا رہا ہے - لیکن فرنز نے کوئی جواب نہ دیا - جب تک کہ اُسے یقین نہ ہو گیا - کہ وہ آدمی جس کی گفتگو نے اسے اتنا حیران کر دیا تھا - کافی فاصلہ پر چلے گئے ہیں - اور اب اُسے رستہ میں نہ ملیں گے - کیونکہ یہ وہ نہیں چاہتا تھا - کہ اُنہیں شک پڑجاوے - کہ کسی نے اُن کی گفتگو سُن لی ہے"

اجنبیوں کے ایک دوسرے کے جدا ہونے کے دس منٹ بعد فرنز ہوٹل ڈی اسپین کی سڑک پر پہونچ گیا - البرٹ نے پلنی اور کیلی ملنس کی طرح لوہے کے سروں والی سلاخوں پر ایک عالمانہ تقریر شروع کی - جو اس غرض سے لگائی گئی تھیں - کہ خونخوار درندے ناظرین تماشائیوں کی طرف جانا نہ پاویں - فرنز - اس تقریر کو درد آمیز لے پرواہی سے سُنتا رہا - اور البرٹ بالکل نہ رُکا - حقیقت میں اُس کے کان اُس کی باتوں کی طرف نہ تھے - اُسکا دل یہی چاہتا تھا - کہ اکیلا ہووے - اور ان واقعات پر جو اُس نے دیکھے ہیں غور کرتا رہے - ان دو آدمیوں میں سے جن کی پوشیدہ جائے ملاقات - اُس نے کولوزیم میں بغیر کسی ارادہ یا خواہش کے دیکھی تھی - ایک کو تو وہ بالکل نہیں پہچانتا تھا مگر دوسرے سے وہ ایسا ناآشنا نہ تھا - اور چونکہ اُس کے کپڑوں کے سبب سے جن کا سایہ اُس کے چہرہ پر پڑ رہا تھا - وہ اُس کے خط و خال کو تو نہ پہچان سکا تھا - مگر جب پہلی دفعہ اُس نے اُس کی آواز سُنی تھی - تو اُس نے اُس پر ایسا اثر کیا تھا - اور اُس وقت چونکہ وہ ایک تمسخر کی آواز میں بولا تھا - اُسے فوراً وہی گہری اور بھاری آواز یاد آ گئی جو مانٹی کرسٹو کے جزیرے میں اُس نے پہلے کبھی سُنی تھی - اور چونکہ اب اُس نے پھر کولوزیم کے تاریک مگر شاندار کھنڈرات میں سُنی - اور جوں جوں اُس نے زیادہ سوچا - اُتنا ہی اُس کا زیادہ یقین بڑھتا گیا - کہ وہ آدمی جس نے قبا پہنی تھی - اُسکا وہی پرانا میزبان

سند باد جہازران تھا۔
اگر موقعہ نازک نہ ہوتا۔ تو فرنز
کو ایسے عجیب و غریب شخص کے زیادہ
حال معلوم کرنے کا اشتیاق اُسے
دم نہ لینے دیتا۔ اور شاید اس غرض
سے وہ پہلی ملاقات کو پھر دوبارہ تازہ
کرتا۔ لیکن موقعہ پر چونکہ اُس نے دیکھا
کہ وہ اجنبی کسی دوسرے سے بالکل
پوشیدہ گفتگو کر رہا تھا۔ تو اُس نے
مناسب نہ سمجھا۔ کہ اُس کو ملے۔ کیونکہ
ایسی حالت میں اُسکی ملاقات اجنبی
کو خوش نہیں کر سکتی تھی۔ اسلئے فی
الحال اُس نے اُس کی ملاقات کے
ارادہ کو ترک ہی کیا۔ مگر اس بات
کا اُسے پورا یقین تھا۔ کہ اُس صبر
میں کسی دوسرے موقعہ پر مجھے بڑا
اچھا اجر ملے گا۔ فرنز چاہتا تھا۔ کہ
یہ مضطرب کرنیوالے خیال کسی طرح
سے اُسکا پیچھا چھوڑیں۔ مگر کہاں۔ اور
اُس نے بہتری کوشش کی۔ کہ اُس کی
آنکھوں میں نیند آوے۔ مگر نیند
کہاں۔ اُس کی ساری رات ان تمام
واقعات کے سلسلہ پر غور کرنے میں
گذری۔ جو اُس کے خیال میں ثابت
کرتی تھیں۔ کہ یہ اجنبی وہی مانٹی کرسٹو
کے جزیرے کا رہنے والا ہے۔ اور
جتنا کہ اُس نے اُس مضمون پر سوچا
اتنا ہی اُس کی رائے زیادہ پختہ ہو
گئی۔ آخر کار تکان سے چور ہو کر
صبح کے قریب اُس کی آنکھ لگ
گئی۔ اور اُسے بہت دن چڑھے تک
ہوش نہ آئی۔ البرٹ نے ایک پکے
فرانسیس کی طرح اپنا تمام وقت
شام کی دل لگی کے لئے ساماں کرنے
میں خرچ کیا تھا۔ اُس نے ٹیٹر و
آرجنٹیو سے ایک گاڑی کرایہ پر
منگوائی تھی۔ اور چونکہ فرنز نے
بہت سے خط لکھنے تھے۔ اس لئے
گاڑی سارا دن البرٹ ہی کے پاس
رہی۔ پانچ بجے البرٹ دن بھر کے
کام سے خوش بخوش واپس آیا۔
اسکو دعوتوں اور تماشوں میں آنے
کے واسطے اتنے کارڈ ملے تھے۔ کہ
ان ساری جگہوں پر جا بھی نہ سکتا
تھا۔ اور ان کے علاوہ اُس نے
روم کے تمام عجیب و غریب نظارہ
بھی دیکھے تھے۔ ہاں اُس نے ایک
دن میں اتنا کچھ کر لیا۔ کہ اُس کا
دوسرا متفکر ساتھی ہفتوں میں بھی
نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس بات کی
تحقیق کر آیا۔ کہ اس رات ٹیٹر و
جنیٹو میں کونسا ڈراما ہوتا ہے۔
اور ایکٹر کون کون ہیں۔ ڈرامے
کا نام تو پیرنزینا تھا۔ اور ایکٹرز

کے نام کو سیل موری - الینی - اور لاایک
تھے - جو ان آدمیوں نے اپنے آپ کو
بڑا ہی مبارک نصیب جانا - کیونکہ
ان کو اس بات کا موقعہ ملا - کہ ایک
نہایت ہی لطیف ڈراما دیکھیں گے
کہ جس میں کہ ایکٹر بھی ایسے اعلےٰ مشہور
ومعروف گوئیے ہونگے -

البرٹ کو اٹلی کے تھیٹر کچھ پسند نہ
آتے تھے - مگر تاہم جب کبھی تھیٹر میں
جاتا - اپنی نہایت شاندار اور بھڑکیلی
پوشاک پہن کر جاتا - مگر افسوس
کہ اس کی ساری بناؤ سنگار کی
ذرا بھی قدر نہ کی جاتی - اور شہر
پیرس کا بانکا ہمیشہ اس دردآمیز
خیال میں مبتلا رہتا - کہ اس نے
ساری اٹلی طے کر چھوڑی ہے - مگر
اسے معشوق نہیں ملا - البرٹ اپنے
زمانہ کے نہایت ہی وجیہ اور بانکے
جوانوں میں سے تھا - کیا اپنی نظر میں
اور کیا دوسروں کی نظر میں بڑا ہی
حسین اور محبوب تھا - اور اسے کامل
یقین تھا - کہ اگر وہ اٹلی میں قدم رکھے
تو سب کچھ آسکتا ہے - اور جب وہ
اپنے ملک کو واپس آئیگا - تو اپنی محبت
کی داستان سے اپنے ملک والوں کو
خبر کر دیگا - مگر اس کی امیدیں سب
غلط نکلیں - کسی نے اس کی طرف
آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا - اور اس کی
ذرا بھی پرواہ نہ کی - جس سے اس کے
دل پر سخت صدمہ پہنچا - اور دکھ اور
درد نے اس کے سینے کو چاک کر دیا -
فلارنس اور نیپلز کی خوبصورت عورتیں
گو اپنے اپنے خاوندوں کی وفادار بیبیاں
نہ تھیں - مگر اپنے عاشقوں کی تو دلدادہ
تھیں - اور ان میں سے کسی نے بھی
البرٹ کے شاندار لباس کی طرف توجہ
نہ کی - اور کامل یقین اسکو ہوگیا - کہ
اٹلی کی عورتیں اپنی بیوفائی میں تو ضرور
وفادار ہیں - تاہم اس کو یہ امید
تسکین دیتی تھی - کہ کلیۃً قاعدوں میں
بھی مستثنیات ہوا کرتی ہیں - اور
کوئی نہ کوئی تو ایسی ہوگی - جو اس
کی طرف رخ کرے گی -

البرٹ ایک وجیہ اور خوبصورت آدمی
ہونے کے علاوہ ایک لائق اور ہنر
مند آدمی تھا - علاوہ ازیں اسے کچھ
مدت پہلے نوابی کا خطاب بھی ملا تھا
مگر ان سب سے بڑھکر ایک اور
بات یہ تھی - کہ اس کو بیس ہزار روپیہ
سالانہ کی آمد تھی - جس سے وہ پیرس
میں ایک بڑا مشہور و معروف آدمی
ہوگیا - گو اسے اس بات کا بڑا
قلق تھا - کہ اس کی طرف ابھی تک
کسی نے دھیان نہیں کیا - مگر اسے

پوری امید تھی۔ کہ کارنیوال میں اِس
کمی کی کسر نکل جاوے گی۔ کیونکہ اُسے
پورا یقین تھا۔ کہ اِس میں بڑے بڑے
دانا اور پرہیزگار بھی اپنی پرہیزگاری
کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور
بیحیائی کا جامہ پہنکر زمانہ کی بیجا آزادی
اور بے حیائی میں پورا حصہ لیتے ہیں۔
کارنیوال دوسرے روز شروع ہونے
والا تھا۔ اِس لئے البرٹ نے اپنی
امیدوں اور خواہشوںکا سارا پروگرام
مکمل کیا۔ اسی ارادہ پر اُس نے تھیٹر
کے ایک ایسے حصہ پر اپنی جگہ پسند کی۔
جو ہر چہار طرف سے نظر آتا تھا۔ اور اپنے
آپکو پرلے درجے پر خوبصورت بنانے
میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور
نہایت ہی شاندار اور قیمتی لباس
زیب بدن کیا۔ البرٹ کی جائے نشست
پہلے حلقہ میں تھی۔ اور اگرچہ پہلے تین
حلقہ عموماً امیرانہ خیال کئے جاتے ہیں۔
اور اسی سبب سے یہ امرا کی جائے
نشست کہلاتی ہے۔ تاہم فرانسیسی
تھیٹروں کی نسبت بہت ہی کم کرایہ
دینا پڑا۔ البرٹ کی جائے نشست
ساتھ ہی اس کے اتنی وسیع اور
کھلی تھی۔ کہ اُس میں بارہ آدمی
کے قریب بیٹھ سکتے تھے۔
اِس جائے نشست کے پسند
کرنے میں البرٹ کا ایک اور بھی
منشا تھا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ ایسی
جگہ بیٹھنے سے جہاں ہر طرف نظر
پڑ سکتی ہے۔ کسی مہوشش آدمی عورت
کی نظر ضرور پڑے گی۔ اور اسطرح
شاید کسی ایسے شخص سے اِس کی ملاقات
ہو جاوے گی۔ جس کے ذریعہ سے اُسے
کسی ایسی جگہ بیٹھنا مل جاوے۔ جہاں
سے وہ کارنیوال کا پورا پورا نظارہ
کر سکے۔ بنابریں اُس نے تماشاگاہ
کے تمام کار و بار سے اپنی توجہ دور
کر لی۔ اور اپنی نشست گاہ سے
جھک کر ہر ایک خوبصورت عورت کی
خوبصورتی کو غور سے دیکھنے لگا۔ اور اُس
میں اُسکا یہ منشا تھا۔ کہ شاید دوسرے بھی
ویسی ہی توجہ سے اُسکی طرف دیکھینگے مگر
افسوس کہ اُسکی یہ خواہش پوری نہ ہوئی
اور کسی نے اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ
دیکھا۔ اور اب یہ بات صاف طور سے عیاں
ہو گئی۔ کہ وہ خوبصورت مخلوقات جن کے
دلوں میں وہ گھر کرنا چاہتا تھا اپنی محبوبوں
اور اپنے خیالوں میں ایسے محو ہو رہی ہیں۔ کہ
اُنہیں فرصت نہیں ملتی تھی۔ کہ اُسکی
طرف بھی توجہ کریں۔ بات یہ تھی۔ کہ کارنیوال
کی آنیوالی خوشیوں اور ہفتہ مبارک کی
عیش و عشرت کے خیالوں نے ہر ایک دل کو
اپنا محو کر رکھا تھا۔ کہ وہ تماشاگاہ کے

کاروبار کیطرف بھی دھیان نہیں لگاتے تھے۔ اکثر باہر جاتے اور اندر آتے تھے مگر انکی طرف کوئی توجہ بھی نہیں کرتا تھا بعض خاص موقعوں پر حاضرین اپنی گفتگو بند بھی کر دیتے اور اپنے خیالات محبت سے ہوش میں آتے تھے۔ مگر یہ اس وقت ہوتا۔ جب کہ ان کے کان پر موریجی وینو کے نہایت لطیف سرُوں کی آواز پڑتی۔ یا اسوقت جبکہ لا بیک کی لیاقتوں پر شاباش کا نعرہ بلند ہوتا۔ لیکن یہ چند لحظوں کی توجہ جلدی ختم ہو جاتی۔ اور وہ پھر نہایت ہی جلدی اپنی پہلی حالت میں جا پڑتے پہلے ایکٹ کے ختم ہونے پر ایک جائے نشست کا دروازہ جو ابھی تک خالی پڑا تھا کھلا۔ ایک بیگم صاحبہ اس میں داخل ہوئیں۔ جس سے کہ فرنز کی پیرس میں کبھی ملاقات ہوئی تھی۔ اور اسے گمان تھا۔ کہ شاید وہ پیرس میں ہی ہو گی۔ البرٹ کی تیز آنکھ فرنز پر پڑی۔ اور اس نے معلوم کیا۔ کہ اس بیگم کے داخل ہونے پر فرنز نے ایک بے اختیارانہ حرکت کی ہے۔ اس پر اپنا سر اس کی طرف پھیر کر اس نے اس سے سوال کیا کیا۔ تم اس عورت کو جانتے ہو۔ جو ابھی نشست گاہ میں داخل ہوئی ہے"

ہاں تم اس کی بابت کیا خیال کرتے ہو۔

اوہ۔ کیا ہی خوبصورت ہے۔ کیا ہی اچھا رنگ ہے۔ آہ کیسے شاندار بال ہیں۔ کیا وہ فرانسیسی ہے"

نہیں وہ وینس کی رہنے والی ہے اور اُس کا نام بیگم .....

البرٹ۔ میں اس کا نام جانتا ہوں سُنا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسی ہی چالاک اور دانا بھی ہے جیسی کہ وہ خوبصورت ہے۔ جبکہ میڈم ولفورٹ کے بال میں میں نے اُسے دیکھا۔ تو ایک شخص میری اس سے ملاقات کرانے لگا تھا۔

فرنز۔ کیا میں آپ کو آپ کی غفلت کا جبر کسر کرنے کے لئے مدد دوں"

البرٹ۔ اچھا کیا آپ اس سے اتنا تعارف رکھتے ہیں۔ کہ مجھے اس کی نشست گاہ کی طرف لے جاویں

فرنز۔ مجھے اس کی ملاقات کا شرف تو اپنی تمام زندگی میں تین چار موقعہ پر ہی ہوا ہے۔ لیکن اس ملاقات کے بھروسہ پر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں آپ کے ساتھ اُس کا تعارف کرا سکتا ہوں۔

اِس اثناء میں بیگم کی نظر فرنز پر پڑی اور اس نے بڑی ادا سے اپنا ہاتھ ہلا کر اُسے سلام کیا جس کا اس نے اپنے سر کو بڑے ادب سے ہلا کر جواب دیا۔

البرٹ۔ واہ آپ تو خوبصورت بیگم کے اچھے آشنا ہیں۔

فرنز سنجیدگی سے "آپ ایسا خیال کرنے میں سراسر غلط ہیں۔ آپ اٹلی اور ہسپانیہ کے دستور کا پیرس کے خیالات سے موازنہ کرتے ہیں آپ یقین کریں کہ اس بات سے زیادہ کوئی بات غلط نہیں کہ اس جگہ دو شخصوں کی دوستی کا اٹلی کے ظاہری سلام اور طرز ملاقات سے اندازہ کیا جائے میرا اور بیگم کا معاملہ بھی ایسا ہی سمجھ لو۔ ہاں اس وقت بیگم کے اور میرے خیالات قریباً ایک سے ہیں

البرٹ۔ کیا سچ ہے۔ مہربانی کر کے بتلاؤ کہ آیا کہ خیالات کا [illegible] سے ہے۔ یا کسی اور سبب سے۔

فرنز۔ سنجیدگی سے۔ نہیں صرف مذاق کا اتحاد ہے۔

"یہ۔ مذاقوں کا اتحاد کس طرح سے ظاہر ہوا ہے"

بیگم" کے کولوزیم کی سیر کو جانے سے"

کیا" آپ اس کے ساتھ تھے"

ہاں" میں تھا"

اور" آپ نے اسے کیا کہا"

"وہ ہم ان مشہور گذرے ہوئے لوگوں کی بابت گفتگو کرتے رہے۔ جن کے شان و شوکت کو وہ شاندار کھنڈرات یاد دلا رہے ہیں"

"واہ آپ بھی تو بڑے دل بہلانے والے ساتھی ہوں گے۔ ایک خوبصورت عورت کے ساتھ آپ کولوزیم جیسی جگہ گئے۔ اور آپ کو گفتگو کے واسطے سوا مردوں کے کوئی مضمون نہ سوجھا۔ اگر کوئی ایسا موقعہ مجھے ہاتھ آجاوے تو میں تو زندوں کی بابت گفتگو کروں"

"مگر آپ کی یہ گفتگو اس جگہ موزوں نہ ہو گی"

البرٹ فرنز کی [illegible]

[illegible] کی فکر کرو۔ کیا آپ بھول گئے [illegible] آپ نے اقرار کیا تھا۔ کہ اس [illegible] بیگم سے میری ملاقات کرا دینگے"

"کیوں۔ نہیں ذرا پردہ کو اٹھنے دو"

"اوہ اس پہلے ایکٹ [illegible] گھبرا دینے والا ہے۔ مجھے جان کی قسم ہے میں یقین کرتا ہوں۔ کہ یہ کبھی [illegible] ہو گا"

"خیر وہ صرف اس آخری [illegible] کو ہی سنیں گے"

آہا کو سیلی اپنا کیا ہی اچھا پارٹ گا رہا ہے"

لیکن وہ بڑا بھدا اور بیڈول سا شخص ہے۔"

"بھلا لاسپک کی بابت تم کیا خیال کرتے ہو۔ کیا آپ نے کبھی ایسا کامل ایکٹر دیکھا ہے۔ کم سے کم سوائے انہیں کی طرز ادا اور کی تو تعریف کرو مجھے ہرگز یہ گمان نہ تھا۔ کہ ایسا تاریک اور بھدی شکل کا آدمی ایسی خوش الحانی سے گا سکتا ہے۔"

فرنز نے البرٹ کی طرف جو اپنی عینک ہر ایک نشست گاہ کی طرف لگاتا تھا سر پھیر کر کہا۔ دوست مجھے یقین ہے کہ آپ کسی کو پسند نہیں کریں گے۔ حقیقت میں آپ کا اندازہ کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ آخرکار پردہ گرا جس سے البرٹ نہایت ہی خوش ہوا۔ اس نے اپنی ٹوپی لی اپنی انگلیاں اپنے بالوں میں پھیریں۔ اور اپنے کپڑوں کو درست کرکے فرنز کو کہا کہ مجھے رستہ دکھاؤ۔

فرنز نے اپنے چہرہ کی طرز سے بیگم کو کئی سوال کئے بیگم ان کے جواب میں مشفقانہ انداز سے مسکرائی جس سے فرنز نے یہہ نتیجہ نکالا۔ کہ اگر میں جاؤں تو بیگم میرا خوشی سے استقبال کرے گی۔ اس لئے فرنز نے نہ چاہا کہ البرٹ کو زیادہ بے تابی میں رکھے اور وہ اس کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ رستہ میں البرٹ نے اپنے کوٹ اور کالر کو خوب ٹھیک ٹھاک کر لیا۔ جب وہ بیگم کی نشست گاہ پر پہونچے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ فوراً کھولا گیا۔ اور جوان مرد نے جو بیگم کے پاس اس کی نشست گاہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اپنی جگہ اٹلی کے دستور کے مطابق اجنبیوں کے واسطے خالی کر دی فرنز بیگم کی طرف مخاطب ہو کر یہہ صاحب جنکا نام نامی البرٹ ہے۔ کیا بلحاظ اپنی سوشل حالت کے اور کیا بلحاظ اپنی غیر معمولی لیاقتوں کے اپنے زمانہ کے ایک ممتاز [illegible] اور پیرس کی ان جماعتوں میں جن میں یہہ رہتے ہیں۔ کمال کا ایک چیتا خیال کئے جاتے ہیں۔ ان کو نواب کا خطاب بھی عطا ہوا ہے۔ ان کو اس بات کا سخت رنج ہے۔ کہ آپ کے پیرس کے قیام میں ان کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوا۔ اور اب یہہ اس بات کی تلافی کرنی چاہتے ہیں۔ اور اس غرض سے انہوں نے مجھے فرمایا تھا۔ کہ میں ان کو آپ کی جائے نشست پر لاؤں۔ امید کہ آپ میری اس جرأت کو کہ میں نے ان سے آپ کی ملاقات کرائی ہے۔ معاف فرماویں گی۔

بیگم نے جواب میں بڑے انداز

سے اپنا سر جھکایا اور دوستانہ شفقت سے اپنا ہاتھ فرنز کی طرف بڑھایا اور البرٹ نے اپنی نزدیک والی خالی جگہ پر بیٹھنے کی التجا کی۔ اور فرنز کو کہا۔ کہ اگر آپ نقل دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ اس دوسری جگہ پر تشریف رکھیں۔

البرٹ بڑی ہی جلدی سے پیرس اور پیرس کے معاملات پر گفتگو کرنے میں محو ہو گیا۔ اور ان دو شخصوں کا ذکر چھیڑ دیا جن کو وہ اور بیگم دونوں خوب جانتے تھے۔ فرنز نے تاڑ لیا کہ البرٹ کو اس کا مونہہ مانگا مطلب حاصل ہو گیا ہے۔ اس نے نہ چاہا۔ کہ اس کی اس خوشی میں دست اندازی کرے۔ تب اس نے البرٹ کی عینک اٹھائی اور حاضرین کو دیکھنے لگا تو پہلا قطار میں مقابل کی نشست گاہ پر ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکی یونانی لباس پہنے اکیلی بیٹھی تھی۔ اور چونکہ اس نے اپنا لباس بڑی بے تکلفی سے پہنا ہوا تھا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس کا قومی لباس ہے۔

اس کے پیچھے کچھ دور ایک مرد کی صورت معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اس کے خط و خال کو پہچاننا قریب نا ممکن تھا۔

فرنز۔ بیگم اور البرٹ کی دلچسپ گفتگو کے رشتہ کو توڑ کر بیگم سے پوچھنے لگا۔ آپ جانتی ہیں کہ وہ خوبصورت نوجوان جو سامنے بیٹھی ہے کون ہے وہ ایسی خوبصورت ہے کہ آپ جیسے اور کیا عورت اس پر نظر ڈالنے سے نہیں رہ سکتے۔

بیگم۔ میں تو صرف اتنا ہی جانتی ہوں کہ وہ اس موسم کے شروع ہی سے روم میں ہے کیونکہ میں نے اس کو تھیٹر کے کھلنے کی پہلی رات کو بھی اسی جگہ دیکھا تھا۔ اور اس رات سے اس نے ایک بھی ناغہ نہیں کیا بعض روز اس کے ساتھ وہ آدمی ہوتا ہے جس کی ہمراہ وہ اب ہے اور بعض اوقات صرف ایک حبشی غلام صرف آپ کی اس کی شکل و شباہت کی بابت کیا رائے ہے۔

بیگم۔ میں تو اسکو نہایت ہی خوبصورت خیال کرتی ہوں۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ وہ میڈونا سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ فرنز اور بیگم ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔ اور تب بیگم نے البرٹ کے ساتھ اپنی گفتگو شروع کر دی۔

نقل کا پردہ اٹھا۔ اس نقل کو ... نے تیار کیا جو اپنے فن کے واسطے اٹلی بھر میں مشہور و معروف

تھا۔ اور اس میں عجیب و غریب تماشے دکھائے گئے تھے۔ مگر فرنز نے اُس کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ وہ اِس یونانی لڑکی پر محو ہو رہا تھا جس نے پہلے سے اِس کی آنکھیں اپنی خوبصورتی اور حسن دکھا کر اپنی طرف کھینچ لی تھیں۔ خوبصورت یونانی ہمہ تن شوق اور طرب ہو کر کھیل کے دیکھنے میں محو تھی مگر اِس کا سبب تھی باوجود نقاروں اور طنبوروں کی آواز اور باجے کی شور کے اِس تمام تماشے کی طرف نظر بھر کبھی دیکھنا معلوم نہ ہوتا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ میٹھی نیند سویا ہوا ہے۔ اور خوشی کی خوابیں دیکھ رہا ہے۔ نقل آخر کار ختم ہو گئی۔ پردہ گرنے پر تماشائیوں نے جوش اور خروش بھری لہجے میں آفرین اور شاباش کا نعرہ مارنا شروع کیا۔

تماشے کے ایکٹوں کے درمیان ایک نقل کا ہو جانا بڑی اچھی تجویز تھی اس تھوڑے عرصہ میں گویّے کچھ آرام بھی کر لیتے تھے۔ اور اور ضرورت کے مطابق اپنے لباس وغیرہ تبدیل کر لیتے تھے ناچنے والوں کو بھی موقعہ مل جاتا تھا کہ اپنے قدم درست کر لیں۔

دوسرا ایکٹ شروع ہوا۔ اور گانے والوں کے سردار کی انگلی ستار پر پڑی فرنز کیا دیکھتا ہے کہ وہ سونیوالا اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور یونانی لڑکی کی طرف آہستہ سے بڑھا۔ لڑکی نے پیچھے مڑ کر اُس کو چند لفظ کہے۔ اور پھر تکیہ لگا کر پہلی طرح کھیل دیکھنے میں محو ہو گئی۔ اِس شخص کی شکل ابھی تک تاریکی میں تھی۔ اور اگرچہ فرنز نے بہتیری کوشش کی کہ اُس کے خط و خال کو پہچانے مگر یہہ نہ ہو سکا۔

بہتیرے پڑھنے والوں میں سے سب لوگ کو معلوم ہے کہ پیری سینا کا دوسرا ایکٹ اس قدر عمدہ اور موثر کھانی سے شروع ہوا ہے جس میں ماسینا نیند کی حالت میں اوگو کے لئے اپنا عشق اندر و پر کھول دیتا ہے مظلوم خاوند پہلے تو حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ جب تک کہ اُسے کامل یقین نہیں ہو جاتا تب غیظ و غضب کے جوش میں آ کر وہ اپنی مجرم عورت کو جگاتا ہے۔ اور اُس سے یہہ کہہ کر کہ تیرا بھید مجھہ پر ظاہر ہو گیا ہے۔ اُسے بدلا لینے کی دھمکی دیتا ہے۔ یہہ کہانی ڈولتی ڈیٹی کے فن کا بڑا بھاری نشان اور ثبوت ہے۔ فرنز اب اِسے تیسری بار سننے لگا۔ تاہم اُس کا مضمون جس میں خاوند اور عورت دونوں اپنے دکھوں کو ظاہر

کرتے ہیں ایسا پر درد اور خوف بھرا تھا اور ایسی موثر آواز میں گا یا جا رہا تھا۔ کہ اِس سے فرنز کا سارا بدن تھرا اُٹھا۔ شاباش اور آفرین کی صدا بلند ہوئی اور فرنز اپنی اصلی سنجیدگی سے قدم باہر رکھ کر اِس پرجوش نعرہ میں حصّہ لینے کو تھا۔ کہ فوراً اُس کی حالت بدل گئی۔ اُس کی آواز ہونٹوں سے باہر نکل گئی۔ اور اس کے ہاتھ اُس کے پہلوؤں پر گر پڑے۔ اور اُس کی حزین آواز آدھی نکل کر رک گئی۔ اِس کا سبب یہہ تہا۔ کہ یونانی جس کو ابھی تک اُس نے نہیں پہچانا تہا۔ عام جوش سے اور خوشی میں شامل نہ ہونے کے لئے اپنی جگہ سے بڑھا اور آگے نکل آیا۔ اور جب اُس کا چہرہ صاف نمودار ہوا۔ تو فرنز کو اُس کے پہچاننے میں کوئی مشکل نہ رہی۔ اور اُسے معلوم ہوا کہ وہ وہی مانٹی کرسٹو کا نامعلوم آدمی ہے۔ جس کو اُس نے کل کو لوزیم کی کھنڈرات میں دیکھا تہا اور جس کی آواز کو خوب پہچانتا تھا۔ اب اُس کے سارے شکوک رفع ہو گئے اور اُسے یقین ہو گیا۔ کہ اس کا میزبان روم میں رہتا ہے۔ فرنز کی حیرانی اور بے تابی اُس کے چہرے پر ظاہر تھی جس پر بیگم نے اُس کی طرف دیکھا اور بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسی اور اُس سے اسکا مضطرب ہونیکا سبب پوچھا۔

فرنز۔ نے اس کی تمسخر کی پرواہ نہ کی اور کہا۔ میڈیم لا کوئیٹس (بیگم کا نام) تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ میں نے آپ سے اس البانی لیڈی کی بابت پوچھا تھا۔ اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس کے خاوند کا کچھہ حال سنا دیں۔

بیگم۔ میں اس بات سے ایسی ہی ناواقف ہوں۔ جیسے کہ آپ۔

فرنز۔ کیا آپ نے کبھی اُسکو غور سے نہیں دیکھا۔

بیگم۔ یہ پورا فرانسیسی قسم کا سوال ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ ہم اٹلی کے باشندے اپنی آنکھیں اُسی شخص کے واسطے رکھتے ہیں۔ جن سے ہماری محبت ہے۔

فرنز۔ سچ ہے۔

بیگم۔ (اپنی عینک اُٹھا کر) اور اُس شخص کی نشست گاہ کی طرف دیکھکر میں تو اس شخص کی بابت صرف اِتنا جانتی ہوں۔ کہ وہ ابھی قبر سے کھودا گیا ہے۔ وہ تو مردہ ہے۔ جسکو کسی مہربان قبر کن نے اجازت دی ہے۔ کہ پھر کچھہ مدت اِس دنیا کو دیکھ لے۔ اِس کے چہرے پر کیسی مُردنی چھائی ہوئی ہے۔

فرنز۔ اسکا رنگ ہمیشہ سے ایسا

ہی مردود لگا سا ہے۔ بیگم۔ اضطراب میں۔ تو پھر تم اُسے جانتے ہو۔ اوہ مہربانی کر کے جلدی بتلاویں۔ کہ وہ کون ہے۔ کیا وہ کوئی جن ہے یا کوئی مردہ ہے۔ جو پھر قبر سے نکل آیا ہے۔

فرنز۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں نے اُسے کبھی پہلے بھی دیکھا ہے۔ اوہ شاید وہ بھی مجھے پہچانتا ہے۔

بیگم کانپ کر۔ میں تو یقین کرتی ہوں۔ کہ جنہوں نے اُسے ایک دفعہ دیکھ لیا ہے۔ وہ اُسے کبھی نہیں بھولیں گے۔

اس شخص کی وحشت فرنز تک ہی محدود نہ رہی۔ بلکہ بیگم نے بھی جو بالکل اچھی تھی۔ اُس کو محسوس کیا

فرنز۔ اچھا تو آپ ہمارے مقابل کے ہمسایہ کی نسبت کیا خیال کرتے ہیں

بیگم۔ میرا تو یہ خیال ہی۔ کہ خود لارڈ رتھون پھر زندوں کی صورت میں ظاہر ہو کر آ گیا ہے۔

فرنز اس بات سے مسکرایا۔ اور اُس نے کہا۔ کہ اگر جن بھی کوئی ہستی رکھتے ہیں۔ تو یقیناً یہ شخص جن ہے۔ اس پر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور بولا۔ کہ میں اس شخص کا پورا پورا حال معلوم کر لونگا۔

بیگم۔ نہ نہ آپکو نہ چاہیئے۔ کہ آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں تو بھروسہ کرتی ہوں کہ آپ مجھے حفاظت کے ساتھ گھر پہونچا دینگے۔ یاد رکھیں۔ کہ میں آپ کو جانے نہ دونگی۔

فرنز۔ کیا یہ ممکن ہی۔ کہ آپکو بھی ڈر لگتا ہے

بیگم۔ میں آپکو بتلاؤنگی۔ میں نے جنات کی بابت بہت کچھ سنا ہے۔ اور جو کچھ میں نے سنا ہے۔ اُس کی اس سامنے والے شخص کے ساتھ کلی مطابقت ہے۔ میں جو کچھ امید کیا کرتی تھی۔ اُسکا وہ شخص پورا خاکہ ہے۔ وہی کوئلے سے سیاہ بال ہیں۔ وہی چمکتی بڑی بڑی آنکھیں جن میں کہ ایک وحشیانہ دوزخی آگ جلتی ہے۔ اور وہی پژمردگی اس بات کی طرف غور کرو۔ کہ عورت جو اس کے ساتھ ہے۔ وہ بھی اپنی ساری جنس سے کچھ مختلف ہی۔ وہ کوئی مسافر ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا۔ کہ وہ کہاں سے ہی۔ اور کون ہے۔ یقیناً وہ بھی اسی کی قسم سے ہے۔ اور جادو میں مشق رکھتی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ آپ آج رات تو اُس کے پاس نہ جاویں۔ ہاں کل آپ مالک ہیں جس طرح چاہیں اسکی تحقیق کریں۔ اس غرض سے آپکو آج رات اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں۔

فرنز - کئی سبب ہیں جن سے میں مجبور ہوں - کہ میں اُس کام کو آج ہی کر لوں اس لئے آپ معاف فرماویں - اور مجھے اجازت دیں -

بیگم - میری بات سُنیں - اور ایسے سرخود نہ بنیں - میں گھر جاتی ہوں - میرے گھر مہمان آئے ہیں - اور میں تماشے کے اختتام تک یہاں نہیں ٹھیر سکتی - اور میں یقین نہیں کر سکتی کہ آپ سے عشقبازی اور بہادری کا پارہ ایسا ہی اُڑ گیا ہے - کہ آپ ایک لیڈی کو جو خود اس بات کی درخواست کرتی ہے کہ آپ اُسے گھر چھوڑ آویں - صاف جواب دیتے ہیں -

فرنز کو کوئی چارہ نہ تھا - سوائے اس بات کے کہ اپنی ٹوپی اُٹھا کر [illegible] کھولے - اور بیگم کو اپنا ہاتھ دے - بیگم کی صورت وحشت سے صاف عیاں تھا کہ اُسکی ہیبت بناوٹی نہیں ہے - اور فرنز کے دل پر بھی ایک قسم کی غیر معمولی وحشت طاری ہو گئی - کیونکہ اُسکو تمام پچھلی باتیں یاد آ گئیں - جو اُس نے اس اجنبی کی بابت دیکھی تھیں - بیگم کا خوف اِس طرح سے اُٹھا - کہ اُس نے جنات کی کہانیاں سنی ہوئی تھیں - جن پر اُسکو پورا یقین تھا - اور اب ایسی عجیب اور خوفناک شکل کے دیکھنے سے اس کے یقین کو اور بھی تقویت ہو گئی - اور جب فرنز نے اُسکو گاڑی میں چڑھایا تو اُس کو اُسکا بازو کانپتا ہوا معلوم ہوا ہوٹل میں پہونچنے پر فرنز نے معلوم کیا - کہ بیگم نے مہمانوں کا صرف بہانہ کیا تھا - برخلاف اس کے اسکے وقت سے پہلے آنے نے ہوٹل والونکو سخت متحیر کیا -

فرنز - افسوس کہ آپ نے مہمانوں کا صرف بہانہ کیا - اور مجھے دہوکا دیا "

بیگم - معاف فرماوینگے - بات یہ ہے - کہ اس خوفناک آدمی کے دیکھنے سے میرے دل پر ایسی وحشت طاری ہوئی تھی - میرا جی چاہتا تھا - کہ کہیں اکیلی ہو جاؤں - اور اپنے مضطرب دلکو تسکین دوں "

فرنز نے مُسکرانے کی کوشش کی -

بیگم - آپکا دل ہنسنے کو چاہتا نہیں - تو پھر آپ کیوں ہنستے ہیں - یقیناً یہ تبسم دل سے نہیں ہے - خیر ایک بات کا مجھ سے اقرار کرو -

فرنز - وہ کیا ہے -

بیگم - آپ اقرار کریئے -

فرنز - میں آپ کو خوش کرنے کے لئے سب کچھ کرونگا - مگر اس شخص کا حال معلوم کرنے کے ارادہ کو میں نہیں توڑ سکتا - میرے پاس کئی ایسی وجوہات ہیں - یعنی میں اس بات کے معلوم کرنے پر مجبور ہوں - کہ وہ کون ہے - کہاں سے آیا ہے - اور کس جگہ جاتا ہے

بیگم ۔ اس بات سے تو میں بالکل
ناواقف ہوں ۔ کہ وہ کہاں سے
آیا ہے ۔ مگر اس بات کا میں آپ کو
یقین دلا سکتی ہوں ۔ کہ وہ جنوب
کی طرف کا رہنے والا ہے ۔ اور اس
بات میں ذرا بھی شک نہیں ہے
فرنز ۔ اچھا آپ مجھ سے اقرار کیا
لینا چاہتی ہیں ۔
بیگم ۔ اچھا تو آپ اقرار کریں ۔ کہ آپ
فوراً اپنے ہوٹل کی طرف واپس چلے جائیں
گے ۔ اور آج رات اس شخص کا پیچھا
نہ کریں گے ۔ کل آپ جیسے چاہیں اس
کی بابت دریافت کریں ۔ مگر خدا
کے لئے آج اُسے میرے پاس نہ لاویں
وحشت کے مارے مر جاؤنگی ۔ اچھا
اب سلام اپنے کمرہ کو جاؤ ۔ اور نیند
میں اس تمام شام کے واقعات کو
بدل دو ۔ اور میں ! میری آنکھوں
میں ہرگز نیند نہیں آئیگی ۔
یہ کہکر بیگم تو چلی گئی ۔ اور فرنز
اس بات کو کچھ بھی معلوم نہیں کر
سکتا تھا ۔ کہ آیا وہ اپنا دل بہلانے
کے واسطے اس کے ساتھ تمسخر
کر رہی ہے ۔ یا اُس کا ڈر اور
اضطراب حقیقی ہے ۔
جب فرنز اپنے ہوٹل میں
واپس آیا ۔ تو اُس نے البرٹ
کو دیکھا ۔ کہ اُس نے سلیپر اور سوتے
کے کپڑے پہنے ہیں ۔ اور ایک پلنگ پر
لیٹا چرٹ پی رہا ہے ۔
البرٹ ۔ (کودکر) آہا ۔ کیا آپ ہی
ہیں ۔ مجھے تو اُمید نہیں تھی ۔ کہ آپ
آج ہی واپس آجاوینگے ۔
فرنز ۔ میرے پیارے البرٹ میں آپکو
اس وقت یقینی اور قطعی طور پر بتلا
دیتا ہوں ۔ کہ اٹلی کی عورتوں کی نسبت
آپ کے خیالات بالکل غلط ہیں ۔
میرا تو یہ خیال تھا ۔ کہ معاملات محبت
میں آپ کی باربار کی ناکامیوں نے شاید
اس وقت تک آپ کو تجربہ کا کوئی
سبق دیا ہوگا ۔
البرٹ ۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے ۔ کہ
شیطان بھی ان عورتوں کے دل کے
حالات ٹھیک نہیں جان سکتا ۔ یہ
کچھ عجیب عورتیں ہیں ۔ وہ تمہیں اپنا
ہاتھ دیتی ہیں ۔ تمہارا ہاتھ لیکر اپنے سینے
سے دباتی ہیں ۔ وہ تمہارے ساتھ
کانوں میں گفتگو کرتی ہیں ۔ اور تمہیں اجازت
دیتی ہیں ۔ کہ تم ان کے ساتھ ان
کے گھر چلو ۔ اور کیا کچھ نہیں کرتیں ۔ اجی اگر
پیرس کی کوئی عورت ایسی کھلی بیہودگیوں
میں کچھ بھی حصہ لے ۔ تو اُس کی شہرت
پر ہمیشہ کے لئے بٹہ لگ
جاوے ۔

فرنز - اور اس بات کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہ عورتیں اپنے اقوال اور اپنے افعال کو ذرا بھی بناوٹ میں نہیں رکھتیں - صاف یہ ہے - کہ وہ پبلک میں رہتی بستی ہیں - اور ان کو کوئی چھپانی نہیں پڑتی - علاوہ ازیں آپ نے یہہ بھی دیکھا ہوگا - کہ بیگم حقیقتاً ڈر گئی تھی -

البرٹ - کیا وہ اِس شریف جنٹلمین کے دیکھنے سے ڈر گئی تھی - جو کہ ہمارے مقابل کی نشست گاہ میں یونانی لڑکی کے ساتھ بیٹھا تھا خوب -

تماشا کے ختم ہونے پر میں اُن کو تھیٹر کی ڈیوڑھی میں ملا - اور میں نہیں سمجھتا - کہ تم نے کس طرح قیاس کر لیا - کہ وہ دوسرے جہان کا باشندہ ہے - آپ یقین کریں - کہ آپ کا وہ جن ایک خوشنما آدمی ہے جس نے عمدہ کپڑے پہنے ہیں - میں یقین کرتا ہوں کہ اُس کی پوشاک پیرس کے ایک اوّل درجہ کے درزی نے تیار کی ہوگی اور وہ بڑا زرد رنگ بھی تھا لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ چہرے کی زردی امیری اور شرافت کا بڑا نشان سمجھی جاتی ہے

فرنز - مسکرایا - کیونکہ اُسے یاد تھا کہ البرٹ بھی اپنے چہرہ کے بالکل زرد ہونے پر بڑا فخر کیا کرتا ہے -

فرنز - اس سے میرے خیال کی تصدیق ہوتی ہے - کہ بیگم کے شکوک بالکل بے بنیاد اور عقل کے خلاف تھے - کیا آپ نے اُس کے مُنہ سے کوئی بات بھی سنی -

البرٹ - ہاں میں نے اُس کی باتیں سُنیں - لیکن وہ رومی زبان میں بولتے تھے - اور اِس بات کا بھی پتہ چلا - کہ اُس کی گفتگو میں بہت سے یونانی لفظ تھے - شاید میں نے آپ کو کبھی بتلایا ہوگا - کہ جب میں سکول میں پڑھا کرتا تھا - تو یونانی میں مجھے خاص مہارت تھی -

فرنز - وہ رومی زبان بولتے تھے -

البرٹ - ہاں -

فرنز - بس اب یقین ہوگیا ہے بس اب کوئی شک نہیں رہا -

البرٹ - آپ نے کیا کہا ہے -

فرنز - کچھ نہیں - بتلائیں تو کہ جب میں آیا تو آپ کیا سوچ رہے تھے

البرٹ - میں آپ کے لئے ایک حیران کرنیوالی بات سوچ رہا تھا -

فرنز - خوب وہ کس طرح کی ہے -

البرٹ - آپ جانتے ہیں - کہ گاڑی ملنی تو بالکل محال ہے -

فرنز - یقیناً اور میں یہہ بھی جانتا ہوں کہ ہم نے بہتیری کوشش کی ہے کہ گاڑی

مِل سکے۔ مگر وہ نہیں مِل سکتی۔
البرٹ۔ اب اِس مشکل کے وقت میں مجھے ایک نہایت عمدہ بات سوجھی ہے۔
فونز نے البرٹ کی طرف اِس طرز سے دیکھا کہ گویا اُس کی قوت مجوزہ پر ذرا بھی اعتبار نہیں ہے۔
البرٹ۔ فونز یہہ نظریں جو آپ میری طرف ڈالتے ہیں۔ ان کا آپ کو جواب دینا ہوگا۔
فونز۔ مین آپ کو یقین دلاتا ہون۔ کہ میں جنٹلمینوں کی طرح آپ کی بات مان جاؤنگا۔ اگر وہ ایسی دانائی کی ہو جیسے کہ آپ کہتے ہیں۔
البرٹ۔ اچھا تو میری طرف خیال کریں
فونز۔ میں سنتا ہوں۔
البرٹ۔ اس بات سے آپ کو اتفاق ہے کہ گاڑی ملنی محال ہے۔
فونز۔ ہاں میں متفق ہوں۔
البرٹ۔ اور آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ ہم کو گھوڑے بھی نہیں ملسکتے۔
فونز۔ ہاں ہمنے بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے مگر کوئی نہیں دستیاب ہوسکتا۔
البرٹ۔ اچھا تو آپ چھکڑے کی بابت کیا کہتے ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ تو ضرور ہی میسر ہو سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی بیلوں کی ایک جوڑی ملسکتی ہے۔
فونز۔ اسکا ملجانا تو ممکن ہے ۔
البرٹ۔ تو پھر ایک چھکڑے اور بیلوں کی ایک جوڑی کے ساتھ ہمارا کام نکل سکتا ہے۔ چھکڑے کو خوب آراستہ کر لینا چاہئے۔ اور چاہئے کہ میں اور آپ نیپلز کے کسانوں کا بھیس بدل لیں۔ اور اگر بیگم صاحبہ اٹلی کے کسانوں کی پوشاک پہنکر ہمارے ساتھ آکر شامل ہو جاوے تو اِس سے ہمارا کام اور بھی بارونق ہو جاوے گا۔ تب ہماری جماعت مکمل ہو جاوے گی کیونکہ بیگم ایسی خوبصورت ہے کہ ہم اس کو ایک حاملہ عورت ظاہر کر سکتے ہیں۔
فونز۔ مسٹر البرٹ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ آپ کو ایک نہایت ہی اعلیٰ اور باریک خیال سوجھا ہے۔
البرٹ۔ اور یہ پورا قومی خیال ہے آہا آہا۔ رومیوں کا تو یہہ خیال تھا۔ کہ ہم غریب مسافر گداؤں کی طرح اُن کی براتوں کے پیچھے پھریں۔ کیونکہ اُن کے مفلس اور کمینہ شہر میں کوئی گاڑی دستیاب نہیں ہو سکتی لیکن اُنہیں معلوم نہیں۔ کہ جب ہم کو ایک چیز نہیں مِل سکتی۔ تو ہم دوسری ایجاد کر لیتے ہیں۔

فرنز۔ آپ نے یہ عالیشان خیال کسی
کو بتلایا بھی ہے کہ نہیں۔
البرٹ۔ حضرت اپنے میزبان کو بتلایا ہے
اور کسی کو نہیں جب میں اِس جگہ واپس
آیا تو میں نے اُس کو بلا بھیجا۔ اور تب
میں نے اُس کے پاس بیان کردیا۔
کہ مجھے فلان فلان چیز کی ضرورت ہے
اس نے مجھے یقین بھی دلایا۔ کہ یہ چیزیں
بڑی آسانی سے میسر ہو سکتی ہیں۔ مگر
ایک بات کا مجھے افسوس ہے اور وہ
یہہ ہے کہ جب میں نے اُس کو کہا کہ
بیلوں کے سینگ گلٹ کئے جاویں
تو اس نے کہا۔ کہ یہہ ایک مشکل کام
ہے۔ اور تین روز میں مشکل سے ہو
سکتا ہے۔ خیر یہ نہ ہو ایسی فضول بات
نہ ہی سہی۔
فرنز۔ وہ ہے کہاں ؟
البرٹ۔ کون ؟
فرنز۔ ہمارا مہمان دار ؟
البرٹ۔ وہ اُنہیں اشیاء ضروری کی
تلاش میں گیا ہے۔ اگر دن چڑہ گیا
تو پھر یہہ بہت مشکل ہو جاویں گے اس
لئے وہ آج تک ہمیں کافی جواب دیگا
میں اُس کا ہر لحظہ انتظار کرتا ہوں۔
اس وقت دروازہ کھلا سینیٹر پیپینو
ٹریبنی کا سر ظاہر ہوا۔ اور اُس نے
اندر آنے کی اجازت پوچھی۔

فرنز۔ ہاں ہاں۔ آئیں۔
البرٹ۔ ہاں یہہ تو بتائیے کہ وہ
مطلوبہ گاڑی اور ہیل تمہیں ملے۔
پیسترینی۔ (پوری تسلی سے) ہاں
اُس سے بھی بہتر۔
البرٹ۔ ہمارے عزیز میزبان خبردار
کیونکہ بہت اچھا ہمیشہ اچھے کا دشمن
ہوا ہے۔
مینٹر پیپینو ٹریبنی۔ حضور سب
کچھہ مجھہ پر ہی رہنے دیں۔
فرنز۔ لیکن تم نے اب تک کیا کیا
ہے۔ جلدی بولو۔
مینٹر پیپینو ٹریبنی۔ حضور کو معلوم
ہے کہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو
اِسی جگہ آپ کے ساتھہ ہی مقیم ہے۔
البرٹ۔ جانتے تو نہیں مگر ہمیں جاننا
چاہئے تھا۔ کیونکہ یہی تو سبب ہے۔
کہ طالب علموں کی طرح ایک چھوٹے
سے کمرے میں گھسیڑ دیئے گئے ہیں۔
مینٹر پیپینو ٹریبنی۔ کونٹ آف
مانٹی کرسٹو نے سنا تھا۔ کہ آپ
کو فلان فلان دقت ہے۔ اِس واسطے
اُس نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ وہ
آپ کو اپنی گاڑی میں دو آدمیوں
کی جگہ دے دیگا۔
دونوں دوستوں نے ایک دوسرے
کی طرف حیرت بھری نگاہ سے دیکھا۔

فرنز۔ کیا آپ اچھا سمجھتے ہیں۔ کہ ہم اس کی اس درخواست کو منظور کریں وہ ہم سے بالکل نا آشنا ہے۔

فرنز نے اپنی میزبان سے پوچھا۔ کہ یہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو کیسا آدمی ہے۔

میزبان۔ وہ ایک بڑا امیر اور شریف آدمی ہے۔ مگر اس بات کا مجھے کچھ علم نہیں۔ کہ آیا وہ سسلی کا رہنے والا ہے۔ یا مالٹا کا۔ مگر اتنا تو میں ضرور جانتا ہوں۔ کہ وہ پہلے درجہ کا شریف ہے۔ اور دولت میں تو وہ ایک سونے کی کان ہے۔

فرنز۔ (البرٹ سے آہستہ آواز میں) اگر وہ شخص ہمارے میزبان کی اس تعریف کا مستحق ہوتا ہے۔ تو چاہیے تھا کہ وہ کسی اور زیادہ شائستہ طریقہ میں اپنا پیغام بھیجتا۔

اسوقت کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

فرنز۔ اندر آیئے۔

ایک شخص جس نے کہ نہایت شاندار کپڑے پہنے تھے۔ اور جو کسی کا خادم معلوم ہوتا تھا۔ داخل ہوا۔ اور دو خط میزبان کے ہاتھ میں دیئے۔ اور کہا کہ یہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو نے فرنز اور البرٹ کے لئے بھیجے ہیں۔ اور یہ بھی التجا کی ہے۔ کہ اس کی خواہش ان دونوں جوانوں کے ساتھ ملاقات کرنے کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی پوچھا ہے۔ کہ وہ کس وقت حاضر ہووے۔

میزبان نے یہ دو نو خط فرنز اور البرٹ کو دیئے۔

فرنز۔ البرٹ سے۔ کسی شخص کی عیب جوئی نہ کیا کرو۔

فرنز۔ (نوکر کی طرف) کونٹ کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ ہم خود ہی ان کی خدمت میں حاضر ہونگے۔

نوکر تسلیم کر کے چلا گیا۔

البرٹ۔ صاحب میں تو بھی جو کچھ تم نے بیان کیا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک ہے کونٹ سچ مچ ایک اعلیٰ ترتیب یافتہ اور مردم شناس آدمی ہے۔

میزبان۔ تو کیا آپ اس کی دعوت قبول کرتے ہیں۔

البرٹ۔ ہاں کیوں نہیں۔ مگر مجھے اس بات سے بہت افسوس ہے۔ کہ مجھے چھکڑا چھوڑنا پڑا ہے۔

فرنز آپ یہ کیا کہتے ہیں۔

فرنز۔ میں آپ کے ساتھ بالکل متفق ہوں۔ کونٹ کے ساتھ محل اور پولولی میں جو ہمیں جگہ ملے گی۔ وہ ہمیں انکار نہیں کرنے دیتی۔

حق یہ تو تھا۔ کہ محل اوس پولو لی کے ذکر نے فرنز کو وہ گفتگو یاد دلائی تھی جو اُس نے کولوزیم کے کھنڈرات میں نامعلوم اجنبی اور سنٹ پنشو کے درمیان سُنی تھی۔ اور جس میں قباپوش اجنبی نے ایک مجرم کی رہائی حاصل کرنے کا اقرار کیا تھا۔ اور فرنز کو خیال تھا۔ کہ اگر قباپوش اجنبی وہی شخص ثابت ہوا۔ جس کو اُس نے تھیٹر ڈی آر جنٹینو میں دیکھا تھا۔ تو اُس کے سب شک رفع ہو جاوینگے۔ اور پھر وہ اس شخص کا پورا حال بغیر کسی مشکل کے معلوم کرنے کی کوشش کر سکے گا۔ فرنز کی ساری رات اُسی نامعلوم اجنبی کی بابت سوچتے گذری۔ اور اُسے اس بات کا بھی اضطراب تھا۔

کہ دیکھیں۔ دوسرے روز کیا واقع ہوتا ہے۔ صبح کے آٹھ بجے فرنز اُٹھا۔ اور اُس نے کپڑے پہنے۔ مگر البرٹ ابھی تک گہری نیند میں تھا۔ فرنز نے اُٹھتے ہی اپنے میزبان کو بلایا۔ جو فوراً حاضر ہوا۔

فرنز۔ میرے عزیز میزبان۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ آج کوئی شخص سزائے موت پانے والا ہے۔

میزبان۔ جناب۔ ہاں ایک شخص کو سزائے موت ملے گی۔ مگر آپ اِس بات کی امید میں ہونگے۔ کہ آپ کو کوئی جگہ یہ تماشا دیکھنے کے لئے مل جاوے۔ تو اس بات کے لئے اب وقت نہیں"

فرنز۔ نہیں۔ نہیں میری ایسی کوئی خواہش نہیں۔ کہ میں اس تماشے کو دیکھوں۔ اگر میرا ارادہ ہوتا بھی تو میں مانٹی پنشو سے اِسے پورا کر سکتا تھا۔

میزبان۔ (ہلاک) آہ میرا تو یہ خیال نہ تھا۔ کہ اس پہاڑی پر جاکر آپ ایسے عامیوں میں شامل ہونگے جنہوں نے اس کو اپنی ہی ملکیت سمجھ رکھا ہے۔

فرنز۔ ممکن ہے۔ کہ میں نہ جاؤں۔ لیکن میرا جی کر آوے۔ تو کیا ہرج ہے اچھا مجھے آجکے قتل کی بابت کچھ حالات بتاؤ۔

میزبان۔ حضور کیا حالات سُننا چاہتے ہیں۔

فرنز۔ اجی میں صرف اتنا پوچھنا ہوں۔ کہ مجرموں کی تعداد کیا ہے۔ اُن کے نام کیا کیا ہیں۔ اور اُن کو کس قسم کی موت مارا جائیگا۔

میزبان۔ چند منٹ ہی گذرے ہیں کہ مجھے تیبو ولیٹوز ملی ہیں۔

فرنز۔ وہ کیا ہوتی ہیں۔

میزبان۔ وہ لکڑی کی چھوٹی تختیں ہوتی ہیں۔ جو قتل کی پہلی شام کو گلیوں میں لٹکا دی جاتی ہیں۔ اُن پر ایک کاغذ چپاں ہوتا ہے۔ جس پر مجرموں کے نام اُن کے جرم اور طریقۂ سزا لکھا ہوتا ہے۔ اِس بات کے لئے ایسا اعلان کرنے کا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ تمام نیک اور باایمان عیسائی کمبخت مجرموں کے حق میں دعائے خیر کہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے التجا کریں۔ کہ اُن کو سچی توبہ نصیب ہو۔

فرنز۔ یہ تختی تمہارے پاس بھی لائی گئی ہے۔ کہ تم بھی دوسروں کی دعا کے ساتھ اپنی دعا شامل کرو۔

میزبان۔ حضور مجھے اتنا وقت کہاں مل سکتا ہے۔ کہ میں دوسرے لوگوں کے لئے دعائیں مانگتا رہوں۔ میری لئے میرے اپنے کام اور میرے معزز مہمانوں کے کام کافی ہیں۔ لیکن میں نے تختی لگانے والوں سے اِس بات کا عہد لیا ہوا ہے۔ کہ وہ تختیں مجھے دے جایا کریں۔ تاکہ میرے اِن مہمانوں کو جو قتل کا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں قتل کا دن جگہ اور وقت اور اور تمام حالات پورے طور پر معلوم ہو جاویں

فرنز۔ واہ یہ تو تمہاری مہمانوں کے حال پر بڑی شفقت ہے۔

میزبان۔ بڑی خوشی اور بشاشت سے حضور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں اپنے معزز مہمانوں اور شریف مرتبوں کی خاطرداری اور اُن کی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔

فرنز۔ میں اِس بات کو خوب جانتا ہوں۔ اور تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ جہاں کہیں میں جاؤں گا۔ اِس بات کا ضرور ذکر کروں گا۔ کہ تم اپنے مہمانوں کی بڑی خاطر کرتے ہو۔ ہاں مہربانی کرکے مجھے وہ تختی تو دکھلاؤ۔

میزبان۔ کمرے کا دروازہ کھولکر بہتر۔ اِس میں کیا مشکل ہے۔ ایک تو میں نے آپ کے کمرے کے پاس ہی لگا دی ہوئی ہے۔

تب تختی اُتار کر اُس نے فرنز کے ہاتھ میں دی۔ جو اُسے پڑھنے لگا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔

"پبلک کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۲۲ فروری ۱۸۰۵ کے روز جو کارنیوال کا پہلا دن ہے۔ پلیس ڈی پاپلو میں عدالت ڈی لا روٹا کے حکم سے دو شخصوں کو سزائے موت دی جاویگی۔ اِن دو شخصوں کے نام انڈریا رونڈولو اور پیپینو ہیں۔ جسکا دوسرا نام روکا پیوری ہے۔ پہلے کا جرم یہ ہے۔ کہ اُس

نے ایک معزز پادری کو قتل کیا تھا۔ اور دوسرے کا یہ جرم ہے۔ کہ وہ ایک مشہور ظالم اور خونخوار راہزن۔ لوئگی وامپا اور اُس کے گروہ کا ساتھی اور شریک ہے پہلے مجرم کی سزا میز ولیٹو ہوگی۔ اور دوسرے کی ڈی کیپو ٹیٹو۔ پبلک کی خدمت میں التجا کی جاتی ہے۔ کہ وہ اِن شخصوں کے حق میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اِن کو سچی اور خالص توبہ نصیب کرے "

یہ تمام باتیں فرنز نے پہلی شام کو لوزیم کے کھنڈرات میں سنی تھیں۔ اور اُس کو خیال پیدا ہوا کہ غالبًا وہ ٹرنیٹو وہی راہزن لوئگی ومپا ہوگا۔ اور قبا پوش آدمی وہی ہوگا۔ جسکو کہ سند باد جہاز ران کہتے ہیں۔ جو کہ یقینًا روم میں بھی وہی انسانیت کا کام کر رہا ہے۔ جو کہ اُس نے پورٹو ولیشیو اور ٹیونس میں کیا تھا۔ مگر وقت جا تا رہا تھا۔ اور فرنز نے مناسب جانا۔ کہ البرٹ کو اب بیدار کرے۔ لیکن وہ اسی خیال میں تھا۔ کہ اُس کا دوست اِن کی مناسب پوری پوشاک پہنے ہوئے کمرے میں آ داخل ہوا۔ کارنیوال کی خوشیاں اُس کے دل میں ایسی جاگزین ہوگئی تھیں۔ کہ اپنی روزمرہ کی عادت کے برخلاف سویرے ہی اُٹھ بیٹھا تھا۔

فرنز۔ ہمارے معزز میزبان تم دیکھتے ہو کہ ہم دونوں ہیں۔ کیا تم مناسب جانتے ہو۔ کہ ہم کونٹ آف مانٹی کرسٹو کی ملاقات کے لئے جاویں۔

میزبان۔ بیشک۔ بیشک کونٹ ہمیشہ سے بہت سویرے اُٹھا کرتا ہے اور اگر اب وہ دو گھنٹے سے اُٹھا ہوا نہ ہو۔ تو اِس بات کا میں جواب دہ ہوں۔

فرنز۔ اچھا تو اگر ہم اب جاویں تو وہ اِس بات کو کچھ بُرا تو نہ مانیگا۔

میزبان۔ اجی آپ کیا کہتے ہیں۔ اگر آپ کو میری کہنے سے غلطی لگے۔ تو اُسکا ذمہ وار میں ہوں۔

فرنز۔ اچھا تو بہتر۔ البرٹ آپ بھی تیار ہیں۔

البرٹ۔ بالکل تیار ہوں "

فرنز۔ چلو پھر چلیں۔ اور اِس کی مہربانی کا شکریہ ادا کریں

میزبان۔ دونوں دوستوں کے آگے ہولیا۔ اور ایک کمرے میں سے اُنہیں گزار کر کونٹ کے کمرے کے آگے کھڑا کر دیا۔ اُس نے فورًا گھنٹے کو بجایا۔ نوکر نے اندر سے آکر دروازہ کھولا۔ جس پر میزبان نے کہا کہ

فرانیسی صاحب تشریف لائے ہیں۔
نوکر نے جھک کر سلام کیا۔ اور انہیں
اندر آنے کے لئے کہا۔ اور وہ دو کمروں
میں سے گذرے۔ جن میں کہ عیش و
عشرت کے سارے سامان جمع تھے۔
اور جو امیرانہ طرز سے آراستہ کئے
گئے تھے۔ ان میں سے گذر کر وہ
ایک کمرے میں پہونچے۔ جو
بہت ہی آراستہ اور پیراستہ
تھا۔ اُس کے فرش پر نہایت
ہی خوشنما قالین بچھے ہوئے تھے
جن پر بڑے نرم ریشم کے غلافوں
والے تکیہ لگے ہوئے تھے۔ اُسی
کمرے میں بڑے پُر تکلف
پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ جن پر
لیٹنے اور آرام کرنے کے لئے خواہ
مخواہ جی للچاتا تھا۔ نہایت ہی
لطیف اور عالیشان تصویریں
لٹکی ہوئی تھیں۔ اور بڑی
بڑی قیمتی عمدہ میزیں تھیں
اور پردے دروازوں کے
آگے لٹکے ہوئے تھے۔

نوکر۔ آپ اس جگہ
تشریف رکھئے۔ میں لاکوہٹی
(نواب) کو آپ کی تشریف
آوری کی اطلاع دیتا ہوں"
یہ بات کہہ کر وہ فوراً
چلا گیا۔ جب اُس نے دروازہ
کھولا۔ ایک نہایت ہی پُر تاثیر
راگ کی آواز اُن کے کانوں
میں پڑی۔ مگر پھر دروازہ
بند ہونے پر وہ غائب ہو
گئی۔

فرنز اور البرٹ نے پہلے ایک
دوسرے کی طرف اور پھر
عالی شان کمرے کی طرف
دیکھا۔

فرنز۔ (اپنے دوست سے)
آپ اس سب ساز و سامان
کو دیکھ کر کیا خیال کرتے
ہیں۔

البرٹ۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے
کہ یہ ہمارا شوقین ہمسایہ یا تو
کوئی امیر تاجر ہے۔ اور یا کوئی
شاہزادہ ہے۔ جو گمنام سفر کر
رہا ہے۔

فرنز۔ چپ چپ۔ ہمیں سب کچھ معلوم
ہو جائیگا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کس
قماش کا آدمی ہے۔ دیکھو وہ آتا
ہے۔

جب فرنز بول رہا تھا۔ اُس نے دروازہ
کھولنے کی آواز سُنی۔ دروازہ کا پردہ ایک
طرف ہوا۔ اور فوراً اس تمام دولت اور زیب و زینت
کا مالک اُن کے سامنے آکھڑا ہوا۔

البرٹ - فوراً اُس کے استقبال کیلئے
اُٹھا - لیکن فرنز اپنی کرسی سے ہل نہ سکا
گویا کہ اُس کو جادو کے اثر نے وہاں
باندہ رکھا تھا - کیونکہ اُس کے داخل
ہونے ہی اُسے فوراً معلوم ہو گیا - کہ
وہ نہ صرف وہی آدمی ہے جس کو اُس
نے کولوزیم میں اور سیلی آد جنیٹیو میں
دیکھا تھا - بلکہ وہ اس کا مانٹی کرسٹو
والا عجیب و غریب میزبان بھی ہے -

پینتیسواں باب

لا میز ولیٹا

جب کونٹ آف مانٹی کرسٹو
داخل ہوا - وہ بولا - صاحبان امید
ہے - کہ آپ مجھے معاف فرما دیں گے
کہ میں نے آپ کو یہاں تک قدم
رنجہ فرمانے کی تکلیف دی ہے میرا
مطلب تو یہ ہے - کہ میں آپ کو سویرے
تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا - مگر آپ
ہی نے کہلا بھیجا تھا - کہ آپ خود اس
جگہ تشریف لا دیں گے اس لئے میں
نے آپ کی مرضی کو مقدم جانا -
البرٹ - فرنز اور میں آپ کا ہزار
ہزار شکریہ ادا کرتے ہیں - کہ آپ نے ہم
کو ایک بڑی حیرانی سے نجات دی ہے
کیونکہ آپ مہربانی نہ فرماتے تو شاید
ہم ایک عجیب قسم کی گاڑی کرایہ کرتے
کونٹ نے دونوں جوانوں کو بیٹھنے کا
اشارہ کیا - اور کہا یہہ سارا قصور
اسی بے وقوف پیلیس ٹرین کا ہے -
کہ میں نے آپ کو پہلے مدد نہ دی -
وہ جانتا ہے - کہ میں اکیلا اور تنہا
ہوں - اور اسی لئے میں اپنے ہمسایوں
کی واقفیت پیدا کرنے اور ان کو مدد
دینے کا ہر ایک موقعہ تلاش کرتا ہوں
مگر اس بے وقوف نے آپ کی مشکلات
کا مجھے پتہ نہ دیا - دونو جوان آدمی جھکے
اور سلام کی - فرنز ابھی تک خاموش
تھا - اُس نے کچھ بھی فیصلہ نہ کیا تھا -
کہ وہ پچھلی باتوں کو بیچ میں لانے یا
اور ثبوت ملنے تک بولے - اُس نے
یہ سوچا - کہ خود پوچھنے کے بغیر اگر
آپ ہی سے بات نکل آوے - تو
بہتر ہے - اس لئے اُس نے ایسی گفتگو
شروع کی - کہ جس کے اثنا میں اس
راز بستہ کا شاید کچھ کھوج مل جاوے
فرنز - کونٹ کی طرف مخاطب ہوکر
کا کونٹی آپ نے وعدہ کیا تھا - کہ
آپ ہمیں اپنی گاڑی میں بیٹھنے کی
اجازت دیں گے - [illegible]
ہمیں دو مس پہلے [illegible]

... قتل بھی ہو جائیں گے۔

کیا آپ ہمیں یہ بھی بتا سکتے ہیں۔ کہ پیلس ڈی پاپلو کا نظارہ کس جگہ سے عمدہ ہوسکتا ہے۔

کونٹ بے توجہی سے۔ آہ کیا ایک جگہ آج ... قتل ہونے والا ہے۔ ... شخص قتل کئے جاویں گے۔

کونٹ۔ ٹھیرو۔ میں نے اپنے بہرہ سے کہا ہوا ہے۔ کہ اس بات کو یاد رکھے۔ ... کہ میں آپ کی یہ خدمت ... ایسا ... گھنٹی بجائی۔

اور پھر فرنز کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کیا آپ نے کبھی اس بات کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ کہ وقت کو کس طرح خرچ کرنا چاہیئے۔ اور نوکروں کو بغیر کسی تکلیف اٹھانے اور وقت ضایع کرنے کے کس طرح سے بلانا چاہیئے۔ میں نے تو اس بات کا پورا بندوبست کیا ہوا ہے۔ جب میں ایک دفعہ گھنٹی بجاتا ہوں۔ تو میرا ذاتی نوکر حاضر ہو جاتا ہے۔ جب دو دفعہ بجاتا ہوں۔ تو ہوٹل کا مالک آجاتا ہے۔ اور جب تین دفعہ بجاتا ہوں۔ تو میرا بہرہ حاضر ہوتا ہے۔ دیکھو۔ وہ آگیا ہے۔

اس پر ایک پچیس برس کی عمر کا آدمی حاضر ہوا۔ اسکی شکل وشباہت اس شخص سے بہت ملتی جلتی تھی۔ جو کہ فرنز کو غار کے اندر لے گیا تھا۔ لیکن اس نے یہ نہ جتایا۔ کہ وہ اسے پہچانتا ہے

کونٹ۔ (بہرہ کی طرف) کیا تم نے میرے کل کے حکم کے مطابق طاقچیں مہیا کی ہیں۔ جن سے کہ پلیس ڈل پاپلو نظر آوے۔

بہرہ۔ جناب مل تو گئی ہیں۔ مگر دیر بہت ہوگئی تھی۔

کونٹ۔ (تھوڑی چڑھا کر) کیا میں نے تم کو نہ کہا تھا۔ کہ مجھے ان کی ضرورت ہے۔

بہرہ۔ جناب پھر مل گئی ہیں۔ لیکن مجھے ایک سو دینا پڑا۔

کونٹ۔ میاں بٹرو شیو بس بس کافی ہے۔ کہ تمہیں طاقچیں مل گئیں۔ اب جاؤ۔ گاڑی والے کو حکم دو۔ کہ گاڑی تیار کرے۔ ہم آتے ہیں۔ بہرہ سلام کر کے جانے کو ہی تھا۔ کہ کونٹ پھر بولا۔ آہ! پلیس ٹرینجا کو کہنا۔ کہ ذرا ہمیں وہ تختی تو دکھا وے۔

فرنز۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس ہے"

کونٹ۔ اچھا بٹرو شیو تم جاؤ۔ اگر کھانا تیار ہو۔ تو ہمیں اطلاع دینا

میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہ دونوں جنٹلمین
بھی میرے ساتھ کھانا کھانے کی مجھے
عزت بخشیں گے۔

البرٹ۔ نہیں جناب آپ کی بڑی
عنایت ہے۔ ہمیں اس بات سے معاف
رکھیں۔

کونٹ۔ اجی واہ میری عین خوشی
ہے۔ کہ میں آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں
اور بات کونسی ہے۔ آپ نے مجھے کبھی
پیرس میں کھلا دیا۔ بلڑو شیبوتین
آدمیوں کے لئے کھانا رکھوانا۔ اس
نے فرنز کے ہاتھ سے تختی لی۔ اور اسکو
ایسی طرح پڑھنے لگا۔ جیسے کوئی اخبار
پڑھتا ہے۔ سارا حال پڑھکر اس
نے کہا۔ ہوں بھلا منرولیٹو ہوگا۔ اور
دوسرا ڈی کیپی ٹیٹو۔ لیکن میرا خیال
ہے۔ کہ کل کے روز سے اس میں کچھ
تبدیلی ہوگئی ہے۔

فرنز۔ جناب کیا تبدیلی ہوئی ہے

کونٹ۔ میں کل شام کارڈینل روسپی کے مکان پر تھا۔ اور وہاں پر میں
نے سنا۔ کہ ان دونوں مجرموں میں
سے ایک معاف کیا گیا ہے۔

فرنز۔ کون معاف کیا گیا۔ [illegible]
دیا۔ دون ڈولو۔

کونٹ۔ بے پرواہی سے نہیں [illegible]
پیپینو جسکو [illegible] اور [illegible]
بھی کہتے ہیں۔ ایسی طرح [illegible]
کی سزا دیکھنے سے آپ محروم رہ [illegible]
ہیں۔ لیکن مینڈولیٹو ابھی باقی ہے۔
یہ ایک عجیب قسم کی سزا ہے۔ اور
دوسری یعنی سر قلم کرنے کی سزا تو
معمولی ہے۔ آہ یوروپ کی سزا کے
طریقے عجیب بے رحمانہ ہیں۔

فرنز۔ کاؤنٹ۔ میرا خیال ہے کہ
آپ نے ساری دنیا کی مختلف قوموں
کی عقوبت اور سزا کے طریقوں کا خوب
مطالعہ کیا ہے۔

کونٹ۔ بے پرواہی سے۔ ایسا
بہت ہی کم ہیں۔ جو میں نے نہیں
دیکھیں۔

فرنز۔ کیا ان وحشتناک نظاروں
کو آپ بڑی خوشی سے دیکھتے ہیں

کونٹ۔ پہلے تو میں ان کو بڑی
وحشت اور خوف سے دیکھتا تھا پھر
بے پرواہی سے۔ اور پھر صاف ایک
تماشے کے طور پر۔

فرنز۔ تماشا تو ایک خوفناک لفظ
ہے۔

کونٹ۔ [illegible]
[illegible] مدت کا خیال رہتا [illegible]
پھر ضرور ہی نہیں ہے۔ کہ انسان
[illegible]
[illegible] انسان کی [illegible]

جسم سے جدا ہوتی ہے۔ اور لوگ اس
تبدیلی کو کس طرح سے برداشت کرتے
ہیں۔ اور میرا تو اپنا یہ اعتقاد ہے۔
کہ جتنا انسان زیادہ لوگوں کو مرتے
دیکھتا ہے۔ اتنا ہی اُسکے لئے مرنا آسان
ہو جاتا ہے۔ اور میری یہ بھی رائے ہے۔
کہ موت ایک طور سے سزا تو ہوسکتی ہے
مگر بدلا اور عوض نہیں ہو سکتی۔

فرنز۔ میں آپ کی بات کو نہیں سمجھتا
مہربانی کرکے زیادہ کھول کر بیان کریں

کونٹ کے چہرے پر کچھ حقارت کے آثار
نمودار ہوئے۔ اور اُس نے کہا "سنو
اگر کوئی آدمی بڑے سخت عذابوں
اور دُکھوں سے تمہاری ماں یا
تمہارے باپ یا تمہاری معشوقہ
کو ہلاک کرے۔ اور اس طرح تمہارے
سینہ میں ایک ایسا زخم لگا دے
جو کبھی نہیں ملتا۔ یا ایک ایسا داغ
لگا دیوے۔ جو کبھی نہیں مٹتا تو کیا تم
اس بدلے کو کافی خیال کرتے ہو۔ کہ
قانون تمہارے ستانے والے کا گلا
کٹوا دے۔ یا اُسے پھانسی دلوا دے
نہیں ہرگز نہیں۔ کیا تمہاری اس
مجرم کی موت تمہارے اس عذاب
کا جس میں تم مدت العمر کے لئے
ڈالے گئے ہو۔ کافی بدلہ ہوسکتی ہے
کبھی نہیں"

فرنز۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ کہ انسانی
انصاف ہمیں تسلی نہیں دے سکتا۔
وہ صرف خون کے بدلے خون لے سکتا
ہے۔ اور بس۔ لیکن قانون اور انصاف
سے تو اُسی بات کی توقع رکھ سکتے ہیں
جو اُس کی طاقت میں ہے۔

کونٹ۔ اور بتاؤ۔ کیا ایسے جرم دنیا
میں سرزد نہیں ہوتے۔ جنکے واسطے ترکوں
کی صلیب اور جلانا اور اور سزائیں
ہرگز کافی نہیں ہوسکتی۔

فرنز۔ ہاں ایسے جرم بیشک ہیں اور
یہ صرف انہیں جرموں کی خاطر ہے۔
کہ ڈوئل (دو شخصوں کی لڑائی) جائز
رکھی گئی ہے۔

کونٹ۔ واہ ڈوئل بھی بدلہ لینے کا
خوب طریقہ ہے۔ ایک آدمی تمہاری
معشوقہ کو بھگا کر لے گیا ہے۔ یا اُس
نے تمہاری عورت کے ساتھ زنا کیا
ہے۔ یا تمہاری لڑکی کو بے عزت کیا
ہے۔ اور اس طرح سے اُس نے تمہاری
تمام زندگی کو جس کے لئے خدا نے سارے
آرام کے سامان مہیا کئے تھے۔ تلخ اور
بے مزہ کر دیا ہے۔ اور تم اس سے
بدلا اس طرح سے لیتے ہو۔ کہ اُس کے
سر میں گولی مارتے ہو۔ یا اُس کے
سینہ میں تلوار گھونپ دیتے ہو حالانکہ
اُس نے تمہارے دل میں مایوسی

ڈالدی ہے۔ اور تمہارے دماغ میں
خلل ڈالدیا ہے۔ اور پھر ڈول میں
یہ بات بھی یقینی نہیں۔ کہ تم اپنے دشمن
پر فتح پاتے ہو۔ یا وہی تمہیں نیچا
دکھاتا ہے۔ اور اس طرح تمام دنیا
کی نظر میں گناہ سے بری ہوجاتا ہے
نہیں نہیں اگر خدانخواستہ مجھے کوئی
ایسا موقعہ پیش آجاوے۔ تو میں تو
اپنا بدلہ اس طرح سے نہ لوں۔

فرنز۔ اچھا تو پھر آپ ڈول کو
ناپسند کرتے ہیں۔ حالانکہ آجکل کے
ہرایک شائستہ ملک میں کوئی بھی اسے
بُرا نہیں جانتا۔ البرٹ کونٹ کے اس عجیب
خیال پر بڑا متحیر ہوا۔ اور اس نے اُس
سے پوچھا۔ کہ کیا آپ ڈول کو ناپسند
کرتے ہیں؟ اگر پھر آپ کو کہیں ایسا
موقعہ آوے۔ تو آپ کیا کریں
گے۔

کونٹ۔ ہاں میں ایسے معاملات
میں اُس کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔
لیکن ہاں اگر مجھے کوئی ذرا سا بُرا
لفظ کہے۔ یا ایک دھپڑ مارے۔
یا میری ذرا سی بے عزتی کرے۔ تو پھر
میں اس سے ڈول لڑونگا۔ ہاں
میں ایسی معمولی بات کے واسطے
ضرور ڈول لڑونگا۔ لیکن ایسی
دھیمی اور دائمی ایذا کے لئے تو میں
بھی اگر ممکن ہوسکے۔ تو ویسی ہی ایذا
بدلے میں دونگا۔ ہاں دانت کے
بدلے دانت۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔

فرنز۔ کونٹ کی طرف مخاطب ہوکر
اگر جو بات آپ کہتے ہیں۔ ٹھیک ہو۔
اور آپ اپنے مقدمات کے آپ ہی
جج اور آپ ہی بدلے لینے والے بن
جاویں۔ تو پھر کبھی نہ کبھی آپ ضرور
قابو میں پڑجاویں گے۔ جہاں آپ
کو پوری جواب دہی کرنی پڑے گی
کیونکہ اگر دنیا میں بھی ہوکر ہرایک
شخص اپنی بے عزتی کا آپ بدلا لینے
والا ہو۔ تو اس طرح قانون دنیا سے
اُٹھ جاویگا۔ اور سوسائٹی تمام قسم کی
بدنظمیوں کا شکار بن جاویگی۔ دشمنی
سے انسان کی عقل قایم نہیں رہتی
اور وہ آدمی جو خود بدلا لینے کی جرأت
کرتا ہے۔ اُسے بھی پھر پیچھے سخت تکلیف
کا سامنا کرنا پڑتا ہے"

کونٹ۔ ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔ اگر
وہ غریب اور ناتجربہ کار ہو۔ لیکن اگر
اُسمیں کچھہ عقل ہو۔ اور ساتھہ روپیہ کی مدد
بھی ہو۔ تو جس طرح چاہے۔ کرسکتا ہے
اگر وہ بچ بھی نہ سکے۔ تو پھر اسکا
کیا ہوسکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اُس
کے سر کو قلم کردیا جاویگا۔ اور اگر وہ اپنا
بدلا لے لیوے۔ تو سر قلم ہونا کونسی بڑی بات ہے

اچھا اِس تذکرے کو جانے دو۔ یہ ذکر کس بات پر چلا تھا۔ ہاں مجھے یاد آگیا ہے۔ آپ نے مجھے آپ کے لئے ایک جگہ مہیا کرنے کے واسطے کہا تھا۔ امید ہے۔ کہ جگہ مل جاویگی۔ مگر آیئے۔ پہلے کچھ تناول فرماویں۔ کھانا تیار ہے۔ جب کہ وہ یہ کہہ رہا تھا ایک نوکر نے دروازہ کھولا۔ اور کہا حضور کھانا تیار ہے۔

تینوں آدمی اُٹھے۔ اور کھانا کھانے کے کمرے میں داخل ہوئے۔ کھانا لطیف اور اچھی طرح سے چُنا ہوا تھا۔ اور کھاتے وقت فرنز نے البرٹ کی طرف بار بار دیکھا۔ اِس بات کو معلوم کرنے کے لئے کہ کونٹ کی اِن باتوں نے اِس پر کیا اثر کیا ہے۔ مگر شاید البرٹ نے کونٹ کی باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں کی تھی۔ یا شاید ڈول کی باتیں اُس کی باتیں اُسے پسند آئی تھیں۔ اُس نے دیکھا۔ کہ اُسکا ساتھی اُن کی طرف ذرا بھی دھیان نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایک ایسے آدمی کی طرح [illegible] تھا۔ جس کو کہ پچھلے چار پانچ مہینے سے اٹلی کے ملک کا کھانا کھانے کی سزا دیگئی ہے۔ کیونکہ اِس ملک کا کھانا دنیا میں نہایت ہی بدمزہ ہوتا ہی۔ کونٹ صرف ہر ایک چیز کو چھو کر چھوڑ دیتا تھا۔ گویا وہ صرف اپنے مہمانوں کی خاطرداری کے واسطے اِن کے ساتھ بیٹھ گیا ہے۔ اور حقیقتاً کچھ نہیں کھاتا تھا۔ اور صرف اِس بات کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ وہ دونو چلے جاویں۔ اور وہ اپنے لئے کوئی زیادہ لطیف اور عجیب قسم کا کھانا منگوائے۔

اِس بات سے فرنز کی پہلی وحشت پھر تازہ ہوگئی۔ اور اُس بیگم کی طرح اُسے بھی پھر وہی خیال پیدا ہوا۔ کہ وہ کونٹ کوئی جن ہے۔ کھانا ختم ہونے پر فرنز نے اپنی گھڑی نکالی۔

کونٹ۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔

فرنز۔ معاف فرماویں۔ ہم نے بہت کچھ کرنا ہے۔

کونٹ۔ مجھے بھی تو کچھ بتا دیں۔

فرنز۔ ہمارے پاس بھیس بدلنے کا کوئی سامان نہیں۔ اور ہمیں [illegible] کی سخت ضرورت ہے۔

کونٹ۔ اسکا کچھ فکر نہ کرو۔ ولپیس ڈل پالو میں میرا ایک نیچے کا کمرہ ہے۔ اسجگہ میں آپکو سب کچھ مہیا کرا دونگا۔ اور آپ نے وہاں بھیس بدل لینا۔

فرنز۔ قتل کے [illegible] کا [illegible]

کونٹ۔ پہلے یا پیچھے جیسے آپکی مرضی ہو۔

فرنز۔ میں اِس معاملے میں عرض کرتا ہوں۔ میں آپکی مہربانی کا بڑا مشکور ہوں۔ میرے لئے یہی بس ہے۔ کہ آپ مجھے اپنی گاڑی میں اور ولپیس

روس پولی میں ایک جگہ دیدیں اور پلیس ڈل پالو کی جگہ کی مجھے اتنی کچھ ضرورت نہیں۔ اسکی نسبت جیسا کہ آپ چاہیں۔ فیصلہ کر سکتے ہیں۔

کونٹ۔ مگر آپ کو یاد رہے۔ کہ آپ ایک نہایت ہی عجیب و غریب نظارہ سے محروم رہیں گے۔

فرنز۔ آپ جو تمام واقعہ میرے پاس بیان کرینگے۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپکے بیان سے مجھ پر ایسا ہی اثر پڑیگا۔ گویا کہ میں نے تمام واقعہ خود دیکھا ہے۔ میں نے کئی دفعہ قتل کا تماشا دیکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر کبھی اس ارادہ کو پورا نہیں کر سکا۔ البرٹ آپ اپنی سنایئے۔

البرٹ۔ میں نے ایک شخص مسمی کاسٹنگ کے قتل کو دیکھا تھا۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ میں شاید اسدن کچھ نشے میں تھا۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ اگر آپ نے پیرس میں کوئی قتل نہیں دیکھی اسلئے آپ اور جگہ بھی نہ دیکھیں۔ سفر میں انسان کو ہر ایک بات دیکھنی چاہیئے۔ خیال کرو۔ کہ جب آپ سے پیرس میں سوال کرینگے۔ کہ روم میں سزائے موت کسطرح دی جاتی ہے۔ اور آ... دینگے۔ کہ مجھے خبر نہیں۔ تو آپکا کیا منہ رہیگا۔

فرنز۔ تو البرٹ کیا آپ جائیں گے

البرٹ۔ ہاں پہلے تو میں بھی پس و پیش میں تھا۔ مگر کونٹ کی فصاحت نے میرا دل جیت لیا ہے۔

فرنز۔ چلو مگر پلیس ڈل پالو کو جاتے ہوئے میں نے دیکھا۔ کورس میں سے گذرنا ہے۔ کیونکہ مجھے وہاں کچھ کام ہے۔ کالومٹی کیا یہ ہو سکتا ہے؟

کونٹ۔ اگر پیدل چلیں۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ مگر گاڑی میں نہیں۔

فرنز۔ اچھا تو میں پیدل چلونگا۔

کونٹ۔ کیا آپکو اس گلی میں کوئی ضروری کام ہے۔

فرنز۔ ہاں میں نے وہاں کچھ دیکھنا ہے۔

کونٹ۔ تو اچھا ہم اس گلی میں سے گذر چلیں گے۔ ہم گاڑی پلیس ڈل پالو کی طرف روانہ کر دیتے ہیں۔

ایک نوکر دروازہ کھولکر اندر آیا۔ اور اس نے کہا۔ حضور ایک شخص زاہد ول کا لباس پہنے آیا ہے۔ اور آپ سے کچھ بات کرنی چاہتا ہے

کونٹ۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ کہ وہ کون ہے صاحبان آپ بیٹھنے کے کمرے میں تشریف لے چلیں۔ وہاں میز کے اوپر کچھ نہایت اعلیٰ قسم کے چرٹ پڑے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں پئیں میں ابھی خدمت میں حاضر ہونگا۔

جوان آدمی اٹھکر کمرے کی طرف آئے۔ اور کونٹ کچھ عذر کرکے اور دروازہ سے نکلکر گیا۔ البرٹ کو تمباکو پینے کی سخت عادت تھی۔ اس لئے اس نے ایسے اعلیٰ درجہ کے چرٹ دیکھکر بڑی خوشی ظاہر کی۔

فرنز۔ اچھا آپ کونٹ کی بابت کیا خیال کرتے ہیں

البرٹ۔ اپنے ساتھی کے اس سوال پر کچھ حیران سا ہوا۔ اور اس نے کہا ”میں کیا خیال کرتا ہوں۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ وہ خوشباش آدمی ہے۔ جسکا دسترخوان خوب آراستہ ہوتا ہے۔ جو کہ بڑا جہاندیدہ اور لکھا پڑا ہے۔ اس پر اس نے ایک دھوئیں کا غبار اپنے منہ سے نکالا۔ اور کہا۔ کہ اُس کے پاس چرٹ بھی نہایت عمدہ ہیں

البرٹ کی کونٹ کی نسبت یہ رائے تھی۔ اور فرنز کو کوئی خواہش نہیں تھی۔ کہ اس کو بدلے۔ مگر پھر اس نے کہا۔ کیا تم نے ایک بات پر غور کی۔ جو بڑی عجیب ہے۔

البرٹ۔ وہ کیا ہے“

فرنز۔ وہ آپکی طرف بڑی توجہ سے دیکھتا تھا“

البرٹ۔ میری طرف“

فرنز۔ ہاں آپ کی طرف“

البرٹ۔ کچھ سوچ میں پڑ گیا پھر اس نے آہ بھر کر کہا۔ ہاں اسمیں کچھ حیرانی کی بات نہیں۔ ایک سال ہو گیا ہے جب سے میں پیرس سے چلا آیا ہوں۔ میرے کپڑے بالکل پرانی طرز کے ہو گئے ہیں اس لئے وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں کسی اور جگہ کا رہنے والا ہوں۔ آپ کو جب کبھی موقعہ ملے۔ آپ اسے جتا دیں کہ میں خاص شہر پیرس کا رہنے والا ہوں۔

فرنز۔ مسکرایا اور اس کے کچھ لحظہ بعد کونٹ آ گیا“

کونٹ“ صاحبان حاضر ہو گیا ہوں“

گاڑی ایک طرف سے پیلیس ڈل پاپلو کو جا رہی ہے۔ اور ہم دوسرے راستے جاوینگے۔ مسٹر البرٹ کچھ چرٹ لے لیں“

البرٹ۔ عنایت۔ نوازش۔ یہ اٹلی کے چرٹ تو عجیب ہیں۔ اچھا جب آپ پیرس آئیں گے۔ تو ہم بھی آپ کو چرٹ دکھائیں گے۔

کونٹ۔ اچھا میں نے بھی پیرس جانا ہے۔ اور وہاں میں آپ کی ملاقات کرونگا۔ اور اب اور وقت ضایع نہیں کرنا چاہیئے۔ ساڑھے بارہ بج گئے ہیں“ اس پر وہ تینوں اُترے۔ گاڑیبان نے اپنے آقا کے حکم سُنے۔ اور وایا ڈل پمپینو کی طرف گاڑی چلائی۔ جب کہ تینوں جنٹلمین جا رہے تھے۔ روس پولی پیلس آ پہونچا۔ فرنز کی آنکھیں اسی پیلس کی طاقیوں پر لگی تھیں۔ کیونکہ اُس کو وہ نشان بھولا نہ تھا جو کہ قبا پوش آدمی اور ٹرینسٹیویر کے درمیان مقرر ہو چکا تھا۔

اُس لئے کونٹ سے بے پروائی کے لہجہ میں پوچھا۔ آپ کی طاقیں کونسی ہیں۔

کونٹ نے بالکل بے توجہی سے جواب
دیا۔ ایفی تین۔ کیونکہ اُس کو ہرگز ان
معلوم نہ ہوسکا۔ کہ فرنز کے اس سوال
کا منشا کیا ہے۔ فرنز نے جلدی سے
ان طاقیوں کی طرف نظر ماری اور
دیکھا کہ پہلوؤں والی دو میں تو زرد
کپڑا لٹکا ہوا ہے۔ اور بیچ والی میں
زرد کپڑا جس پر کہ سُرخ صلیب کا
نشان ہے۔ فرنز کو اب معلوم ہو
گیا۔ کہ قباپوش آدمی کونٹ ہی تھا۔
اور ٹرنلنسٹیوص سے جو اقرار اُس
نے کیا تھا۔ وہ اُس نے پورا کیا ہے۔
ان تینوں طاقیوں میں ابھی تک کوئی
آدمی نہ تھا۔ ہر طرف تیاریں ہو رہی
تھیں۔ کرسیں جا بجا رکھی جا رہی تھیں
پھانسی کھڑی کی جا رہی تھی۔ اور
طاقیوں میں جھنڈے لٹک رہے
تھے۔

فرنز۔ البرٹ اور کونٹ دو ڈی
کورس میں سے گذر کر پلیس
ڈل پا پلو کے قریب پہونچے یہاں
مجمع اور بھی زیادہ تھا۔ اور اس
مجمع کے سروں کے اُوپر دو دو چیزیں
نظر آ رہی تھیں ایک تو مینار سا تھا۔
جس پر ایک صلیب بنی ہوئی تھی۔
یہ اس جگہ کے عین وسط میں تھا۔ اور
مینار کے سامنے ایک ایسی جگہ پر جہاں
کہ تین گلیاں ملتی ہیں۔ گلیڈو [illegible]
کے دو ستون تھے۔ جن کے درمیان
جلاد کا خمدار چاقو چمک رہا تھا۔ گلی
کے کنارے پر کونٹ کا بہرہ اُس کا
انتظار کر رہا تھا جس نے کہا کہ مکان
کا کرایہ بہت دینا پڑا ہے۔ کونٹ
نے کہا خیر کچھ ہی ہو جگہ تو مل گئی۔
یہ جگہ اس بڑے محل کے دوسری
منزل پر واقع تھی۔ جو دو ڈل
پیپنو اور مانٹی پنشو کے [illegible]
واقع ہے۔ اس مکان میں ایک [illegible]
وغیرہ پہننے کا کمرہ بھی تھا۔ اور جب
بیچ کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ تو
دونوں کمروں کے آدمی بالکل اکیلے
رہ جاتے تھے۔ دو کرسیوں [illegible]
نیلے اور سفید استبرق کی [illegible]
پوشاکیں پڑی تھیں۔ کونٹ نے کہا
کہ چونکہ آپ نے پوشاکو [illegible]
میرے ذمہ کیا تھا میں نے یہ دونوں
میسر کی ہیں اور [illegible]
نہایت موزون اور [illegible]
فرنز نے کونٹ کے الفاظ [illegible]
پر سنے اور نہ ہی اُس نے کوشش کی
اس مہربانی اور [illegible] کی طرف کچھ
توجہ کی۔ کیونکہ پلیس ڈل پاپلو
کے نظارے نے اور [illegible]
[illegible]

اس کو بالکل محو کر رکہا تھا - یہہ پہلی دفعہ تھی - کہ فرنر نے گلیٹیون دیکھی اس گلیٹیون کی طرز فرانسیسی گلیٹون سے ملتی جلتی تھی - اور فرق صرف اتنا تہا - کہ اِس میں ہلال نما چاقو تھوڑی بلندی سے گرتا ہے اِس متحرک تختے کے اُوپر جس پر کہ مجرم لٹایا جاتا ہے - دو آدمی بیٹھے کہانا کہا رہے تھے معلوم ہوتا تھا - کہ وہ مجرم کا انتظار کر رہے ہیں ان کا کہانا روٹی اور کچہہ چٹنی تھی - اِن میں سے ایک نے تختہ اٹہایا اور اُس کے نیچے سے شراب کی ایک بوتل نکالکر کچہہ خود پیا اور پھر بوتل دوسرے کے ہاتھ میں دی - یہہ دونوں آدمی جلاد کے مددگار تھے - اس تمام نظارہ پر فرنر کی پیشانی سے پسینہ چھوٹ پڑا - قیدیونکو پچھلی رات قید خانہ سے سنتامیریا دولے پاپلو کے گرجے میں لے گئے تھے - اُنکے ساتھ تمام رات دو پادری رہے تھے اور گرجے کے دروازہ پر دو سپاہی تھے جو باری باری پہرہ دیتے تھے سپاہیوں کی دوہری قطار گرجے کے دروازہ سے گلیٹیون تک کھڑی تھی - اور اس کے گرد ایک دائرہ بناتے تھے - ان دونوں قطاروں کے درمیان - دس فٹ چوڑا ایک راستہ تھا - اور گلیٹیون کے گرد سو فٹ چوڑی

خالی جگہ چھوڑی ہوئی تھی - بہت سی عورتیں اپنے بچونکو اپنے سروں کے اُوپر اوٹھائے تھیں - تاکہ بچے اچھی طرح سب کچہہ دیکہہ سکیں - انٹی پٹشو سپادرے کا سارا آدمیوں سے پُر تھا رو ڈل پیپنو کے دونوں گرجوں کی چہت بہرپور تھی - اور اُن کی سیڑہیوں پر بھی کہیں پاؤں رکھنے کو جگہ نہ تھی کوئی طاق بھی ایسا نظر نہ آتا تہا جہاں کہ کوئی نہ ہو - کونٹے نے سچ کہا تھا - کہ دُنیا میں سب سے بڑہ کر عجیب نظارہ موت ہے - موقعہ تو ایسا تہا کہ تمام مخلوقات خاموش اور سنسان ہو - مگر ایسا نہیں - قہقہہ اور ٹھٹھوں کی آواز کانوں کو بہرہ کئے دیتی تھی - اور یہہ صاف ثابت ہوتا تھا - کہ لوگوں کی نظر میں یہ قتل صرف کارنیوال کا آغاز ہے - فوراً شور بند ہو گیا - اور گرجے کا دروازہ کہلا - پہلے تو زاہدوں کی ایک جماعت نکلی - اونہوں نے سر سے پاؤں تک بہورے ٹاٹ کے کپڑے پہنے تھے - جن میں کہ صرف آنکہوں کے لئے سوراخ تھے - اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک روشن چراغ تھا - زاہدوں کے بعد ایک بڑا قوی ہیکل اور قد آور آدمی نکلا - اُس نے صرف ایک چھوٹا پاجامہ پہنا تھا - اور اوسکا باقی جسم

بالکل ننگا تہا۔ اُس کے پہلو میں ایک بڑا چاقو جو میان میں تھا۔ لٹکا ہوا تھا۔ اور اُس کے داہیں کندھے پر ایک گٹھڑ تھی علاوہ ازیں اُس کے پاؤں پر کھڑاویں تھیں۔ جو رسیوں سے بندہی ہوئی تھیں۔ یہ شخص جلّاد تھا۔ جلاد کے بعد دو مجرم داخل ہوئے۔ اُن میں سے پہلا پیپنو تھا۔ اور دوسرا اینڈریا۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ دو دو پادری تھے۔ اور اُن کی آنکھوں پر پٹیاں بندہی ہوئی تھیں۔ پیپنو ہوشیار تھا۔ اور مضبوط قدم سے چل رہا تھا۔ کیونکہ جو کچھ ہونا تھا۔ اُسے سب معلوم تھا۔ اینڈریا کو [illegible] پادریوں نے تھاما ہوا تھا۔ جو وقتاً فوقتاً ایک چھوٹی سی صلیب کو چومتے جاتے تھے۔

اِس تمام نظارہ کے دیکھنے سے فرنز کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اُس نے البرٹ کی طرف دیکھا۔ اُسکا بھی رنگ اُڑا ہوا تھا۔ اور اُس نے چرٹ جو ابھی آدھا بھی نہیں پیا تھا۔ وحشت میں آکر نیچے پھینک دیا۔ مگر کونٹ نہ صرف دلیری اور مضبوطی سے کھڑا تھا۔ بلکہ اُسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اُس کی آنکھیں ایسی چمک رہی تہیں۔ جیسے کسی درندے کی [illegible] میں جبکہ اوس کو شکار کی بُو آتی ہے۔ اُس کے ہونٹ آدھے کھلے ہوئے تھے جن میں سے کہ اُس کے سفید چھوٹے اور تیز دانت نظر آتے تھے۔ تاہم اُس کے چہرہ پر رحم کے آثار ظاہر تھے۔ اور اُس کی سیاہ اور روشن آنکھوں میں شفقت بھری نظر آتی تھی۔ جو فرنز نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

دونوں مجرم آگے بڑھے۔ اور جب وہ نزدیک پہونچے۔ تو اُن کے چہرے نمودار ہوئے۔ پیپنو ایک خوبصورت جوان آدمی تہا۔ جس کی عمر تقریباً ۲۴ سال کی ہوگی۔ اُسکا رنگ دھوپ میں [illegible] کے سبب کچھ بھورا سا ہوگیا ہوا تہا وہ سیدھا اور دلیری سے چل رہا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ہر طرف اپنے نجات دہندہ کے واسطے نظر دوڑا رہا ہے

اینڈریا۔ چھوٹے قد کا اور موٹا تھا جس کے چہرہ پر وحشت اور درندگی کے نشان ظاہر تھے۔ اور اُسکی عمر کا ٹھیک تخمینہ نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ شاید تیس سال کا ہوگا قید خانہ میں اُسکی ڈاڑھی لمبی ہوگئی تھی۔ اُسکا سر اُسکے کندھوں پر گر رہا تھا۔ اور اُسکی ٹانگیں جھکی ہوئی تہیں [illegible]۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ نہایت ہی بیہودگی کی حالت میں ہے۔

فرنز [illegible] تھا۔

کہ ایک ہی شخص قتل کیا جائیگا"

کونٹ۔ (بے پرواہی سے) ہاں میں نے پیچ کہا تھا"

فرانز۔ مگر یہاں تو دو مجرم ہیں"

کونٹ۔ ہاں۔ مگر اُن میں سے ایک ابھی مارا جائیگا۔ اور دوسرے نے تو ابھی بہت برس جینا ہے"

فرانز۔ اگر معافی نامہ آنا ہے۔ تو پھر دیر کیا ہے

کونٹ"دیکھو ابھی آتا ہے"

اسوقت جبکہ پیپینو گلٹیون کے دامن میں پہونچا۔ ایک زاہد لوگوں کے گروہ کو چیرتا ہوا آیا۔ اور زاہدوں کی جماعت کے افسر کی طرف جاکر ایک رقعہ اُسکے ہاتھ میں دیا۔ اس افسر نے رقعہ کو کھولا۔ اور اُسے پڑھکر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا "ستائش ہو۔ خدا کے لئے اور پوپ کے لئے یہ رقعہ قیدیوں میں سے ایک کا معافی نامہ ہے"

لوگ چلائے"معافی نامہ۔ قیدیوں میں سے ایک کے لئے معافی نامہ آیا ہے"

اس شور کو سنکر اینڈریا نے اپنا سر اُٹھایا۔ اور چلایا کہ"معافی نامہ کس کے لئے ہے"

پیپینو بالکل بےحس وحرکت کھڑا تھا۔ زاہدوں کے افسر نے کہا۔ کہ یہ معافی نامہ پیپینو کے لئے ہے جسکو روکا بری اوری بھی کہتے ہیں۔ یہ کہکر اس نے رقعہ سپاہیوں کے افسر کے ہاتھ میں دیا۔ جس نے پڑھکر اُسے پھر واپس دیدیا۔

اینڈریا۔ اپنی بیہوشی سے بیدار ہوا۔ اور چلایا "کس کے لئے۔ پیپینو کے لئے؟ اسکے لئے کیوں اور میرے لئے کیوں نہیں ہم دونوں اکٹھے مرینگے۔ میرے ساتھ یہ اقرار کیا گیا تھا۔ کہ وہ میرے ساتھ مارا جاویگا۔ میں تو اکیلا نہیں مرونگا تمہارا کوئی حق نہیں۔ کہ مجھے اکیلا مارو۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں اکیلا نہیں مرونگا"

اس پر اُس نے پادریوں کے ہاتھ سے اپنے آپ کو چھڑا لیا۔ اور ایک جنگلی درندے کی طرح ادہر اُدہر بھاگتا ہوا اپنی بیڑیاں توڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ جلاد نے اپنے نائبوں کو اشارہ کیا۔ جنہوں نے کود کر اس کو پکڑ لیا۔ فرانز نے کونٹ سے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیونکہ وہ اُسے نہیں سمجھتا تھا۔ کیونکہ یہ سب کچھ رومی زبان میں ہو رہا تھا۔

کونٹ "کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ یہ انسان اس واسطے غضبناک ہو رہا ہے۔ کہ اُس کے دوسرے ساتھی کو کیوں رہائی ملی ہے اور اگر اُس میں قدرت ہوتی۔ تو شاید وہ اُسکو اپنے دانتوں سے خود چبا لیتا۔ اور اپنے ناخنوں سے اُسکا گوشت نوچ لیتا اے انسانو! تم تو درندے ہو! اب

میں نے تم کو خوب پہچان لیا ہے۔ اگر تم میں طاقت ہو۔ تو تم ایکدوسرے کو زندہ کہا جاؤ! یہ تمام وقت اینڈریا اور دونوں جلاد ایکدوسرے سے لپٹے ہوئے تھے۔ اور کونٹ چلا رہا تھا" ہاں اُسے مار ڈالنا چاہیئے۔ اُسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہیئے" کونٹ ڈالبرٹ اور فرنز کے ہاتھ پکڑ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کیا تماشا ہے۔ دیکھو وہ ایک آدمی جو کہ مرنے کے واسطے جا رہا تھا۔ اور کسی قسم کا مقابلہ نہیں کرتا تھا جانتے ہو۔ کہ پہلے جو وہ مقابلہ نہیں کرتا تھا۔ تو اُسے کیا تسلی تھی۔ اور اب جو وہ اپنی جان چھڑانے کے لئے لڑ رہا ہے۔ تو اسکو کس بات نے حوصلہ اور طاقت دی ہے۔ تسلی پہلے صرف اسکو اس بات کی تھی۔ کہ کسی دوسرے نے بھی اس کے ساتھ صرف مرنا ہی نہیں۔ بلکہ اُسکے پہلے مرنا ہے۔ دو بھیڑوں کو یا دو بیلوں کو مذبح کی طرف لے جاؤ اور پھر اُن میں سے ایک کو یہ جتلا دو۔ کہ اُسکا ساتھی ذبح نہیں کیا جاویگا تو دیکھو۔ کہ وہ بھیڑ یا وہ بیل خوشی کے مارے شور مچاویگا۔ لیکن انسان جس کو خدا نے اپنی صورت میں پیدا کیا ہے انسان جسکو سخت تاکید ہے۔ کہ اپنے ہمسایہ کو پیار کرے۔ انسان جسکو اللہ نے زبان دی ہے۔ جب وہ سنتا ہے۔ کہ اسکا ساتھی نہیں مارا جائیگا۔ تو اسکی پہلی آواز کیا ہوتی ہے؟ یہ کہ میں اکیلا نہیں مرونگا۔ میرے ساتھی کو بھی میرے ساتھ مارو۔ واہ! انسان بھی کیا معزز ہستی ہے۔ وہ حقیقت میں مخلوقات کا بادشاہ ہے! افسوس۔ افسوس۔ یہ کہہ کر کونٹ نے خوب قہقہہ مارا جسمیں تنفر اور حقارت بھری تھی"

قیدی اور جلادوں کی لڑائی ابھی تک جاری تھی۔ ۲۰ ہزار آدمیوں نے یک زبان ہو کر پکارا" اسے قتل کرو اسے قتل کرو" فرنز پیچھے کو گرا۔ لیکن کونٹ نے اسکو پکڑ لیا اور اسکو طاقی کے سامنے کھڑا کر دیا۔ کونٹ۔ ابھی آپ کیا کر رہے ہو۔ کیا آپکو اس پر رحم آتا ہے۔ اگر آپ کو کہیں کوئی پاگل کتا نظر آجاوے۔ تو آپ فوراً اپنی بندوق اُٹھا کر اس غریب حیوان کو گولی مار دینگے جسکا صرف اتنا ہی قصور ہے۔ کہ اسکو کسی دوسرے کُتے نے کاٹا ہے۔ مگر آپ ایک ایسے شخص پر رحم کرتے ہیں جس نے بغیر کسی جُرم کے اپنے مربی کو قتل کر ڈالا اور جو کہ اب کسی کو تو مار نہیں سکتا۔ کیونکہ اُسکے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں مگر یہ چاہتا ہے کہ ایک اور آدمی اسکے ساتھ قتل کیا جاوے ابھی آپ دیکھیں تو سہی"

کونٹ کی یہ دلدہی فضول تھی۔ کیونکہ فرنز کی ہوش و حواس بالکل اس نظارہ سے

اُڑ گئے تھے۔ دونو جلاد اپنی دنیا کو اٹھا کر گلیٹون کے پاس لے گئے۔ اور وہاں باوجود اسکے ہاتھ پاؤں مارنیکے اسکو گھٹنوں کے بل گرا دیا۔ بڑے جلاد نے اپنی گرز اٹھائی۔ اور ان دونوں کو ہٹ جانیکا اشارہ کیا۔ مجرم نے اُٹھ جانے کی کوشش کی۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ اس بات کو پورا کرے۔ گرز اُسکے سر پر پڑی۔ اور وہ بیہوش رہ گیا۔ جلاد نے اپنی گرز پھینکدی۔ اور اپنا چاقو پکڑکر اُسکا گلا چیر دیا۔ تب اپنے پاؤں اُسکے پیٹ پر مارے۔ اور اس طرح سے اسکا کام تمام کر دیا تھا۔

فرنز اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ اور بیہوش ہو کر کرسی پر گر پڑا۔ البرٹ اپنی آنکھیں بند کئے طاق کے پردہ کو پکڑے کھڑا تھا۔ مگر کونٹ ملک الموت کی طرح سیدھا اور خوش کھڑا رہا۔

چھبیسواں باب

کارنیوال شہر روم میں

جبکہ فرنز ہوش میں آیا۔ تو اُس نے البرٹ کو پانی کا ایک گلاس پیتے ہوئے دیکھا جسکی اسکو اس حالت میں بہت ضرورت تھی کونٹ اپنی پوشاک بدل رہا تھا۔ فرنز نے قتل کی جگہ کی طرف نظر کی۔ تو کیا دیکھتا کہ نہ تو وہاں گلیٹون ہے۔ نہ جلاد ہے اور نہ وہ مجرم۔ یہ سب کچھ غائب ہو گیا ہے وہاں لوگ وہیں ہیں۔ جو ہوش اور شور سے بھرے ہوئے ہیں۔ مانٹی سٹوریا کا گھنٹہ جو سوائے پوپ کی وفات یا کارنیوال کے شروع ہونیکے کبھی بجایا نہیں جاتا۔ نہایت جوش سے بج رہا تھا۔ غرض ہر طرف خوشی اور عیش کے نشان نظر آتے تھے۔

فرنز۔ (کونٹ سے) یہ کیا ہو گیا ہے"

کونٹ" کچھ نہیں۔ صرف کارنیوال شروع ہوا ہے۔ جلدی کرو۔ اور پوشاک بدلو"

فرنز" یہ تمام نظارہ ایک خواب و خیال کی طرح گذر گیا ہے"

کونٹ" یہ صرف خیال تھا۔ جو گذر گیا ہے"

فرنز۔ مجرم کا کیا ہوا"

کونٹ" یہ بھی سب ایک خواب تھی۔ صرف تم جاگے ہو۔ اور وہ سویا ہی رہ گیا ہے۔

فرنز" پیپینو کا کیا حال ہوا ہے"

کونٹ۔ وہ ایک ہوش [illegible] ہے وہ ایسا نہیں ہے۔ کہ جیسا اسکی طرف کوئی نہ دیکھے۔ تو اسے غضب چڑھ [illegible] آ ۔۔۔ [illegible]

بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ تمام لوگ اُس کے ساتھی کی طرف لگ گئے ہیں۔ اس نے لوگوں کی اس بے توجہی سے فایدہ اُٹھایا ہے اور ان پادریوں کا جو اُسکے ساتھ تھے شکریہ ادا کرنے کے بغیر گروہ میں شامل ہوگیا ہے۔ بیشک آدمی بھی بڑا ناشکرگذار حیوان ہے۔ اچھا تو کپڑے پہنو۔ دیکھو البرٹ پوشاک بدل رہا ہے۔ البرٹ اس اثنا میں اپنے سیاہ پاجامہ اور وارنش کے بوٹوں کے اوپر اپنے استبرق کی پتلون چڑھا رہا تھا۔

فرینز:۔ مسٹر البرٹ کیا آپکی اس عیش و عشرت میں شامل ہونے کی منشا ہے صاف صاف جواب دینا۔

البرٹ:۔ اجی واہ۔ میری تو عین خوشی ہے کہ میں اس جلسہ عیش وطرب میں حصہ لوں کاکومٹی نے کیا سچ فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اس نظارہ کو ایک دفعہ دیکھ لیتا ہے پھر اور تمام نظارے اسکی نظر میں ہیچ ہوجاتے ہیں"

کومنٹ:۔ اسمیں ایک یہ بھی خوبی ہے۔ کہ یہاں انسان کو اور آدمیوں کے خصایل اور عادات مطالعہ کرنیکا خوب موقعہ ملتا ہے۔ جب آدمی گلئیٹون کی سیڑھیوں پر چڑھتا ہے تو موت فوراً وہ پردہ پھاڑکر پرے رکھ دیتی ہے۔ جو تمام عمر وہ پہنے رہا ہے۔ اور اسکا اصلی چال چلن خلقت پر ہویدا ہو جاتا ہے۔ صاحبان جلدی کپڑے پہنیں دیر ہو رہی ہے۔

فرینز نے سوچا۔ کہ میرے دونوں ساتھی کپڑے پہن رہے ہیں۔ اگر میں نہ پہنوں تو شرم کی بات ہوگی۔ اس پر اس نے اپنی پوشاک پہنی۔ اور برقعہ منہ پر اوڑھا اور تینوں جوان پوشاک سے فارغ ہوکر اُترے۔ گاڑی مٹھائیوں اور گلدستوں سے بھری ہوئی انتظار کر رہی تھی۔ تینوں اندر بیٹھ گئے۔ اور گاڑیوں کی قطار میں مل گئے پلیس ڈل پاپلو میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہوئی تھی۔ موت کے وحشت ناک اور اداس کردینے والے نظارہ کے بجائے اب خوشی اور عیش و طرب کے آثار نظر آرہے تھے۔ کیا دروازوں سے اور کیا طاقیوں سے کیا گلیوں سے اور کیا بازاروں سے۔ غرض ہر طرف سے برقعہ پوشوں کے جھنڈوں کے جھنڈ آرہے تھے۔ ہر ایک پہلو سے گاڑی تابڑ توڑ آرہی تھی۔ جن میں کہ ہر قماش اور ہر رتبہ کے آدمی نائیٹ سے لیکر معمولی غریب تک اور نواب سے لیکر ایک ادنے گنوار تک بیٹھے ہوئے تھی۔ یہ تمام لوگ چلا رہے تھے۔ اور ایک دوسرے پر بغیر اس امتیاز کے کہ وہ دوست یا دشمن۔ آشنا ہے یا اجنبی

آٹے کے بھرے ہوئے انڈے گلدستے اور مٹھائی پھینک رہے تھے۔ اور مزا یہ ہے۔ کہ ان تمام باتوں سے کوئی بھی رنجیدہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ ہر ایک طرف ہنسی اور قہقہ اُڑ رہا تھا۔ ان سب لوگوں نے طرح طرح کے بہروپ بدلے ہوئے تھے۔ بعضے تو دہقانونکی صورت میں تھے۔ اور بعضوں نے نائٹس کا لباس پہنا تھا۔ غرضکہ ہر طرح کے سوانگ اس جگہ نظر آرہے تھے۔ فرنز اور البرٹ ان لوگونکی مانند تھے۔ جو سخت رنج کے وقت کچھ تھوڑی سی شراب چڑھا لیتے ہیں۔ اور اس سے مست ہوکر غم واندوہ کے خیال کو بھول جاتے ہیں۔ قتل کا نظارہ ابھی تک اُن کے دل کے سامنے سے نہیں ہٹا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اردگرد کے جوش وخروش نے اُن کو بھی گھیر لیا۔ اور وہ اسبات پر مجبور ہو گئے۔ کہ وہ بھی اس بیہودگی میں شامل ہوویں۔ اتنے میں ایک مٹھی مٹھائی کی ایک پاس والی گاڑی سے کسی نے اون پر دے ماری۔ جو البرٹ اور اسکے دونوں ساتھیوں کے منہ پر پڑی اس سے اسکو بھی جوش آگیا۔ اور اُس نے اُٹھکر مٹھائی کی مٹھیاں اردگرد پھینکنی شروع کیں۔

یہ لڑائی اب عام ہوگئی۔ اور رفتہ رفتہ پچھلے تمام خیالات اُن کے دل سے ایسے محو ہو گئے۔ کہ اب بغیر کسی پس وپیش کے اُنہوں نے بھی سب تماشے میں حصہ لینا شروع کیا۔ مگر کونٹ آف مانٹی کرسٹو بالکل بے حس وحرکت رہا۔ رو ڈی کورس کے اونچے محلوں اور بیٹھکوں پر پردہ اور جھنڈے لٹک رہے تھے۔ اور اُن کے اوپر کئی لاکھ ناظرین جو روم اٹلی اور دنیا کے اور حصوں سے آئے ہوئے تھے۔ تماشا دیکھ رہے تھے۔ خوب صورت اور نازنین عورتیں طاقیوں سے جھک کر مٹھائی کی مٹھیں نیچے پھینکتی تھیں اور اُن کے بدلے میں اُن پر گلدستے پھینکے جاتے تھے۔ ہوا اس مٹھائی سے جو نیچے آتی تھی۔ اور اُن پھولوں سے جو اوپر جاتی تھی۔ تاریک ہوگئی تھی۔ لوگوں کے اس خوشباش گروہ نے عجیب عجیب لباس پہنے تھے۔ بعضے تو پوستینیں پہنکر ریچھ بنے تھے۔ بعضوں نے بھینسوں کے سر اپنے کندہے پر رکھے تھے۔ اور بعضے کتونکا سوانگ بنے ہوئے تھے۔ جو اپنی پچھلی ٹانگوں پر چلتے تھے۔ ان تمام عجیب وغریب سوانگوں کے درمیان ایک پردہ اُٹھتا تھا۔ اور ایک خوبصورت شکل نظر آتی تھی۔ جو کہ ذرا پھر انہی ریچھوں اور بھینسوں اور کتوں کے گروہ میں غائب ہوجاتی تھی۔ اس تمام بیان سے معلوم ہوجائیگا۔ کہ روم کا کارنیوال کیا ہوتا ہے

جب وہ گاڑی جس میں کہ یہہ تینوں بیٹھے ہوئے تھے۔ گلی کے ایک کونے پر پہونچی۔ کونٹ نے اُسے فوراً ٹھہرا لیا اور البرٹ اور فرنز سے کہا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اب آپ کو اکیلا چھوڑ دوں۔ گاڑی آپ کے حوالہ ہے اسے جیسے چاہیں برتیں۔ فرنز نے ادہر دیکھا تو معلوم کیا۔ کہ وہ روس پلی پیلیس کے مقابل میں ہیں۔ کونٹ نے گاڑی میں سے باہر نکلکر کہا۔

"صاحبان جب آپ تھک جاویں۔ اور اس شور ہنگامہ میں آپ حصہ نہ لے سکیں۔ تو آپ کے واسطے میری طاقیوں میں جگہ ہے جہاں سے کہ آپ تماشہ بین بن سکتے ہیں۔ خیر اب آپ میری گاڑی اور میرے گاڑیبان اور میرے نوکروں کو جیسے چاہیں برتیں۔"

ہم اس بات کو بیان کرنے سے بھول گئے ہیں۔ کہ کونٹ کا گاڑیبان ریچھ بنا ہوا تھا۔ اور اُس کے دو نوکر سبز بندروں کے لباس میں تھے اور ہر ایک کے جو پاس سے گذرتا تھا۔ سوانگ بگھارتے تھے۔ فرنز نے کونٹ کی اس مہربانی اور التفات کا شکریہ ادا کیا اس اثنا میں البرٹ رومی دہقانونکی بھری ہوئی۔ ایک گاڑی میں جو اُس کے پاس سے گذر رہی تھی پھول اور گلدستے پھینکنے میں مشغول تھا کہ پھر سے گاڑیوں کی قطار پھر حرکت میں آئی۔ اور جب کہ اُس کی گاڑی پلیس ڈل پاپلو کی طرف روانہ ہوئی۔ تو رومی دہقانونکی گاڑی پلیس ڈی وینیس کیطرف روانہ ہوئی۔

البرٹ (فرنز سے) "آہ میرے پیارے فرنز کیا آپ نے نہیں دیکھا"

فرنز "کیا"

البرٹ "وہ گاڑئیں جو رومی دہقانوں سے بھری تھیں"

فرنز "نہیں"

البرٹ "میں یقین کرتا ہوں کہ وہ تمام خوبصورت اور نازنین عورتیں ہیں"

فرنز "بڑی بدنصیبی ہے کہ آپ نے برقعہ پہنا تھا۔ یہہ تو پچھلی مایوسیوں اور ناکامیوں کی کسر جبر کرنے کے واسطے نہایت عمدہ موقعہ تھا"

البرٹ "(ہنسکر) خیر یہہ موقعہ نہ سہی اور سہی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کارنیوال یونہی نہیں گذر جائیگا بلکہ بہتیرے موقعہ ملیں گے"

البرٹ۔ کو بڑی بڑی امیدیں تھیں

مگر وہ سارا دن اِسی طرح سے گذر گیا۔ اور کوئی سبب شیتا ہان رومی دہقانوں والی گاڑی ضرور دو یا تین باران کو ملی۔ ایک دفعہ جب یہ گاڑی سامنے آئی۔ تو ابرٹ کا برقع اس کے چہرہ پر سے ہٹ گیا۔ وہ فوراً اٹھا۔ اور باقیماندہ گلدستے گاڑی میں پھینک دئے ابرٹ نے معلوم کیا کہ ایک نازنین عورت کی جس نے ایک عجیب بہیس بدلایا ہوا تھا۔ اُسکی طرف نظر التفات ہے۔ کیونکہ اس عورت نے جب البرٹ کی گاڑی اُوس کی گاڑی کے پاس سے گذری گل سوسن کا ایک گچھا اُس کی گاڑی میں پھینکا۔ البرٹ نے اُسے اٹھا لیا اور اپنے بٹن کی سوراخ میں اُسے رکھ کر مظفر و منصور گاڑی آگے کی طرف چلائی ۔

فرنز۔ مسٹر البرٹ لو اب تو ایک قصہ آگیا ہے ۔

البرٹ۔ خیر آپ بیشک ہنسیں مگر میرا تو ایسا ہی خیال ہے۔ بس میں تو پہلوؤں کے اِس گچھے کو نہ چھوڑونگا ۔

فرنز۔ تو اس بات کو تمسخر میں گذارنا چاہتا تھا۔ مگر پیچھے معلوم ہوا کہ اس میں کچھ حقیقت ہے کیونکہ جب دہقانوں والی گاڑی پھر البرٹ اور فرنز کی گاڑی کے پاس آئی۔ اور اس عورت نے جس نے البرٹ کی طرف پھولوں کا گچھا پھینکا تھا اس گچھے کو البرٹ کے بٹن کی سوراخ میں دیکھا۔ تو اُس نے تالی بجائی۔ فرنز چلایا۔ خوب خوب بات تو بنتی نظر آتی ہے اچھا تو پھر میں چلا جاؤں کیونکہ شاید اب آپ اکیلے رہنا چاہیں ۔

البرٹ۔ ابھی نہیں۔ اتنی جلدی کیا پڑی ہے۔ اگر دہقان عورت کا دل اس معاملے میں ہے تو ہم اوس کی پھر تلاش کرینگے۔ اور نہیں کوئی نشان دیگی جس سے میں قیاس کرونگا۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے ۔

البرٹ۔ اِس بات میں بالکل حق پر تھا۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ اس خوبصورت نامعلوم عورت نے ارادہ کرلیا ہے کہ اس روز اس معاملے کو زیادہ نہ بڑھاوے کیونکہ انہوں نے بہت دفعہ گاڑی کو اِدھر اُدھر پھرایا۔ مگر دہقانوں والی گاڑی کو نہ دیکھا۔ وہ ایک گلی کیطرف نکل گئی تھی۔

تب البرٹ اور فرنز روس پیلی پیلس
کی طرف آئے کونٹ وہاں نہ تہا۔
لیکن دو آدمی جن کو کونٹ نے بلایا
ہوا تہا۔ زرد کپڑے والے طاقیوش
میں ابہی تک موجود تہے اس وقت
وہی گہنٹہ جو کہ کارنیوال کے شروع
ہونے پر بجا تہا۔ پہر بجا۔ یہہ اس
واسطے تہا۔ کہ اب کارنیوال ختم ہونا
چاہئے۔ گہنٹہ کے دوسری دفعہ [illegible]
پر تمام گاڑیاں غائب ہوگئیں۔
فرنز اور البرٹ اسوقت وائی ڈل
میبربیٹ کے سامنے تہے گاڑیبان
نے گاڑی چلائی اور بلیس ڈی
اسپین اور روس پولی پیلس سے
آگے سے گذر کر ہوٹل کے دروازہ
پر کہڑی کردی میٹر پیر سینی اپنے
مہمانوں کو لینے کے لئے دروازہ میں
آیا۔
فرنز نے آتے ہی کونٹ کی بابت
پوچہا۔ اور اس بات کا افسوس
ظاہر کیا کہ وہ اوس کو لینے کے
واسطے وقت پر نہیں پہنچ سکے۔
لیکن پیرسینی نے ان کو یقین
دلایا کہ کونٹ نے اپنے واسطے ایک
اور گاڑی کرایہ پر لے لی تہی۔ جو کہ
چار یا پانچ بجے اوس کو لینے کے
واسطے روس پیلی پیلس کی طرف

گئی تہی۔"
پیرسینی "کونٹ نے مجہے یہہ
بہی فرمائش کر دی تہی۔ کہ میں آپ
کو آرجنٹینو تہیٹر میں اسکی نشستگاہ
کی کنجی بہی دیدوں"
فرنز "(البرٹ سے) آپ کی کیا
منشا ہے"
لیکن البرٹ نے تہیٹر میں جانے
[illegible]
کرلی تہیں اور اس لئے فرنز کی
بات کا جواب دینے کے بجائے
اوس نے پیرسینی کو کہا"
"کیا تم ایک درزی لا سکتے ہو"
[illegible]
[illegible]
البرٹ "میں نے کل [illegible]
دہقانوں کی دو پوشاکیں بنوانی
ہیں"
میزبان (سر ہلا کر) "آپ کل سے
پہلے دو پوشاکیں بنوانی ہیں [illegible]
فرمادیں۔ درزی بہت [illegible]
ہیں۔ دوسرے ہفتہ آپ [illegible]
[illegible]
جو آپ کو دو روپیہ پر ایک بٹن
بہی لگادے"
البرٹ "تو کیا میں اس خیال
کو چہوڑ دوں"

میزبان :- نہیں - پوشاکیں بنی بنائی مل سکتی ہیں - آپ سب کچھ مجھی پر چھوڑ دیں - اور صبح جب آپ جاگیں گے - تو آپ کو پوشاکوں کا ایک ذخیرہ مل جائیگا - جس سے آپ راضی ہو جاوینگے "

فرنز :- پیارے البرٹ آپ سب کچھ ہیر سینی پر ہی رہنے دیں - وہ ایک ہوشیار آدمی ہے اور سب کچھ کرے گا - آؤ ہم آرام سے روٹی کھائیں - پھر بعد میں تھیٹر دیکھنے چلیں گے "

البرٹ :- اچھا تو پھر منظور ہے؟ لیکن مسٹر ہیر سینی یاد رکھو کہ مجھی اور میرے دوست کو ان پوشاکوں کی سخت ضرورت ہے "

میزبان :- آپ تسلی رکھیں - آپ کی سب آرزوئیں پوری کی جائینگی "

اِس پر فرنز اور البرٹ اپنے کمرہ کی طرف چڑھ گئے - اور اپنا دن کا لباس اوتارنے لگے - البرٹ نے جب اپنی پوشاک اُتاری تو گل سوسن کے اُس دستہ کو حفاظت سے ایک جگہ رکھ دیا - کیونکہ اِسی نشان سے اُس نے دوسرے دن پہچانا جانا تھا - دونوں دوست دسترخوان پر بیٹھ گئے - کھانا کھاتے وقت ان کو کونٹ کے دسترخوان اور ہیر سینی کے دسترخوان کے درمیان فرق معلوم ہوا - اور سچ نے فرنز کو اس بات پر مجبور کیا - کہ وہ باوجود کونٹ سے متنفر ہونے کے اِس کے دسترخوان کی تعریف کرے - اُس وقت نوکر آیا - اور اوس نے پوچھا کہ آپ کو گاڑی کی کس وقت ضرورت ہے "

البرٹ - اور فرنز نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا - اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ وہ کونٹ کی گاڑی زیادہ دیر برتنے سے اُس کو بیجا تکلیف نہ دیں - نوکر نے ان کے اِس ڈر کو معلوم کر لیا - اور کہا :- جناب کونٹ صاحب نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ گاڑی تمام دن آپ ہی کے پاس رہے اِس لئے آپ اسے جس طرح سے چاہیں استعمال کر سکتے ہیں "

ان دونوں نے کونٹ کی اِس مہربانی سے فایدہ اٹھانیکا ارادہ کیا اور گاڑی کے تیار کرنے کا حکم دیا - پھر شام کی پوشاک پہن کر تھیٹر میں گئے اور کونٹ کی جائے نشست میں جا بیٹھے پہلے ہی ایکٹ میں بیگم اپنی جائے نشست میں داخل ہوئی اس نے آتے ہی اِس نشست گاہ کی

طرف دیکھا۔ جس میں اُس نے پہلی رات
کونٹ کو دیکھا تھا۔ کیا دیکھتی ہے۔ کہ
فرنز اور البرٹ اسی آدمی کی نشست
گاہ میں بیٹھے ہیں۔ جس کی نسبت اس
نے پہلی رات فرنز کے پاس ایسی عجیب
رائے ظاہر کی تھی۔

اٹلی کے تھیٹروں میں ناظرین اپنی اپنی
نشست گاہوں کو جائے ملاقات کے
طور پر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ سو فرنز
نے چاہا۔ کہ بیگم کے پاس جائے۔ اور
اسکی حیرت کو دور کرے۔ سو ان دونوں
دوستوں نے اپنی جائے نشست کو
چھوڑا۔ اور بیگم کی طرف گئے۔ جب
وہ اسکی نشست گاہ میں داخل ہوئے
بیگم نے فرنز کو اپنے پاس بٹھایا۔
اور البرٹ کو پیچھے بیٹھنا پڑا۔

ابھی فرنز بیٹھا ہی نہ تھا۔ کہ بیگم نے کہا
"آپ کو خوب دوست ملا ہے"

فرنز۔ میڈم لاکونٹس ہم نے اوسکی
مہربانی سے سارا دن بڑا فایدہ اُٹھایا"

بیگم۔ سارا دن"

فرنز۔ ہاں۔ آج صبح ہم نے اُسکے ساتھ
کھانا کھایا۔ ہم تمام دن اوسکی گاڑی میں
سوار رہے ہیں۔ اور اب ہم اوسکی جائے
نشست میں آبیٹھے ہیں"

بیگم۔ تو پھر آپ اسکو جانتے ہیں"

فرنز۔ جانتے بھی ہیں۔ اور نہیں بھی جانتے

بیگم" یہ کیسے"

فرنز" یہ بڑا لمبا قصہ ہے"

بیگم" تو میرے پاس آپ بیان کریں"

فرنز۔ اس سے آپ بہت خوف
زدہ ہو جاوینگی"

بیگم" کوئی اور بھی سبب ہے"

فرنز" ہاں۔ اس تمام قصہ کو ختم ہو
لینے دو"

بیگم۔ بہتر مجھے بھی پورے قصے پسند
آتے ہیں۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ کہ تم اس کے
واقف کس طرح سے بنے۔ کیا کسی
شخص نے آپکی اس سے ملاقات کرائی"

فرنز" نہیں اس نے خود ہی ہم سے ملاقات
کی"

بیگم" کب"

فرنز" کل رات جب ہم آپ سے جدا ہوئے

بیگم۔ بیچ میں کون شخص تھا"

فرنز" وہی ہمارا میزبان"

بیگم" تو کیا پھر وہ ہوٹل ڈی لا لنڈرس
میں ہی اُترا ہوا ہے"

فرنز" نہ صرف اسی ہوٹل میں بلکہ
اُسی منزل میں جس میں کہ ہم ہیں"

بیگم" آپ جانتے ہونگے۔ اسکا
نام کیا ہے"

فرنز" کونٹ آف مانٹی
کرسٹو"

بیگم" یہ خاندانی نام تو نہیں ہے"

فرنز: نہیں۔ یہ اسی جزیرے کے نام
پر ہے۔ جو اس نے خریدا ہے"
بیگم: اور کیا وہ کونٹ ہے"
فرنز: ہاں وہ ٹسکنی کا ایک کونٹ
ہے"
بیگم: اچھا تو پھر وہ کس قسم کا آدمی ہے"
فرنز: یہ بات البرٹ سے پوچھیے۔
بیگم۔ البرٹ کی طرف دیکھکر: مسٹر
البرٹ آپ سنتے ہیں مسٹر فرنز کیا
کہتے ہیں"
البرٹ۔ بیگم صاحبہ۔ آپ کیا پوچھتی
ہیں۔ دس برس کا پرانا دوست بھی
ایسی خاطر و مدارات نہیں کرتا جیسی
کہ اس نے ہماری کی ہے"
بیگم۔ ہنستی ہوئی: خیر تو پھر میرا جن
صرف ایک لکھپتی آدمی ہے۔ جس نے
جن کی صورت اختیار کر لی ہے۔ تا
کہ اس کو کوئی راتھشیلڈ نہ سمجھ
بیٹھے۔ تو بھلا کیا آپ نے اس عورت
کو بھی دیکھا ہے"
البرٹ: کس کو۔ کل والی خوبصورت
یونانی عورت کو۔ ہم نے صرف اس کی
گیت کی آواز سنی مگر ہم نے اس کی صورت
نہیں دیکھی۔ البرٹ فرنز کی طرف (
تو ہاں سفید کپڑے والی [illegible] میں
وہ پہلے [illegible] والی [illegible]۔
بیگم: [illegible]

کہاں تھی"
البرٹ: روس بول پیلس میں۔
بیگم: اچھا تو کونٹ کی روس پیلی
پیلس میں تین طاقیں تھیں"
البرٹ: ہاں"
بیگم: کیا آپ رو ڈی کورس میں
سے گذرے"
البرٹ: ہاں"
بیگم۔ اس جگہ وہ تینوں طاقیں کونٹ
ہی کی تھیں؟ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ
کوئی نواب ہے" آپ جانتے ہیں کہ
ان تینوں طاقوں پر کیا خرچ ہوا ہے"
البرٹ۔ دو تین ہزار روپیہ"
بیگم: کیا اسکے جزیرے سے اسکو اتنی آمدنی
ہوتی ہے"
البرٹ۔ اس سے تو اسکو ایک کوڑی
بھی آمد نہیں ہوتی"
بیگم: تو پھر اس نے اسے خریدا کیوں ہے"
البرٹ: صرف ایک وہم ہے۔ معلوم
ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک وہمی آدمی ہے"
اسی وقت ایک اور شخص اندر آیا۔
اور فرنز نے اپنی جگہ اسے خالی
کر دی۔ اس شخص کے آنے سے
گفتگو کا رنگ بھی بدل گیا۔ اس
کے دو گھنٹے بعد دونوں دوست
ہوٹل کی طرف واپس آ گئے۔
صبح ہوتے ہی پوشاکوں کی تلاش

میں لگا ہوا تھا۔ اور اُس نے انہیں
یقین دلا دیا۔ کہ وہ اِن کی تشفی کر
دیگا۔ دوسری صبح نو بجے وہ فرینز
کے کمرے میں ایک درزی کو ساتھ
لئے ہوئے آیا جس کے بازو پر دو ہی
دھقانوں کی نو یا دس پوشاکیں
جو بالکل ایک سی تھیں۔ اِس نے
پسند کیں۔ اور درزی کو حکم دیا۔
کہ ہماری ٹوپیوں پر بیس بیس گز
فیتا سی لا۔ اور دو لمبے ریشمی فیتے
ہمیں لا دے۔ جس سے کہ ادنے درجہ
کے لوگ میلوں کے دن اپنے آپ کو
آراستہ کرتے ہیں"۔
البرٹ۔ کی پوشاک بڑی بھڑکیلی
اور شاندار تھی۔ جب اُس نے اُسے پہنا
تو اوسکی صورت ہی کچھ اور ہوگئی۔
اور جب اِس نے پیٹی کمر کے گرد پہنی
اور ٹوپی سر پر ایک طرف کرکے رکھی۔
تو فرینز کو اِس بات کا اقرار کرنا پڑا۔
کہ انسان کی زیب و زینت اور خوبی
میں پوشاک کو بڑا ہی دخل ہے۔
البرٹ۔ جب اِس لباس کو زیب
تن کرکے شیشہ کے سامنے کھڑا ہوا۔
تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ وہ بھی کچھ
چیز ہے۔ اور بے اختیار اُسکی ہنسی
نکل گئی۔ ابھی وہ اِس حال ہی میں تھا
کہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو داخل ہوا۔

کونٹ۔ صاحبان۔ اگرچہ صحبت اور
دوستی بھی بڑی دل پسند چیز ہے۔ مگر
اکیلا ہونا بعض وقتوں میں خدا کی
نعمت ہوتا ہے۔ میں اِس بات کے عرض
کرنے کے لئے آیا ہوں۔ کہ کارنیوال
کے اختتام تک گاڑی آپ کے اختیار
میں ہے۔ میرا اِس سے کوئی حرج نہیں
ہے۔ کیونکہ میرے پاس تین چار اور
ہیں۔ تو چاہے آپ اُسے کسی خاص کام
میں استعمال کریں۔ اور چاہے سیر میں۔
جوان آدمیوں نے چاہا۔ کہ اِس احسان
کے بوجھ سے سبکدوش ہو دیں۔ مگر
انہیں یہ نہ سوجھا۔ کہ کس دلیل پر انکار
کریں۔ کونٹ آف مانٹی کرسٹو کوئی
پندرہ منٹ تک اُن کے ساتھ بڑی بے
تکلفی سے گفتگو کرتا رہا۔ وہ تمام ملکوں
کے علم ادب سے خوب واقف تھا۔
اُس کے کمرہ کی دیواروں پر نظر
کرنے سے فرینز اور البرٹ کو
ثابت ہوگیا تھا۔ کہ اِس کو تصویروں
کا بھی بڑا شوق ہے"۔
کچھ دیر اور گفتگو کرنے پر انہیں
معلوم ہوا۔ کہ وہ علوم طبعی میں بھی
بے بہرہ نہیں ہے۔ اور خاص کر
علم کیمیا میں اچھی مہارت رکھتا
ہے۔ دونوں دوستوں نے مناسب
نہ سمجھا۔ کہ اُس کو کھانا کھانے کی

درخواست کریں۔ کیونکہ اُن کا کھانا کونٹ کے کھانے کی نسبت بہت ہی ادنیٰ تھا۔ سو انہوں نے یہ بات صاف صاف کونٹ کو بتلا دی جس نے اُن کے عذر کو بڑی کشادہ پیشانی سے قبول کیا۔ البرٹ کو کونٹ کی عادات بڑی پسند آئیں۔ اور خاصکر کے اس بات نے کہ اُس نے اِنہیں گاڑی استعمال کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اِسکو کونٹ کا گرویدہ بنا دیا۔ کیونکہ جو تقالی عورت پہلے روز اُسے ایک بڑی خوبصورت گاڑی میں ملی تھی۔ اور وہ بھی یہی چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح ہر بات میں اُس کا ہم پلہ رہے۔ ساڑھے بارہ بجے وہ اُترے۔ کوچبان اور نوکروں نے اپنے بہینوں کے اوپر خادموں کا نشان پہنا۔ جس سے وہ اور بھی مزہ نما ہو گئے۔ اور جس سے فرنز اور البرٹ بہت ہی خوش ہوئے۔ البرٹ نے مرجھائے ہوئے سوسن کے پھولوں کا گچھا اپنے بٹن کی سوراخ میں رکھ لیا ہوا تھا۔ گھنٹے کی پہلی آواز پہ وہ دوڑی کوٹھی میں داخل ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد تازہ گل سوسن کا ایک گچھا ایک گاڑی میں سے البرٹ پر پڑا جس سے البرٹ کو معلوم ہوا کہ اُن کی طرح دہقانوں نے بھی اپنی پوشاک بدل ڈالی ہوئی ہے۔ البرٹ نے پھولوں کا تازہ گچھا اپنے بٹن کی سوراخ میں رکھ لیا۔ لیکن مرجھائے ہوئے دستہ کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور جب پھر وہ دہقانوں والی گاڑی کے مقابل میں آیا۔ تو اُس نے اس دستہ کو اُٹھا کر اپنے ہونٹوں کے ساتھ لگایا جس سے نہ ہی صرف وہ عورت خوش ہوئی جس نے اُسے پھینکا تھا۔ بلکہ اُس کے ساتھی بھی بڑے محفوظ ہوئے یہ دن بھی ایسا مسرت بھرا۔ اور خوش تھا۔ جیسے کہ پہلا۔ بلکہ پہلے سے اِس میں جوش و خروش زیادہ تھا۔ کونٹ ایک لحظہ کے لئے اپنی طاقی میں ظاہر ہوا۔ لیکن فوراً غایب ہو گیا۔

رات کے وقت جب وہ واپس آئے۔ فرنز کو سفارت سے ایک خط ملا جسمیں لکھا کہ حضرت پوپ سے ملاقات کرنیکا شرف اسکو دوسرے روز حاصل ہوگا جتنی بار وہ پہلے روم میں آیا تھا۔ اُسے ہر دفعہ اُسکی ملاقات کی عزت حاصل ہوئی تھی اور اِس دفعہ بھی فرنز خیال کرتا تھا۔ کہ یہ شکر گذاری اور مریدانہ اخلاص کے برخلاف ہوگا۔ کہ دار الخلافہ عیسویت میں آکر وہ سینٹ پطرس کے جانشین کو ملے بغیر ہی چلا آوے۔ اِس لئے کارنیوال کا خیال اِس کے دل میں سے دور ہو گیا

اور وہ بوڑہے اور تمام صفات حسنہ کے مجموعہ پوپ گری گوری کے محل کی طرف گیا۔ پوپ کے محل سے واپس آتے ہوئے فرنز رووڈی کو دس میں سے نہ گذرا اِس کے دل میں اب نیک خیالات کا ایک ذخیرہ تھا اِس لئے وہ نہ چاہتا تھا۔ کہ وہ پھر اوسی پلیدی اور گناہ کی طرف رجوع کرے جو اس جگہ گرد وپیش اپنی سلطنت جمائے تھا۔ پانچ بجے سے دس منٹ بعد البرٹ خوشی بخوشی داخل ہوا۔ اور بیان کیا کہ اس عورت نے پھر اپنا دہقانوں والا لباس پہنا تھا۔ اور منہہ سے اپنا برقعہ اُٹھا لیا تھا۔ وہ نہایت ہی حسین تھی۔ فرنز نے البرٹ کو مبارک باد دی۔ اور البرٹ نے اس مبارک باد کو قبول کیا۔ مگر ایسی طرح سے جس سے یہہ معلوم ہو۔ کہ وہ مبارک باد کچہہ بیجا نہیں ہے اور حقیقت میں اس کا مستحق ہے اس کو کئی نشانوں سے یہہ بہی معلوم ہوا تہا۔ کہ وہ خوبصورت دہقان کسی شریف خاندان سے ہے البرٹ نے یہہ ارادہ بہی ظاہر کیا کہ وہ اس کو دوسرے روز خط لکہے گا۔

فرنز۔ کو معلوم ہوا کہ البرٹ اس سے کچہہ درخواست کرنے والا ہے اس لئے اس نے اُس کو فرمایش کی کہ وہ اپنے خیالات اُس کے پاس بیان کرے۔ کیونکہ اس نے کہا ہے کہ میں آپ کے لئے سب کچہہ کرنے کو تیار ہوں"

البرٹ "میں کہہ تو نہیں سکتا مگر معاف رکہیں"

"اتنی عرض کرتا ہوں کہ کل کارنیوال میں مجھے اکیلا ہی رہنے دیں۔ آج چونکہ آپ نہیں تھے۔ اِس لئے خوبصورت دہقان نے اپنا پردہ اٹھایا۔ اور صورت دکہائی"

فرنز۔ نے نہ چاہا۔ کہ اپنے دوست کی دل شکنی کرے۔ اور ساتھہ ہی اُسے یہہ بہی خیال تہا۔ کہ اُس کا دوست اُسکو سب کچہہ بتلا دیا کریگا اس لئے اُس نے اسکو کہا۔ کہ "خیر میں کل کارنیوال کو دوس ٹوپی پیلس ہی سے دیکہہ لونگا۔ اور آپ جیسے چاہیں۔ کریں"

دوسرے روز فرنز نے کارنیوال میں دیکہا کہ البرٹ کبہی ادہر جاتا ہے کبہی ادہر جاتا ہے اور اُس کے ہاتھہ میں ایک بڑا گلدستہ ہے جو اُس نے اس غرض سے رکہا ہے کہ اِس میں اپنا محبت نامہ نامدہ کر اُس دہقان نازنین

کی طرف پھینکے تھوڑی ہی دیر گذرنے
نہ پائی تھی کہ فرنز کا یہ خیال یقین سے
متبدل ہو گیا - کیونکہ اس نے دیکھا
کہ وہی گلدستہ ایک عورت کے ہاتھ
میں ہے - جس نے گل زرد مشرقی کا
لباس پہنا ہے اب البرٹ کو کچھ شک
نہ رہا - کہ وہ خط کا جواب نامعلوم معشوق
بھی اسی طرح جواب دیگی - فرنز سمجھا
کہ البرٹ دوسرے روز بھی اکیلا ہی
رہنا چاہتا ہے اس لئے اس نے کہا
کہ میں اس شور شرابے سے تھک
گیا ہوں - اور کل کا روز اپنا روز
نامچہ لکھنے میں گذارونگا "
البرٹ کو اپنی امیدوں میں دھوکا
نہ ہوا - کیونکہ فرنز نے دوسرے روز
دیکھا کہ وہ دوسری شام ایک کاغذ
اپنے ہاتھ میں لئے آرہا ہے اور
آتے ہی چلایا " دیکھو کیا مجھے غلطی
لگی تھی "
فرنز " کیا اس نے جواب دیا ہے "
البرٹ - بڑے جوش کے لہجے میں
" پڑھ لو "
فرنز نے خط کو لیا - اور پڑھنا شروع
کیا - اس کا مضمون مفصلہ ذیل
تھا -
وہ سنگل کی رات سات بجے اپنی
گاڑی میں سے وائی ڈی پان

ٹیفلیس کے سامنے اترو - اور رومی
دہقان کے پیچھے ہو لو - جو تمہارے
ہاتھ سے تمہارا موکولیٹو چھین لیگا
تم سان جیاکوموکے گرجے کی
پہلی سیڑھی پر پہونچو - تو ضرور اپنے
کندھے پر سرخ فیتے کی ایک گانٹھ
دیدو - تاکہ پہچانے جاؤ - اس وقت
تک آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے ثابت
قدم رہو اور تمیز سے کام لو "
جب فرنز نے خط پڑھ لیا البرٹ
نے کہا " اچھا تمہاری اس بات میں
کیا رائے ہے "
فرنز " مجھے تو بات بنتی نظر آتی
ہے "
البرٹ " میں بھی ایسا ہی خیال
کرتا ہوں اور میں ڈرتا ہوں - کہ
آپکو ڈیوک آف برلیشیونو کے بال
میں اکیلا جانا پڑے گا "
پھر البرٹ نے اس لئے کہا کہ اسی
دن ان دونوں کی اس مشہور رئیس
نے اپنے بال میں دعوت کی تھی -
فرنز " البرٹ ہوشیار ہو کیونکہ
اس جگہ روم کے تمام امرا ہونگے
اور اگر تمہاری معشوقہ کوئی شریف
زادی ہوئی - تو تمہیں بھی اس کے
ساتھ وہاں ضرور جانا چاہئے "
البرٹ " خواہ وہ وہاں جاوے

خواہ نہ جاوے - میری رائے تو اسکی نسبت کبھی بدلنے کی نہیں - تم نے خط پڑھ لیا ہے - اور تم جانتے ہو - کہ ادنےٰ عورتیں اٹلی کے ملک میں تعلیم سے کیسی عاری ہیں"

فرنز" بیشک"

البرٹ" اچھا تو خط پھر پڑھو - دستخط کی طرف دیکھو - طرز ادا اور عبارت پر غور کرو - کیا ایک بھی نقص نظر آتا ہے"

فرنز خط واپس دیکر" تمہارے تو نصیب کھل گئے ہیں"

البرٹ" تم بیشک ہنسی کرو - مگر میرا دل تو پھنس گیا ہے"

فرنز" تم نے تو میرے دل میں وسوسہ ڈال دیا ہے - میں ڈرتا ہوں کہ میں نہ صرف ڈیوک کے بال میں اکیلا ہی جاؤنگا بلکہ مجھے فلارنس کی طرف اکیلا ہی واپس جانا پڑیگا"

البرٹ" اگر میری نامعلوم معشوقہ ایسی ہی خوش طبع بھی ہوئی - جیسی کہ وہ خوبصورت ہے - تو میں کم سے کم چھ ہفتے روم میں سکونت رکھونگا - میں روم کو بڑا پسند کرتا ہوں - اور ساتھ اسکے مجھے زمانہ گذشتہ کی عمارات وغیرہ دیکھنے کا بڑا شوق ہے"

فرنز" دو یا تین ایسے اور ماجرے واقعہ ہوجاویں - تو میں آپ کو ضرور مجلس علوم کا ممبر دیکھونگا"

البرٹ - اکیڈیمی کی کرسی حاصل کرنے کے لئے اپنے حق پر بحث چھیڑنے کو تھا - کہ نوکر نے کہا" کھانا تیار ہے"

عشق نے البرٹ کی بھوک دور نہیں کی تھی - اس لئے اس نے مباحثہ کو ملتوی کیا - اور فرنز کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے اُٹھا - جب وہ کھانا کھا چکے - اُنہوں نے سُنا - کہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو آیا ہے - دو روز سے وہ اُن کو نہیں ملا تھا - اور پیپرسینی نے کہا - کہ وہ سنوٹا وشیا میں کسی کام کے واسطے گیا ہوا تھا - اور اُسے آئے ہوئے صرف ایک ہی گھنٹہ ہوا تھا - کونٹ بڑی کشادہ پیشانی اور مہربانی سے [illegible] باتیں کرنے لگا -

فرنز - اس شخص کی نسبت سخت حیرانی میں تھا - اور اُسکی نسبت کچھ پتہ نہیں لگا سکتا تھا - کونٹ معلوم ہوتا تھا - کہ فرنز کو پہچانتا ہے - مگر اس نے ایک لفظ بھی مُنہ سے نہ نکالا - جس سے یہ معلوم ہو - کہ وہ اسکو جانتا ہے - فرنز کی مرضی تھی - کہ وہ کونٹ کے پاس

اس کی پہلی ملاقات کا قصد کرے
مگر اُسے ڈر تھا۔ کہ اس سے وہ کچھ
برا نہ منا دیے۔ اس لئے وہ اس
سے باز رہا۔ کونٹ نے سنا تھا۔ کہ
دونوں دوستوں نے آرجینٹینو تھیٹر
میں ایک جائے نشست کرایہ پر لینی
چاہی تھی۔ مگر انہیں نہ مل سکی تھی۔
اس لئے کونٹ اُنہیں اپنی جائے
نشست کی کنجیاں دینے کے لئے آیا
تھا۔ اور اس نے ظاہر کیا۔ کہ میرے
آنے کا اصلی سبب یہی ہے۔ فرینز اور
البرٹ نے عذر کیا۔ اور کہا۔ کہ
اس سے آپکو حرج ہوگا۔ مگر کونٹ نے
جواب دیا۔ کہ میں نے پالی تھیٹر
میں جانا ہے۔ اور اگر آپ آرجینٹینو
والی جائے نشست کو استعمال نہ کریں
گے۔ تو وہ خالی رہیگی۔ اس بات سے انہوں
نے ارادہ کیا۔ کہ کونٹ کی درخواست کو
منظور کریں۔

فرینز نے پہلی دفعہ جب کونٹ کا چہرہ
دیکھا تھا۔ تو اس پر کچھ عجیب اثر ہوا
تھا۔ مگر اب وہ اُسے دیکھنے کا عادی
ہوگیا تھا۔ کونٹ کا چہرہ خوبصورت
تھا۔ اور اس کی بڑی صفت زردی
تھی۔ جو امیروں کا ایک ضروری نشان
تھی۔ اوسکی پیشانی پر شکن تھے۔ جس
سے اوسکا جہاندیدہ ہونا ظاہر تھا۔
اوسکی آنکھیں شعلہ کی طرح چمکتی تھیں
اور دل کی تہوں تک پہونچنے والی
معلوم ہوتی تھیں۔ اسکا اوپر والا
ہونٹ اس طرح کا تھا۔ جس سے تکبر
اور غرور ظاہر ہوتا تھا۔ کونٹ کچھ
جوان معلوم نہ ہوتا تھا۔ اس کی عمر
کوئی چالیس برس کی ہوگی۔ اور
اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں
ہے۔ کہ وہ اپنے ساتھیوں پر حکومت
کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ البرٹ
ہمیشہ اس بات کا فخر کرتا تھا۔
کہ ہم بڑے خوش نصیب ہیں
جو ایسے آدمی سے ہماری ملاقات
ہوگئی ہے۔ فرینز اس قدر اسکا
گرویدہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن کونٹ
نے اس کے دل پر بھی وہی قابو
پالیا ہوا تھا۔ جو ایک مضبوط دل
والا آدمی دوسروں پر پالیتا ہے
وہ کونٹ کے پیرس جانے کی تجویز
پر خیال کرتا تھا۔ اور سمجھتا تھا۔
کہ جب کونٹ پیرس جائیگا۔ تو
اپنے عجیب قسم کے چہرہ اور اپنے
بڑے مال و متاع کے سبب
وہ وہاں ایک عجیب اثر پیدا
کرے گا۔ اور وہ یہ بھی چاہتا
تھا۔ کہ جب کونٹ پیرس میں جاوے
تو کاش میں اس جگہ نہ ہوؤں۔

یہ سب قصہ ختم ہوا۔ اور وہ دونو دوست تھیٹر کی طرف گئے۔

شام گذر گئی۔ بیگم (گ) نے کونٹ کے مضمون کو پھر تازہ کرنا چاہا۔ لیکن فرنز نے کہا۔ کہ میں نے آپ کو اس سے بھی عجیب بات سنانی ہے۔ اور باوجود البرٹ کے منع کرنے کے اس نے اپنا پچھلے تین روز کا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ چونکہ ایسے واقعات اٹلی میں کوئی نئی بات نہیں ہیں۔ اس لئے بیگم نے ذرا بھی حیرانی ظاہر نہ کی۔ بلکہ البرٹ کو اس کی کامیابی پر مبارکباد دی۔

جب وہ تھیٹر سے اٹھ کر اپنے اپنے مکان کی طرف چلے۔ تو انہوں نے ایک دوسرے سے اقرار کیا۔ کہ اب ڈیوک کے بال میں ملاقات ہوگی۔ جہاں کہ سارے امراء کی دعوت ہوئی تھی۔ گلدستہ والی معشوقہ نے اپنا اقرار پورا کیا۔ اور وہ البرٹ کو نہ اس دن نظر آئی۔ نہ دوسرے دن۔

آخرکار منگل کا دن آگیا۔ جو کارنیوال کا سب سے زیادہ جوش و خروش کا دن تھا۔ اس دن تھیٹر دس بجے کھل جاتے ہیں۔ اور چونکہ یہ آخری دن ہوتا ہے۔ اس لئے وہ تمام لوگ جو روپیہ یا مذاق نہ ہونے کے سبب سے کارنیوال میں پہلے شامل نہیں ہو سکتے ہیں۔ آج ضرور حصہ لیتے ہیں۔ اور شور اور جوش اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ دو بجے سے لیکر پانچ بجے تک فرنز اور البرٹ ادہر اودہر گھومتے رہے۔ اپنے گرد و پیش مٹھائی کی مٹھیں اور پھولوں کے گچھے پھینکتے رہے۔ مگر اس اثناء میں کوئی حادثہ قابل بیان واقع نہ ہوا۔

البرٹ نے اپنی زرد پوشاک پہنی تھی۔ جس پر تمام سرخ فیتے لگے تھے۔ فرنز نے وہی اپنی دہقانوں والی پوشاک پہنی تھی تاکہ اس میں اور البرٹ میں تمیز ہو سکے جوں جوں دن زیادہ ہوتا تھا۔ شور و خروش بھی بڑہتا جاتا تھا۔ کیا زمین پر کیا گاڑیوں میں۔ اور کیا طاقچوں میں کوئی بھی زبان ایسی نہ تھی۔ جو خاموش ہو۔ اور کوئی بازو ایسا نہ تھا۔ جو حرکت نہ کرتا ہو۔ یہ تمام نظارہ گویا ایک طوفان تھا۔ جس میں کہ آدمی بادل تھے۔ اور ان کی آواز گرج تھی۔ اور مٹھائی اور پھول جو ادہر ادہر اڑ رہے تھے۔ اولے تھے۔ تین بجے پلیس ڈل پاپلو اور پلیس ڈی وینس میں توپ چلی۔ آواز شور کے سبب بڑی مشکل سے سنائی دی۔ یہ توپ اس لئے چلائی گئی تھی۔

لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ گھوڑ دوڑ شروع ہونیوالی ہے۔ توپ کی آواز پر گاڑیونکی قطاریں تتر بتر ہو گئیں۔ اور پاس کی گلیوں میں گھس گئیں۔ سواروں کی قطاریں دیوار وں کے ساتھ کھڑی ہو گئیں۔ اسکے بعد گھوڑوں کے پاؤں کی آہٹ اور ملواروں کی چھنکار سنائی دی۔ بندوقچیوں کا ایک دستہ پندرہ پندرہ کی ایک قطار بنا کر دوڑی کو دس میں سے گھوڑے دوڑاتا ہوا گذرا۔ اُن کا کام یہ تھا۔ کہ اس گلی سے تمام آدمی ہٹادے۔ جب یہ دستہ پلیس ڈی وینس میں پہونچا۔ تو ایک اور توپ چلی۔ جسکا یہ مطلب تھا۔ کہ گلی بالکل صاف ہے۔ اس کے بعد فوراً ہی سات یا آٹھ گھوڑے بجلی کی طرح ایک لحظہ میں پاس سے گذر گئے۔ اور پھر قلعہ سینٹ اینگلو سے تین توپوں کی آواز آئی۔ جن کا یہ مطلب تہا۔ کہ نمبر ۳ نے بازی جیت لی ہے۔ فوراً بغیر کسی اور نشان کے گاڑیں حرکت میں آئیں اور تمام گلیوں میں سے ایک دریا کی طرح نکل کر کودسو کی طرف چلیں۔ اب جوش اور شور اور بھی زیادہ ہو گیا۔ جس کا یہ مطلب

تھا۔ کہ موکولیٹو (مشعل) بیچنے والی آگئی۔ موکولیٹو ایک قسم کی مشعل ہوتی ہے۔ اور کارنیوال کے اختتام کے قریب لوگوں کو اس مشعل کی نسبت دو کام کرنے ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ اپنی مشعل کو کس طرح بجھنے سے بچادیں۔ اور دوسرا یہ کہ کس طرح اوروں کی مشعل کو بجھادیں۔ یہ مشعل صرف روشنی کے نزدیک لانے سے جل پڑتی ہے۔ اور اوسکے بجھانے کے لئے کئی ہزاروں طریقے ہیں۔ تمام لوگ جن میں البرٹ اور فرنز بھی شامل تھے۔ ان مشعلوں کو خریدنے کے لئے گئے۔ رات نزدیک آرہی تھی۔ اور اُسی وقت دو یا تین شعلیں ستاروں کی طرح جلتی ہوئی نظر آئیں۔ یہ صرف ایک نشان تھا۔ اس کے دس منٹ بعد پچاس ہزار شعلے نظر آنے لگے۔ جو ایک طرف تو پلیس ڈل پاپلو سے پلیس ڈی وینس تک اور دوسری طرف پلیس ڈی پاپلو سے دوس پولی تک پھیل رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ جنوں کا کوئی میلا ہے بن دیکھے اس کا تصور کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ فرض کرلو۔ کہ تمام ستارے آسمان سے اُتر آئے

ہیں۔ اور ادہر اُدہر ہوا میں اُڑ رہے ہیں۔ ایک آدمی آتا ہے۔ اور کسی دوسرے کی مشعل بجھاتا ہے۔ وہ پھر اپنی مشعل بجھاتا ہے۔ وہ پھر اپنی مشعل جلاتا ہے۔ اور پہلے کی بجھا دیتا ہے۔ یہ مشعلوں کا بازار دو گھنٹوں تک گرم رہا۔ سپر ایک یا پانچ منٹ کے بعد البرٹ گھڑی نکال کر دیکھ لیتا تھا۔ کیونکہ اس کو سات بجنے کا انتظار تھا۔ آخر گھڑی کی سوئی سات کے ہندسہ پر پہونچی۔ اس وقت وہ دونوں دوست وائی ڈی پانٹی فینسو میں تھے۔ البرٹ گاڑی میں سے اُترا۔ اوس کی مشعل اوس کے ہاتھ میں تھی۔ دو یا تین شخصوں نے مشعل اس کے ہاتھ میں سے گرا دینے کی کوشش کی۔ لیکن البرٹ نے جو اول درجہ کا مُکّی باز تھا۔ ان سب کو نیچا دکھایا۔ اور سینٹ گیکومو کے گرجے کی طرف روانہ ہوا۔ سیڑھیوں پر بڑی کثرت سے لوگ جمع تھے اور ایک دوسرے کے ہاتھ سے مشعل چھیننے کی کوشش کر رہے تھے۔ فرنز البرٹ کی طرف دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ گرجے کی پہلی سیڑھی چڑھا۔ فوراً ایک برقعہ پوش جو کہ دہقانی لڑکی کے لباس میں تھا۔ آیا۔ اور اوس کے ہاتھ سے مشعل چھین لی۔ البرٹ نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ پھر وہ اس دہقان لڑکی کے بازو میں ڈال کر روانہ ہوا حتیٰ کہ فرنز کی نظر سے غایب ہوگیا۔

فوراً ایک گھنٹہ بجا۔ جو اس بات کا نشان تھا۔ کہ کارنیوال ختم ہوگیا ہے۔ ایک لحظہ میں تمام مشعلیں گل ہوگئیں۔ اور ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا وہ جادو کے زور سے بجھ گئی ہیں یا ہوا کا ایک جھونکا آیا ہے۔ جو ان کو یک دفعہ بجھا گیا ہے۔ فرنز اب بالکل تاریکی میں تھا۔ اور کوئی آواز نہ آتی تھی۔ سوائے ان گاڑیوں کی آواز کے جو برقعہ پوشوں کو گھر لے جا رہی تھیں۔ اور سوائے ان روشنیوں کے جو طاقیوں کے پیچھے نظر آ رہی تھیں۔ کارنیوال ختم ہوگیا۔

پینتیسواں باب

سینٹ سیباسٹین کا [illegible]

فرنز کو تمام زندگی بھر کبھی ایسا تجربہ نہیں دیکھنا پڑا تھا۔ جیسے اب۔ ابھی اس تمام نظارہ پر خوشی و خورمی چھا رہی تھی۔ اور ابھی ایک لحظہ بعد تمام اداسی ہی اداسی کا سماں بندھ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی جن کے جادو بھرے دم سے روم ایک بڑا مقبرہ ہوگیا ہے۔ ایک اور سبب تاریکی کو زیادہ کرنیکا یہ ہوگیا تھا۔ کہ چاند اب گھٹنے پر تھا۔ اور قریباً آدھی رات کو چڑھتا تھا۔ فرنز بہت گھبرایا۔ اور اس تمام تاریکی اور بے رونقی نے اسکی اداسی کو اور بھی دوبالا کر دیا۔ ہوٹل کچھ ایسی دور نہ تھے۔ اور قریب دس منٹ کے گذرنے پر اسکی گاڑی ہوٹل ڈی لانڈرس کے دروازہ کے آگے آکھڑی ہوئی۔ کھانا تیار تھا۔ اور چونکہ البرٹ کہہ گیا تھا۔ کہ میں دیر کر کے آونگا۔ اسلئے فرنز اکیلا ہی دسترخوان پر بیٹھ گیا۔ بیاسٹرینی نے جو اُن کو اکٹھا کھانا کھاتے دیکھنے کا عادی ہوگیا تھا۔ فرنز کو اکیلا دیکھکر البرٹ کی غیر حاضری کا سبب پوچھا۔ لیکن فرنز نے صرف اتنا جواب دیکر اُسے ٹال دیا۔ کہ البرٹ کی کسی جگہ دعوت تھی اور وہ اسجگہ گیا ہوا ہے۔ فرنز کے دل میں اس تمام واقعہ نے ایک اضطراب سا پیدا کر دیا تھا۔ اسلئے اسنے چپ چاپ کھانا تناول کیا۔ کھانا ختم کرنیکے بعد وہ بہت دیر تک البرٹ کا انتظار کرتا رہا۔ اسنے گیارہ بجے گاڑی تیار کرنے جانیکا حکم دیدیا اور بیسٹرینی کو کہا۔ کہ جب البرٹ ہوٹل میں آوے۔ تو مجھے اطلاع دینا۔ گیارہ بجے تک البرٹ واپس نہ آیا۔ اس لئے فرنز نے کپڑے پہنے۔ اور باہر چلا گیا۔ اور اپنے میزبان کو یہ کہہ گیا۔ کہ میں ڈیوک آف براشیانو کے مکان میں رات گذارونگا۔"

ڈیوک کا مکان روم بھر میں شان و شوکت میں بے مثل تھا۔ اور ڈیوک اور اسکی بیگم اپنے مہمانوں کے ساتھ بڑی مدارات سے پیش آتے تھے۔ فرنز اور البرٹ ڈیوک کے لئے سفارشی خط بھی اپنے ساتھ لائے ہوئے تھے اسلئے جب فرنز ڈیوک کے مکان میں پہنچا۔ تو پہلا سوال جو ڈیوک نے اس سے پوچھا یہ تھا۔ کہ آپکا دوسرا ساتھی کہاں ہے؟

فرنز۔ "البرٹ صاحب تو مجھ سے اسوقت جدا ہوگیا تھا۔ جب شمعیں بجھنے کو تھیں اور جب وہ وای میسیلو میں جا پہنچا تو میری نظر سے غائب ہوگیا تھا اسکے بعد مجھے اسکا کچھ پتہ نہیں۔"

ڈیوک۔ خیر تو پھر وہ واپس نہیں آئے؟
فرنسز۔ نہیں۔ میں اب تک اُنکا انتظار کر رہا تھا۔
ڈیوک۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ وہ کہاں گئے؟
فرنز۔ ٹھیک معلوم نہیں۔ اِتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ کسی خاص پتے پر گئے ہیں۔
ڈیوک۔ آج رات باہر رہنا تو اچھا نہیں ہے۔ کیا بیگم صاحبہ آگئی ہیں؟
یہہ لفظ بیگم (گ) کو مخاطب کر کے بولے گئے۔ جو ابھی آئی تھی۔ اور ڈیوک کے بھائی الم (ڈ) ڈلونیا کے بازو میں بازو ڈالے کھڑی تھی۔
بیگم۔ میں تو خیال کرتی ہوں کہ یہہ ایک بڑی دلچسپ رات ہے اور تمام لوگ جو اِس جگہ ہیں اِس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ یہہ بڑی جلدی سے گذر جائے گی۔
ڈیوک۔ مسکرا کر۔ میں اِس جگہ کے لوگوں کی بابت نہیں کہتا۔ اِس جگہ تو لوگوں کو اور کوئی خطرہ نہیں کہ وہ آپ پر عاشق ہو جاویں گے۔ اور عورتوں کو اور کوئی ڈر نہیں سوائے اس کے کہ وہ آپ کو ایسی خوبصورت دیکھہ کر حسد کے مارے مر جاویں۔ میں تو صرف اِن لوگوں کی بابت کہتا ہوں جو اس وقت باہر گلیوں میں ہیں۔
بیگم۔ آہ اِس وقت تک باہر کون رہا ہے؟
فرنز۔ ہمارا دوست البرٹ جو آج شام اپنی گمنام معشوقہ کے پیچھے چلا گیا اور جس کو اس وقت سے میں نے پھر نہیں دیکھا۔
بیگم۔ کیا آپ نہیں جانتے۔ کہ وہ کہاں ہیں؟
فرنز۔ بالکل نہیں۔
بیگم۔ کیا اُن کے پاس کچھہ ہتھیار وغیرہ ہیں؟
ڈیوک۔ فرنز کی طرف مخاطب ہو کر۔ آپ کو نہیں چاہئے تھا۔ کہ آپ اُنہیں جانے دیتے آپ کو روم کا حال اُن سے زیادہ معلوم تھا۔
فرنز۔ جناب البرٹ صاحب کو روکنا ایسا ہی مشکل تھا۔ جیسے کہ گھوڑدوڑ میں اُسے کو روکنا جس نے کہ بازی جیتی اور ساتھہ ہی اس کے اُن کا کیا بگڑ بھی کیا سکتا ہے؟
ڈیوک۔ یہہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا رات بہت تاریک ہے اور دائیں پہلو سے دریائے ٹائبر بھی نزدیک ہے۔
فرنز نے جب دیکھا کہ میری بیقراری اور اضطراب اکیلے ہی نہیں ہے۔

ڈیوک اور بیگم کو بھی البرٹ کی نسبت
ایسی ہی چنتی لگی ہوئی ہے تو اس کے
ہونے بیچنے ڈر کے مارے ایک کپکپی سی
آ گئی - اور وہ بولا "میں نے ہوٹل والوں
سے کہہ دیا تھا - کہ میں ڈیوک صاحب
کے مکان پر رات گزارونگا - جب البرٹ
صاحب تشریف لاویں - تو مجھے اطلاع
دینا"

ڈیوک "آہ مسٹر فرنز وہ میرا نوکر شاید
آپ کی تلاش کر رہا ہے"

کونٹ نے کہا - اس نے غلطی نہیں کی
تھی - کیونکہ جب وہ نوکر کے پاس پہونچا
تو اس نے کہا - حضور ہوٹل ڈی
لاہنڈرس کے مالک نے آپ کو پیغام
دیا ہے - کہ ایک شخص آپکی طرف البرٹ
(وائی کونٹ ڈی مارسرف) سے
ایک خط لایا ہے"

فرنز اونچی آواز میں "وائی کونٹ
کے پاس سے ایک خط لایا
ہے"

نوکر "ہاں حضور"

فرنز "وہ آدمی کون ہے"

نوکر "حضور مجھے معلوم نہیں"

فرنز "تم اُسے یہاں کیوں نہیں لے
آئے"

نوکر "اس پیغام رسان نے یہ نہیں
کہا تھا - کہ مجھے وہاں لے چلو"

فرنز "اب وہ ہے کہاں"؟

نوکر "جب میں آپکو ملنے کے لئے بال
روم میں داخل ہوا - وہ فوراً چلا گیا

بیگم - فرنز کی طرف مخاطب ہوکر "اوہ
مسٹر فرنز جلدی جاؤ - ہائے غریب
جوان البرٹ - شاید اسکو کوئی حادثہ
پیش آیا ہے"

فرنز "دیکھیں میں جاتا ہوں"

بیگم "کیا آپ ہمیں اس معاملہ کی
جلدی اطلاع دینگے"

فرنز "اگر ہو سکا - تو ضرور عرض کرونگا
اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں - کہ میں نے آگے
کیا دیکھنا ہے"

بیگم "خواہ کچھ ہی ہو - دور اندیشی کو
ہاتھ سے نہ دینا"

ڈیوک "بیگم کی بات کا ضرور خیال رکھنا"

فرنز نے اپنی ٹوپی اٹھائی - اور چلدیا
اس نے اپنی گاڑی پہلے ہی سے یہ
حکم دیکر روانہ کر دی تھی - کہ مجھے دو
بجے لے جانا" مگر خوش قسمتی کی یہ بات
تھی - کہ ہوٹل ڈی لانڈرس سلیس
پرلشبو سے کوئی دس ہی منٹ کی
راہ ہے - جب فرنز ہوٹل کے قریب
پہونچا - اس نے ایک آدمی کو گلی کے
درمیان کھڑے دیکھا - اسے یقین
ہوگیا - کہ وہ البرٹ کا پیغام رسان
ہے - اس آدمی نے بہت بڑے

خفتان میں اپنے سارے جسم کو لپیٹا ہوا تھا۔ فرنز اس کی طرف گیا۔ لیکن وہ بڑا حیران ہوا۔ جبکہ اس آدمی نے اسکو پہلے مخاطب کیا۔

آدمی دو تین قدم پیچھے ہٹ کر گویا وہ اپنی حفاظت پر رہنا چاہتا تھا۔ "آپ کا مجھ سے کیا کام ہے"

فرنز۔ کیا تم ہی البرٹ (وائی کونٹ) کی طرف سے میرے لئے خط لائے ہو"

آدمی۔ کیا حضور بیر سینی کے ہوٹل میں اقامت پذیر ہیں"

فرنز۔ ہاں"

آدمی:" کیا حضور ہی وائی کونٹ کے سفر میں ساتھی ہیں"

فرنز:" ہاں"

آدمی:" حضور کا اسم شریف"

فرنز:" میرا نام بیرن فرنز اپینی ہے"

آدمی:" تو پھر یہ خط آپ ہی کے نام ہے"

فرنز:" اُسکے ہاتھ سے خط لیکر" تو کیا میں نے اسکا جواب بھی دینا ہے"

آدمی:" آپ کے دوست کو تو ایسی ہی اُمید ہے"

فرنز:" میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں جواب دیتا ہوں"

آدمی۔ مسکرا کر" میں یہیں ٹھیرتا پسند کرتا ہوں"

فرنز:" کیوں۔ آتے کیوں نہیں"

آدمی:" خط پڑھنے پر آپکو معلوم ہو جائیگا"

فرنز:" پھر تم یہیں رہوگے"

آدمی:" یقیناً"

فرنز ہوٹل میں داخل ہوا۔ سیڑھیوں پر اس کو بیر سینی ملا۔

بیر سینی:" کیا حضور اس شخص کو ملے ہیں۔ جو ایک خط حضور کے نام لایا ہے"

فرنز:" ہاں میں اُسسے ملا ہوں۔ اور یہ خط اس نے مجھے دیا ہے۔ میرے کمرہ میں ذرا چراغ جلادو۔ میزبان نے ایک آدمی کو حکمدیا۔ کہ چراغ لے کر فرنز کے آگے آگے جاوے۔ فرنز کو معلوم ہوا۔ کہ اسکا میزبان کچھ دہشت زدہ سا ہو رہا ہے۔ اس سے اس کا اندیشہ اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اور جلدی خط پڑھنے کے لئے چراغ کے پاس گیا۔ اس نے دیکھا۔ کہ خط البرٹ کے دستخط میں۔ اسے اس نے دو دفعہ پڑھا۔ اور تب اس کا مطلب سمجھا۔ خط کا مضمون مفصلہ ذیل تھا:

"میرے پیارے دوست تسلیم

جس وقت آپ کو یہ خط ملے۔ اسی وقت مہربانی کرکے میری پاکٹ بک سے جو میز کے خانہ میں پڑی ہے

اعتباری رقعہ (لیٹر آف کریڈٹ) نکالیں اور نہایت جلدی جاکر ٹوڈلونیا سے چار ہزار روپیہ لادیں۔ اور حامل رقعہ کے ہاتھ میں دیدیں۔ مجھے اس رقم کی سخت ضرورت ہے۔ اسلئے التماس ہے کہ جہانتک ممکن ہو۔ جلدی فرمادیں"
فقط۔

(البرٹ ڈی مارسرف بقلم خود)

اسکے نیچے ایک عجیب سے دستخط میں مفصلہ ذیل اٹلی کی زبان میں لکھا تھا۔

"اگر صبح چھ بجے سے پہلے پہلے چار ہزار روپیہ مجھے نہ ملے۔ تو سات بجے تک البرٹ وائی کونٹ ڈی مارسرف کا کام تمام کردیا جاویگا"

(لوئگی وامپا بقلم خود)

اس دوسری تحریر نے فرنز پر سب کچھ واضح کردیا۔ اور اب اس نے معلوم کیا۔ کہ پیغام رسان کیوں اوپر نہیں آتا تھا۔ حقیقت میں گلی اس کے حق میں زیادہ محفوظ جگہہ تھی۔ البرٹ راہزنوں کے اس مشہور سردار کے قابو میں پڑ گیا تھا۔ جس کے وجود کا بھی اسے یقین نہ آتا تھا۔ اب جلدی کرنی چاہیئے تھی۔ اس پر وہ اٹھا اور جاکر اس نے میز کھولا۔ اسمیں اسکو پاکٹ بک ملی جس میں کہ اعتباری خط پڑا تھا۔

کل چھ ہزار روپیہ جمع تھے جن میں سے البرٹ نے تین ہزار روپیہ خرچ کر ڈالے ہوئے تھے۔ فرنز اپنے ساتھ کوئی اعتباری خط نہیں لایا تھا۔ کیونکہ وہ فلارنس میں رہتا تھا۔ اور روم میں صرف سات یا آٹھ روز کے لئے آیا ہوا تھا۔ وہ صرف اپنے ساتھ کوئی دو سو روپیہ لایا ہوا تھا۔ جن میں سے صرف ایک سو باقی تھے۔ یہ سب مل ملاکر آٹھ نو سو روپیہ اور چاہیئے تھا۔ تو تب جاکر چار ہزار کی رقم بنتی۔ یہ درست تھا۔ کہ ایسی حالت میں مسٹر ٹوڈلونیا ضرور مہربانی کرکے اسکا اعتبار کرتا۔ اور وہ بغیر کسی دیر کے پیلس برشیو کی طرف روانہ ہونے کو بھی تھا۔ کہ ایک روشن خیال اُسے سوجھا۔ یعنے اُسے کونٹ آف مانٹی کرسٹو یاد آگیا۔

اس نے بیرسینی کو بلانے کے لئے گھنٹہ بجایا۔ جب بیرسینی آیا۔ اس سے پوچھا "کیا کونٹ اندر ہی ہیں"

میزبان:۔ "ہاں حضور۔ وہ ابھی تشریف لائے ہیں"

فرنز:۔ "تو پھر اُسے اطلاع دو۔ کہ میں اسکی ملاقات کرنی چاہتا ہوں"

میزبان گیا۔ اور پانچ منٹ کے بعد واپس آکر اس نے کہا "کونٹ صاحب

آپ کا انتظار کر رہے ہیں"
فرنز برآمدہ میں سے گیا - اور ایک
نوکر اسے کونٹ کے پاس لے گیا - کونٹ
ایک چھوٹے سے کمرہ میں بیٹھا تھا جسکو
فرنز نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا - کونٹ
اُٹھا - اور اُسکی طرف آیا - اور اُس
نے کہا " خوب - کونسی مبارک ہوا
چلی ہے - کہ آپ اسوقت تشریف لائے
ہیں - آپ اگر میرے ساتھ کچھ تناول
فرماویں - تو عین عنایت ہوگی"
فرنز " مجھے آپ سے بڑا ضروری کام
ہے "
کونٹ " ضروری کام - آپ بیان فرماویں
وہ ایسا ضروری کام کونسا ہے "
فرنز " کیا اور یہاں کوئی نہیں"
کونٹ - دروازہ کی طرف گیا - اور پھر
آکر اس نے کہا " نہیں یہاں کوئی
نہیں"
فرنز - نے البرٹ کا خط کونٹ کے ہاتھ
میں دیکر کہا - کہ " اسے پڑھ لیں"
کونٹ نے خط لیکر پڑھا - اور اس نے
کہا " ہائے ہائے "
فرنز - کیا آپ نے وہ دوسری تحریر اور
نیچے دستخط دیکھے ہیں"
کونٹ " ہاں میں نے دیکھے ہیں"
فرنز " تو پھر آپ اس میں کیا کہتے ہیں"
کونٹ " کیا آپ کے پاس رقم مذکورہ
ہے "
فرنز " آٹھ سو روپیہ کم ہیں"
کونٹ اپنے صندوق کے پاس گیا - جو
روپیوں سے بھرا تھا - اور اس نے فرنز
کو کہا - کہ اگر آپ کبھی اور سے کچھ مانگیں
گے - تو مجھے خفا کر دینگے "
فرنز - آپ دیکھتے ہیں - کہ میں پہلے آپ
ہی کے پاس آگیا ہوں"
کونٹ - میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں
آپ جو چاہیں - بخوشی یہاں سے لے سکتے
ہیں"
فرنز کونٹ کی طرف دیکھکر " تو پھر
کیا ضروری ہے - کہ یہ روپیہ لوئگی وامپا
کو دیا جاوے "
کونٹ " آپ خود قیاس کر سکتے ہیں - رقعہ
درشتی ہے "
فرنز " میں خیال کرتا ہوں - کہ اگر کچھ تکلیف
کریں - تو شاید صلح اور فیصلہ کا کوئی زیادہ
سادہ طریقہ نکل آوے -
کونٹ - حیران ہوکر " یہ کس طرح "
فرنز " اگر ہم دونوں لوئگی وامپا کے پاس
جاویں - تو مجھے یقین ہے - کہ آپ کے لحاظ
سے وہ ضرور البرٹ کو رہا کر دیگا "
کونٹ " ایک راہزن کو میرا لحاظ ہوسکتا
ہے "
فرنز " کیا آپ نے ابھی اسکی ایک ایسی
خدمت نہیں کی - جس کو وہ کبھی فراموش

نہیں کر سکتا"

کونٹ "وہ کیا"

فرنز "کیا آپ نے پیپینو کی جان نہیں بچائی"

کونٹ "آہ۔ آہ۔ آپ کو یہ بات کس نے بتلائی"

فرنز "کسی نے بتلائی ہو۔ مگر میں اس بات کو جانتا ہوں"

کونٹ نے تیوری چڑھائی۔ اور ایک لحظہ کے لیے خاموش رہا۔ اس نے کہا "اگر میں واماپا کو تلاش کرنے جاؤں۔ تو کیا آپ میرے ساتھ چلیں گے"

فرنز۔ اگر میرا جانا کسی کو ناگوار نہ ہو۔ تو خیر"

کونٹ۔ اچھا آپ بھی چلیں۔ آج ایک سہاونی رات ہے۔ اور روم کے باہر پھرنے سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے"

فرنز۔ میں اپنے ہتھیار لے لوں"

کونٹ۔ کاہیکے لئے"

فرنز۔ اچھا تو کچھ روپیہ لے لوں"

کونٹ۔ کوئی ضرورت نہیں۔ وہ آدمی کہاں ہے۔ جو خط لایا ہے"

فرنز۔ گلی میں"

کونٹ۔ کیا وہ جواب کا انتظار کر رہا ہے"

فرنز۔ ہاں"

کونٹ۔ مجھے معلوم کرنا ہے۔ کہ وہ کہاں جائیگا۔ میں اسے یہاں بلاتا ہوں"

فرنز۔ اسے بلانا فضول ہے۔ وہ نہیں آئیگا"

کونٹ "آپ کے پاس وہ بیشک نہیں آئیگا۔ مگر میرے پاس آنے میں اسے کوئی عذر نہ ہوگا"

یہ کہکر کونٹ طاقی میں جو گلی کی طرف تھی۔ گیا۔ اور ایک خاص طرح سے سیٹی بجائی۔ وہ آدمی دیوار سے ہٹ کر گلی کے درمیان میں ہوگیا۔ پھر کونٹ نے اُسے اسی طرح حکم دیا۔ جیسے وہ حکم کا منتظر تھا۔ پیغام رسان بڑی خوشی سے آیا۔ اور ہوٹل میں داخل ہوا۔ اور پانچ منٹ کے وقفہ کے بعد کونٹ کے کمرے کے دروازہ پر آکھڑا ہوا۔

کونٹ "آہ خوب تم پیپینو ہو"

لیکن پیپینو جواب دینے کے بجائے اسکے پاؤں پر گر پڑا۔ اور اسکا ہاتھ لیکر اسے بوسہ دینے لگا۔

کونٹ "تم نے اس بات کو فراموش نہیں کیا۔ کہ میں نے تمہاری جان بچائی ہے"

پیپینو۔ شکر گذاری کے لہجہ میں "نہیں میں عمر بھر نہیں بھولونگا"

کونٹ "عمر بھر تو ایک بڑی لمبی مدت ہے۔ مگر تاہم اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ تم کچھہ وفادار ہو۔ اُٹھو۔ اور جواب دو۔

پیپینو نے فرنز کی طرف دیکھا۔

کونٹ "انہیں کے سامنے بولو۔ کوئی ڈر نہیں" یہ میرے دوست ہیں" فرنز کی

طرف فرانسیسی زبان میں۔" میں امید
کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھے اجازت دینگے۔
کہ میں آپ کو دوست کہوں۔ اس آدمی
کو اعتبار دلانا ضروری ہے۔"
پیپینو:" بہتر ہے۔ تو پھر حضور جو سوال
مجھ سے کریں۔ میں جواب دینے کیلئے
تیار ہوں۔"
کونٹ:" البرٹ لوئگی کے کس طرح قابو
میں آگیا ہے۔"
پیپینو۔ حضور اس فرانسیسی کی گاڑی
کئی دفعہ اس گاڑی کے پاس سے گذری۔
جس میں ٹیریسا لوئگی کی معشوقہ تھی۔ فرانسیسی
نے اس کی طرف گلدستہ پھینکا۔ اور
ٹریسا نے بھی اسکی طرف گلدستہ پھینکا
اور یہ سب کچھ لوئگی کی مرضی سے ہُوا۔
فرینز۔ چلا کر:" کیا لوئگی تو امپا اس روز
دہقان والی گاڑی میں تھا۔
پیپینو:" وہی تو کوچبانوں کی صورت
بناکر گاڑی چلا رہا تھا۔"
کونٹ:" اچھا آگے۔"
پیپینو:" تو پھر فرانسیسی نے اپنا برقعہ اُٹھایا
اور ٹریسا نے بھی لوئگی کے اشارہ سے
ایسا ہی کیا۔ فرانسیسی نے خط کے ذریعہ
ملاقات کی درخواست کی۔ اور جائے
ملاقات دریافت کی۔ ٹریسا نے جائے
ملاقات مقرر کرکے اُسے اطلاع دی۔ مگر
سینٹ گیلومو کے گرجے کی سیڑھیوں
پر ٹیریسا خود نہیں تھی۔ بلکہ بیپو تھا۔"
فرینز:" جس نے اس کے ہاتھ سے مشعل
چھینی۔ وہ بیپو تھا۔"
پیپینو:" لیکن آپ کے دوست کے لئے
اس طرح دہوکا کھا جانا بےعزتی کی
بات نہ تھی۔ بیپو نے بہتوں کو اسی
طرح سے پھنسایا ہے۔"
کونٹ:" تو پھر بیپو۔ اسے شہر سے
باہر لے گیا۔"
پیپینو:" ہاں وائی بیپو کے سر پر ایک
گاڑی تیار کھڑی تھی۔ بیپو خود اس میں
داخل ہوا۔ اور فرانسیسی کو بھی اس میں
داخل ہونے کے لئے بلایا۔ فرانسیسی فوراً
داخل ہوا۔ اور بیپو کو دائیں طرف بٹھاکر
آپ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ بیپو نے کہا۔
کہ میں آپ کو روم کے باہر ایک میل کے
فاصلے پر ایک کوٹھی میں لے جانا چاہتا
ہوں۔" فرانسیسی نے کہا۔
کہ" میں تو دنیا کے پرلے سرے تک
بھی آپ کے ساتھ جانیکے لئے تیار ہوں۔"
تب گاڑیبان روڈی ربٹا اور ریپوٹ
سین میں سے ہوتا ہوا شہر کے
باہر گاڑی کو لے گیا۔ جب شہر سے
وہ کوئی دو سو گز باہر نکل گئے۔ بیپو
نے فوراً ایک طپنچہ فرانسیسی کے سر
پر رکھ دیا۔ اور اسی وقت چار اس
کے ساتھیوں نے جو المیو کے کنارے

پر چھپے ہوئے تھے۔ گاڑی کو گھیر لیا۔ فرانسیسی نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے حتیٰ کہ بپو کا قریباً گلا گھونٹ دیا۔ مگر وہ پانچ مسلح آدمیوں کا کس طرح مقابلہ کر سکتا تھا۔ اور وہ آخر کار مطیع ہوگیا۔ انہوں نے اِسے گاڑی سے نکالا۔ اور دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ اسے لوئگی اور ٹرلیسیا کے پاس لے گئے۔ جو سینٹ سبسٹین کے قبرستان میں انتظار کر رہے تھے"

کونٹ کی طرف پھر کر" مجھے تو یہ ایک مزیدار کہانی معلوم ہوتی ہے۔ آپ اسمیں کیا کہتے ہیں"

فرہنز" میں بھی تو اس سب واقعہ کو ایسا ہی دلچسپ خیال کرتا ہوں۔ اگر یہ غریب البرٹ کے پیش نہ آیا ہوتا"

کونٹ" اور یہ بھی آپ یقین کریں۔ کہ اگر میں نہ ہوتا۔ تو اس سب واقعہ سے البرٹ کی جان پر خدا جانے کیا کیا بنتی۔ مگر تسلی رکھو۔ جو کچھ اس کے ساتھ ہونا تھا۔ وہ ہو چکا ہے۔ اور کچھ فکر نہیں ہے"

فرہنز" تو پھر چلیں۔ اور اسے لادیں"

کونٹ۔ ہاں جی کیوں نہیں۔ وہ بڑی پُرفضا جگہ میں ہیں۔ کیا آپ سینٹ سبسٹین کے قبرستان کو جانتے ہیں"؟

فرہنز" میں وہاں گیا تو نہیں۔ مگر میرا ارادہ تھا۔ کہ جاؤں"

کونٹ" تو پھر اب وہاں جانیکا ایسا موقعہ بنا ہے" کہ اس سے اچھا کبھی پھر نہیں بنے گا۔ آپکے پاس گاڑی ہی؟

فرہنز۔ نہیں"

کونٹ" خیر کوئی بات نہیں۔ میرے پاس ایک گاڑی دن رات تیار رہتی ہے"

فرہنز۔ دن رات تیار رہتی ہے"

کونٹ۔ ہاں۔ میں ایک بڑا وہمی سا آدمی ہوں۔ اور آپ کو سُن کر تعجب ہوگا۔ کہ میں بعض اوقات کھانا کھانے کے اثنا میں اور بعض اوقات آدھی رات کو گاڑی میں بیٹھ کر کسی خاص جگہ جہاں مجھے ذرا سا کام ہو۔ چلا جاتا ہوں۔

کونٹ نے گھنٹہ بجایا۔ اور ایک نوکر ظاہر ہوا۔

کونٹ" گاڑی تیار کراؤ۔ اور پستول رکھ جانا۔ گاڑیبان کو نہ جگاؤ۔ کیونکہ علی ہی گاڑی چلائیگا"

تھوڑی دیر میں پہیوں کی آواز سنائی دی۔ اور گاڑی دروازہ پر کھڑی ہوئی کونٹ نے اپنی گھڑی نکالی۔ اور کہا۔ "ساڑھے بارہ بجے ہیں۔ اگر ہم پانچ بجے بھی چلتے۔ تو کوئی مضایقہ نہیں تھا۔ مگر جتنی دیر زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی ہمارا دوست بیتاب ہوگا۔ اس لئے جلدی

ہلکرنے سے عذاب سے چھڑانا چاہیے۔ آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے"

فرنز۔ "اچھا پھر آئیے"

فرنز اور کونٹ اور پیپینو سیڑھیوں سے اُترے۔ دروازہ پر انہیں گاڑی ملی۔ علی گاڑی کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔ اور فرنز نے پہچانا۔ کہ وہ وہی ماہی گیر سٹو لاگو لنکا غلام ہے۔ فرنز اور کونٹ گاڑی کے اندر بیٹھ گئے۔ اور پیپینو علی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اور گاڑی تیز رفتاری سے روانہ ہوئی۔ علی حکم کے مطابق دوڑی کو رس اور دو گلیوں میں سے ہوتا ہوا شہر کے اس پھاٹک پر جسکا نام سینٹ سبٹین کا پھاٹک ہے۔ جا پہونچا۔ اس جگہ سنتری نے ان کے گذرنے میں کچھ اعتراض کیا۔ کونٹ نے شہر کے گورنر کا پروانہ دکھایا۔ جس کے مطابق وہ ہر وقت شہر کے اندر اور باہر آجا سکتا تھا۔ سنتری نے یہ پروانہ دیکھکر انہیں گذرنیکی اجازت دی۔ اور وہ روانہ ہوئے جس سڑک پر وہ اب جا رہے تھے اسکے دونوں طرف قبریں تھیں۔ وقتاً فوقتاً فرنز کو چاند کی روشنی کے ذریعہ اس اُجاڑ جگہ کے اکثر حصوں سے سنتری نکلتے دکھائی دیتے تھے۔ جو پیپینو سے کوئی اشارہ پانے پر پھر کہیں تاریکی میں غائب ہو جاتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد

وہ کیرا کالا کے اکھاڑے کے پاس پہونچی یہاں گاڑی ٹھیر گئی۔ اور فرنز اور کونٹ اُتر پڑے۔ کونٹ نے اپنے ساتھی سے کہا۔ کہ "دس منٹ تک ہم وہاں پہنچ جائیں گے"

تب کونٹ نے پیپینو کو ایک طرف لے جا کر کچھ ہدایت کی۔ اور وہ ایک مشعل اپنے ساتھ لیکر جس کو وہ ساتھ لایا تھا۔ چلا گیا۔ پانچ منٹ گذر گئے۔ اور اسوقت میں فرنز نے پیپینو کو ایک تنگ رستہ پر چلتے ہوئے دیکھا۔ جہانتک وہ سرخی مائل سبزی میں جو ایک بڑے شیر کی طرح نظر آتی تھی۔ غائب ہو گیا۔

کونٹ۔ "آؤ ہم بھی اسی رستہ پر چلیں"

فرنز اور کونٹ تب اسی رستہ پر روانہ ہوئے۔ اور کوئی سو قدم جا کر وہ ایک ڈھلوان زمین پر اُتر کر ایک وادی میں داخل ہوئے۔ اس جگہ انہوں نے دو آدمیوں کو سایہ میں باتیں کرتے دیکھا۔

فرنز۔ کونٹ سے۔ "یہیں ٹھیر جاویں۔ یا آگے بڑھیں"

کونٹ۔ "نہیں آگے چلیں گے۔ پیپینو نے سنتری کو ہمارے آنے کی اطلاع کردی ہوگی"

ان دو آدمیوں میں سے ایک پیپینو تھا۔ اور دوسرا ایک اور رہزن تھا۔

جو حفاظت کے واسطے کھڑا تھا۔ فرنز
اور کونٹ آگے بڑھے۔ اور راہزنوں
نے ان کو سلام کی۔

پیپینو کونٹ سے "حضور آپ میرے
پیچھے آئیں۔ قبرستان کا دروازہ بالکل
نزدیک ہے"

کونٹ "اچھا چلو"

وہ روانہ ہوئے۔ اور تھوڑی دیر
میں جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کے
پیچھے انہیں ایک سوراخ ملا۔ پیپینو
پہلے اس سوراخ میں گھسکتے گھسکتے
داخل ہوا۔ اور جب وہ چند قدم
گیا۔ تو رستہ چوڑا ہوگیا تب اس
نے ٹھیر کر اپنی مشعل جلائی۔ اور پیچھے
مڑ کر دیکھا۔ کہ وہ آتے ہیں۔ یا نہیں
وہ چلے زمین کچھ ڈھلوان تھی۔ اور
جوں جوں وہ بڑھتے چلتے تھے فراخ
ہوتی جاتی تھی۔ مگر تاہم انہیں جُھک
کر جانا پڑتا تھا۔ اور وہ دو آدمی
مشکل سے چل سکتے تھے۔ وہ اس طرح
کوئی ڈیڑھ سو قدم گئے۔ اور تب یہ
آواز سُنکر "کون ہے" ٹھیر گئے۔
ساتھ ہی انہوں نے مشعل کی روشنی
سے ایک بندوق دیکھی۔

پیپینو نے کہا "دوست" اور سنتری
کی طرف بڑھکر اس نے دھیمی آواز میں
اسے کچھ کہا۔ اور پھر اس نے کونٹ
اور فرنز کو آگے چلنے کا اشارہ کیا۔
سنتری کے پیچھے ایک سیڑھی تھی جس
میں فرنز اور کونٹ اترکر ایک
قبرستان میں پہونچے۔ اس جگہ سے
پانچ سڑکیں پانچ مختلف طرفوں میں
نکل تھیں۔ اور رخنہ و قوں کے باعث
سے انہیں معلوم ہوا۔ کہ اب وہ قبرستان
میں پہونچگئے ہیں۔ ایک چھوٹی سی غار
میں جسکا رقبہ معلوم کرنا مشکل تھا۔ روشنی
کی کرنیں نظر آرہی تھیں۔ کونٹ نے ہاتھ
فرنز کے کندھے پر رکھا۔ اور کہا۔ کہ
"کیا آپ راہزنوں کے ایک گروہ کا
ڈیرا دیکھنا چاہتے ہیں"

فرنز "ہاں ضرور"

کونٹ "اچھا تو میرے ساتھ آؤ۔
پیپینو مشعل بجھادو"

پیپینو نے مشعل بجھا دی۔ اور فوراً
گھُپ اندھیرا ہوگیا۔ صرف پندرہ قدم
کے فاصلہ پر کچھ روشنی کی سُرخ
کرنیں نظر آرہی تھیں۔ وہ چُپ چاپ
آگے بڑھے کونٹ نے فرنز کو رستہ
دکھایا۔ گویا کہ وہ اندھیرے میں دیکھنے
کی قدرت رکھتا تھا۔ مگر جوں جوں
وہ ان روشنی کی کرنوں کے نزدیک
پہونچتے گئے۔ راستہ صاف نظر آتا گیا
اچانک وہ ایک دروازے کے آگے
پہونچے۔ اس دروازہ کے آگے ایک

مربع کمرہ تھا۔ جسکی چاروں دیواروں میں طاق ہی طاق بنے تھے۔ اس کمرہ کے درمیان میں چار پتھر تھے۔ ان پر ایک صلیب کی صورت بنی ہوئی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ جگہ پہلے ایک مذبح کا کام دیتی تھی۔ ایک لمپ اپنی زرد اور دھیمی کرنوں سے اس تمام نظارہ کو روشن کر رہا تھا۔ ایک آدمی اپنے کہنی سے ایک ستون کے ساتھ تکیہ لگائے اور دروازوں کی طرف پیٹھ کئے ہوئے کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ یہی آدمی اس گروہ کا سردار تھا۔ اور اسی کا نام لوئگی واما تھا۔ اسکے گرد گرد بیس راہزن اپنی اپنی خفتانوں میں لپٹے ہوئے اور ایک پتھر کے بنچ کے ساتھ پیٹھ لگا کر لیٹے پڑے تھے۔ اور ہر ایک کی بندوق اسکے پاس پڑی تھی۔ اس کمرہ کے پرلے سرے پر ایک سنتری جو سایہ کی طرح شکل سے نظر آتا تھا اور بالکل خاموش تھا۔ ایک چھوٹی سی سوراخ کے آگے ادھر اودھر ٹہل رہا تھا۔ جبکہ کونٹ نے دیکھا کہ فرنز نے اس عجیب وغریب نظارہ کو خوب دیکھ لیا ہے اس نے اپنی انگلی اپنے منہ سے لگائی اور اس نشان سے اسے خاموش رہنے کی تاکید کی۔ اور پھر دروازہ

کھول کر اس کمرے میں داخل ہوا۔ اور واآمپا کی طرف بڑھا۔ واآمپا اپنی کتاب میں ایسا محو ہو رہا تھا۔ کہ اس نے کونٹ اور فرنز کے پاؤں کی آہٹ بالکل نہ سُنی۔ سنتری نے جب ایک سایہ سا اپنے سردار کی طرف بڑھتا دیکھا۔ تو وہ پکارا "کون جاتا ہے" اسی وقت واامپا فوراً ہوشیار ہوگیا۔ اور فوراً اُٹھکر ایک پستول اپنی کمر بند سے نکال لیا۔ ایک لحظہ میں بیس راہزن اُٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے اپنی اپنی بندوقیں کونٹ کی طرف سیدہی کیں۔ کونٹ نے بغیر کسی قسم کے اضطراب کے ایک نہایت ہی سنجیدہ آواز میں کہا "خوب میرے پیارے واامپا آپ تو اپنے دوستوں کی خوب آؤ بھگت کرتے ہیں"

واامپا نے اپنے گروہ کی طرف ایک ہاتھ سے تو بندوقیں ہٹانیکا اشارہ کیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ٹوپی سلام کے لئے اُتاری۔ تب اپنے اس عجیب مہمان کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ لا کونٹی معاف فرمائیگا۔ مجھے اسوقت ملاقات کی عزت حاصل کرنے کی ذرا بھی توقع نہ تھی۔ اس لئے میں آپ کو پہچان بھی نہ سکا۔

کونٹ نے "معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا

حافظہ ہر ایک معاملے میں کمزور ہے۔
تم نہ صرف دوستوں کے چہروں کو بھول
جاتے ہو۔ بلکہ اِن اقراروں کو بھی
جو تم اِن کے ساتھ کرتے ہو“

وامپا۔ نے ایسی طرز سے جس سے
معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر اس نے کوئی
غلطی کی ہے۔ تو وہ اسکا جرمانہ بھرنے
کے لئے تیار ہے۔ جواب دیا ” لاکونسی مہربانی سے
کونسی شرط یا کونسا اقرار پورا نہیں
کیا“

کونٹ ” کیا یہ ہمارے درمیان مقرر
نہیں ہو چکا تھا۔ کہ تم نہ صرف میری بلکہ میرے
دوستوں کی بھی عزت کرو گے۔ اور انہیں
کچھ ضرر نہ پہنچاؤ گے“

وامپا ” اور حضور میں نے اس اقرار
کو کس طرح سے توڑا ہے“

کونٹ ” اچھا آپ نے آج شام وائی
کونٹ ڈی مارسرف (البرٹ) کو پکڑ
لیا ہے۔ اور اسے اسجگہ قید کر رکھا ہے
وہ جوان کونٹ میرا دوست ہے۔ وہ
اسی ہوٹل میں رہتا ہے۔ جسمیں میں رہتا
ہوں۔ اس جوان آدمی نے برابر آٹھ
گھنٹے میری گاڑی برتی ہے۔ اور
باوجود اِن سب باتوں کے تم نے اسے
پکڑ لیا ہے۔ اور اس جگہ قید کر رکھا
ہے۔ اور (خط جیب سے نکالکر) تم نے
اسکی قیمت مقرر کر دی تھی۔ گویا کہ وہ
ایک گمنام اور حقیر آدمی ہے“

راہزنوں کا سردار آدمیوں کی طرف
مخاطب ہو کر ” کیوں تم نے مجھے یہ بات
جتائی کیوں نہ تھی۔ یاد رکھو۔ کہ یہ
بات تمہارے ہی سبب سے ہے۔ کہ
مجھے کونٹ کے پاس جس کے ہاتھ میں
ہم سب کی جان ہے۔ جھوٹا بننے کی
ذلت نصیب ہوئی ہے۔ خدا کی قسم اگر
مجھے معلوم ہو جاوے۔ کہ تم میں سے کوئی
بات کو جانتا تھا۔ کہ کونٹ کا دوست
ہے۔ تو میں اپنے ہاتھ سے اسکا سر توڑ ڈالوں
گا“

وامپا کی اس تقریر پر اسکے ساتھی
سب کے سب تھرانے لگے۔ اور ایسا
معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ وحشت کے مارے
زمین میں گھس چلے ہیں“

کونٹ۔ فرنز کی طرف ” کیا میں نے
آپ کو کہا نہ تھا۔ کہ اسمیں ضرور کچھ
نہ کچھ غلطی ہے“

وامپا ” کیا آپ کے ساتھ بھی کوئی
ہے“

کونٹ ” میرے ساتھ وہ صاحب
ہیں۔ جن کی طرف یہ خط لکھا تھا۔
اور میں انہیں اس لئے لایا ہوں
تا دکھاؤں کہ وامپا اپنے اقرار کا پکا
اور سچا آدمی ہے“

وامپا۔ فرنز کی طرف ” حضور آئیے۔

میں خود آپ کے پاس اس غلطی کے لئے جو مجھ سے ہوئی ہے۔ معذرت کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میری غلطی سے آپ کو تکلیف ہوئی آپ معاف فرماویں"۔

فرنز۔ وامپا کے پاس کئی قدم بڑھکر۔

وامپا" حضور کا ہمارے پاس تشریف لانا مبارک ہو۔ آپ نے سُن لیا ہے جو میں نے کونٹ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ میں دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا۔ کہ وہ آپ کے اور کونٹ صاحب کے دوست ہیں۔ تو میں چار ہزار کے واسطے کیا۔ دس ہزار کے واسطے بھی ان کو اتنی تکلیف نہ دیتا"۔

فرنز اپنی چاروں طرف سے بے تابی سے دیکھتے ہوئے "یہ تو بتاؤ۔ کہ البرٹ ہیں کہاں۔ مجھے وہ کہیں نظر نہیں آتے"

کونٹ" میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرا دوست بالکل صحیح وسلامت ہوگا"۔

وامپا۔ البرٹ صاحب۔ اس کوٹھری میں ہیں۔ جس کے آگے ہمارا سپاہی پہرہ دے رہا ہے۔ میں خود جاتا ہوں اور انہیں اُن کے آزاد ہونے کی خوش خبری دیتا ہوں"۔

وامپا۔ اس کوٹھری کی طرف گیا۔ اور فرنز اور کونٹ اس کے پیچھے ہوئے

وامپا۔ سنتری سے" قیدی کیا کر رہا ہے"۔

سنتری سلام کرکے" کپتان صاحب مجھے معلوم نہیں۔ کیونکہ ان دو تین گھنٹوں سے میں نے اس کی آواز نہیں سنی"

وامپا۔ آیئے آگے چلیئے"۔

فرنز اور کونٹ وامپا کے پیچھے سات آٹھ سیڑھیاں چڑھے۔ وامپا نے بلی ہلا کر ایک دروازہ کھولکر دیکھا۔ کہ البرٹ ایک گوشے میں ایک خفتان کو اپنے گرد لپیٹ کر گہری نیند سو یا ہوا ہے"

کونٹ۔ ہنسکر بولا" کہ اسی آدمی نے سات بجے قتل ہونا تھا"

وامپا نے البرٹ کی طرف حیرت اور استعجاب سے دیکھا۔ اور بے اختیار البرٹ کے حوصلہ کی تعریف اسکے مُنہ سے نکل گئی۔ کیونکہ اس سے زیادہ مضبوط حوصلہ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک آدمی نے جس نے چند گھنٹے بعد مرنا ہو اس طرح میٹھی نیند سوئے۔ وامپا نے تب کونٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ سچے ہیں۔ یہ ضرور آپ کے دوست ہیں" پھر اس نے البرٹ کی طرف جاکر اسکو اپنے ہاتھ سے ہلایا۔ اور کہا" بیدار ہو جیئے"

البرٹ نے اپنے بازو پھیلا دئے۔ اور اپنی آنکھیں مل کر کھولیں۔ اور بولا "آہ۔ آہ کپتان صاحب آپ ہیں۔ آپ مجھے کچھ تو اور سونے دیتے۔ واہ مجھے کیا عمدہ خواب آ رہی تھی۔ میں تورلونیا کے مکان میں بیگم (گ) کے ساتھ ناچ رہا تھا" پھر اس نے اپنی جیب سے گھڑی نکالی جو اس نے اپنے پاس ہی رکھی تھی۔ اور دیکھا۔ کہ وقت کیا ہے اور پھر بولا "اوہ ابھی تو ڈیڑھ بجا ہے ابھی آپ نے مجھے ابھی کیوں جگا دیا"

وامپا "آپکو یہ بتلانے کے واسطے جگایا ہے۔ کہ آپ آزاد ہیں"

البرٹ نے بغیر کسی قسم کی بیقراری کے جوابدیا "دیکھو۔ نپولین کا یہ مقولہ یاد رکھو۔ مجھے اچھی خبر سنانے کے لئے مت جگاؤ" اگر تم مجھے سویا رہنے دیتے تو میں ناچ ختم کر لیتا۔ اور تمام عمر تمہارا شکر گزار رہتا"

"اچھا تو پھر میرا فدیہ ادا ہو گیا ہے"

وامپا "نہیں"

البرٹ "تو پھر میں کس طرح آزاد ہوں"

وامپا "ایک صاحب جن کے پاس میں کسی بات کا انکار نہیں کر سکتا۔ آپکو چھڑا لینے کے لئے تشریف لائے ہیں"

البرٹ نے اپنے اردگرد دیکھا۔ اور فرنز پر اس کی نظر پڑی۔ اور وہ چلایا "اوہ پیارے فرنز یہ آپ ہی کی وفاداری اور محبت دوستانہ ہے۔ جو اس طرح ظاہر ہوئی ہے"

فرنز "نہیں میں نے کچھ نہیں کیا۔ جو کچھ کیا ہے۔ ہمارے مہربان ہمسایہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو نے کیا ہے"

البرٹ۔ اپنے بال وغیرہ سنوار کر "آہ آہ لاکونٹی آپ بڑے ہی مہربان ہیں۔ میں آپکا پہلے تو گاڑی کے لئے۔ اور پھر اس مہربانی کے لئے نہایت ہی ممنون ہوں۔ اور مرتے دم تک آپ کو نہ بھولوں گا" یہ کہکر اس نے اپنا ہاتھ کونٹ کی طرف کیا۔ اور اس کے ساتھ مصافحہ کیا

راہزن اس تمام نظارہ کی طرف حیرت سے دیکھتا رہا۔ اسکے قیدی اس سے تھرایا کرتے تھے۔ مگر ایک البرٹ تھا۔ کہ جس کی خوشباش طبیعت باوجود موت کے فتوی کے ذرا نہیں بدلی تھی۔

فرنز تو اسی خوشی میں غوطہ لگائے تھا۔ کہ البرٹ نے اپنی قومی عزت اور فرانسیسی نام کو راہزن کے روبرو کیسا قائم رکھا ہے۔

فرنز "پیارے البرٹ۔ اگر آپ جلدی کریں۔ تو ہم باقی رات تورلونیا ہی میں گزاریں۔ وہاں اپنا ناتمام ناچ ختم کر سکتے ہیں

اس طرح آپ کو مسٹر لونگی سے کچھ شکایت نہ رہیگی۔ جس نے اس تمام معاملہ میں بڑا شریفانہ برتاؤ کیا ہے۔ مگر جس نے تم کو بے وقت جگا دیا ہے۔ اور ناچ پورا کرنے نہیں دیا۔"

البرٹ "مسٹر لونگی کیا اب مجھے اجازت ہے؟"

لونگی "بیشک آپ آپ ایسے ہی آزاد ہیں جیسے ہوا۔"

البرٹ "اچھا تو پھر خدا تمہاری زندگی زیادہ کرے۔ آیئے صاحبان!"

فرنز اور کونٹ البرٹ کو ہمراہ لیکر اور اوس مربع کمرہ کے بیچ میں سے گذر کر جہاں تمام راہزن بندوقیں ہاتھ میں پکڑے کھڑے تھے۔ باہر نکلے۔

راہزنوں کے سردار نے پیپینو سے کہا "مجھے مشعل دو۔"

کونٹ "تم مشعل کیا کروگے؟"

راہزن۔ "میں آپ کو خود رستہ دکھلاتا ہوں۔ اور یہ سب سے کم اور ادنےٰ عزت ہے۔ جو میں آپ کی کرسکتا ہوں۔"

پھر مشعل لیکر وہ اپنے مہمانوں کے آگے ہولیا۔ مگر وہ اس حالت میں نوکر معلوم نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ ایک بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ جو اپنے سفیروں کے آگے آگے چلتا ہے۔ دروازہ پر پہونچکر اس نے سلام کی اور کہا "لاکونٹی میں دوبارہ معذرت کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ جو کچھ گذر گیا ہے۔ آپ اسے دل سے نکال ڈالیں گے۔"

کونٹ "تسلی رکھو۔ اگر تم نے غلطی کی۔ تو تم نے اس غلطی کا فدیہ بھی ایسے شریفانہ طریقے میں ادا کیا ہے۔ کہ میری طبیعت نہایت ہی خوش ہوئی ہے۔"

وامپا۔ فرنز اور البرٹ سے "صاحبان بات تو حقیر سی ہی ہے۔ مگر پھر بھی چونکہ خلوص نیت سے کہتا ہوں۔ اس لیے امید ہے۔ کہ آپ کے دل کو پسند آئیگی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر آپ پھر کبھی میرے غریب خانہ کو دیکھنا چاہیں۔ تو جہانتک ہوسکیگا۔ آپ کی خاطرداری میں کچھ اٹھا نہیں رکھونگا۔"

فرنز اور البرٹ نے تسلیم کی۔ کونٹ پہلے نکلا۔ پھر البرٹ، فرنز ایک لحظہ پیچھے ٹھیرا۔

وامپا فرنز سے "کیا آپ مجھ سے کچھ چاہتے ہو؟"

فرنز۔ "ہاں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ کہ جب ہم اندر آئے۔ تو تم اتنی توجہ سے کونسی کتاب پڑھ رہے تھے؟"

وامپا "جولیس قیصر کی تفاسیر۔ یہ میری بڑی پیاری کتاب ہے۔"

البرٹ۔ فرنز سے "آیئے نہ۔"

فرنز "آتا ہوں۔" یہ کہکر وہ بھی غار سے نکلا۔ اب وہ تینوں میدان میں

سے بڑے ہے"

البرٹ "پیچھے مڑکر" کپتان صاحب! میں معافی مانگتا ہوں" اس پر اُس نے وامپا کی مشعل سے اپنا چُرٹ جلایا پھر اس نے کہا "لاکومتی جتنی جلدی ہو سکے چلو۔ میرا منشا ہے۔ کہ باقی تمام رات ڈیوک آف برلشیو کے مکان پر گزاروں۔ انہوں نے گاڑی اِس جگہ پائی۔ جہانکہ انہوں نے اِسے چھوڑا تھا۔ کونٹ نے علی کو عربی میں کوئی بات کہی۔ اور گاڑی سرپٹ چھوٹی۔

البرٹ کی گھڑی میں پورے دو بجے تھے۔ جبکہ وہ ناچ کے کمرے میں داخل ہوئے۔ اِن کے آنے سے بڑا تحیّر پیدا ہوا۔ لیکن چونکہ وہ اکٹھے داخل ہوئے۔ اس لئے البرٹ کی طرف سے سب کی بےچینی دور ہوگئی۔

وائی کونٹ ڈی مارسرف (البرٹ) بیگم کی طرف بڑھکر" بیگم صاحبہ کل آپ نے میرے ساتھ ناچنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے دیر کر دی ہے۔ مگر میرا دوست فرنز جسکی راست بازی میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ آپ کو یقین دلادیگا۔ کہ اسمیں میرا کچھہ بھی قصور نہ تھا۔ اس وقت باجا بجا۔ اور ناچ شروع ہوا۔

البرٹ نے اپنا بازو بیگم کی کمر کے گرد ڈالا۔ اور ناچنے والوں کے گروہ میں غائب ہوگیا۔ اِسوقت فرنز اِس کپکپاہٹ کی بابت سوچ رہا تھا۔ جو کونٹ آف مانٹی کرسٹو کے جسم پر طاری ہوئی تھی۔ جب کہ اس نے البرٹ کو اپنا ہاتھہ دیا تھا۔

اٹھتیسواں باب

جائے ملاقات

دوسری صبح اُٹھتے ہی البرٹ نے اپنے دوست سے التجا کی۔ کہ "میرے ساتھہ کونٹ کے پاس چلو" یہ تو سچ ہے۔ کہ اس نے پہلی رات اسکا نہایت گرمجوشی سے شکریہ ادا کیا تھا۔ لیکن ایسی خدمت کا جتنا شکریہ ادا کیا جاوے۔ اتنا ہی تھوڑا ہوتا ہے۔ فرنز تو کونٹ کی طرف کسی خاص اندرونی کشش کے سبب کھچا جاتا تھا۔ جس میں کچھہ دہشت بھی ملی ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے اپنے دوست کی درخواست کو فوراً منظور کیا۔ اور اس کے ساتھ ہولیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کونٹ خود انہیں کمرے میں آملا۔

البرٹ کا استقبال کرنے کے لئے چند

قدم آگے بڑھا۔ اور اس نے کہا "لاکونٹی
میں اپنا ناچیز اور غریبانہ شکریہ پھر ادا
کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور آپکو
یقین دلاتا ہوں۔ کہ آپکی ان نوازشات
اور مہربانیوں کو مرتے دم تک نہ بھولونگا
مجھے معلوم ہے۔ کہ آپ نے میری جان
بچائی ہے۔ اور جہاں کہیں کہ میں جاؤنگا
آپ کے اس احسان کا ضرور ذکر کرونگا
کونٹ۔ مسکرا کر "میرے بڑے پیارے
دوست اور نیک ہمسائے مسٹر البرٹ
آپ میری ناچیز خدمت کو بڑے مبالغہ
کے ساتھ ظاہر کر رہے ہیں۔ میں نے صرف
آپکی ایک چار ہزار روپیہ کی رقم بچائی
ہے۔ سوائے اس کے اور میں نے کیا کیا
ہے۔ ہاں میں آپ کو آپکی اس بیفکری
پر مبارکباد دیتا ہوں جس سے اپنی تئیں
موت کے حوالے کر رکھا تھا۔ میں تو
اس بات سے حیران ہوں۔ کہ حالانکہ
آپ کو موت کا فتویٰ سنایا جا چکا تھا۔
پھر بھی آپ ایک امن کی نیند سو رہے
ہوئے تھے"

البرٹ "اجی یہ کونسی بڑی بات ہے
مجھے انہیں بڑا فخر نہیں ہے مجھے اس
بات سے کوئی چارہ نہیں تھا۔ کہ اس
بات پر صبر کروں۔ اور ان راہزنوں
کو دکھا دوں۔ کہ اگرچہ دنیا کے تمام
لوگ کبھی نہ کبھی مصیبتوں میں مبتلا ہوتے
ہیں۔ مگر دنیا میں سوائے فرانسیسیوں کے
اور کوئی قوم نہیں ہے۔ جو موت اور
مصیبت کا دلیری اور حوصلہ کے ساتھ
مقابلہ کر سکتی ہو۔ اور یہ ہماری قومی صفت
ہے۔ مگر یہ تمام بات آپ کے احسان کو تو
میرے سر پر سے اٹھا نہیں دیتی۔ اب
میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ آپ کی
کوئی خدمت ہمارے متعلق ہو تو فرما دیں
ہیں۔ میرا خاندان اور میرے سب متعلقین
آپ کے دست بستہ غلام ہیں۔ میرا باپ
کومٹی ڈی مارسرفٹ انڈلس کے اصل
سے ہے۔ مگر تاہم اسے فرانس اور میڈرڈ
کے درباروں میں بڑا رسوخ ہے۔ میں
اور میرا باپ آپ کی خدمت گزاری میں
کوئی بات اٹھا نہیں رکھیں گے۔

کونٹ۔ ام ڈی مارسرفٹ۔ آپ کی
اس درخواست سے میں کچھ حیران نہیں
ہوں۔ آپ سے مجھے یہی توقع تھی۔ اور
میں اسے بخوشی منظور کرتا ہوں۔ نہیں
بلکہ میں اس بات سے پہلے ہی آپ سے
کچھ عرض کرنیوالا تھا۔ مگر اب تو موقعہ ہی
ایسا مل گیا ہے"

البرٹ۔ جلد فرمایئے۔ میری جان بھی
آپ کی خدمت میں حاضر ہے"

کونٹ "میں نے ابھی تک شہر پیرس
نہیں دیکھا ہے"

البرٹ "کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے

ابھی تک دنیا کا سب سے خوبصورت شہر نہیں دیکھا۔ مجھے تو اس بات کا یقین نہیں ہے"

کونٹ۔ تاہم یہ بات سچ ہے۔ ہاں اس بات میں میں آپ سے متفق ہوں کہ میرا یورپ کے اول درجہ کے شہر کے دیکھنے سے ابھی تک محروم رہنا میرے لئے باعث ملامت ہے۔ اور ضرور ہے۔ کہ میں اس ملامت کو جلدی اپنے سے دور کروں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ میں اب تک مدت سے آپ کے مشہور معروف شہر کے عجائبات اور خوبیاں دیکھنے کی خوشی حاصل کر لیتا۔ مگر میرا کوئی ایسا آشنا نہ تھا۔ جو مجھے اس جگہ کی فیشنبل سوسائٹی میں داخل کرتا۔ اس لئے میں نے اس خیال کو جانے دیا"

البرٹ" آپ جیسے مشہور معروف آدمی کو کسی آشنا کی کیا ضرورت تھی"

کونٹ۔ یہ آپکا حسن ظن ہے۔ مجھ میں تو کوئی خوبی نہیں ہے۔ ہاں میں ایک لکھپتی آدمی ہوں۔ مگر میں نے پیرس میں کوئی تجارت کے واسطے تو نہیں جانا تھا۔ جہاں مجھے اپنا روپیہ کام آتا میں کسی مناسب موقعہ کی تلاش میں تھا۔ سو اب وہ موقعہ ہاتھ آگیا ہے۔ کہ میں اپنے تمام ارادوں کو پورا کروں آپکی اس نوازش نے سب دقتیں رفع کر دی ہیں۔ اچھا اگر میں آؤں۔ تو آپ مجھے فیشنیبل دنیا میں داخل کریں گے کیونکہ میں اس دنیا سے ایسا ہی ناآشنا ہوں۔ جیسے کوئی چین کا باشندہ ہو"

البرٹ" میں آپ کی اس درخواست کو بڑی خوشی سے پورا کرونگا۔ آج صبح ہی میرے باپ نے مجھے پیرس میں بلا بھیجا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ "تمہارا پیرس کے ایک بڑے اعلیٰ خاندان کی لڑکی کے (پیارے فرزند تم ہنستے کیوں ہو) ساتھ رشتہ ٹھیرا ہے"

کونٹ ہنسکر" کیا شادی کا رشتہ"

البرٹ" کچھ ہی ہو۔ آپ جانے ہی دیں۔ آپ کے پیرس واپس آنے تک میں ایک کنبے کا باپ بنا ہونگا۔ اور میرے پیارے کونٹ آپ جب اس جگہ تشریف لاوینگے۔ تو میں آپ کی جو خدمت چاہیں کرنیکے لئے تیار ہونگا"

کونٹ" اچھا تو پھر یہ اقرار ہو چکا" اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے موقعہ دیا ہے۔ کہ میں اپنے ان ارادوں کو جو مدت سے میرے دل میں ہیں۔ پورا کروں"

فرنز کو یقین ہوگیا۔ کہ یہ وہی تجاویز ہونگی۔ جنکی نسبت کونٹ نے مانٹی کرسٹو میں کچھ باتیں کہیں تھیں۔ اور جب کونٹ

یہ بات البرٹ کے ساتھ کر رہا تھا۔ تو فرنیز اس کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس لئے کہ معلوم کرے۔ کہ آیا اسکی تجاویز کا پتا لگ سکتا ہے۔ یا نہیں مگر یہ عجیب و غریب آدمی کچھ اپنے چہرہ کو اس طور کا بنائے ہوئے تھا۔ کہ اسکے دل کے خیالات کا پتا لگانا بالکل ناممکن تھا"

البرٹ نے ایسا اچھا ساتھی حاصل پکڑنے پر خوش ہوکر پوچھا "آپ مجھے سچ بتائیں۔ کہ آپ یہ ارادہ دل سے ظاہر کر رہے ہیں۔ یا یہ بھی انہیں ارادوں میں سے ایک ارادہ ہے۔ جو ہم ہزاروں دفعہ زندگی میں کرتے ہیں۔ اور جو ایسے ہی اڑ جاتے ہیں۔ جیسے کہ ریت پر بنایا ہوا گھر آندھی کے ایک ہی جھونکے سے اُڑ جاتا ہے"

کونٹ "میں سچ کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ سب حق ہے۔ اور میری ضرورتیں اور میری خواہش مجھے پیرس جانیکے لئے مجبور کر رہی ہیں"

البرٹ "تو پھر آپکا کب جانے کا ارادہ ہے"

کونٹ "آپ اس جگہ کب ہونگے"

البرٹ "بس ایک یا دو ہفتہ میں اور ہو سکے۔ تو اس سے بھی جلدی"

کونٹ "اچھا تو تین مہینے کے اندر آپکو وہاں ملونگا"

البرٹ۔ تین مہینے میں آپ میرے گھر پہونچیں گے۔

کونٹ "وقت اور دن مقرر کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا کہنا کافی ہے۔ کہ میں اپنے وقت کی پابندی میں ضرب المثل ہوگیا ہوا ہوں"

البرٹ "یہ تو مجھے امید ہی تھی۔ مگر تاہم مہینے ملاقات تو ضرور مقرر کر دینی چاہیئے"

کونٹ "اچھا بہتر ہے۔ اور جنتری جو طاق میں پڑی تھی اٹھا کر) آج فروری کی اکیس تاریخ ہے۔ (اور گھڑی نکال کر) اور اب ساڑھے دس بجے ہیں"

آپ دونوں اوقات یاد رکھیں۔ اور مئی کی اکیس تاریخ اسی وقت دوپہر سے پہلے میرا انتظار کریں"

البرٹ۔ خوب۔ میں آپ کے استقبال کے لئے تیار ہونگا۔ اور ہر ایک چیز آپ کی ضروریات کی مہیا ہوگی۔ یہاں تک کہ کھانا آپ کے واسطے پک رہا ہوگا اور اس کے لئے بھی آپ کے پہونچنے کا انتظار نہ کیا جاویگا"

کونٹ "آپ رہتے کہاں ہیں"

البرٹ۔ نمبر ۲۷ روڈی ہلڈر"

کونٹ " کیا کوئی اس جگہ مردانہ کمرہ بھی ہوگا "
آپکو کچھ تکلیف نہ ہو "
البرٹ " میں اپنے باپ کے ہوٹل میں رہا کرتا ہوں۔ مگر میرا رہنے کا کمرہ تمام مکان سے الگ احاطہ کے کنارے پر واقع ہے "
کونٹ " بس کافی ہے " اور اپنی تختی نکال کر اس نے یہ نوٹ کر لیا۔ نمبر ۲۷ روڈی ہلڈر ساڑھے دس بجے اکیس مئی "
کونٹ " اب آپ تسلی رکھیں۔ آپ کی گھڑی بھی وقت کی پابندی میں ایسی ٹھیک نہ ہوگی۔ جیسے کہ میں ہونگا "
البرٹ " میرے چلے جانے سے پہلے پھر کبھی آپ سے میری ملاقات ہوگی "
کونٹ ۔ اس بات کو میں قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ آپ کب روانہ ہوں گے "
البرٹ ۔ کل شام کے پانچ بجے "
کونٹ " تو پھر الوداع مجھے نیپلز جانا ہے اور میں وہاں سے ہفتہ یا اتوار کی صبح تک واپس نہیں آسکونگا۔ (فرنز کی طرف) بیرن فرنز کیا آپ بھی کل ہی روانہ ہو جائینگے "
فرنز۔ ہاں میں بھی کل ہی جاؤں گا "
کونٹ " آپ کیا ارادہ رکھتے ہیں "

فرنز " میں وینس کو جاؤنگا۔ اور اٹلی میں ایک دو برس رہنے کا ارادہ ہے "
کونٹ " تو پھر میں پیرس میں تو آپ سے نہیں مل سکونگا۔
فرنز " میرا خیال تو یہی ہے۔ کہ مجھے وہاں آپ کی ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوگا "
کونٹ اپنے دونو ہاتھ دونو دستوں کی طرف بڑھاکر " اچھا اب چونکہ ہم نے جدا ہونا ہے " خدا ہم کو اپنے سفروں میں سلامت رکھے "
یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ فرنز کا ہاتھ کونٹ کے ہاتھ سے ملا۔ فرنز بے اختیار کونٹ کے ہاتھ پکڑنے سے کانپا۔ کیونکہ یہ ایک مردے کے ہاتھ کی مانند اُسے ٹھنڈا معلوم ہوا "
البرٹ " اچھا تو پھر آپکا اور میرا پختہ اقرار ہو چکا۔ کہ آپ مجھے روڈی ہلڈر میں اکیس مئی کو ملیں گے۔
کونٹ " یہ سب مقرر ہو چکا ہے میری عزت اس معاملہ میں شاہد ہے "
دونو نوجوان آدمی بھی اُٹھے۔ اور سلام کرکے اپنے عجیب دوست کے کمرے سے نکلے "
جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو البرٹ نے فرنز کو کہا " بات کیا ہے آج آپ معمول سے زیادہ متفکر نظر آتے

ہیں "

فرنز - پیارے البرٹ میں اس عجیب
کونٹ کو سمجھنے میں بڑا حیران اور سرگردان
ہوں۔ اور آپنے جو اسکو پیرس میں
ملنے کا وعدہ دیا ہے۔ اس سے میرے دل
میں ہزاروں قسم کے خطرے پیدا ہوگئے
ہیں "

البرٹ " پیارے فرنز- اس میں بے
تابی کی بات ہی کونسی ہے۔ میں نہیں
سمجھتا۔ کہ اس سے کیا اندیشہ ہوسکتا
ہے "

فرنز- کچھ ہی ہو۔ مگر میرا تو ایسا ہی
خیال ہے۔ کہ اس عجیب وغریب آدمی
کی دوسری ملاقات میں بڑی خرابی
کا اندیشہ ہے "

البرٹ - سنو۔ ہماری اسوقت کی
گفتگو سے مجھے یہ پوچھنے کا موقعہ مل گیا
ہے۔ کہ کیا سبب ہے۔ کہ آپ کونٹ
کے ساتھ کچھ تنفر رکھتے ہیں۔ کیا آپ
کے پاس اسکے کوئی ذاتی وجوہات ہیں "

فرنز " شاید "

البرٹ " کیا آپ پہلے بھی اس سے
ملے ہیں "

فرنز " ہاں "

البرٹ " کس جگہ "

فرنز - آپ اقرار کریں۔ کہ جو کچھ میں
آپکو سناؤں۔ اس کا ایک لفظ بھی باہر
نہ نکلے گا "

البرٹ - میں اپنی عزت کی قسم کھاکر
اقرار کرتا ہوں۔ کہ ایک لفظ بھی باہر
نہ نکلے گا "

فرنز " تو پھر سنو "

فرنز نے پھر اپنے دوست کے پاس
اپنے مانٹی کرسٹو کے جزیرہ میں جانیکا
اور وہاں چوروں کی ایک جماعت
جن کے ساتھ دو کارسیکن راہزن تھے ملنے
کا قصہ بیان کیا۔ اس نے بڑے زور
سے بیان کیا۔ کہ کونٹ نے نہایت ہی
مشفقانہ مہربانی سے میرے ساتھ سلوک
کیا۔ اور وہاں میری بڑی شان و
شوکت کے ساتھ مہمانی کی۔ اس نے
پھر کھانے کی بابت ذرا ذرا سے واقعات
بیان کئے۔ اور بیان کیا۔ کہ کس طرح
میں نے وہاں بت۔ خواب اور اصلیت
دیکھی۔ اور پھر اپنے جاگنے پر کس طرح
میں نے دیکھا۔ کہ ان تمام چیزوں کا
نام ونشان بھی نہیں ہے صرف ایک
چھوٹی سی کشتی رہ گئی ہے۔ جو بادبان
پھیلائے پورٹو ویکیو کی طرف
جا رہی ہے۔ پھر اسنے وہ گفتگو سنائی
جو اس نے کولوزیم میں وامپا اور
کونٹ کے درمیان سنی تھی۔ اور

جسمیں کونٹ نے پیپنیو کے رہا کرنے کا
اقرار کیا تھا۔ اور کہ اُس نے اقرار
کے مطابق رہا کرایا۔ آخر کار اُس نے پچھلی
رات کا واقعہ بتایا جسمیں اس نے بیان
کیا۔ کہ میرے پاس آپکے فدیہ کا روپیہ
پورا نہیں تھا۔ اور میں نے کونٹ کے
پاس جاکر اپنی وقت بیان کی۔ اور کس
طرح اس تکلیف کے وقت میں اُس
نے میری مدد کی۔

البرٹ اس تمام قصہ کو بڑی گہری توجہ
کے ساتھ سنتا رہا۔ جب فرنز ختم کر چکا
تو البرٹ نے کہا" کہ اچھا تمام باتوں
میں اعتراض کے قابل کونسی بات ہے
کونٹ سیر و سیاحت کا بڑا شائق ہے
اور چونکہ وہ بڑا دولتمند ہے اس
لئے اس نے اپنا ایک جہاز رکھ چھوڑا
ہے۔ پورٹ سمتھ یا سوتھمپٹن کی طرف
جاؤ۔ تو وہاں آپکو بندرگاہ میں سینکڑوں
جہاز نظر آئیں گے۔ جو امیر اور با مقدرت
انگریزوں نے اپنے دل بہلانے کے لئے
رکھ چھوڑے ہیں۔ چونکہ کونٹ ہر وقت
سیر و سیاحت میں رہتا ہے۔ اور سفر
میں نہ آرام کا کھانا ملتا ہے۔ اور نہ
میٹھی نیند سونا ملتا ہے۔ اس لئے کونٹ
نے اپنے آرام کے لئے ایک علیحدہ جزیرہ
میں ایک آرام گاہ بنا رکھی ہے۔ اور
اس بات کے روکنے کے لئے کہ ٹسکن گورمنٹ
اس کے آرام میں کچھ خلل انداز نہ ہو۔
اس نے اس جزیرے کو اپنی جیب سے
خرید لیا ہے۔ اور اپنا نام کونٹ آف
مانٹی کرسٹو رکھ لیا ہے۔ میں امید کرتا
ہوں۔ کہ تم سینکڑوں ایسے شخصوں کے
نام جانتے ہوگے۔ جنہوں نے اپنے آپکو
کسی شہر یا قصبہ کے ساتھ منسوب کرکے
اپنا نام کچھ اور رکھ لیا ہے۔ مجھے تو
اس کونٹ کی نسبت کوئی تعجب انگیز
بات نظر نہیں آتی۔

فرنز۔ اچھا یہ تو سہی۔ مگر یہ بتاؤ۔ کہ
کونٹ کے جزیرے میں وہ دو راہزن
کون تھے"

البرٹ" اجی بات بالکل صاف ہے
آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ کورسیکا کے
راہزن اصل میں کوئی بدمعاش یا
چور نہیں ہیں۔ انکا صرف نام بدنام
ہوگیا ہے۔ وہ صرف کسی خاص سبب
سے اپنے شہر سے بھاگ کر اور جنگلوں
میں چلے گئے ہیں۔ اور ان کی صحبت
اور ہم نشینی سے کسی قسم کی بےعزتی
یا ذلت متصور نہیں ہوسکتی۔ میرا تو
یہ خیال ہے۔ کہ اگر کبھی میں کورسیکا
میں جاؤنگا۔ تو پہلے پہل انہیں بد
نام راہزنوں کی ملاقات کروں گا۔

کیونکہ میں اِن کو نہایت ہی اچھا سمجھتا ہوں
اور میرے دل میں اِن کی بڑی قدر ہے"
فرنز "اچھا یہ بھی جانے دو۔ اور بتاؤ۔
کہ تم وامپا اور اس کے ہمراہیوں کی بابت
کیا خیال کرتے ہو۔ میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ"
پہلے درجہ کے حرامی اور لیٹرے ہیں۔
اور انہوں نے آپکو صرف لوٹنے کی غرض سے
پکڑا تھا۔ کونٹ کو جو اِن کے اوپر اتنا
اختیار حاصل ہے۔ اِسکی کیا وجہ ہوسکتی
ہے"

البرٹ "اجی انہی چوروں کے ساتھ
اس کے تعلق نے تو میری جان بچائی ہے
اور مجھے مناسب نہیں ہے۔ کہ میں اس
تعلق کے اسباب پیدا کروں۔ اور برخلاف
اس کے کہ میں اس پر فتویٰ لگاؤں مجھے
چاہیئے۔ کہ میں اس کی اس تھوڑی سی بے
قاعدگی کو معذور رکھوں۔ خیر اُس نے میری
جان تو کیا بچائی تھی۔ ہاں اتنا ضرور ہے
کہ اس نے میرے چار ہزار روپیہ بچالئے
ہیں۔ دیکھو جی۔ چار ہزار روپیہ بڑی رقم
ہوتی ہے اور فرانس میں میری اتنی
قیمت کبھی نہ پڑتی۔ سچ ہے۔ پیغمبر کی اپنے
ملک میں کچھ قدر نہیں ہوتی"

فرنز۔ اب جو اپنے ملک کی بات کی ہے
اس پر میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا آپ بتلا
سکتے ہیں۔ کہ وہ کس ملک کا باشندہ ہے
اسکی زبان مادری کونسی ہے۔ اس کا
ذریعہ معاش کیا ہے۔ اور اتنی دولت
اسے کہاں سے ملی ہے۔ اور اس عجیب
وغریب انسان کی پہلی زندگی کے
واقعات کونسے ہیں۔ جنہوں نے کہ
اسکو اب ایسا سنگدل نافرالخلق بنادیا
ہے۔ یہ ایسے سوال ہیں۔ کہ مجھے ان کا
کچھ جواب نہیں سوجھتا"

البرٹ "پیارے فرنز جب آپ کو
میرا خط ملا۔ تو آپ فوراً مدد لینے کے
لئے کونٹ کے پاس گئے۔ اور آپ نے
اسکو کہا۔ کہ میرا دوست ڈی مارسرف
البرٹ ایک خطرے میں مبتلا ہے۔
آپ اس کے رہا کرنے میں میری مدد
کریں۔ آپ نے یہ باتیں کہیں یا نہ۔

فرنز "ہاں میں نے کہیں"

البرٹ "اچھا تو کیا کونٹ نے آپ
سے پوچھا۔ کہ البرٹ ڈی مارسرف
کون ہے۔ اسکو یہ خطاب کس طرح
سے ملا ہے۔ اس کا ذریعہ معاش کیا
ہے۔ وہ کیا زبان بولتا ہے۔ اور
کس ملک کا رہنے والا ہے۔ بتلائیں۔
کہ آیا اُس نے آپ سے یہ سب سوال پوچھے

فرنز "میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ ان
سوالوں میں سے اُس نے مجھ سے
ایک بھی نہیں پوچھا"

البرٹ "ہاں کوئی ایسا سوال نہیں
پوچھا۔ وہ آیا اور بغیر کسی سوال کے

اُس نے وامپا کے ہاتھ سے مجھے چھڑایا۔ حالانکہ باوجود اپنے ظاہری حوصلہ کے میں زیادہ دیر رہنا نہیں چاہتا تھا۔ اب میرے پیارے فرنز اس اعلیٰ درجہ کی خدمت کے واسطے اُس نے مجھ سے صرف یہی درخواست کی ہے۔ کہ پیرس کی سوسائٹی میں مجھے داخل کرنا۔ تو آپ کہتے ہیں۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اِس میں خطرے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک بالکل معمولی بات ہے۔ آپ کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ کہ آپ مجھے اتنا کا ایک ادنےٰ فرض ادا کرنے سے روکتے ہیں"

اِس بحث میں قوی اور مضبوط دلائل سب البرٹ کی حمایت میں تھے۔ فرنز نے یہ سب کچھ سنکر ایک سرد آہ بھری اور کہا۔" اچھا پیارے البرٹ" جو چاہو کرو۔ میں آپ کے دلائل کو توڑ نہیں سکتا تاہم باوجود ان سب باتوں کے آپکو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو ایک عجیب آدمی ہے"

البرٹ۔ وہ ایک محب الخلق آدمی ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ وہ پیرس بھی اسی غرض سے جاتا ہے کہ مانٹ ہنین کا انعام حاصل کرے۔ جو آپ جانتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ جو نیکی اور راستبازی کی امداد اور ترقی دینے میں کوشش اور سعی کرتے ہیں۔ اور اگر میرا اختیار ہو۔ تو میں ضرور یہ انعام اُسے دلوا دوں۔ اچھا آؤ۔ اب کچھ اور باتیں کریں۔ اچھا آؤ۔ پہلے کھا کھائیں۔ اور پھر سینٹ پیٹر کا گرجا دیکھنے کے لئے جائینگے"۔ . . . .

. . . . پھر وہ دونو کھانا کھا کر گرجا دیکھنے گئے۔ اور وہاں سے آکر انہوں نے کئی مضامین پر گفتگو کر نیمیں دن گذارا۔ دوسرے روز شام کے ساڑھے پانچ بجے وہ جُدا ہوئے۔ البرٹ پیرس کی طرف روانہ ہوا۔ اور فرنز وینس میں کچھ دن گذارنے کے لئے گیا۔ البرٹ نے اپنے گاؤں میں داخل ہونے سے پہلے اس خیال سے کہ کونٹ اپنے معاہدے کو بھول نہ جاوے۔ ہوٹل والے کے ہاتھ کونٹ کی طرف ایک کارڈ بھیجا جس میں کہ اس نے اپنا نام اور اپنی جائے ملاقات اور وقت ملاقات لکھا تھا۔ (نمبر ۲۷ روڈی ہلڈر ۲۱ تاریخ ماہ مئی ساڑھے دس بجے)

انتالیسواں باب

مہمان

اکیس مئی کی صبح کو روڈی ہلڈر کے اس مکان میں جسمیں کہ البرٹ نے کونٹ کو بلایا تھا۔ بڑے زور شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ البرٹ ایک بڑے زور شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ البرٹ ایک بڑے خیمہ میں جو کہ ایک بڑے احاطہ کے ایک گوشہ پر تھا۔ رہتا تھا۔ اس خیمہ کے مقابل نوکروں چاکروں کے کمرہ تھے۔ خیمہ کی دو طاقیں گلی کی طرف تھیں۔ اور تین اس احاطہ میں تھیں۔ اور پیچھے والی دو باغ کے رُخ تھیں۔

احاطہ اور باغ کے درمیان کونٹ اور کونٹس (البرٹ کے والدین) کا مکان رہائش تھا۔ جو پرانی اور بھدے شاہی طرز کا تھا۔ تمام ہوٹل کے گرد ایک بڑی اونچی دیوار تھی۔ جس کے اوپر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر گملے رکھے تھے۔ جو پھولوں سے بھرے تھے۔ اس دیوار کے درمیان میں ایک بڑا لوہے کا دروازہ تھا۔ جس میں سے گاڑیاں آتی جاتی تھیں۔ نوکر اور آقا جبکہ پیدل ہوتے تھے۔ تو ایک اور چھوٹے دروازہ میں سے داخل ہوتے تھے۔

جو اس بڑے دروازہ کے قریب ہی تھا۔ اسبات کا دریافت کرنا بہت آسان تھا۔ کہ ایک شفیق اور مہربان ماں کی محبت نے جو اپنے بیٹے سے جُدا ہونا نہیں چاہتی۔ اور اسبات سے بھی واقف ہے کہ اسکا بیٹا ہر بات میں پوری آزادی چاہتا ہے۔ البرٹ کے واسطے یہ رہائش پسند کی تھی۔ گلی والی طاقیوں میں سے البرٹ سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ جو گلی میں ہوتا تھا۔ اگر کوئی بات زیادہ باریک نگاہ سے دیکھنی منظور ہوتی۔ تو البرٹ ایک چھوٹے سے دروازہ میں سے نکلتا جو اس پہلے چھوٹے دروازہ کی مانند تھا۔ جو بڑے دروازہ کے پاس واقع تھا۔ اس چھوٹے دروازہ کا حال زیادہ وضاحت بیان سے کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا [illegible] کہ جیسے عمارت بنی ہے۔ اسے کبھی کسی نے نہیں کھولا۔ کیونکہ اس پر بہت گرد اور میل چڑھی تھی۔ لیکن تالا اور چوکھٹ جن میں کہ تیل لگا ہوا تھا۔ صاف بتلا رہے تھے کہ [illegible] اکثر مگر پوشیدہ طور سے کھلتا رہتا ہے۔ حالانکہ باوجود پورا کامل حفاظت کے اس دروازہ کے کھلنے کو بالکل نہیں روک سکتے تھے۔ جو کہ علی بابا کے اس جادو

سکہ دروازہ کی مانند تھا۔ جو کھل سیسم
کے مشہور لفظوں سے کھلتا تھا۔ ایک
کمرہ کے سر پر تھیں کہ یہ دروازہ کھلتا
تھا۔ اور جو کہ ڈیوڑھی کا کام دیتا تھا۔
دہنی طرف البرٹ کا کھانا کھانے کا کمرہ
تھا۔ جو احاطہ کی طرف واقع تھا"

پہاڑیوں اور بوٹیوں کے سبب سے
جنہوں نے کہ ان طاقچوں کو ڈھانپا ہوا
تھا۔ یہ دونوں کمرے باغ میں سے بالکل
نظر نہ آتے تھے۔ پہلے فرش پر یہ دو
کمرے تھے۔ اور ان کے ساتھ ایک تیسرا
کمرہ بھی تھا۔ جو ڈیوڑھی کے ساتھ بنا ہوا
تھا۔ اس فرش کے اوپر ایک بہت بڑا
کمرہ تھا جس میں سر مذاق اور ہر قسم کی تصویریں
باجے۔ ستار۔ سارنگیاں۔ تلواریں اور
دیگر پڑے تھے۔ اس کمرہ میں آرام
کرسیاں بھی پڑی تھیں جن پر کپڑے کے
لطیف ریشمی گدیلے رکھے ہوئے تھے۔ دیوار پر
پرگزیں۔ خنجر۔ تلواریں۔ تیر۔ زرہیں۔
کسی طرح کے مصنوعی پرند جن کے
[illegible]
ہیں۔ لٹک رہے تھے۔ یہ کمرہ البرٹ کے
بیٹھنے کا کمرہ تھا۔ اور اس کے آراستہ
کرنے میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی۔
مگر روز مقررہ کی صبح کو البرٹ اس
کمرہ میں نہیں بیٹھا۔ آج اس نے
فرش کے ایک چھوٹے دالان میں ایک
میز تھا جس سے کچھ فاصلہ پر گرداگرد قالین
بچھی ہوئی تھیں۔ اور ان پر بے تکلف
تکیے لگائے ہوئے تھے۔ اس میز کے اوپر
ہر قسم کا تمباکو پیٹرسبرگ کے زرد تمباکو
سے لیکر سنائی نگے۔ سیاہ تمباکو تک چینی
کے برتنوں میں رکھا ہوا تھا۔ اور وہیں
خوشبودار لکڑی کے صندوقچوں میں قسم
قسم کے سگار اور چیروٹ رکھے پڑے تھے
ایک طرف حقے جن کے منہ موتیوں کے ساتھ
سجائے ہوئے تھے۔ اور جنہیں پانی کی بجائے
گلاب بھرا ہوا تھا۔ اپنی بہار دکھا رہے
تھے۔ البرٹ نے اس ساز و سامان کو خود
ہی سجایا اور آراستہ کیا تھا۔ کیونکہ تمباکو
کا عاشق و شیدا تھا۔ اور اس دھوئیں کے
[illegible] جو نازنینوں کی زلف کی طرح
پیچ و خم کھاتا ہوا حقہ پینے والے کے منہ
سے نکلتا ہے۔ بڑا خوش ہوتا تھا۔ پونے
دس بجے ایک خدمتگار آیا۔ اس کا نام
جرمین تھا۔ اور جوان آقا کو اس پر بڑا
اعتماد تھا"

اسکے ایک ہاتھ میں تو اخبار تھی۔ اور
دوسرے میں کئی ایک خط تھے۔ آتے
ہی اس نے خط اور اخبار البرٹ کے
سامنے رکھ دی۔ ان تمام کاغذوں کو
البرٹ نے بڑی بے پروائی سے پھولا۔
اور ان میں سے دو چھوٹے سے خط جو
خوشبودار لفافوں میں بند تھے۔ اور زنانہ

خط میں لکھے تھے چن لئے اور اِن دونوں کو اس نے کچھ توجہ سے پڑھا۔ اور کہا "یہ خط کس طرح سے آئے ہیں؟"

نوکر "حضور ایک تو ڈاک میں آیا ہے اور دوسرا میڈیم ڈینگلرس کا ہرکارہ دے گیا ہے"

البرٹ۔ میڈیم ڈینگلرس کے پاس جا کر عرض کرو۔ کہ جو کچھ وہ مجھے اپنی نشست گاہ میں پیش کرتے ہیں۔ میں اُن سے قبول کرتا ہوں۔ ٹھیرو۔ دوسرا سے بھی یہ عرض کردو۔ کہ جب میں تماشا گاہ سے واپس آؤنگا۔ تو اُن کے ارشاد کے مطابق اِن کے ہاں کھانا کھاؤنگا۔ اِن کے ہاں چھ بوتلیں شراب کی بھی لے جاؤ۔ جن میں سے ایک برانڈی کی ہے۔ دوسری شیری کی۔ اور تیسری ملاگاہ وغیرہ مگر انہیں کہدینا۔ کہ یہ میرے لئے ہیں"

نوکر "حضور کس وقت کھانا کھائیں گے"

البرٹ "اب کیا وقت ہے"

نوکر "حضور پونے دس"

البرٹ "اچھا پھر ساڑھے دس بجے ڈباری کو شاید وزیر کے ہاں جانا ہو (اپنی تختی کی طرف دیکھکر) کونٹ سے بھی میرا اسی وقت کا اقرار ہے۔ اور اگرچہ مجھے اس کے اقرار کا کچھ اعتبار نہیں۔ مگر پھر بھی مجھے وقت کی پابندی ضرور ہے۔ کہ [illegible] اُٹھی ہوئی ہیں"

نوکر "اگر حضور چاہیں۔ تو میں دریافت کروں"

البرٹ "اِن کی خدمت میں عرض کردو کہ میں تین بجے اِن کا نیاز حاصل کرونگا اور میری منشا ہے۔ کہ آج اُن سے کسی شخص کی ملاقات کراؤں"

نوکر چلا گیا۔ البرٹ اُٹھا۔ اور قالین پر بیٹھ کر دیا تین اخبار کھولیں۔ اور تماشوں کے اشتہاروں پر نگاہ دوڑائے مگر اپنی مرضی کے مطابق اُسے کوئی تماشا نظر نہ آیا۔ پھر اُس نے دانتوں کے منجن کے اشتہار کی تلاش کی۔ مگر وہ بھی نہ ملا۔ پھر اُس نے پیرس کے تین بڑی بڑی اخبار پکڑیں۔ اور یہ کہکر انہیں پھینکدیا کہ یہ پرچے دن بدن زیادہ خراب ہوتے جاتے ہیں۔ چند منٹ بعد ایک گاڑی دروازہ پر آکر کھڑی ہوئی۔ اور نوکر نے آکر لیوسین ڈبارے کے آنے کی اطلاع دی۔ تھوڑی دیر میں ایک لمبا جوان آدمی داخل ہوا۔ اس کے بال [illegible] کچھ بھورے تھے۔ اور [illegible] پتلے اور اُن کی طرف دبے ہوئے تھے اس شخص نے ایک نیلے رنگ کا کوٹ جس پر سونے کے بٹن لگے تھے۔ پہنا ہوا تھا۔ اور ایک بہت [illegible]

[illegible]

ہوئی تھی۔ یہ شخص ایک افسرانہ انداز سے بغیر ہنسنے یا بولنے کے اندر آیا۔ اور سلام کہکر بیٹھ گیا"

البرٹ - اسکی طرف "گڈ مارننگ گڈ مارننگ آپ کے وقت کی پابندی مجھے حیران کردیتی ہے۔ نہ نہ میں نے غلطی کی ہے۔ وقت کی پابندی نہ بلکہ بے قاعدگی۔ آپ نے ساڑھے دس بجے آنا تھا۔ اور آپ ابھی دس میں پانچ منٹ باقی ہیں "اگر سر پر کھڑے ہوئے ہیں۔ کیا وزیروں نے اپنے استعفے دیدیئے ہیں"

لیوسین " نہیں جی۔ آپ تسلی رکھیں ہم لشکر ان کے تو ہر وقت رہتے ہیں۔ مگر گرتے کبھی نہیں۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ ہم بحال رہیں گے۔ اور جزیرہ نمائے سپانیہ کے معاملات طے ہونے پر ہمارے مستقل ہونے میں کوئی کسر باقی نہ رہ جاویگی"

البرٹ " ہاں سچ ہے آپ ڈان کارلوس کو سپانیہ سے نکالنا چاہتے ہیں"

لیوسین " نہیں نہیں یار ہماری تجاویز کو ایسا ابتر تو نہ کرو۔ ہم تو اسے ذرا سبھی سرحد کی دوسری طرف لے جاکر بورگس میں اسکی مہمانداری کا سامان کرنا چاہتے ہیں"

البرٹ " بورگس میں"

لیوسین " ہاں اسے کسی بات کی شکایت نہ ہونی چاہیئے۔ بورگس چارلس ہفتم کا دارالخلافہ ہے۔ یہ بات کل تمام پیرس کو معلوم تھی۔ کہ ام ڈینگلرس کو اسجگہ چار لاکھ کی رقم مل گئی ہے"

البرٹ - آپ کو بھی تو ایک نیا تمغہ ملا ہے۔ کیونکہ میں اسے آپکی بٹن کی سوراخ میں دیکھتا ہوں"

لیوسین - بے پرواہی سے ہاں مجھے ہی چارلس سویم کا تمغہ ملا ہے"

البرٹ " اجی بے پرواہی کیوں جتاتے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ کو اس کے ملنے سے بڑی خوشی ہوئی ہے"

لیوسین - خیر خوش کیا ہونا ہے سیاہ کوٹ پر پہنے ہوئے ذرا کچھ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور کیا ہے"

البرٹ "جب آپ اسے پہنتے ہیں۔ تو پرنس آف ویلز نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسبات کے دکھلانے کے لئے آپ اتنی سویرے آحاضر ہوئے ہیں"

لیوسین - جی نہیں رات تو میرے خط لکھنے میں گئی صبح سویرے میں فارغ ہوا۔ تو چارپائی پر لیٹا۔ مگر نیند نہ آئی۔ میرے سر میں سخت درد ہو

رہی تھی۔ اور میں کچھ دیر سیر کرنے کی
غرض سے اٹھا۔ بائیس بولون میں
بے تابی اور بھوک نے مجھے بہت ستایا۔
اسوقت مجھے یاد آیا۔ کہ آپ کے آج
دعوت ہے۔ سو میں نے یہاں آنیکا ارادہ
کیا۔ اور اب اسجگہ حاضر ہوں۔ میں
بھوکا ہوں۔ سو آپ مجھے کھانا کھلاویں
میں دلشکستہ ہوں۔ سو میرا دل بہلاویں"
البرٹ نے گھنٹ بجایا۔ اور کہا۔ میں
آپکا میزبان ہوں۔ اور یہ تو میرا عین
فرض ہے۔ فی الحال یہ چرٹ حاضر ہیں
انہیں آزمائیے۔ تونقلی۔ مگر اس وقت
یہی موجود ہیں۔ یہ لیں اور پئیں"
لیوسین:" میرے پیارے کونٹ آپ
بڑے خوش نصیب ہیں۔ کہ آپکو کچھ کام
دام نہیں کرنا پڑتا۔ حقیقت میں آپ اپنی
خوش نصیبی سے بھی ناواقف ہیں"
البرٹ۔ کچھ تمسخر آمیز آواز سے" اگر
آپ کو کوئی کام نہ ہوتا۔ آپکا کیا حال
تھا۔ آپ ایک وزیر کے پرائیویٹ سیکرٹری
ہیں۔ یورپ کے معاملات میں آپکو بڑا
دخل ہے۔ بادشاہ اور بادشاہتیں آپ
پر منحصر ہیں۔ آپ اپنی زور قلم سے وہ
کام لیتے ہیں۔ جو نپولین اپنی تلوار سے
لیتا تھا۔ آپ کو پچیس ہزار کی آمدنی ہے
آپ کے پاس ایک گھوڑا ہے۔ جسکے ریتا
آپ کو چار ہزار روپیہ پیش کرتا تھا۔ مگر
آپ نے وہ دیا۔ تماشا گاہ اور ہر ایک
قسم کے دل لگی کے سامان آپ کو میسر ہیں
ان سب سامانوں کے باوجود بھی آپکا
دل نہیں بہلتا۔ اچھا تو میں آپ کا دل
بہلاؤنگا"
لیوسین۔ کس طرح"
البرٹ" میں آپ کی کسی شخص سے ملاقات
کراؤنگا"
لیوسین۔ وہ مرد ہے۔ یا عورت"
البرٹ" مرد ہے"
لیوسین" میں بہت مردوں کو جانتا
ہوں"
البرٹ" مگر آپ اس آدمی کو نہیں جانتے
لیوسین" کیا وہ دنیا کے دوسرے سرے
سے آیا ہے"
البرٹ" شاید اس کے بھی پرے سے"
لیوسین" کہیں اس نے ہی تو ہمارا
کھانا نہیں لانا"
البرٹ" اجی نہیں ہمارا کھانا تو میرے
باپ کے باورچی خانہ سے آئیگا" کیا
آپ کو بھوک لگی ہے"
لیوسین" کہتے ہوئے آتی تو شرم
ہی ہے۔ مگر ہوں تو میں بھوکا ہی۔ میں
نے کھانا تو ولفرٹ کے ہاں کھانا ہی
تھا۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ قانونی لوگ
پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھاتے۔ میں تو
خیال کرتا ہوں۔ کہ کھانا کھلانے کے

بعد انہیں افسوس لگتا ہے۔ کیا آپ
نے بھی کبھی اس بات پر غور کی ہے؟"
البرٹ" خوب۔ آپ لوگوں کی دعوتوں کا
ایسا حقارت آمیز ذکر کرتے ہیں۔ اور
آپ وزیر لوگ بڑی اعلےٰ درجہ کی
دعوتیں دیا کرتے ہیں۔ اچھا۔ یہ شیری
کا ایک گلاس پیو۔ اور یہ بسکٹ کھاؤ"
لیوسین" بڑی خوشی سے آپ کا
ہسپانیہ کا شراب بڑا لطیف ہے۔ آپ
دیکھتے ہیں۔ کہ ہم نے اس ملک میں
کیسا امن قایم کیا ہے"
البرٹ" ہاں۔ مگر ڈان کارلوس
کا کیا حال ہے"
لیوسین" اجی ڈان کارلوس
کا کیا پوچھتے ہیں۔ وہ خوب مزے سے
بورڈو کی شراب پیئے گا۔ اور دس
برس میں چھوٹے شہزادے کے ساتھ
اپنی بیٹی کی شادی کر دیگا"
البرٹ" تو اگر اسوقت تک تم وزارت
میں ہوئے۔ تو تمہیں گولڈن فلیس
کا تمغہ ملجائیگا"
لیوسین" البرٹ میں خیال کرتا ہوں
کہ آپ مجھے دھوئیں سے ہی سیر کرنا
چاہتے ہیں"
البرٹ" اجی یہ معدے کے واسطے
بڑی اچھی چیز ہے۔ ٹھیرو۔ دوسرے
کمرے میں بیوچیپ کی آواز آتی ہے

آپ نے اس کے ساتھ بحث کرنی۔ اور
اس طرح سے وقت گذر جائیگا"
لیوسین۔ کس بات پر کریں"
البرٹ" اخباروں پر۔
لیوسین" میرے پیارے دوست آپ
جانتے ہیں۔ کہ میں کبھی اخبار نہیں پڑھا
کرتا"
البرٹ۔ تو پھر تو آپ اور بھی بحث
کریں گے"
ایک نوکر" مسٹر بیوچیپ تشریف
لائے ہیں"
البرٹ۔ اچھا۔ اور جوان آدمی کا
استقبال کرکے کہا" آیئے آیئے دیکھیں
یہاں لیوسین صاحب ہیں۔ جو بغیر
آپ کا اخبار پڑھے آپ سے متنفر ہیں"
بیوچیپ" وہ حق پر ہیں۔ میں بھی
اُن کی نکتہ چینی کیا کرتا ہوں۔ اور
مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیا کرتے
ہیں۔ گڈ مارننگ صاحب پرائیویٹ
سکرٹری (لیوسین) ہنسکر اور اس
کے ساتھ ہاتھ ملا کر" آپ پہلے ہی اس
بات کو جانتے ہیں"
بیوچیپ" اور دنیا پھر اس کی بابت
کیا کہتی ہے"
لیوسین" کونسی دنیا"
بیوچیپ" اجی ساری پولیٹکل دنیا
جس کے آپ بھی ایک لیڈر ہیں"

لیوسین:- خیر کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ ہماری پارٹی میں کیوں شامل نہیں ہو جاتے۔ آپ بڑے ہوشیار آدمی ہیں۔ تین چار سال میں آپ بن جاویں گے"

بیوچیپ:- آپ کی نصیحت پر عمل کرنے سے پہلے مجھے ایک بات کا انتظار ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ میں کسی ایسے وزیر کو دیکھتا ہوں۔ جو چھ مہینہ تک اپنے عہدہ پر رہے۔ پیارے البرٹ میں ایک بات اور پوچھتا ہوں۔ یہ بتا دو۔ کہ ہم نے صرف کچھ ناشتہ کرنا ہے۔ یا کھانا کھانا ہے"

البرٹ - صرف ناشتہ کرنا ہے۔ میں دو آدمیوں کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور جوں ہی کہ وہ آجاتے ہیں۔ ہم دسترخوان پر بیٹھ جاوینگے"

چالیسواں باب

(چاشت کا کھانا)

بیوچیپ:- وہ آدمی جنکا آپ انتظار کر رہے ہیں۔ کون ہے۔

البرٹ - ایک تو جنٹلمین ہے۔ اور دوسرا ایک ڈپلوسیٹ (مدبر ملکی) ہے

بیوچیپ - تو پھر ہمیں دو گھنٹہ تو جنٹلمین کے لئے انتظار کرنا چاہیئے اور تین گھنٹہ ڈپلوسیٹ کے لئے۔ اچھا میں جاتا ہوں۔ آپ میرے لئے کچھ میوہ اور کافی اور سگار رکھ چھوڑنا۔ جب میں آؤنگا۔ کھا لونگا"

البرٹ - اجی بیٹھیں تو۔ وہ دونو صاحب جلدی تشریف لے آویں گے۔ آپکو زیادہ سے زیادہ گیارہ بجے تک انتظار کرنا پڑیگا۔ فی الحال آپ لیوسین کی طرح ایک بسکٹ کھاویں۔ اور شیری (شراب) کا ایک جام نوش کریں"

بیوچیپ - اچھا میں ٹھیرتا ہوں۔ میں نے تو کسی طرح دل بہلانا ہے آج شام (چیمبر آف ڈپوٹیز) میں ڈینگلرس کی سپیچ ہونی ہے۔ اور میں اس کی فساد انگیز تقریر ضرور سنونگا"

لیوسین - اجی ڈینگلرس کی سپیچ کی نسبت ایسے حقارت آمیز لفظ نہ بولو۔ وہ تو تمہاری حمایت میں ووٹ دیا کرتا ہے"

البرٹ - بیوچیپ کی طرف۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہسپانیہ کے معاملات طے ہو گئے ہیں۔ کیوں آج صبح آپ بہت بے بس نظر آتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پیرس کے شہر میں یہ بات اڑ رہی ہے۔ کہ یوجین ڈینگلرس کی میرے

ساتھ شادی ہونیوالی ہے۔ اس لئے میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دونگا۔ کہ آپ ایک ایسے شخص کی تقریر کی تحقیر کریں۔ جو کبھی مجھے کہیگا۔ میرے پیارے البرٹ تم جانتے ہو۔ کہ میں نے اپنی لڑکی کو آٹھ لاکھ روپیہ جہیز میں دیا ہے"

بیوچیمپ۔ اجی یہ شادی کبھی ہونی ہی نہیں۔ بیشک بادشاہ نے آسے بیرن کا خطاب دیا ہے۔ اور اسکو اس سے بھی اونچے درجے پر چڑھا سکتا ہے۔ مگر وہ اسکو جنٹلمین تو نہیں بنا سکتا۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ کونٹ ڈی مارسرف ایک شریف امیر ہے۔ آٹھ لاکھ روپیہ کی ایک ادنے رقم کی ذرا بھی پرواہ نہیں کریگا اور وہ اپنے بیٹے وائی کونٹ مارسرف کی شادی کسی مارکوئیس کی لڑکی سے کریگا جسمیں دونو باتیں ہوں۔ مال بھی اور شرافت بھی"

البرٹ۔ اجی آٹھ لاکھ کچھ رقم تھوڑی نہیں ہے۔

لیوسین۔ اجی وہ جو چاہیں۔ کہیں۔ آپ ان کی بات پر کان نہ لگائیں اور شادی کرلیں۔ اور کچھ نہیں تو روپیہ تو بہت ہے۔ آٹھ لاکھ کی رقم کہنے کو ہوتی ہے"

البرٹ۔ لیوسین آپ سچ فرماتے ہیں

لیوسین۔ تسخر ہے۔ ایک اور بھی بات ہے۔ ہر ایک امیر حرامی بھی ضرور ہوتا ہے"

بیوچیمپ۔ یہ مت کہو۔ یہاں گورناڈ بیٹھا ہوا نہیں ہے۔ جو آپ کا دیوانہ پن دور کرنے کے لئے اپنے داوارناڈ کی تلوار آپ کے جسم میں گھونپ دیگا"

لیوسین۔ اس سے اس کی تلوار پلید ہو جاویگی۔ کیونکہ میں ایک ادنے حیثیت کا آدمی ہوں"

ایک نوکر۔ حضور دو اور مہمان تشریف لائے ہیں۔ ایک چیٹیو رناڈ ہیں۔ اور دوسرے میکس میلین موریل"

بیوچیمپ۔ اب تو کھانا کھائیں گے کیونکہ آپ نے کہا تھا۔ کہ صرف دو آدمیوں کا انتظار ہے"

البرٹ۔ مونہہ میں۔ موریل! یہ صاحب کون ہیں۔ لیکن اسوقت چیٹیو رناڈ نے جو تیس برس کی عمر کا ایک خوبصورت جوان تھا۔ البرٹ کا ہاتھ آپکڑا۔ اور کہا۔ پیارے البرٹ یہ صاحب میرے دوست ہیں۔ یہ سپاہیوں کے کپتان ہیں۔ اور انکا اسم شریف میکسمیلین ہے سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ انہوں نے میری جان بھی بچائی تھی۔ زیادہ تعریف کی کیا ضرورت ہے۔ ان کی شکل خود

کا انتظار کر رہے ہیں"

البرٹ - یہ تو میں جانتا نہیں۔ کہ وہ ڈپلومیٹ ہے۔ یا نہیں۔ مگر اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے جو کام اس کے سپرد کیا تھا۔ وہ اُس نے ایسا عمدہ طرح سے سرانجام دیا ہے۔ کہ اگر میں بادشاہ ہوتا۔ تو اُسے اپنی سلطنت کے تمام خطابات اور تمغہ جات دیدیتا"

لیوسین - اچھا چونکہ ابھی کھانے میں دیر ہے۔ اس لئے شیری کا ایک جام نوش کریں۔ اور ہمیں اس کی بابت سب کچھ سنا دیں"

دفاؤ - آپ سب جانتے ہیں۔ کہ میں افریقہ جانیکا بڑا شائق تھا"

البرٹ "ہاں یہ رستہ آپ کے باپ دادا آپ کے لئے نکال گئے ہیں" مگر میں جانتا ہوں۔ کہ آپ ان کی طرح بیت المقدس کے آزاد کرانے کے لئے نہیں گئے تھے"

دفاؤ - چونکہ مجھے ڈوَل لڑنیکا بڑا شوق تھا۔ اور میں نے چاہا۔ کہ اس جوہر کو بالکل ضایع کر دوں۔ اس لئے میں نے اپنا پستول عربوں پر آزمانے کی خواہش کی۔ اس خیال پر میں ان کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں سے پھر قسطنطین کی طرف گیا۔ اور عین محاصرے کے اُٹھنے پر وہاں پہنچا۔ باقی لوگوں کے ساتھ میں بھی واپس ہوا۔ اور راستے میں دن کے وقت مینہ اور رات کے وقت بارش نے خوب گت بنائی۔ لیکن تیسرے روز میرا گھوڑا مر گیا۔ عربی گھوڑے سردی کی کم برداشت کر سکتے ہیں"

لیوسین - اسی لئے تم میرا انگریزی گھوڑا خریدنا چاہتے ہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ وہ سردی کو برداشت کر جائیگا۔

دفاؤ - اجی میں نے اب افریقہ جانے کے قسم اُٹھالی ہے۔ اس لئے اب میں نے گھوڑا کیا کرنا ہے"

بوچیپ - معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ڈر گئے ہیں"

دفاؤ - میں اس بات کو مانتا ہوں۔ اور میرا ڈرنا بھی بجا تھا۔ میں اب پیدل واپس آرہا تھا۔ کہ چھ عرب میرا سر کاٹنے کے لئے سرپٹ آگئے۔ دو کا تو میں نے اپنی بندوق سے کام تمام کیا۔ اور دو کا اپنے پسٹول سے مگر اب میرے اوزار بے کار ہو گئے۔ اور دو عرب ابھی باقی ہیں۔ ایک نے تو میرے بال پکڑے۔ (اس لئے میں اب بال چھوٹے رکھتا ہوں) اور دوسرے نے کپڑا میری گردن کے گرد ڈالا۔ اور مجھے گھسیٹنے لگے۔ میں اس قابل رحم حالت میں تھا۔ کہ یہ حیوان آگیا۔ اُس

ایک کا تو اپنے پستول سے کام تمام کیا۔ اور دوسرے کا اپنی تلوار سے سر پھاڑا۔ یہ مقدر تھا۔ کہ میری جان خطرے میں پڑے۔ اور یہی جوان مجھے بچا دے میں اسکا شکر ادا نہیں کر سکتا۔"

موریل۔ ہنستے ہوئے۔ ہاں اسدن ستمبر کی پانچویں تاریخ تھی۔ اور میرا باپ اس سال کو معجزے کے طور پر بچا تھا اس لئے ہم حتی المقدور ہر سال اس تاریخ کو اس کے بچنے کی تاریخ کی کسی ایسے کام میں خوشی منایا کرتا ہوں۔"

رفاؤ۔ یہ بڑا ہی بہادرانہ کام تھا لیکن اسی پر بس نہیں۔ نہ ہی صرف اس نے مجھے تلوار سے بچایا۔ بلکہ سردی سے اور بھوک سے بھی کیونکہ اس نے اپنا خفتان بھی مجھے دیدیا۔ اور اپنا کھانا بھی میرے ساتھ بانٹکر کھایا۔ اس غرض کے لئے اس نے اپنا گھوڑا ذبح کیا۔"

البرٹ۔ ہنسکر۔ گھوڑا؟

موریل۔ اسدن مجھے کسی خاص خوش قسمتی کے لئے ایک قربانی دینی تھی۔"

البرٹ۔ وہ خوش قسمتی کیا ہے؟

رفاؤ۔ یہ قصہ آپکو موریل صاحب پھر کسی روز سنائینگے۔ جبکہ وہ آپ کے [illegible]

[illegible] ہونگے۔ اب تو [illegible]

کی بات کرنی چاہیئے۔ البرٹ کھانا کب تیار ہوگا۔

البرٹ۔ ساڑھے دس بجے۔"

لیوسین۔ گھڑی نکالکر ٹھیک ساڑھے دس بجے ہیں۔"

البرٹ۔ مجھے پانچ منٹ کی اور مہلت دو۔ کیونکہ میں بھی ایسے شخص کے انتظار میں ہوں۔ جس نے میری جان بچائی تھی۔"

لیوسین۔ کس کی جان بچائی تھی؟"

البرٹ۔ میری۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ میری جان نہیں بچائی جا سکتی۔ اور صرف عرب ہی ہیں جو لوگوں کے سر کاٹتے ہیں۔ ہمارا دسترخوان انسانوں کے محبوں کے واسطے ہوتا ہے۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ آج ہماری میز پر دو بنی نوع کے مربی کھانا تناول فرماوینگے۔"

لیوسین۔ اور ہم کیا کریں۔ انعام تو ایک ہی ہے۔

بیوچیمپ۔ خیر تو یہ انعام ہم اس شخص کو دے دینگے جس نے کبھی کچھ نہ کیا ہو۔ کیونکہ اس مشکل سے بچنے کے لئے یہی آسان طریقہ ہے۔"

لیوسین۔ وہ شخص آتا کہاں سے ہے۔ اس سوال کا آگے ایک دفعہ آپنے جواب [illegible]

[illegible]

[illegible]

البرٹ [illegible]

سے - جب میں نے اس کی دعوت کی۔ تو وہ اس وقت روم میں تھا۔ اس بات کو اب تین مہینے گزر گئے ہیں۔ اور خبر نہیں کہ وہ کہاں گیا ہوگا"

لیوسین - کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ وہ وقت کا پابند ہے"

البرٹ - میں اسے صرف وقت کا پابند ہی خیال نہیں کرتا۔ بلکہ ہر ایک صفت کا مجموعہ جانتا ہوں"

لیوسین - پانچ منٹ کی مہلت میں سے تین رہ گئے ہیں۔ بیوچیپ جو کچھ آپ بیان کرنے لگے ہیں۔ اسمیں سے مجھے ایک آرٹیکل کے لئے مصالحہ مل جائیگا یا نہیں"

البرٹ - ضرور اور آرٹیکل بھی ایسا لطیف بنیگا۔ کہ اخبار کی قدر بڑھا دیگا"

بیوچیپ - تو بت چلئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہرج تو میرا ضرور ہوگا۔ اب کسی طرح اس ہرج کی کسر تو پوری ہو جائے۔

البرٹ - گذشتہ کارنیوال کے دنوں میں روم میں تھا"

بیوچیپ - ہم جانتے ہیں"

البرٹ - مگر آپ یہ تو نہیں جانتے۔ کہ مجھے راہزن پکڑ کر لے گئے تھے"

لیوسین - بڑے زور سے - وہاں کوئی راہزن نہیں ہیں"

البرٹ - اجی ہیں۔ اور ضرور ہیں ایسے جن کو دیکھ کر میں دہشت زدہ ہوگیا

لیوسین - پیارے البرٹ اتنی بات نہیں بنتی۔ آپکو اب مان لینا چاہیے کہ آپ کے باورچی کو کھانا پکانے میں دیر لگ گئی ہے۔ اور چینگے آئرلینڈ سے نہیں آسکے ہیں۔ اور میڈم مینٹی نن کی طرح آپ روٹی کے بجائے ہمیں ایک کہانی سے سیر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ فوراً اس بات کا اقرار کرلیں۔ ہمیں اس بات کی خوب تمیز ہے۔ کہ ہم آپ کے عذر کو قبول کرلیں۔ اور آپ کی کہانی سن لیں۔ خواہ یہ کیسی ہی بے بنیاد اور بناوٹی کیوں نہ ہو"

البرٹ - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ گو یہ کیسی ہی بے بنیاد اور جعلی کیوں نہ ہو۔ تاہم یہ شروع سے آخر تک سچی اور واقعی ہے۔ وہ راہزن مجھے لے گئے۔ اور مجھے ایک تاریک اور ڈراونے مکان میں جسکو کہ سینٹ سباسٹین کا قبرستان کہتے ہیں۔ لے جا کر کھڑا کیا۔

رناڈ - میں بھی اسے جانتا ہوں۔ مجھے وہاں بخار ہو جانے لگا تھا۔ مگر خدا نے بچایا۔

البرٹ - مگر میرا تو اور حال ہوا۔ مجھے تو حقیقتاً ایک قسم کا بخار ہو ہی گیا

مجھے حکم سنایا گیا کہ میں ایک قیدی ہوں۔ اور جب تک چار ہزار روپیہ فدیہ ادا نہ کروں رہائی نہیں حاصل کرسکتا گیجٹی یہ ہوئی۔ کہ میرے پاس کوئی تین ہزار روپیہ تھے اور باقی سے کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکتے تھے۔ اس مشکل کے وقت میں نے فرنز کو لکھا۔ وہ اگرچہ بیمار ہوتا تو میری لفظ لفظ کی تصدیق کرتا۔ کہ اگر وہ چھ بجے تک چار ہزار کی رقم لیکر نہ پہونچا۔ تو میں دس منٹ بعد میں ان ولیوں اور شہیدوں کی صحبت میں بھیجا ہونگا۔ جن کے ساتھ اس دنیا میں میں رہا کرتا تھا۔ اور لونگی ڈاما جس کے قبضہ میں میری جان تھی۔ ایک آدمی تھا۔ کہ اپنی بات کو پورا کئے بغیر رہتا نہ تھا۔"

ڈناؤ۔ لیکن فرنز روپیہ لے کر آ گیا۔"

البرٹ۔ وہ آ تو پہونچا۔ مگر اس کے ساتھ وہی میرا مہمان تھا جسکا میں آپکے سامنے تذکرہ کر رہا ہوں۔"

ڈناؤ۔ تو تب یہ آدمی کوئی ہرکولیس ہوگا۔ جس نے کیکس کو مارا۔ یا کوئی پرسس ہوگا۔ جس نے اینڈرومیڈا کو رہا کیا۔"

البرٹ۔ نہیں وہ میرے ہی قد کا آدمی ہے۔"

ڈناؤ۔ کیا اس کے پاس کوئی عجیب قسم کے اوزار تھے؟"

البرٹ۔ ایک سوئی یا ایک چھڑی تک نہ تھی۔"

ڈناؤ۔ تو پھر اس نے آپکا فدیہ ادا کر دیا ہوگا۔"

البرٹ۔ نہیں۔ اس نے صرف دو باتیں راہزنوں کے سردار کو کہیں۔ اور میں رہا ہو گیا۔"

بیوچیمپ۔ تو پھر اس نے آپ کے لے جانے کے لئے معذرت کی۔"

البرٹ۔ ہاں اس نے بہت عاجزانہ معذرت کی۔"

بیوچیمپ۔ اجی وہ تو کوئی دوسرا اریاسٹو ہے۔"

البرٹ۔ نہیں اسکا نام کونٹ آف مانٹی کرسٹو ہے۔"

ڈناؤ۔ ایسا تو کوئی نام میں نے نہیں سنا۔"

ڈیبرے۔ ایک ایسے آدمی کی صورت بناکر کہ جو تمام یورپ کے امراء سے واقف ہے۔ میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

بیوچیمپ۔ کیا حاضرین میں کوئی کبھی کونٹ آف مانٹی کرسٹو کو جانتا ہے۔"

ڈناؤ۔ غالباً وہ عرض مقدس سے آیا ہوگا۔"

موڈیل۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اس معاملے کی تحقیق میں میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں میں نے پرانے زمانے کے جہاز رانوں سے سنا ہے۔ کہ مانٹی کرسٹو ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ اور [illegible] میں ایسا ہی ہے۔ جیسے ایک ریت کا دانہ"

البرٹ۔ ہاں۔ بیشک سچ ہے اور وہ آدمی جسکا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس جزیرے کا مالک ہے۔ اور کونٹ کا خطاب اس کو ٹسکن میں ملا ہے"

بیوچیمپ۔ وہ بڑا دولتمند ہے"

البرٹ۔ میرا تو ایسا ہی خیال ہے"

لیوسین۔ اگر وہ دولتمند ہے۔ تو پھر ظاہر [illegible]"

البرٹ۔ اسی بات سے تو آپ کو دھوکا لگا ہوا ہے"

لیوسین۔ [illegible] نہیں سمجھا"

البرٹ۔ کیا آپ نے الف لیلہ پڑھی ہے"

لیوسین۔ یہ کیسا سوال ہے"

البرٹ۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ وہ آدمی جو اس جگہ ہیں۔ غریب ہیں یا امیر۔ وہ غریب ماہی گیروں کی مانند نظر آتے ہیں۔ مگر وہ فوراً کوئی پوشیدہ دروازہ کھولتے ہیں۔ جس کے اندر دولت ہی دولت نظر آتی ہے"

دفاؤ پھر"

البرٹ۔ میرا کونٹ آف مانٹی کرسٹو بھی انہیں ماہی گیروں کی طرح ایک آدمی ہے۔ اپنا نام بھی اس نے الف لیلہ ہی سے چنکر رکھا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو سندباد جہازران کہا کرتا ہے۔ اور اس کے پاس بھی ایک غار ہے۔ جو دولت سے لبالب ہے"

بیوچیمپ۔ کیا آپ نے یہ کبھی یہ غار دیکھی بھی ہے"

البرٹ۔ نہیں۔ مگر فرنز نے دیکھی ہے خدا کے لئے یہ بات اسے نہ بتایئے۔ فرنز اس جگہ اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے لے جایا گیا۔ اور اس جگہ گونگوں اور عورتوں نے جن کے سامنے پر یں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس کی خدمت کی"

دونوں جوانوں نے البرٹ کی طرف اس طرح دیکھا۔ کہ گویا وہ زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] تمسخر کر رہے ہیں"

موڈیل۔ میں نے بھی ایک بوڑھے

چہا زران سے جسکا نام پیٹی ٹاں ہے۔ کچھ
ایسی ہی باتیں سُنی ہیں"
البرٹ ۔ آہ۔ بڑی خوشی کی بات ہے
کہ مسٹر موریل اسبات میں میری تصدیق
کرتے ہیں۔ آپ اس بات پر کیوں
بگڑتے ہیں۔ کہ وہ میری مدد کرتے
ہیں"
لیوسین۔ اجی آپ کی باتیں کچھ
ایسی عجیب اور انہونی معلوم ہوتی
ہیں۔ کہ انہیں دل نہیں مانتا"
البرٹ۔ آپ خواہ مانیں۔ یا نہ مانیں
مگر کونٹ آف مانٹی کرسٹو کے وجود
میں تو اسبات سے کچھ شک لازم
نہیں آتا"
رنفاو۔ وجود تو ہرایک کا ہے"
البرٹ۔ بیشک وجود تو ہرایک کا ہے
مگر ایک ہی طرح سے نہیں۔ ہرایک
آدمی کے پاس حبشی غلام اور جہاز
اور عربی گھوڑے اور یونانی لونڈیں
نہیں ہوتی"
لیوسین۔ کیا آپ نے یونانی لونڈی
کو دیکھا ہے"
البرٹ۔ میں نے اسے دیکھا بھی ہے
اور اس کی آواز بھی سُنی ہے۔ میں
نے اس کو تھیٹر میں دیکھا تھا۔ اور
ایک صبح اس کی آواز بھی سُنی تھی جبکہ
میں نے کونٹ کے ساتھ کھانا کھایا تھا"

لیوسین۔ وہ کھاتا بھی ہے"
البرٹ۔ کھاتا تو ہے۔ مگر اتنا تھوڑا
کہ اُسے مشکل سے کھانا کہا جا سکتا ہے
اجی وہ تو کوئی جن ہے۔ (آپ
بیشک ہنسینگے) مگر بیگم (گ) جس نے
لارڈ تھون کو دیکھا تھا۔ کہتی تھی۔ کہ
وہ ضرور جن ہے"
بیوچیمپ۔ آہ خوب۔ آنکھیں کچھ
وحشیانہ سی ہیں" جنکی پتلی نہ گھٹ سکتی
ہے۔ نہ بڑھ سکتی ہے۔ اس کی پیشانی
بہت کشادہ ہے۔ اسکی ڈاڑھی سیاہ ہے
اور اس کے دانت تیز اور سفید ہیں
اور وہ بڑا خوش خلق آدمی ہے۔ کیوں
جی ایسا ہے۔ کہ نہیں"
البرٹ۔ بیشک ایسا ہی ہے آپ
نے اس کی صورت کا ٹھیک خاکہ
کھینچا ہے۔ سب باتیں جو آپنے بیان
کی ہیں۔ اسمیں بعینہ موجود ہے۔ ایک
اور بات اس شخص میں عجیب ہے۔
اور وہ یہ ہے۔ کہ وہ بڑا صاحب حوصلہ
آدمی ہے۔ ایک روز ہم قتل کا نظارہ
دیکھ رہے تھے۔ اور کونٹ سزا کے
مختلف طریقے جو مختلف قوموں میں
رائج ہیں۔ بیان کر رہا تھا۔ مگر اسکے
بیان کی طرز کچھ ایسی بے تکلفی اور
بے پرواہی تھی۔ کہ میں کپکپا اٹھا"
بیوچیمپ۔ کیا کونٹ زیم کی کھنڈرات

میں لے جاکر اس نے خون [illegible]
البرٹ - کچھ رنجیدہ [illegible]
جتنا سمجھ چاہیے [illegible]
میں آپ لوگوں کا خیال کرتا ہوں
جو پیرس کے بازاروں میں بیکار
پھرتے رہتے ہیں - اور پھر اس آدمی
کا خیال کرتا رہتا ہوں - تو مجھے یقین
ہو جاتا ہے - کہ ہم اور وہ ایک ہی نسل
سے نہیں ہیں"

دناؤ - اجی آپکا کونٹ آف مانٹی کرسٹو
تو بڑا اچھا آدمی ہے - جس نے اٹلی
کے راہزنوں کے ساتھ اتفاق کیا
ہوا ہے"

لیوسین - اٹلی میں کوئی راہزن
نہیں ہے"

بیوچیمپ - جن وغیرہ بھی کچھ نہیں
ہوتے"

لیوسین - کونٹ آف مانٹی کرسٹو
بھی کوئی نہیں ہے"

دناؤ - مسٹر البرٹ دیکھو ساڑھے
دس بج رہے ہیں"

بیوچیمپ - مسٹر البرٹ اب تو اقرار
کر لینا چاہیے - کہ یہ آپکا واقعہ [illegible]
ایک خواب تھا - چلو اب دسترخوان پر
بیٹھیں" مگر ابھی [illegible]
تھی - کہ جرمین نے آکر کہا [illegible]
کونٹ آف مانٹی کرسٹو تشریف لائے

[illegible] نہیں"

اس بات - کہ سننے سے ہر ایک
[illegible]
آگیا - کہ جو کچھ البرٹ نے بیان کیا تھا
محض افسانہ نہ تھا - البرٹ خود بھی
ایک تحیر کے دریا میں غرق ہو گیا -
کیونکہ نہ تو اس نے گلی میں کسی
گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ سنی - اور نہ
ہی ڈیوڑھی میں کسی کے قدم کی آواز
آئی - اور دروازہ بھی بغیر کسی آواز
[illegible] - کونٹ نمودار ہوا - اس نے
[illegible] نہایت ہی سادہ طرز سے
پہنی تھی - لیکن ایسی کہ کوئی بانکے سے
بانکا آدمی بھی اسمیں نقص نہیں پکڑ
سکتا تھا - اس کی تمام پوشیدنی اشیا
بوٹ - کوٹ - دستانے اور رومال اعلیٰ
درجے کے کاریگروں کے ہاتھ کے بنے
تھے - اس کی عمر پینتیس سال کی معلوم
ہوتی تھی - ہر ایک شخص اس بات
سے اور بھی متحیر ہوا - کہ جو خاکہ لیوسین
نے کھینچا تھا - اس کے ساتھ اسکی
شکل [illegible] نہ تھا - کونٹ ہنستا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ضرور معذور ہوتے ہیں۔ تاہم میں امید کرتا ہوں۔ کہ میں نے دو تین سیکنڈ سے زیادہ دیر نہیں کی۔ پانچ سو کوس کا فاصلہ طے کرنے کو ہوتا ہے۔ اور اتنے بڑے سفر میں اگر کوئی فروگذاشت ہو بھی جائے۔ تو انسان کو معذور رکھنا چاہیئے۔

البرٹ۔ کونٹ صاحب میں اپنے ان دوستوں سے آپ ہی کا ذکر خیر کر رہا تھا۔ ان صاحبوں کو میں نے آپ کے ساتھ اپنا اقرار پورا کرنے کے لئے ہی بلایا ہے۔ اب میں آپ کے ساتھ ان صاحبوں کی ملاقات کراتا ہوں۔ ان میں سے یہ صاحب تو چیٹو رناڈ ہیں جنکی امارت کا سلسلہ بارہ پشت تک برابر جاتا ہے اور جن کے باپ دادا ایک بڑے جلو کے امیر تھے۔ یہ دوسرے صاحب لیوسین ڈباری ہیں۔ اور یہ وزیر داخلہ کے اور فرانس کے پرائیویٹ سکرٹری ہیں یہ صاحب مسٹر بوچمپ ہیں۔ یہ ایک بڑے اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ ان کی شہادت اسقدر ہے۔ کہ ساری فرانس کو انہوں نے ہیبت زدہ کر رکھا ہے۔ آپ نے اٹلی میں کبھی انکا نام نہیں سنا۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے اخبار کو اس ملک میں جانے کی سخت ممانعت ہے۔ یہ چوتھے صاحب میکسی میلین موریل ہیں۔ جو سپاہیوں کے کپتان ہیں۔"

اس آخری نام کے سننے پر کونٹ کے چہرہ پر کچھ تغیر سا آ گیا۔ اور پہلے تینوں کو تو اس نے لاپرواہی اور سرد مہری سے سلام کی تھی۔ مگر اس دفعہ وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ اور اس نے کہا۔ آپ نے فرانسیسی فاتحوں کی پوشاک پہنے ہوئے ہیں۔ یہ ایک نہایت خوبصورت لباس ہے"

کسی آدمی کو یہ پتہ نہ لگا۔ کہ یہ بات کہتے ہوئے کونٹ کی آواز میں لرزہ کیوں آیا۔ اور اسکی آنکھیں جو اکثر موقعوں پر بڑی صاف ہوا کرتی تھیں۔ کیوں شعلہ کی طرح بھڑکیں"

البرٹ۔ کونٹ صاحب آپ نے ہمارے افریقیوں کو کبھی نہیں دیکھا"

کونٹ۔ نہیں کبھی نہیں"

البرٹ۔ اس پوشاک میں ایک ایسا دل ہے۔ جو تمام لشکر میں سب سے زیادہ بہادر اور شجاع ہے۔ اسی صاحب کی بابت ہم نے ابھی ایک اور نیا واقعہ سنا ہے۔ اور وہ ایسا موثر اور عجیب ہے۔ کہ ان کی شرافت اور بہادری کو اور بھی دوبالا کر کے دکھاتا ہے۔ مجھے بھی تو ان کی زیارت کا فخر آج ہی حاصل ہوا ہے۔ مگر پھر بھی میں آپکی ان سے ملاقات کراتا ہوں"

ان الفاظ کے سننے پر کونٹ نے پھر

موریل کے مونھ کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنا شروع کیا۔ اور اس کے چہرہ پر پھر پہلے طرح تغیر سا آگیا۔ اور اس نے کہا۔ آپ تو پھر بڑے شریف ہیں۔ یہ بات تو اور بھی اچھی ہے۔ اس بات کے سننے سے جو کونٹ کے خیال ہی میں اٹھی تھی۔ سب متحیر ہوئے۔ اور کونٹ کے خیال ہی میں اٹھی تھی۔ سب متحیر ہوئے اور کونٹ کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے۔ اسکی آواز کچھ ایسی نرم اور صاف تھی کہ کسی شخص کو اس سے کچھ رنج نہ ہوا۔

بیوچیمپ۔ رناؤ سے۔ اجی اسکو اس بات سے شک کیوں ہوتا ہے"

رناؤ۔ جس نے کہ اپنی گہری نگاہ سے فوراً کونٹ کا دل تاڑ لیا۔ حقیقت میں البرٹ نے ہمیں دھوکا نہیں دیا۔ کونٹ سچ مچ عجیب انسان ہے۔ کیوں موریل آپ کی اس میں کیا رائے ہے"

موریل۔ کونٹ کے چہرہ میں کچھ ایسی کشادگی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ اس نے میری نسبت ایک عجیب اشارہ ایک کیا ہے۔ مجھے وہ خوش لگتا ہے"

البرٹ۔ صاحبان کھانا تیار ہے۔ کونٹ صاحب آئیے میں آپ کو راستہ دکھاؤں"

اب وہ کھانا کھانے کے کمرہ میں گئے اور ہر ایک ایک ایک نشست میں بیٹھ گیا"

کونٹ۔ صاحبان میں یہاں ایک ناواقف آدمی ہوں۔ اور ناواقف بھی اس درجہ کا کہ میں نے پہلی دفعہ اپنی تمام عمر میں شہر پیرس دیکھا ہے فرانسیسوں کی راہ و رسم سے میں بالکل ناآشنا ہوں۔ اور میں ایشیائی دستورات کا عادی ہوں۔ جو فرانسیسی دستورات سے بالکل مبتائن ہیں۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر میری عادات میں کوئی بات آپ کی دستورات کے مطابق نہ ہو۔ تو مجھے معاف رکھیں"

بیوچیمپ۔ آہستہ سے۔ دیکھو وہ کس طرز سے تقریر کر رہا ہے۔ یقیناً وہ ایک بڑا آدمی ہے"

لیوسین۔ اجی بڑا ہوگا۔ تو اپنے ملک میں ہوگا۔

رناؤ۔ نہیں جی یہ شخص ہر ملک میں بڑا ہی ہے"

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کونٹ ایک بڑا معتدل کھانے والا تھا۔ البرٹ اس بات کو جانتا تھا۔ اور اسے یہ ڈر تھا۔ کہ مبادا پہلے ہی پہل کھانے جیسی ضروریات میں وہ فرانسیسی دستورات سے کچھ چڑ نہ جاوے۔ اس لئے اوس نے کہا"

پیارے کونٹ میں ڈرتا ہوں۔ کہ ہمارا کھانا ہوٹل ڈی اسپین کے کھانے کی نسبت بہت ہلکا ہے۔ مجھے آپ کے لئے کچھ کھانا خاص طور پر تیار کرانا چاہیئے تھا۔ مگر خیر اب اس بات کے لئے معافی مانگتا ہوں“۔

کونٹ۔ اگر آپ کو میرا حال [illegible] معلوم ہوتا۔ تو آپ ایسا خیال نہ کرتے۔ میں ایک سیاح آدمی ہوں۔ جس [illegible] میں پلاؤ پر گذارہ کیا ہے۔ اور چین میں [illegible] کے گھونسلوں پر اوقات بسر کی ہے۔ میں ہر ایک چیز کھا لیتا ہوں اتنا ہے۔ کہ کھانا تھوڑا ہوں۔ مگر آج تو مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ کیونکہ میں نے کل صبح سے کچھ نہیں کھایا“۔

تمام مہمان بڑی حیرانی میں۔ آپ نے چوبیس گھنٹہ بھر کچھ بھی نہیں کھایا“۔

کونٹ۔ ہاں مجھے پاس ہی کچھ حال معلوم کرنے کے لئے اپنی سڑک چھوڑنی پڑی۔ اور چونکہ مجھے بہت دیر لگ گئی اس لئے میں نے ٹھیرنا پسند نہ کیا“۔

البرٹ۔ تو پھر آپ نے گاڑی میں کچھ کھایا ہوگا؟

کونٹ۔ نہیں۔ میں سو گیا۔ اور میں جب تھکا ماندہ یا بھوکا ہوتا ہوں۔ تو ایسا ہی کیا کرتا ہوں“۔

موریل۔ کیا آپ جب چاہیں۔ سو سکتے ہیں“۔

کونٹ۔ ہاں“۔

موریل۔ کیا آپ کو اسبات کے واسطے کوئی سند مل گئی ہے“۔

کونٹ۔ بڑی پکی سند“۔

موریل۔ ہاں افریقہ میں ہمیں اس بات کی سخت ضرورت رہتی ہے۔ کیونکہ وہاں اکثر اوقات نہ کھانا ہوتا ہے۔ نہ پانی۔

کونٹ۔ ہاں۔ مگر وہ علاج جو اسبات کے لئے میرے پاس ہے۔ فوج کے حق میں سخت خطرناک ثابت ہوگا۔ کیونکہ پھر وہ ضرورت کے وقت بیدار نہ ہو سکیں گے“۔

رفقاء۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ وہ علاج کیا ہے“۔

کونٹ۔ ہاں میں اسے چھپاتا نہیں۔ یہ خالص افیون [illegible] ایک [illegible] بوٹی کا جو فرات اور دجلہ کے درمیان ہوتی ہے۔ مرکب ہے۔ ان دونوں چیزوں کو برابر ملا کر گولیاں بنائی ہوئی ہیں۔ دس منٹ کے بعد ایک کھائی جاتی ہے۔ اور فوراً اپنا اثر دکھاتی ہے فرنز سے پوچھو۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اس نے بھی ایک دفعہ چکھی تھی“۔

البرٹ۔ ہاں۔ میرے پاس بھی اس نے ایک دفعہ اسکا تذکرہ کیا تھا“۔

بیوچیپ۔ جو کہ ایک اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے ہر ایک بات کی تہہ تک پہونچنا چاہتا تھا۔ اس نے پوچھا۔ کیا وہ

گولیاں آپ ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے ہیں؟"

کونٹ - "ہمیشہ"

بوچیمپ - "اگر میں آپ سے ان کے چکھنے کی التجا کروں - تو یہ کچھ بے تہذیبی تو نہ ہوگی"

کونٹ - "اجی جناب اسمیں کیا بے تہذیبی ہوسکتی ہے"

یہ کہکر اس نے اپنی جیب سے ایک عجیب ڈبیا نکالی جو ایک ہی ہیرے کی بنی ہوئی تھی - اور جسکا ڈھکنا سونے کا تھا - اس ڈبیا میں سے نکال کر اس نے ہری رنگ کی مٹر کے دانہ کے برابر مقدار کی ایک گولی دکھائی - اس گولی کی بو بڑی تلخ اور تیز تھی - اس ڈبیا میں ایسی پانچ اور چھ اور تھیں - یہ ڈبیا دسترخوان کے گرد گھومی مگر جو اسے ہاتھ میں لیتا تھا - وہ صرف اسی ہیرے پر غور کرتا تھا جسکی یہ بنی ہوئی تھی - نہ ان گولیوں پر جو اسکے بیچ تھیں"

بوچیمپ - "کیا آپکا باورچی یہ گولیاں تیار کرتا ہے"

کونٹ - "جی نہیں - میں اپنے آرام کی چیزیں عامیوں کو نہیں دکھایا کرتا میں خود اچھا طبیب ہوں - اور یہ گولیاں آپ ہی تیار کرتا ہوں"

ڈنگلر - "یہ بڑا عظیم الشان ہیرا ہے اور اتنا بڑا میں نے اپنی عمر بھر کبھی نہیں دیکھا"

کونٹ - "میرے پاس تین ایسے ہیں ان میں سے ایک تو میں نے سلطان روم کو دیا - جس نے اپنی تلوار کے قبضہ پر اسے چڑھایا - اور ایک پوپ کی پیش کیا - جس نے اسے اپنے تاج میں لگوایا - اور یہ تیسرا میں نے اپنے لئے رکھا - میں نے اسے کھوکھلا کروالیا ہے - جس سے اس کی قیمت تو گھٹ گئی ہے - مگر تاہم یہ اب اس کام کے خوب لائق ہوگیا ہے جو میں خود اس سے لینا چاہتا تھا"

ان باتوں کو سنکر ہر ایک ہانٹی کرسٹو کی طرف حیرت بھری نگاہ سے دیکھنے لگا کیونکہ وہ کچھ ایسی سادگی اور بے تکلفی سے بولتا تھا - کہ صاف ظاہر ہوتا کہ یا تو وہ سچ بولتا ہے - اور یا دیوانہ ہے - مگر اس ہیرے کے دیکھنے سے کونٹ کی سب باتیں انہیں سچ معلوم ہونے لگ گئیں"

لیوسین - "اچھا تو ان دونوں بادشاہوں نے ان ہیروں کے عوض آپ کو کیا دیا؟"

کونٹ - "سلطان سے تو اسکے بدلے میں نے ایک عورت آزاد کرائی اور پوپ سے ایک مرد کی جان بخشی حاصل کی"

البرٹ - "یہ شخص جسکی آپ نے جان

بچائی پہنچو تھا۔ یا کوئی اور۔

کونٹ۔ شکر ہے کہ [illegible] ہوا۔

البرٹ۔ پیارے کونٹ آپ کی یہ باتیں سنکر میں متعجب ہوتا ہوں۔ آپ کے آنے سے میں پہلے اپنے دوستوں سے بھی بیان کر رہا تھا۔ کہ گویا آپ الف لیلہ کے ایک جادوگر ہیں۔ لیکن یہ پیرس کے لوگ کچھ ایسے عجیب طرح کے ہیں۔ کہ یہ ایسی باتوں کو جو ان کے روزمرہ کے تجربہ میں نہیں آتیں۔ ہمیشہ اور افسانے سمجھ بیٹھے ہیں۔ مثلاً بیان رناؤ صاحب ہیں۔ جو ہر روز پڑھتے ہیں کہ فلاں سڑک پر جیس راہزنوں نے ایک پادری کو [illegible] اور فلاں جگہ چار چوروں نے ایک عورت کو قتل کر ڈالا ہے۔ اور یہ چھپا روزمرہ ایسے ہی واقعات اپنے اخبار میں چھپواتا ہے۔ اور پھر صرف یہ ہے۔ کہ یہ خود تو صاحب اٹلی میں راہزنوں کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ آپ انہیں خود بتلا دیں۔ کہ مجھے چور پکڑ کر لے گئے تھے۔ اگر آپ ویسی ہی فراخدلانہ شفقت سے مجھے رہا نہ کراتے۔ تو میں اب سینٹ سباسٹین کے قبرستان میں سویا ہوا ہوتا۔ اور آج روڈ ہیلڈر میں کوئی ان کی ضیافت نہ کرتا۔"

کونٹ۔ آہ۔ آپنے تو اقرار کیا تھا۔ کہ یہ بات کسی کو نہ بتاوینگے۔

البرٹ۔ میں نے تو آپکو ہی اقرار نہیں کیا تھا۔ یہ اقرار کسی اور شخص نے کیا ہوگا جسکو آپ نے کسی ایسے ہی طریقے سے بچایا ہوگا۔ اور جس کو شاید آپ بھول گئے ہیں۔"

کونٹ۔ اچھا کیا بات ہے۔ آپ ہی سب باتیں ان کے پاس بیان کر دیں۔"

البرٹ۔ میں جتنا جانتا ہوں۔ بیان کئے دیتا ہوں۔ باقی جو میں نہیں جانتا۔ آپکو بیان کرنا ہوگا۔"

کونٹ۔ اچھا یونہی سہی۔"

البرٹ۔ اچھا تین روز تک تو کارنیوال کے ایام میں میرا یہ خیال رہا۔ کہ کسی نقاب پوش نے مجھ پر آنکھ رکھی ہے۔ مگر مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ نقاب پوش صرف ایک جوان پندرہ برس کی عمر کا راہزن تھا جسکی کمر بھی عورتوں کی طرح پتلی تھی۔ اور جس کی ٹھوڑی پر ابھی خط بھی نہیں نکلا تھا۔ اور جب میں اس کے منہ کا بوسہ لینے لگا۔ تو اس نے فوراً ایک پستول نکال کر میرے سر پر سیدھا کر دیا۔ اور سات آٹھ اور راہزنوں کی مدد سے مجھے سینٹ

سپاسٹین کے قبرستان میں گیا ہوں
کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک عالم۔
فاضل راہزن قیصر کی تفاسیر کا
مطالعہ کر رہا ہے۔ اور جب میں نے اپنی
کتاب سے صرف یہ بات کہنے
کے لئے سر اٹھایا۔ کہ اگر تم صبح چھ بجے تک
چار ہزار روپیہ ادا نہ کردو۔ تو صبح
سات بجے تمہارا خاتمہ کر دیا جائیگا۔
اسکا خط ابھی تک فرنز کے پاس ہے۔
اور اس پر میرے اور لوئگی وامپا
دونو کے دستخط موجود ہیں۔ بس
میں تو اتنا ہی جانتا ہوں۔ مگر پیارے
کونٹ ابھی تک یہ نہیں کھلا۔ کہ آپ
نے ان راہزنوں کے دل پر اتنا
اختیار کس طرح سے حاصل کر لیا
ہے۔ حالانکہ یہ لوگ کسی کی کوئی
حقیقت نہیں سمجھتے۔ فرنز اور میں
تو اسبات میں سخت متحیر تھا"
کونٹ۔ یہ تو بڑی صاف بات ہے
میں اس مشہور وامپا کو دس گیارہ
برس سے جانتا ہوں۔ جب ابھی وہ لڑکا
ہی تھا۔ تو میں نے ایک دفعہ اسے ایک
جگہ کا راستہ دکھانے پر کچھ پیسے دیئے
اس نے اس احسان کے ادا کرنے کے
لئے مجھے ایک خنجر دیا۔ جسکا قبضہ اس نے
خود بنایا تھا۔ آپ نے اس خنجر کو شاید
میری اسلاح خانے میں دیکھا بھی ہوگا

چند سال بعد شاید اس وجہ سے کہ وہ
مجھے بھول گیا۔ یا کسی اور خیال سے اس نے
مجھے اپنے قابو میں کرنیکا ارادہ کیا۔ لیکن
بات الٹی پڑی۔ میں نے اسکو معہ اسکے
اور بارہ ہمراہیوں کے قابو کر لیا۔ یہ میرے
اختیار میں تھا۔ کہ میں اسے فوراً عدالت
کے حوالے کر دیتا۔ جو جلدی اسکا فیصلہ
کر دیتی۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں
نے اسکو بالکل رہا کر دیا"
بیوچیمپ۔ ہنستے ہوئے۔ اس شرط پر کہ
پھر کبھی گناہ نہ کریگا"
کونٹ۔ نہیں صرف اس شرط پر کہ
وہ میری اور میرے دوستوں کی عزت کریں
شاید آپ کو یہ بات کچھ عجیب سی معلوم دیگی
کیونکہ آپ لوگ اپنے آپ کو بنی نوع کا
خیرخواہ کہتے ہیں۔ اور ہمسایہ کے حقوق
کے ادا کرنیکا دعوی کرتے ہیں۔ مگر میں
ایسی سوسائٹی کی کبھی حفاظت نہیں کرنا
چاہتا۔ جو میرے حقوق کو نگاہ نہیں
رکھتی"
فرانز۔ خوب آپ پہلے آدمی ہیں۔ جن کو
میں نے اس قسم کی منادی کرتے سنا
ہے"
موریل۔ اگر ان کا یہ اعتقاد ہے۔ تو
غلط ہے۔ کونٹ صاحب صاف دل
آدمی ہیں۔ اور کچھ چھپا نہیں رکھتے۔ لیکن مجھے
یقین ہے کہ کونٹ صاحب اپنے اس

اعتقاد پر ہمیشہ پورے کاربند نہیں رہتے ہیں؟"

کونٹ نے مودیل کی طرف بڑی تیز نگاہ سے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ جوان آدمی ایک دفعہ تو اس کی تیز آنکھوں کے سامنے جھک گیا۔ اور پھر بولا کیوں جی بتائیے۔ میں اپنے اصول سے کب پھرا ہوں۔؟

مودیل۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ البرٹ کے رہا کرانے میں آپ نے سوسائٹی کے ساتھ نیکی کی ہے؟"

بیوچمپ۔ آپ نے ایک ایسے شخص کو چھوڑایا۔ جو سوسائٹی کے لئے مایۂ فخر ہیں؟"

البرٹ۔ کونٹ صاحب آپ اس معاملے میں خطا پر ہیں۔ یہ بات تو ثابت شدہ ہے۔ کہ بنی آدم کے دشمن نہیں۔ بلکہ سوسائٹی کے پرلے درجے کے ہواخواہ مربی اور مہربان دوست ہیں عجیب بات ہے۔ کہ آپ نے پیرس میں داخل ہوتے ہی ہم پیرس والوں کے وہ مدتیں اپنے ذمے لیتے ہیں۔ جو آپ میں نہیں۔ اور ان نیکیوں کا انکار کرتے ہیں۔ جن کے آپ ایک مجسم نمونہ ہیں؟"

مانٹی کرسٹو۔ پیارے البرٹ میں تو اپنے آپ میں کوئی ایسی خوبی نہیں دیکھتا کہ یہ سب تعریف مجھ پر صادق آسکے۔ ساتھ ہی اس کے آپ مجھ سے بیگانہ تھے۔ میں نے آپ کو رہنے کے واسطے دو کمرے دیئے۔ میں نے اپنی گاڑی آپ کو دی۔ میں نے آپ کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ میں نے اور آپ نے اکٹھے کارنیوال کی سیر کی باوجود ایسے بڑے تعلق کے ان صاحبوں میں سے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ میں آپ کو ایک ظالم کے ہاتھ میں چھوڑ دیتا ساتھ ہی اس کے ایسے مجھے کچھ توقع بھی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ جب کبھی میں فرانس کو آؤنگا۔ تو پیرس کی سوسائٹی میں مجھے داخل کریں گے۔ اس میں میں نے آپ پر کوئی بڑا احسان نہیں کیا۔ آپ نے میرے ساتھ اقرار کیا تھا۔ کہ آپ میری آرزو کو پورا کریں گے۔ اس دن تو میری یہ آرزو ایک بے ٹھکانہ خواہش معلوم ہوتی تھی۔ مگر آپ دیکھتے ہیں۔ کہ اب میں اس جگہ اپنے اقرار کے مطابق موجود ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ بھی اپنے اقرار میں پورے نکلیں گے؟"

البرٹ۔ میں ضرور ضرور اپنے اقرار کو پورا کرونگا۔ مگر میں ڈرتا ہوں۔ کہ آپ کو وہ خوبصورت نظارے اور

وہ نسانحات جن کے کہ آپ اپنی زندگی
سے عادی ہو گئے ہیں۔ نظر نہیں آئیں
گے۔ ہمارا ہمالیہ مونٹ بلینرین ہے
اور ہمارا صحرائے اعظم کرنیل کا میدان
ہے۔ اور ہمارا امیزان دریائے سین
ہے۔ ہمارے ہاں چور تو بہتیرے ہیں
مگر یہ چور پولیس والے سے ایسے
ڈرتے ہیں۔ کہ آپکے چور کسی بادشاہ
سے بھی ایسا نہیں ڈرتے۔ غرض اس
جگہ کوئی ایسا جی بہلانے والا نظارہ
نہیں ہے۔ جس کے آپ بڑے شائق
ہیں۔ ہاں ایک کام میں آپ کیلئے
کر سکتا ہوں۔ اور اس کے کرنے
میں میں ہمہ تن آپکا غلام ہوں اور
وہ یہ ہے۔ کہ میں ہر جگہ اپنے [illegible]
سے آپکی ملاقات کرا دوں۔ اور
اس بات کی بھی تو اتنی بھی چنداں ضرورت
نہیں۔ کیونکہ آپکا نام آپکی دولت
اور آپکے چہرہ کچھ ایسے ہیں۔ کہ
جہاں آپ جائیں۔ آپکی آؤبھگت
نہ ہو۔ ہاں میں آپکے حق میں ایک
صورت سے مفید ہو سکتا ہوں۔
اور وہ یہ ہے۔ کہ میں آپکو پیرس
کے راہ و رسم سے واقف کر سکتا ہوں
بازاروں وغیرہ کی سیر میں آپ
کی امداد کر سکتا ہوں۔ اور آپکے
واسطے ایک مناسب مکان بہم پہونچا

نہیں امداد دے سکتا ہوں۔ ہاں میں
یہاں تک بھی کر سکتا ہوں۔ کہ اپنے ہی
مکان میں آپکو مقیم کر دوں۔ جیسے
میں روم میں آپکے مکان میں مقیم رہا
یہ میرا مکان بالکل الگ ہے۔ اور ایک
سایہ تک بھی اس میں دخل نہیں پا
سکتا۔"

کونٹ۔" یہ تو خوب علیحدگی ہے۔ آہ
مجھے یاد ہے۔ کہ آپنے روم میں اپنی
شادی کا کچھ تذکرہ کیا تھا۔ کیا میں
آپکو مبارکباد کہہ سکتا ہوں"

البرٹ۔ ہاں تجویز ہو رہی ہے۔ میرے
باپ کو بڑی فکر ہے۔ اور امید کرتا ہوں
کہ تھوڑی دیر میں میں آپکی اپنی بی بی
سے تو نہیں۔ مگر اپنی ہونیوالی بی بی سے
تو ضرور ملاقات کراؤنگا۔ جسکا نام یوجین
ڈینگلرس ہے۔

کونٹ۔" یوجین ڈینگلرس۔ کیا وہی
تو نہیں ہے۔ جنکے باپکا نام
بیرن ڈینگلرس ہے"

البرٹ۔ ہاں۔ وہ آجکل ہی بیرن بنایا
گیا ہے"

کونٹ۔ اس لئے کچھ شاہی خدمات
کی ہونگی۔ جنکے سبب سے اسے یہ
خطاب ملا"

[illegible] بڑی بڑی خدمات کی ہیں
اگرچہ وہ خود تو لیبرل ہے۔ مگر اس نے

چارلس دہم کو چوبیس لاکھ قرضہ دیا۔ اور اس سبب سے اسے بیرن کا خطاب دیا گیا۔ اور اسی خطاب کے تمغہ کو وہ اب اپنے کوٹ کے بٹن کی سوراخ میں پہنے رکھتا ہے۔

البرٹ۔ بیوچیپ۔ بیوچیپ۔ بس میرے مسٹر کی بابت ایسی ایسی باتیں نہ کریں۔ پھر اس نے کونٹ کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ آپ نے بیرن کا نام اس طرز سے بولا ہے۔ کہ گویا آپ اسکو جانتے ہیں"

مانٹی کرسٹو۔ میں اسکو نہیں جانتا تھا مگر غالبًا میں اس سے آشنائی پیدا کرونگا۔ کیونکہ لنڈن کے رچارڈ ولنٹ کی طرف سے اور وائینا کے آرسٹین کی طرف سے اور روم کے ٹامسن کی طرف سے میں اس سے کچھ روپیہ لونگا"

جب اس نے یہ دو پچھلے لفظ بولے۔ تو اس نے موریل کی طرف غور سے دیکھا۔ اس بات سے موریل چونک پڑا۔ گویا کہ اسکو بجلی نے پکڑا ہے۔ اور پھر بولا ٹامسن! کیا آپ اس بنک کو جانتے ہیں۔

کونٹ۔ ہاں۔ وہ روم میں میرا بنکر ہے۔ کیا میرا اور انکا تعلق آپ کے حق میں کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ میں آپکے سب کچھ کرنے کو طیار ہوں"

البرٹ۔ ابھی ہمارا مضمون کیا تھا۔ اور ہم نکل کدھر گئے ہیں ہم کونٹ کے واسطے ایک [illegible] کر رہے تھے۔ صاحبان کوئی مناسب مکان تجویز کریں۔ ہم ان نئے مہمان کو کون سے مکان میں رکھیں"

ڈبناو۔ انہیں فابرگ سینٹ جرمین میں مقیم کرنا چاہیئے۔ اس جگہ ایک عالیشان ہوٹل ہے۔ جسکے متعلق ایک بڑا احاطہ اور باغ بھی ہے"

لیوسین۔ آپ بھی تو ایک تاریک اور بے رونق جگہ تجویز کریں گے نہیں جی انہیں پاس [illegible] کیونکہ وہ پیرس کا عین وسط ہے"

بیوچیپ۔ نہیں جی انہیں [illegible] میں رکھینگے۔ اسجگہ انہیں [illegible] ہر طرح کی آسایش کے سامان ملینگے اور تمام شہر پیرس ان کی آنکھوں کے سامنے سے گذریگا"

ڈبناو۔ مسٹر موریل آپ کوئی جگہ تجویز نہیں کرتے"

موریل۔ مسکرا کر۔ میرے پاس بھی ایک مکان ہے۔ جگہ تو بڑی عمدہ ہے مگر اس میں میری بہن رہتی ہے"

کونٹ۔ آپ کی بہن بھی ہے"

موریل۔ ہاں صاحب۔ اور بہن بھی بڑی اچھی"

کونٹ۔ کیا وہ بیاہی ہوئی ہے"

موریل۔ ہاں قریباً نوسال ہوئے"

کونٹ۔ کیا وہ آسودہ ہے"

موریل" وہ ایسی ہی آسودہ ہے۔ جیسا کوئی انسان ہو سکتا ہے۔ اُس نے ایک ایسے شخص سے شادی کی جسکو وہ محبت کرتی تھی۔ اور وہ آدمی ہماری تباہ حالت میں ہمارا رفیق تھا۔ میں آجکل اپنی تعطیل کے سبب اپنے بہنوئی کے گھر رہتا ہوں۔ اور اگر کونٹ کبھی ہمیں اپنی ملاقات کا پھر شرف بخشیں تو ہمیں اپنی خاطر داری میں ہر طرح سے تیار پائینگے"

البرٹ۔ بیچ میں بول اُٹھا۔ آپ ایسے آدمی کو جو پیرس دیکھنے کے لئے آیا ہے کیونکر ناحق کی قید میں ڈالنا چاہتے ہیں"

موریل۔ اجی صاحب نہیں۔ میری بہن کوئی پچیس سال کی ہے۔ اور اسکا خاوند کوئی تیس سال کا ہوگا"

علاوہ ازیں وہ دونو خوش طبع۔ جوان اور آسودہ ہیں۔ اور ساتھ ہی کونٹ کے لئے علیحدہ گھر مہیا کیا جاویگا۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق ہم سے ملاقات کیا کرینگے"

کونٹ۔ مسٹر موریل میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپکی بہن اور اسکے خاوند کے ساتھ ملاقات کرونگا۔ مگر میں کسی صاحب کو مکان کی تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ میرا گھر اور ڈیرا سب تیار ہے"

البرٹ۔ تو پھر کیا آپ کسی ہوٹل میں تشریف رکھینگے۔ اجی ہوٹل تو بڑی بے رونق کی جگہ ہوتی ہے"

کونٹ۔ مسکرا کر۔ روم میں بھی تو میں ہوٹل ہی میں تھا۔ تو کیا وہ بے رونق تھی"

البرٹ۔ روم میں اپنے ہزاروں روپیہ مکان کی آرائش وغیرہ میں خرچ کر ڈالے تھے۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ آپ ہر روز ایک کثیر خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔

کونٹ۔ اس بات سے مجھے کبھی کوئی تردد پیدا نہیں ہوتا۔ میرا منشا تھا۔ کہ اپنے ہی گھر میں رہوں۔ اس لئے اس جگہ آتے ہی میں نے اپنے نوکر کو ایک مکان خریدنے کے لئے حکم دیا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس نے گھر تو ایک طرف سب ساز و سامان بھی بہم پہنچا لیا ہوگا"

البرٹ۔ تو پھر آپ کے پاس کوئی نوکر بھی ہے۔ جس نے پہلے پیرس دیکھا ہے"

کونٹ۔ نہیں۔ اس نے اب پہلی دفعہ

پیرس دیکہلاتے۔ وہ حبشی ہے۔ اور بول ہی نہیں سکتا۔ اس بات کو سُن کر سب حیران ہوئے۔ اور پہر البرٹ بولا" وہ علی ہوگا"

کونٹ۔ ہاں علی۔ جسکو شاید آپنے روم میں دیکہا ہوگا۔

البرٹ۔ جی ہاں۔ میں اسے خوب جانتا ہوں۔ مگر آپ نے ایک گونگے آدمی کو یہ اہم کام کس طرح سپرد کردیا ہے مجھے ڈر ہے۔ کہ اس سے کچھہ بھی نہ ہوسکیگا۔

کونٹ۔ اس خیال کو دل سے نکال ڈالیے گا۔ برخلاف اسکے وہ سب کچھہ میری مرضی کے مطابق کریگا۔ وہ میری مذاق اور میری ضروریات سے خوب واقف ہے۔ ساتھہ ہی اس کے اسے خدا نے عجیب فہم اور عقل عطا کی ہے۔ اور ہر بات کو نہایت سلیقہ اور صفائی کے ساتھہ سرانجام دیتا ہے دیکھیے وہ مجھے یہ کاغذ دے گیا ہے۔ جسمیں میرے نئے مکان کا نمبر لکہا ہے۔ آپ اسے خود پڑھ لیں۔ یہ کہہ کر اس نے البرٹ کے ہاتھہ میں ایک کاغذ دیا"

بیوچیپ۔ یہ تو عجیب پُر لطف بات ہے"

ڈناؤ۔ اور ساتھہ ہی ایک شاہانہ بات ہے"

لیوسین۔ (کونٹ کی طرف) کیا آپ کو اپنا گہر ابہی معلوم نہیں"

کونٹ۔ بیشک میں نے جو آپ کو ابھی کہا ہے۔ کہ میں وعدہ خلافی نہیں کرنی چاہتا تہا۔ اس لئے میں نے گاڑی ہی میں پوشاک پہنی۔ اور البرٹ کے دروازہ پر آ کھڑا ہوا۔ جوان آدمیوں نے حیران ہو کے ایک دوسرے کی طرف دیکہا۔ انہیں ہرگز معلوم نہ ہوا۔ کہ کونٹ آف مانٹی کرسٹو کوئی طلسم کا آدمی ہے یا ان پر اس نے کوئی منتر پہونک دیا ہے۔ مگر وہ بولتا کچھہ ایسی سادگی اور متانت سے تہا۔ کہ یہ ہرگز خیال نہیں ہوسکتا تہا۔ کہ وہ دروغ کہہ رہا ہے۔ علاوہ اس کے اسے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے"

بیوچیپ۔ کونٹ صاحب نے مکان

[illegible]

کرلیا ہے۔ اب ہم ان کی کیا خدمت کریں۔ ہاں ایک بات رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میں بحیثیت ایک اخبار نویس کے ان کے لئے تمام تہیٹروں میں جانے کی اجازت حاصل کردونگا"

کونٹ۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے اپنے بہرہ کو حکم دے رکہا ہے کہ ہر ایک تہیٹر میں میرے لئے جگہ رکہی رہے"

لیوسین۔ کیا آپ کا بہرہ بھی کوئی حبشی ہے؟"

کونٹ۔ اگر کاریسیکا کے رہنے والوں کو بھی اٹلی کا ہم وطن کہہ سکتے ہیں۔ تو وہ آپکا ہم وطن ہے؟"

(البرٹ کی طرف) البرٹ صاحب آپ تو اسکو جانتے ہیں؟"

البرٹ۔ وہی برٹیوشیو ہوگا۔ تو پھر تو سپنے میں بڑا کاریگر ہے؟"

کونٹ۔ ٹھیک وہی۔ آپنے اسکو اسی دن دیکھا تھا جسدن مجھے پہلے پہل آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ وہ بڑا عجیب آدمی ہے۔ وہ سپاہی بھی رہا ہے۔ چور بھی۔ اور پولیس کی نوکری بھی اُس نے کی ہے؟"

لیوسین۔ اچھا تو اس بھلے مانس کو آپ نے اپنا بہرہ مقرر کیا ہے۔ وہ ہر سال آپکا کیا چراتا ہوگا؟"

کونٹ۔ اجی نوکر سب ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ میرا کام دے دیتا ہے۔ ہر ایک بات کر گزرتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ میں نے اسے اپنے پاس رکھا ہے؟"

دنگاؤ۔ اچھا تو آپ کے پاس مکان بھی ہوا۔ ساز و سامان بھی ہوا۔ اور نوکر اور خادم بھی ہوئے۔ اب آپ کو ضرورت صرف ایک لونڈی کی ہے؟"

البرٹ۔ اس بات کو سُنکر مسکرایا کیونکہ اُسے فوراً وہ یونانی لڑکی یاد آگئی۔ جو اُسنے آرجینٹو تھیٹر میں کونٹ کے ساتھ دیکھی تھی؟"

کونٹ۔ میرے پاس ایک غلام عورت ہے۔ جو میرے حق میں یہاں کی معشوقہ سے بدرجہا اچھی ہے۔ آپ کو تو اپنی معشوقیں تماشاگاہوں سے ملتی ہیں جن پر آپکا کچھہ کامل اختیار نہیں ہوتا میں نے اپنی معشوقہ قسطنطنیہ میں خرید لی تھی۔ اور اگرچہ خرچ تو میرا زیادہ ہوا۔ تاہم مجھے کسی قسم کا اندیشہ نہیں؟"

لیوسین۔ (ہنسکر) آپ کو یہ یاد نہیں کہ آپ کی غلام فرانس میں قدم رکھتی ہے۔ وہ آزاد ہوگئی ہے؟"

کونٹ۔ اسے یہ بات بتلائیگا کون؟"

لیوسین۔ ہم میں سے پہلا آدمی جو اُسے دیکھیگا۔ اسے بتلا دیگا۔

کونٹ۔ وہ صرف رومی زبان بولتی ہے؟"

لیوسین۔ یہ الگ بات ہے؟"

بیوچیمپ۔ ہم تو اُسے ضرور دیکھینگے یا آپ نے بھی خواجہ سرائی رکھی ہوئی ہے؟"

کونٹ۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میں ایسا وحشی نہیں ہوں۔ ہر ایک آدمی جو میرے پاس رہتا ہے۔ اُسے اجازت ہے کہ جب

چاہے۔ میرے پاس سے چلا جاوے مگر وہ جانتے ہیں۔ کہ انہیں مجھ سے اچھا کوئی مل نہیں سکتا۔ اس لئے وہ مجھکو کبھی نہیں چھوڑتے۔

لیوسین۔ (آہستگی) مسٹر البرٹ ڈھائی بج گئے ہیں۔ آپ کے مہمان تو عجیب آدمی ہیں۔ میں اب وزیر کے ہاں جاتا ہوں اور اس کے پاس کونٹ صاحب کا تذکرہ کرونگا۔ اور میں جلدی معلوم کر لونگا۔ کہ وہ کون ہے "

البرٹ یہ بھی یاد رہے۔ کہ کوئی آدمی اب تک معلوم نہیں کر سکا۔ کہ وہ کون ہے "

لیوسین۔ ہماری پولیس کے لئے تین لاکھ کی منظوری ہے۔ بات کیا ہے۔ وہ بیس ہزار اس مطلب کے لئے خرچ کردینگے "

یہ باتیں کہہ کر لیوسین کمرے میں سے نکلا۔ جب وہ باہر دروازہ پر پہونچا۔ تو اُس نے پکارا۔ میری گاڑی "

بیوچمپ۔ مجھے چیمبر میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مسٹر ڈینگلرس کی سپیچ کی بجائے مجھے اس جگہ ایک نہایت عمدہ آرٹیکل کا مصالحہ ملگیا ہے "

البرٹ۔ خدا کے لئے مسٹر بیوچمپ مجھے اس کی ہر ایک شخص کے ساتھ ملاقات کرانے کی عزت سے نہ محروم رکھنا " اچھا بتاؤ۔ تو کیا وہ ایک عجیب آدمی نہیں ہے "

رناؤ۔ اجی کیا کہوں۔ وہ عجیب ہی نہیں بلکہ عجیب تر ہے۔ میں نے تو اپنے وسیع تجربہ میں ایسا کوئی شخص آج تک نہیں دیکھا " مسٹر موریل آپ تشریف لاویں گے؟

موریل۔ یہ مجھے کونٹ صاحب کو کارڈ دے لینے دیجئے۔ انہوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ وہ روسلے نمبر ۱۴ میں ہماری ملاقات کے لئے قدم رنجہ فرماوینگے؟"

کونٹ۔ آپ یقین کریں۔ کہ میں حتی المقدور آپ کے ملاقات کا شرف حاصل کرنیکی کوشش کرونگا "

اب موریل اور رناؤ سلام کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ اور کونٹ اور البرٹ اسجگہ اکیلے رہ گئے "

اکتالیسواں باب

(ملاقات)

جب البرٹ نے دیکھا۔ کہ وہ اور مانٹی کرسٹو دونو اکیلے رہ گئے ہیں۔ تو اُس نے کہا۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ کہ میں آپ کو اپنی رہائش کے کمرے کی سیر کراؤں۔ آپ تو اٹلی کے محلوں کی دیکھنے کے عادی ہیں۔ مگر اسجگہ بھی

آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ آپ ایک آسودہ حال شریف آدمی پیرس میں کس طرح رہتا ہے"
مانٹی کرسٹو حاضری کا کمرہ اور نیچلے فرش کا دالان تو دیکھ ہی چکا تہا۔ اب البرٹ اسے اپنے خاص دیوان خانہ میں لے گیا۔ جہاں کہ وینس کے شیشے اور دنیا کے ہر حصے کی اسلاح چینی کے ہر قسم کے برتن غرض دنیا کے بڑے بڑے عجائبات موجود تھے۔ کونٹ نے ان سب اشیا پر نظر ڈالتے ہی ان کی ساخت کی تاریخ شہر اور غرض کو معلوم کر لیا۔ البرٹ نے خیال کیا تھا۔ کہ وہ خود کونٹ کو اپنے ان عجائبات کے حال سُنائیگا۔ مگر اس کی توقع کے برخلاف کونٹ نے اس سے بھی زیادہ علم ظاہر کیا۔ پھر وہ پہلے فرش پر اترے اور البرٹ اپنے مہمان کو ایک دالان کی طرف لے گیا۔ اس دالان میں زمانہ جدید کے مصوروں اور صناعوں اور کاریگروں کے نمونہ جمع کئے ہوئے تھے۔ کہیں تو پہاڑوں کی تصاویر تہیں۔ جو ڈیپری کی فکر رسا کا نتیجہ تہیں۔ ان کے اوپر لمبے کانی اور اونچے درخت چڑہتے ہوئے بیل اور بھیڑیں اور صاف اور سفید آسمان اپنا رنگ دکہا رہے تھے۔ کہیں عربی سواروں کی تصویریں تھیں جن کو جادو قلم ڈیلا کروس کی پنسل نے تیار کیا تہا۔ اون کے اوپر عربی سواروں کی لڑائی کا نقشہ بندہا ہوا تھا۔ ان میں دو شاہ سوار اپنی گرزیں کھینچے ایک دوسرے پر حملہ کرنیکو ہیں جبکہ اُن کے گھوڑے ایک دوسرے کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہے ہیں"
ڈیس کی تصویریں جن کے پہولوں کے مقابل میں اصلی پہول ہی نقلی نظر آتے تھے۔ ایک طرف اپنی بہار دیتے ہیں۔ ملر کے نقشے جن کے لڑکے اور بچے فرشتوں سے بھی زیادہ حسین معلوم ہوتے ہیں۔ دوسری طرف اپنی لطافت اور رنزاکت سے انسان کی آنکھ کو خیرہ کئے دیتی ہے۔ غرض اس جگہ جدید کاریگری کے کل عمدہ نمونہ جمع تھے۔
البرٹ نے خیال کیا تہا۔ کہ یہ عجائبات تو ضرور کونٹ کو حیرت میں ڈالیں گے۔ لیکن وہ بہت متعجب ہوا۔ جبکہ کونٹ نے تصویروں پر دیکھتے ہی ان کے مصوروں کے نام بولدیئے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ نہ ہی وہ صرف ان مصوروں کو جانتا ہے بلکہ اس نے ان کی عجیب و غریب صناعوں اور کاریگریوں کا خوب غور سے مطالع

کیا ہوا ہے"

دالان کی سیر کے بعد وہ خوابگاہ میں گئے۔ اسکے کل ساز و سامان بڑے پر تکلف اور لطیف مذاق کا نمونہ تھے ایک بڑی تصویر جس پر رابرٹ لیو پولڈ کا نام لکھا تھا۔ اپنی سنہری اور خوبصورت چوکٹ میں چمک رہی تھی اس تصویر نے بظاہر کونٹ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا۔ اور وہ تین چار قدم چلکر اُس کے آگے جا کھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ یہ ایک جوان عورت کی تصویر ہے۔ جس کی عمر کوئی پچیس ۲۵ برس کی ہوگی۔ اسکا رنگ گندمی سا ہے۔ اور اسکی آنکھیں موتیوں کی طرح چمکتی ہیں۔ اس نے ایک ماہی گیر عورت کا منقش لباس پہنا ہوا ہے۔ اور اُس نے اپنے بالوں میں سونے کی پنیں باندھی ہوئی ہیں۔ [illegible]سمندر کی طرف دیکھ رہی اور اسکا سایہ سمندر میں اور ہوا میں پڑتا ہوا بھی دکھایا گیا ہے۔

کونٹ نے بڑی غور سے اس تصویر کی طرف دیکھا۔ اور پھر چند سکینڈ کی خاموشی کے بعد وہ بولا"

البرٹ۔ آپکی معشوقہ تو خوبصورتی اور نزاکت کا پتلا ہے۔ اور اس لباس نے تو اسکے حسن کو اور بھی دوبالا کیا ہوا ہے

البرٹ اجی واہ آپ بھی خوب پہچانتے ہیں۔ یہ تو میری ماں کی تصویر ہے سات آٹھ برس ہوگئے۔ جب اس نے یہ تصویر بنوائی تھی۔ اِن دنوں میرا باپ کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ اور میری ماں کا ارادہ تھا کہ یہ تصویر دکھا کر اُسے دل لگی کرے۔ مگر اسکی توقع کے برخلاف میرا باپ اس کو دیکھ کچھ ناراض ہوا۔ مگر چونکہ تصویر بڑی قیمتی تھی۔ اور رابرٹ لیو پولڈ کے ہنر کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی اس نے میری ماں نے چاہا۔ کہ اسکو ضایع کردے۔ سو اسلئے یہ مجھے دیدی۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ میرا باپ بڑا عالیشان امیر ہے۔ اور اپنی جنگی ہنر پر اسے فخر ہے۔ مگر فن مصوری کا وہ کوئی بڑا دلدادہ نہیں ہے۔ ہاں میری ماں اور طبیعت کی ہے۔ اس فن میں اسکو نہ صرف مذاق ہی ہے۔ بلکہ وہ خود ایک خاصی مصور ہے۔ میں آپکو ابھی اپنے باپ کی تصویر دکھاؤنگا۔ معاف رکھیں میں خانگی معاملات پر گفتگو کرنے لگ گیا ہوں میں نے ابھی آپکی اپنے باپ سے ملاقات کرانی ہے اسلئے آپ انکے روبرو اس تصویر کا تذکرہ نہ کریں۔ اسلئے میں نے اس تصویر کی حقیقت کو چھیڑا تھا۔ میرا باپ کہ جب کبھی اس تصویر کو دیکھتا ہے۔ اور میری ماں کے بھی اسکو دیکھنے سے عموماً آنسو نکل آیا کرتے ہیں میری ماں اور باپ میں آجتک بھی ایک

تصویر کے معاملے کی ناراضی واقع ہوئی ہے
ورنہ میں نے آجتک انہیں کبھی ایک دوسرے
پر خفا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگرچہ
انہیں بیاہے ہوئے بیس برس گذر
گئے ہیں"

کونٹ نے البرٹ کی طرف ایک گہری
نگاہ سے دیکھا گویا کہ وہ اسکی [illegible]
کوئی پوشیدہ اور خفیہ مطلب [illegible]
کر رہا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ
البرٹ کی باتیں بناوٹی نہیں ہیں۔ بلکہ
بالکل صاف اور بے ریا ہیں۔

البرٹ۔ آپ نے میرے [illegible] اپنے [illegible]
دیکھ لئے ہیں۔ آپ انہیں اپنی ملکیت
سمجھیں۔ اور میرے غریب خانہ کو اپنا
گھر خیال فرمائیں۔ اب مجھے اجازت دیں
کہ میں آپ کو اپنے باپ کے کمرے
میں لے جاؤں۔ میں ابھی روم میں
تھا۔ جب کہ میں نے ان کی طرف آپ
کی ان نوازشات کا حال لکھا۔ جو آپ
نے میرے حال پر فرمائی تھیں۔ میں نے ان
سے آپکی تشریف آوری کا بھی تذکرہ کیا تھا
اور آپ یقین کریں۔ کہ میرا باپ اور میری
ماں دو نو بذات خود آپکی مہربانی کا شکریہ
ادا کرنیکے لئے آپکا انتظار کر رہے ہیں آپ
نے تو اپنا نام سندباد جہازراں رکھا ہوا ہے
جو ثابت کر رہا ہے۔ کہ آپ [illegible]
ہے۔ تو پھر آپ خانگی نظاروں کی بھلا کیا
پروا رکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی میں آپکو یقین
دلاتا ہوں۔ کہ یہ ملاقات پیرس کے فیشن ایبل
سوسائٹی میں داخل ہونے کے لئے گویا ایک
تمہید ہوگی"

مانٹی کرسٹو نے زبان سے تو کچھ جواب
نہ دیا۔ تاہم سر کے اشارے سے تسلیم کی اور
[illegible] یا افسوس کے [illegible] درخواست کو
منظور کیا۔ کیونکہ سوسائٹی کے دستور کے
مطابق یہ اسکا فرض عین تھا۔ البرٹ نے
اپنے نوکر کو بلایا۔ اور اسے اپنی ماں اور
باپ کو کونٹ آف مانٹی کرسٹو کی تشریف آوری
کی خبر دینے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد
البرٹ کونٹ کو ساتھ لئے ہوئے خود بھی اس
کے پیچھے گیا۔ جب وہ ڈیوڑھی کے پاس
پہنچے۔ تو دروازہ پر انہیں ایک ڈھال
نظر پڑی جس پر بہت سے موتی اور
جواہر جڑے ہوئے تھے۔ اور معلوم ہوتا
تھا۔ کہ [illegible] بڑا عزیز رکھتا ہے
مانٹی کرسٹو ٹھہر گیا۔ اور اسے بڑی غور سے
دیکھنے لگا۔ اور پھر بولا معلوم ہوتا ہے یہ آپکا
خاندانی نشان ہے"

البرٹ۔ آپکا خیال بالکل سچ ہے یہ میرے
باپ کا خاندانی نشان ہے میری ماں کا خاندانی
نشان [illegible] ہے۔ کیونکہ وہ ہسپانیہ کے رہنے والی
ہے۔ اسکی طرف سے تو میرا اصل ہسپانیہ ہی
ہے۔ اور اپنے باپ کی طرف سے کسی ایک
[illegible] خاندان کے ساتھ ملتا ہے"

کونٹ ’’ہاں - ان نشانوں سے بھی
ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے وہ تمام جہادی
جو کہ زمین مقدس کیطرف جہاد کے واسطے
گئے یا تو اپنے ہتھیاروں پر صلیب کا
نشان بناتے اور یا کسی نقش نگار کرنے
والے پسند لیکا - اس ڈھال پر بھی صلیب
کا نشان ہے جس سے ثابت ہے کہ آپ
کے بزرگوں میں سے بھی کوئی ضرور جہاد
کرنیکیلئے ارض مقدس کیطرف گیا ہے
اور اگر یہہ فرض کرلیں کہ وہ سینٹ
لوئیس کے ساتھ جہاد میں شامل ہوا
ہو - تو اس سے آپ کی قدامت کم سے کم
تیرھویں صدی تک تو ضرور ثابت ہو
جاتی ہے‘‘

البرٹ - ہاں یہہ بالکل ممکن ہے
میرے باپ کے کتب خانہ میں ایک
شجرہ نسب پڑا ہی جس سے یہہ سب باتیں
واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہیں جنپر
اسپر کچھہ کچھہ تاریخی حاشئے بھی چڑھائے
ہوئے ہیں پھر البرٹ نے دروازہ کھولا
اور وہ دونوں دالان داخل ہوئے -
دالان کے سامنے ہی دیوار پر ایک تصویر
لٹک رہی تھی یہہ ایک شخص کی تصویر
تھی جس کی عمر کوئی پنتیس سال کی ہوگی
اور جسنے ایک ایسا لباس پہنا تھا جس
سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی ادنی
درجہ کا افسر نہیں ہے اسکی چھاتی پر
معزز فوج کا تمغہ لٹک رہا تھا جس سے
ثابت تھا کہ جرنیل بھی ہے اس آدمی
نے اور بھی تمغے پہنے تھے جس سے معلوم
ہوتا تھا کہ اس نے ہسپانیہ اور یونان
کی جنگوں میں نمایاں خدمتیں کی ہیں *

مانٹی کرسٹو اس تصویر پر بڑی غور سے دیکھہ
رہا تھا - جبکہ اچانک ایک اور دروازہ کھلا اور
اس نے اپنے آپ کو کونٹ ڈی مارسرف
البرٹ کے باپ کے مقابل پایا - اسکی عمر
کوئی پنتالیس سال کی ہوگی لیکن وہ معلوم
پچاس سال کا ہوتا تھا اس کے سر کے
بال بہت چھوٹے چھوٹے تھے - جیسے
سپاہیوں کے ہوتے ہیں - اور برف کی طرح
سفید تھے اسکے ابرو اور اس کی مونچھیں
کوئے کے پروں کی طرح سیاہ تھیں اور
اس سفید سر کے ساتھ عجیب رنگ دکھا
رہی تھیں - اس نے ایک سیدھی سادی
پوشاک پہنی تھیں اور اسکے بٹنونکی سوراخ
میں مختلف قسم کے تمغے جو اسنے حاصل
کئے تھے لٹک رہے تھے یہہ شخص گو بڑی
جلدی سے آیا مگر اس کی رفتار پر متانت
اور با وقار تھی وہ آتے ہی مانٹی کرسٹو کی
طرف بڑی غور سے دیکھنے لگا - اور کئی لحظہ اسی
تک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا زمین
میں گڑ گیا ہے البرٹ نے اپنے باپ کو
سلام کرنے کے بعد کہا - باپ میں اس بات
کی خوشی کو ہمیشہ یاد رکھونگا - کہ مجھے اس

وقت کونٹ آف مانٹی کرسٹو جیسے شخص کی
آپ کے ساتھ ملاقات کرنیکا شرف حاصل
ہوتا ہے جسے میری بیوی ہمیشہ اپنا دوست اور شفیق
محسن کہتی ہیں جنہوں نے کہ اس نازک وقت
میں جبکہ میں نے آپ سے اسکا تذکرہ کیا
ہے میری دستگیری اور امداد کی
کونٹ کا کونٹ ڈی مارسرف نے مسکرا
کر کونٹ کو سلام کی اور کہا۔ آہ صاحب
آپ کا یہاں تشریف لانا مبارک ہو آپ
ہماری عمر بھر کی شکرگذاری کے مستحق ٹھہر گئے
ہیں اور اگر آپ ہماری جانیں بھی مانگیں
تو حاضر ہیں کیونکہ آپ نے ہمارے اکلوتے وارث کی جان بچائی اور اس
طرح ہماری نسل کو صفحہ ہستی سے بالکل
نابود ہو جانے سے ہماری حفاظت کی آئیے
اس کرسی پر تشریف رکھیے"
یہ کہکر وہ خود ایک کرسی پر بیٹھ گیا
جبکہ مانٹی کرسٹو نے دوسری کرسی لی اور
وہ اس پر ایسی طرز سے بیٹھا کہ اسکا چہرہ
آن کے سایہ کے سبب صاف نظر نہ آسکتا
تھا۔ جبکہ اس نے مارسرف کے عمر رسیدہ
اور اندوہگین چہرہ میں اس رنج و غم کی
تاریخ پڑھ لی جو زمانے نے اس کو دکھایا
تھا"

مارسرف۔ جب البرٹ کی ماں کو آپ کی
تشریف آوری کی خبر ملی تو وہ اس وقت
اپنا لباس پہن رہی تھی۔ مگر امید ہے
کہ وہ کوئی دس بارہ منٹ میں آ
جاویگی"
مانٹی کرسٹو۔ میری بڑی خوش قسمتی
ہے کہ پیرس میں آتے ہی مجھے ایک شخص
کی خدمت میں باریاب ہونیکا موقعہ ملا
ہے جس کی لیاقت کی برابری صرف اس
کی شہرت ہی کر سکتی ہے اور جس کی بہادری
اور ہنرمندی نے وہ وہ کارنامے دکھائے
ہیں کہ صفحہ روزگار میں ہمیشہ کے لئے یادگار رہینگے۔ لیکن کیا اب آپ کو کسی فوج
کی کمان نہیں ملتی؟"
مارسرف۔ نہیں صاحب آپ کو کہاں
مدت ہوئی کہ میں نوکری سے کنارہ کش
ہوگیا ہوں"
شاہی خاندان کے بحال ہونے پر مجھے
ایک امیری تمغہ عنایت ہوا تھا۔ اور پھر
پہلے جنگ یونان میں جنرل بورمانٹ کی
ماتحتی میں لڑتا رہا۔ اس وقت مجھے امید
تھی۔ کہ مجھے کوئی اعلیٰ عہدہ ملیگا اور خدا
خوب جانتا ہے کہ اگر وہی خاندان تخت
نشین رہتا تو کیا کیا پردۂ غیب سے ظہور
میں آتا۔ لیکن جولائی والے انقلاب
نے ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔
میں نے اپنا استعفا دیدیا اور جو کچھ مجھے
خدا نے عنایت کیا تھا اس پر قناعت کر کے
میں جنگی معاملات سے دست بردار ہوگیا
اب میں نے اپنی تلوار تو بالائے طاق

رکبہ دی ہے اور ملکی معاملات میں کچھ عمل
دخل شروع کیا ہے ساتھ ہی اب میں نے
مفید ہنر کی طرف اپنی توجہ لگانی شروع
کی ہے اپنی نوکری کے پچھلے بیس برس
مجھے ہرچند اس بات کی خواہش رہی مگر
وقت کہاں اب خدا نے چاہا تو بہتیرا کچھ
ہو جائیگا"

مانٹی کرسٹو۔ انہی باتوں نے تو آپ
کی قوم کو دوسری قوموں پر فضیلت کا
تاج پہنا یا ہوا ہے۔ آپ ایک اچھے
خاصے امیر تھے کسی قسم کی پرواہ نہ تھی
پھر بھی آپ نے ایک ادنیٰ درجے کے سپاہی
کی نوکری اختیار کی اور قدم بقدم ترقی
کرتے کرتے آپ یہاں تک پہونچ گئے کہ
آپ کو جرنیل کا خطاب اور کئی نہایت
اعلیٰ درجہ کے تمغے عنایت ہوئے یہ کچھ
معمولی بات نہ تھی مگر پھر بھی آپ نے اپنی
زندگی کے اخیر حصے میں میں مفید ہنر
سیکھنے شروع کر دئے ہیں تاکہ آپ اپنے
ابنائے جنس کے ساتھ کچھ نیکی کر سکیں
اور یہ آخری برس بھی ضائع اور رائگاں
نہ جائیں یہ بات بڑی قابل تعریف ہی
نہیں بلکہ دوسروں کیلئے ایک سبق اور
نمونہ ہے البرٹ کونٹ کی طرف دیکھتا
اور اسکی اس گفتگو کو بڑی حیرانی سے
سنتا رہا چونکہ اسنے پہلے کبھی کونٹ کو
ایسا جوش ظاہر کرتے نہیں دیکھا تھا"

تھوڑی دیر کے بعد پھر کونٹ بولا۔ افسوس
ہے کہ ہم لوگ بالکل جدا اور الگ سلگ
ہیں۔ ہم انگریز کے فقیر ہیں۔ اور اپنے آبائی
پیشے نہیں چھوڑتے اور ہماری ساری
زندگی نہ [illegible] رکھتی ہے"

ڈی مارسرف۔ اجی جناب آپ
جیسے لائق فائق آدمی کے لئے اٹلی کا
ملک تو موزوں اور مناسب نہیں۔
اب [illegible] کیجئے۔ اور یہاں
آپ دیکھیں گے۔ کہ آپ کی کسقدر
منزلت ہوتی ہے۔ اور آپ کی زندگی
مفید ثابت ہوتی ہے"

البرٹ۔ (مسکرا کر) پیارے بابا
افسوس ہے۔ کہ آپ مسٹر مانٹی کرسٹو
کی طبیعت سے ناآشنا ہیں۔ وہ تمام
ظاہری عزت کو حقارت کی نگاہ سے
دیکھتا ہے۔ اس کے لئے وہی مسرتیں
بس ہیں۔ جو اسکے پروانہ راہداری
پر لکھے ہیں"

کونٹ۔ جو مسٹر البرٹ نے میری
بابت کہا ہے۔ بالکل حق اور راست ہے

ڈی مارسرف۔ (ایک سرد آہ
بھر کر) آپ کو اسبات کی اجازت ملی۔
کہ آپ اپنے لئے آپ ایک راستہ
پسند کریں۔ سو آپ نے ایک ایسا
راستہ اختیار کیا جس پر پھول بچھے
ہوئے ہیں"

کونٹ - آپکا کہنا بالکل بجا ہے یہکہکر وہ ایسے طور سے مسکرایا کہ جس کو ایک مصور اپنی تصویر میں کبھی دکھا نہیں سکتا"

ڈی مارسرف کو کونٹ کی عادات بہت بھائیں - اور اس نے کہا - اگر مجھے آپ کے تھک جانے کا اندیشہ نہ ہوتا - تو میں آپ کو ضرور چیمبر میں لے جاتا - وہاں ہمارے جدید ممبروں کے درمیان ایک عجیب مباحثہ چھڑا ہوا ہے - جو کہ اجنبیوں کے لئے خاصکر دل لگی کا سرمایہ ہوگا"

کونٹ - اگر آپ یہ مہربانی کرکے پھر کسی وقت پر رہنے دیں - تو مجھے بڑا ممنون فرماویں گے - کیونکہ مجھے امید دلائی گئی ہے - کہ مجھے کونٹس کی ملاقات کا بھی شرف حاصل ہوگا - اس لئے میں ابھی یہیں ٹھیرتا ہوں"

البرٹ - یہ لو وہ بھی تشریف لے آئی ہیں"

کونٹ آف مانٹی کرسٹو نے پیچھے گردن پھیر کر نظر کی - تو کیا دیکھتا ہے - کہ میڈم ڈی مارسرف اس دروازہ میں جو اس دروازہ کے مقابل میں ہے - جس سے کونٹ داخل ہوا تھا - بے حس و حرکت کھڑی ہے - معلوم ہوتا تھا - کہ وہ چند منٹ سے وہاں کھڑی ہے - اور اس نے مانٹی کرسٹو کی پہلی باتیں سن لی ہیں اس کو دیکھ کر کونٹ اٹھ کھڑا ہوا اور جھک کر اسے سلام کی - میڈم مارسرف نے بھی بغیر کسی قسم کی کلام کے جھک کر سلام کا جواب دیا - پھر مانٹی کرسٹو بولا - آہ میڈم خدانخواستہ کیا آپ بیمار ہیں - یا کیا اس کمرے کی گرمی آپ کو نہیں بھاتی"

البرٹ - (اپنی ماں کی طرف کود کر) پیاری ماں کیا آپ بیمار رہیں ہیں؟

میڈم مارسرف نے ان دونوں کا مسکرا کر شکریہ ادا کیا - اور پھر جواب دیا میں بیمار تو نہیں ہوں - مگر ایک ایسے شخص کے دیکھنے سے میں اپنی طبیعت کے جوش کو روک نہیں سکتی جسکی وساطت کے بغیر ہم رنج و غم کا شکار ہوتے اور خوشی و خورمی نے ہمارے گھر سے مدت سے کوچ کیا ہوتا - پھر مانٹی کرسٹو کی طرف بڑھ کر وہ بولی صاحب آپ نے میرے پیارے بیٹے کی جان بچائی - اور اس کے بدلے میں آپ کو برکت دیتی ہوں - ساتھ ہی آپکا اس بات کا شکریہ ادا کرتی ہوں - کہ آپ نے غریب خانہ پر تشریف لا کر نہ ہی صرف ہمیں اپنی ملاقات کا شرف بخشا ہے - بلکہ ہمیں بذات خاص

آپ کی شکر گذاری کرنے کا موقع دیا ہے "

کونٹ نے پہلے کی نسبت زیادہ جھک کر تسلیم کی اور اسکا رنگ مارسڈلیس (البرٹ کی ماں کا نام) سے بھی زیادہ زرد ہوگیا۔ پھر اُس نے کہا۔ نواب صاحبہ آپ اور ڈی مارسرف ایک معمولی کام کا بڑا فیاضانہ معاوضہ دیتی ہے۔ ایک آدمی کی جان بچانا۔ اور اِس طرح اِس کے والدین کے رنج والم کو غلط کرنا کوئی بڑا نیک کام نہیں۔ بلکہ انسانیت کا ایک ادنےٰ فرض ہے یہ لفظ کونٹ نے کچھ ایسی سادگی اور متانت سے بولے کہ میڈیم مارسرف کی طبیعت میں پھر جوش بھر آیا۔ اور وہ بولی میرے بچے کی بڑی خوش نصیبی ہے۔ کہ اسے ایک ایسا شریف دوست مل گیا ہے۔ اور میں اللہ کا شکر کرتی ہوں۔ کہ اُس نے میرے بیٹے کے کام کو راست کر دیا ہے "

یہ کہکر میڈم مارسرف نے اپنی جوشن اور شکر بھری آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی۔ اور کونٹ نے دیکھا۔ کہ اسمیں آنسو بھر آئے ہیں "

کونٹ ڈی مارسرف کے نزدیک آیا اور بولا۔ نواب صاحبہ میں نے کونٹ آف مانٹی کرسٹو کے پاس اِس سے جدا ہونے کے لئے معذرت کر دی ہے آپ بھی اگر جانا چاہیں۔ تو عذر کر دیں۔ چیمبر کی نشست دو بجے شروع ہو جاتی ہے۔ اب تین بج گئے ہیں۔ اور آج مجھے بھی بولنا ہے "

میڈم مارسرف " اچھا تو پھر آپ تشریف لے جاویں۔ میں اور کونٹ صاحب آپ کی جدائی کے بھول جانے کے حتی المقدور کوشش کریں گے پھر مانٹی کرسٹو کی طرف مڑ کر اُس نے کہا۔ کیوں صاحب آپ باقی روز ہمارے ساتھ رہنے کی عزت ہمیں بخشیں گے "

مانٹی کرسٹو۔ نواب صاحبہ میں آپ کی نوازش کا بڑا مشکور ہوں۔ مگر میں اپنے سفر کی گاڑی میں سے آپکے دروازہ ہی کے آگے آکر اُترا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہاں میرا مکان اور ٹھکانہ کہاں ہے یہ بات تو خفیف سی معلوم ہوتی ہے مگر مسافروں کے حق میں یہی ایک اہم کام ہے

میڈم مارسرف۔ اچھا تو پھر کسی اور وقت سہی۔ مگر آپ اقرار دے جاویں "

مانٹی کرسٹو کچھ بولا تو نہ۔ مگر اس نے اپنا سر جھکایا جس سے معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ شاید اُس نے اپنی رضامندی ظاہر کی ہے "

پھر چند لحظوں کے بعد نواب بولی صاحب ہم آپ کو روکتے نہیں ہیں۔ ہم نہیں چاہتے

کہ ہماری شکرگزاری میں سلطنت کی
یا آپ کی تنگ دلی پائی جاوے"
البرٹ "پیارے کونٹ آپ نے [illegible]
میرے حال پر کچھ کم مہربانی نہیں کی [illegible]
سو اسکا ادا کرنا میرے لئے معاوضہ ہے
کہ آپ میرے گھوڑے گاڑی استعمال کریں۔
جب تک کہ آپ کی گاڑی [illegible]
نہ ہووے"
کونٹ آف مانٹی کرسٹو۔ "میں آپ کی
مہربانی کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتا ہوں
لیکن میں خیال کرتا ہوں۔ کہ برٹشیو
سب بندوبست کرے گا۔ اور کوئی نہ کوئی
پہونچ گاڑی بھی دروازہ پر کھڑی ہوگی
میں نے اسکو ساڑھے چار گھنٹہ کی مہلت
دی تھی۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ اس نے
اتنا وقت ضائع نہیں کیا ہوگا"
البرٹ کونٹ کی عادات سے ناآشنا نہ
تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ کونٹ سے کوئی بات
دور نہیں ہے سو اس نے اسبات پر کچھ
حیرانی ظاہر نہ کی۔ مگر پھر بھی اسبات کے
آزمانے کے لئے کہ کونٹ کے حکم کہاں
تک پورے کئے جاتے ہیں۔ وہ دروازہ
تک اسکے ساتھ ہولیا۔ کونٹ کی بات
لفظ بلفظ سچ نکلی۔ جونہی کہ وہ ڈیوڑھی
میں پہونچے۔ ایک پیادہ جس نے [illegible]
میں کونٹ کی طرف سے [illegible]
کے کارڈ پہونچائے تھے۔ آگیا۔ [illegible]

جب کونٹ دروازہ تک پہونچا۔ تو اس نے
ایک گاڑی دروازہ پر کھڑی اس کا
انتظار کرتی ہوئی پائی۔ یہ گاڑی [illegible]
[illegible] کا نمونہ تھی۔ اور اس کے ساز
و سامان اور گھوڑوں کی قیمت کوئی ہزار زر
تک تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ کسی شہزادے
کی گاڑی ہے۔ جسکے پاس دولت کی کچھ
[illegible]
جب کونٹ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ تو اس نے
کہا۔ مسٹر البرٹ میں آپکو آج اپنے مکان پر
میرے ساتھ جانیکی درخواست نہیں کرسکتا
کیونکہ آج میرے مکان کی ترتیب آسائش کچھ
ٹھیک نہ ہوگی۔ ہاں ایک روز کی مہلت
مانگتا ہوں۔ اور پھر امید ہے۔ کہ آپ کی
خاطرداری اور مہماں نوازی میں کسر نہیں
رکھونگا"
البرٹ۔ "میں جانتا ہوں۔ کہ ایک روز میں
آپ ایک بڑے محل کی تیاری کرلینگے معلوم
ہوتا ہے۔ کہ آپ نے کوئی جن مسخر کیا ہوا ہے
جو آپ کی ہر بات میں مدد کرتا ہے"
کونٹ اسبات کو سنکر مسکرایا۔ اور گاڑی کا
دروازہ بند کرکے گھوڑوں کو چابک لگائی"
جب البرٹ اپنی ماں کے پاس واپس آیا
تو اس نے اس محل کے کمرے والی ایک آرام
گاہ کی [illegible] ہوئے دیکھا۔ تمام [illegible]
[illegible] تھا۔ صرف [illegible] کے سنہری چوکٹے
[illegible] روشنی دیتے تھے۔ اسلئے

البرٹ اپنی ماں کی چہرہ اچھی طرح سے نہ دیکھ سکا ساتھ ہی نواب نے ایک باریک چہرہ کو منہ پر اوڑھا ہوا تھا۔ جیسے کہ بادلوں کے بخارات کی طرح اس نے سینے تک لٹک رہا تھا۔ مگر البرٹ کو کچھ ایسا معلوم ہوا۔ کہ اسکی ماں کی آواز میں کچھ تبدیلی سی واقع ہوئی ہے۔ آتے ہی اُس نے ایک بے تابی کے لہجہ میں پوچھا۔ اماں جان آپ اچھی تو ہیں "

ماں۔ ہاں اچھی ہوں۔ مگر تم جانتے ہو کہ جب تک آدمی پھولوں کی خوشبو کا عادی نہ ہولے۔ یہ خوشبو اسے بھاتی نہیں۔ یہ پھول جو اس کمرہ میں پڑے کچھ ایسی تیزیاں نکال رہے ہیں۔ کہ میں بیتاب ہوئی جاتی ہوں "

البرٹ۔ (گھٹنے پر ہاتھ رکھکر) میری پیاری اماں تو ان پھولوں کو یہاں سے اٹھوا کر ڈیوڑھی میں رکھوا دینا چاہیے آپ تو سچ مچ علیل ہو گئی ہیں۔ اور جب آپ کمرے میں داخل ہوئیں۔ تو اسوقت بھی آپ بہت زرد ہو رہی تھیں "

ماں۔ البرٹ کیا میں سچ مچ زرد تھی "

البرٹ۔ ہاں پیاری ماں آپکا چہرہ بڑا زرد تھا۔ اور گو یہ زردی آپکے چہرہ پر بھلی معلوم دیتی تھی۔ تاہم میں اور میرا باپ اسے دیکھ کر بیتاب ہو گئے تھے "

ماں۔ (بڑی اشتیاق سے) کیا تمہارے باپ نے تمہارے پاس یہ ذکر کیا "

البرٹ۔ نہیں میرے پاس تو نہیں۔ مگر آپکے پاس جو کہا تھا۔

ماں۔ ہاں مجھے یاد آگیا ہے "

اسوقت البرٹ کے گھنٹہ بجانے پر ایک نوکر حاضر ہوا۔ اور البرٹ نے اُسے حکم دیا۔ یہ پھول سب اٹھا کر ڈیوڑھی میں رکھ آؤ۔ انہوں نے نواب کی طبیعت خراب کر دی ہے "

نوکر نے حکم کے مطابق فوراً پھول باہر نکالنے شروع کر دیئے۔ چند منٹ تک خاموشی رہی۔ حتیٰ کہ تمام پھول نکال دیئے گئے پھر نواب نے البرٹ سے پوچھا۔ مانٹی کرسٹو۔ یہ نام کیسا ہے۔ آیا یہ خاندانی نام ہے۔ یا کسی علاقہ کا نام ہے۔ یا صرف ایک خطاب ہے "

البرٹ۔ اماں جان یہ صرف ایک خطاب ہے۔ کونٹ نے ٹسکن مجمع الجزائر میں ایک جزیرہ خریدا ہوا ہے۔ اور اس کے نام پر اپنا خطاب اختیار کیا ہے۔ آپکو معلوم ہوگا۔ کہ سینٹ سٹیفن اور اور کئی اشخاص نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ مگر اس کے علاوہ اُسے نجابت کا کوئی اور دعویٰ نہیں ہے۔ وہ خود اپنے آپکو بڑا سے نام کونٹ کہتا ہے۔ اگرچہ روم کے عام

لوگوں کی یہی رائے ہے۔ کہ وہ ایک بڑا عالی رتبہ شخص ہے۔"

کونٹس ڈی مارسرف۔ اس کی عادات تو عجیب و دلکش ہیں۔ کم سے کم ان چند منٹوں میں میں نے تو ایسا ہی اندازہ کیا ہے۔"

البرٹ۔ حقیقت میں تو آپ نے ٹھیک اندازہ کیا ہے۔ اسکی عادات کمال خوبی کے ہیں۔ اور میں نے یورپ کی تین سب سے بڑی امیر قوموں انگریزوں اندلیسیوں اور جرمنوں کے درمیان ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ نوابد نے کچھہ دیر توقف کیا۔ اور پھر بولی پیارے بیٹے یہ سوال میں ماں کی حیثیت سے پوچھتی ہوں۔ ٹھیک جواب دینا۔ آپ نے اس کونٹ کو اس کے وطن میں دیکھا ہے۔ آپ بڑے یار دیکھے بھالے ہیں اور اپنی عمر سے بڑھ کر تمہیں دنیا کا تجربہ اور علم ہے۔ تو کیا تمہارا دل یہ گواہی دیتا ہے۔ کہ کونٹ درحقیقت ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ وہ ظاہر ہوتا ہے۔"

البرٹ۔ وہ ظاہر کیا ہوتا ہے؟"

ماں۔ وہی ظاہر ہوتا ہے۔ جو آپ نے کہا ہے۔ یعنے ایک عالی رتبہ شخص۔"

البرٹ۔ اماجان میں نے آپ کو ابھی کہا ہے۔ کہ وہاں اسکی بڑی قدر کی جاتی ہے۔"

ماں۔ اوروں کی جانے دو۔ اپنی سناؤ۔ کہ تمہاری ذاتی رائے کیا ہے۔"

البرٹ۔ میں نے ابھی اس کی نسبت کوئی قطعی رائے قایم نہیں کی۔ ہاں اتنا ضرور قیاس کرتا ہوں۔ کہ وہ مالٹا کا رہنے والا ہے۔"

ماں۔ میں یہ نہیں پوچھتی۔ کہ اس کا اصل کس جگہ سے ہے۔ میرا تو یہ سوال ہے۔ کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے۔"

البرٹ۔ خیر یہ اور بات۔ میں نے اس شخص کی عجیب و غریب باتیں دیکھی ہیں۔ کہ میں اُسے ان شکستہ حالوں سے خیال نہیں کر سکتا۔ جو اپنے باپ دادوں کی جائداد سے محروم ہو کر اپنی ہی قوت بازو سے عالی رتبہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ مانٹی کرسٹو بحیرہ روم کے وسط میں ایک جزیرہ ہے۔ جہاں نہ آبادی ہے نہ زراعت اتنا ہے۔ کہ وہاں سب قوموں کے لٹیرے اور سمندری راہزن آتے جاتے ہیں۔ اور شاید کہ یہی بھلے مانس اپنے اس افسر کو اس کی حفاظت کے واسطے کچھہ ٹکس دیتے ہیں۔"

نوابد۔ (سوچ کر) یہ سراسر ممکن ہے۔"

البرٹ - اماں جان خواہ وہ چور ہوں - خواہ راہزن آپ اس بات سے تو ضرور متفق ہونگے کہ کونٹ ایک عجیب و غریب آدمی ہے اور پیرس کے کمروں اور بیٹھکوں میں اُسے بڑی کامیابی ہو سکتی ہے آجی آج صبح ہی ہمارے گھر میں اُس نے تمام حاضرین کو رناؤ تک بھی حیرت کے سمندر میں غرق کر دیا۔

نوابہ - اچھا بتاؤ کہ اس کی عمر کتنی ہوگی"

البرٹ - کوئی پینتیس یا چھتیس سال کی"

نوابہ - اتنا جوان یہہ تو بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے"

البرٹ - مگر یہہ سچ ہے - اُس نے مختلف موقعوں پر تین یا چار دفعہ اپنی عمر بتلائی ہے اور ہر بار بلا تامل ایک ہی بولا ہے - کہ فلاں سال میں پانچ سال کا تھا اور فلاں وقت میری دس برس کی عمر تھی - وغیرہ اور میں نے اس کی سچائی کا امتحان کرنے کے لئے ان سب تاریخوں کا مقابلہ کیا ہے - اور انہیں بغیر کسی استثناء کے ٹھیک اور مطابق پایا ہے اور آخر یہی معلوم ہوا ہے - کہ اس عجیب آدمی کی عمر پینتیس سال کی ہے"

علاوہ ازیں اماں جان دیکھیں تو اس کی آنکھیں کیسی تیز ہیں اور اس کے بال کیسے سیاہ ہیں اور اس کی پیشانی اگرچہ زرد ہے مگر کیسی شکن یا جھریوں سے پاک اور مبرا ہے وہ نہ صرف مضبوط ہے بلکہ جوان بھی ہے۔

نوابہ - نے اپنا سر جھکا لیا گویا کہ اس کے دل میں کچھ رنج انگیز خیال بھر گئے ہیں اور وہ کچھ کپکپا کر بولی - کیا اس شخص نے تم سے کچھ دوستانہ تعلق ظاہر کئے ہیں"

البرٹ - میں تو ایسا خیال کرتا ہوں"

نوابہ - تو کیا - تم اسکو پسند کرتے ہو"

البرٹ - ہاں میں تو اُسے بڑا پسند کرتا ہوں اگرچہ فرنز نے مجھے بہتیرا سر مارا کہ وہ دوسرے جہان کا ایک باشندہ ہے"

نوابہ - کپکپائی اور اس نے ہر ایک متغیر آواز میں کہا البرٹ میں نے تم کو ہمیشہ نصیحت کی ہے - کہ نئے آشناؤں سے ذرا بچ بچ رہا کرو - اب تو تم بفضل خدا ایک جوان آدمی ہو - اور مجھے خود نصیحت دینے کے قابل ہو تا ہم میں پھر بھی [illegible] ہوں - کہ دور اندیشی کو کام میں لاؤ -

البرٹ - اماں جان آپکی نصیحت سے [illegible] پیشتر مجھے یہہ بات بھی تو معلوم ہونی چاہئے کہ [illegible] کونسی ہے - وہ جوا نہیں کھیلتا شراب نہیں پیتا اور دولتمند اتنا ہے کہ اسے روپیہ قرض لینے کی کبھی ضرورت پڑ ہی نہیں سکتی تو میں اس سے ڈروں تو کس بنا پر ڈروں"

نوابہ - البرٹ تم حق پر ہو اور میری ڈر سب

بیری کمزوری طبع کا نتیجہ خاطر کرے جب کہ یہہ اس آدمی کی نسبت ہیں جس نے تمہاری جان بچائی اچھا تمہارے باپ نے اس کا کس طرح استقبال کیا۔ یہہ بڑا ضروری ہے کہ ہم کونٹ کی بہت خاطر اور مدارات کریں۔ آپ کا باپ بعض اوقات کام میں مشغول ہوتا ہے اور اسکی طبیعت کچھہ متفکر سی رہتی ہے تو شاید کونٹ اسکو کچھہ محسوس نہ کرے"

البرٹ۔ اماں جان والد صاحب تو کونٹ کے ساتھہ ایسے پیش آئے کہ اس سے بہتر ہو نہیں سکتا بلکہ کونٹ پر بڑے خوش ہوئے کیونکہ اس نے اُن کی ایسی تعریف کی کہ گویا وہ انکا بیس سال کا پرانا دوست ہے اور جب وہ جدا ہوئے۔ تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ دونوں بڑے گہرے دوست ہیں والد تو اسے چیمبر میں بھی لیجانا چاہتے تھے مگر وہ نہ جاسکا۔ تو اس نے کچھہ جواب نہ دیا۔ اسپر کچھہ ایسی خواب کی حالت طاری ہوگئی کہ اس کی آنکھیں بند ہوگئیں جوان البرٹ نے اس کے سامنے کھڑی ہوکر چہرہ کی طرف بڑی محبت بھری نگاہ سے دیکھا جب اسے معلوم ہوگیا کہ وہ سوگئی ہے اور اس نے دیکھا کہ وہ آرام کے دم لے رہی ہے تو وہ کمرے سے باہر نکل آیا اور بڑی آہستگی سے دروازہ بند کردیا۔ اب اس نے اپنے دل میں کہا۔ یہہ شیطان آدمی مجھے دیکھتا ہے اور جب وہ کہتی ہے کہ وہ ایک عجیب آدمی ہے تو پھر اس بات میں شک ہی کیا رہ گیا ہے۔ یہہ سوچتا ہوا البرٹ اپنے کمرے کیطرف چلا گیا۔

بیالیسواں باب

مسٹر بیٹروشیو

کونٹ کو اپنے گھر پہونچنے میں کوئی چند منٹ لگے۔ لیکن ان چند ہی منٹوں میں بیسیوں شریف آدمی گھوڑے دوڑا کر اس کے پیچھے ہوگئے معلوم کرنے کیلئے کہ وہ کون شخص ہے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ جس سائیس اور گھوڑے کو وہ نہیں خرید سکے وہی اس نے خرید کر اپنی گاڑی میں لگایا ہوا ہے۔ وہ گھر جو علی نے خریدا ہوا تھا اور جو کہ کونٹ کا شہری گھر بننا تھا چیمپ الیس کے داہنے ہاتھہ واقعہ تھا جہاڑیوں اور بوٹوں کے ایک جھنڈ نے اس کے سامنے حصہ کو چھپایا ہوا تھا۔ اور اس جھنڈ کے پاس سے ایک سڑک نکلتی تھی جو کہ لوہے کے پہاٹک سے لیکر دوسرے دروازہ پر جا پہونچتے تھے۔ جس کی دونوں طرف دو گلدان پہولوں سے بھرے پڑے تھے یہہ گھر باقی تمام گھروں سے علٰحدہ

واقع تہا۔ اور بڑے پہاٹک کے علاوہ
اسکا ایک اور دروازہ بہی تہا جو [illegible]
کہلاتا تہا۔ کونٹ کے آتے ہی پاسبانوں
نے پہاٹک کہولا گاڑی داخل ہوئی اور
اس کے ساتہہ ہی پہاٹک پہر بند کر لیا گیا
گاڑی دروازہ کے بائیں طرف کہڑی ہوگئی
اور دو آدمی اسکی طاقیوں کے آگے آکہڑے
ہوئے ایک تو علی تہا جو بڑی دلی اور خالص
خوشی سے مسکرایا۔ دوسرے نے جہک کر
سلام کی اور کونٹ کے اترنے میں مدد
دینے کے لئے اپنا بازو پہیلایا۔
کونٹ ایک جست کرکے دروازے کی
بلند سیڑہیں چڑہ گیا اور بولا برٹروشیو
میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں دلال
کہاں ہے۔
برٹروشیو۔ جناب وہ اس چہوٹے
کمرہ میں ہے۔
کونٹ۔ اور میں نے حکم دیا تہا کہ جوں
تمہیں گہر کا نمبر معلوم ہو جاوے تو کارڈ
کندہ کرا دو کرائے ہیں یا نہیں۔
برٹروشیو۔ جناب وہ بہی تیار ہیں
میں خود ایک اول درجہ کے مہرکن کے
پاس گیا تہا اور اس نے کارڈ میرے سامنے
کہودی ہیں پہلا کارڈ میں آپکے حکم کے
مطابق بیرن ڈینگلرس کے ہاں لیگیا جو
[illegible]
[illegible]

ہیں۔
کونٹ۔ اچہا۔ اب کیا وقت ہوگا۔
برٹروشیو۔ حضور چار بجے ہیں۔
کونٹ نے اپنا جبہ، ٹوپی اور دستانے
اس فرانسیسی پیادہ کو دیئے جو البرٹ کے
مکان پر گاڑی لیکر آیا تہا۔ اور پہر وہ
برٹروشیو کے پیچہے پیچہے اس چہوٹے کمرہ کی
طرف گیا وہاں دلال انتظار کر رہا تہا۔
کونٹ نے اسے دیکہتے ہی کہا۔ کیا جو
دیہاتی گہر میں خریدنا چاہتا ہوں اسکے
بیچنے کا آپ کو اختیار ہے۔
دلال۔ ہاں ہے۔
کونٹ۔ تو پہر کیا [illegible]
دلال۔ ہاں صاحب تیار ہے۔
کونٹ۔ اسے اپنے ساتہہ لائے ہو یا نہیں۔
دلال۔ ہاں۔
کونٹ (برٹروشیو اور دلال دونوں کی
طرف مخاطب ہوکر) جو گہر میں نے خریدنا
ہے۔ وہ کس جگہ واقع ہے۔
برٹروشیو۔ اشارے سے ہیں۔ تو
نہیں جانتا۔
دلال نے کونٹ کیطرف حیرت سے دیکہا
[illegible]
[illegible]
کس جگہ واقع ہے۔
[illegible]

ہیں آج ہی صبح فارس سے یہاں پہونچا ہوں۔ آجتک کبھی پیرس میں نہیں آیا اور یہ پہلی دفعہ ہے۔ کہ میں نے فرانس میں قدم رکھا ہے۔"

دلال - ہاں - یہ الگ بات ہے۔ چونکہ آپ نے خریدا ہے۔ وہ آٹیل میں واقع ہے۔"

ان لفظوں پر بٹر وشیو کا رنگ زرد ہوگیا۔

کونٹ۔ آٹیل کہاں واقع ہے۔"

دلال - نزدیک ہی ہے۔ یہ پاسی سے کچھ پرے۔ بائیں دونوں کے عین وسط میں ایک نہایت پُر فضا مکان ہے۔"

کونٹ۔ بٹر وشیو۔ تم نے پیرس کے دروازہ پر مکان کیوں خریدا ہے۔"

بٹر وشیو۔ میں نے خریدا ہے۔ اگر حضور یاد کریں۔ اگر حضور سوچیں!

کونٹ۔ ہاں مجھے یاد آگیا ہے میں نے ایک اخبار میں اشتہار پڑھا تھا۔ اور اس چھوٹے نام سے مجھے دھوکہ لگ گیا تھا۔ کہ یہ ایک دیہاتی مکان ہے۔"

بٹر وشیو۔ ابھی کچھ بات بگڑی نہیں۔ اگر آپ یہ کام میرے ذمہ کردیں۔ تو میں ایک اسے اچھا انگان میں پاسی اور عمدہ موقعہ پر خرید دوں۔"

کونٹ۔ نہیں۔ چونکہ لے لیا ہے۔ اسلئے اب رہنے دو۔"

دلال۔ جس کو اپنی فیس کھونے کا فکر پیدا ہوگیا۔ آپ بالکل حق بجانب ہیں۔ یہ ایک پُر فضا جگہ ہے۔ جس میں چشمے بہتے ہیں اور خوبصورت درخت اپنا سایہ ڈالتے ہیں۔ گو یہ جگہ کچھ غیر آباد رہی ہے۔ مگر تاہم نہایت عمدہ ہے۔ اور سازوسامان اگرچہ پُرانے ہیں تاہم اچھے قیمتی ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ کونٹ صاحب اسے پسند کرینگے۔"

کونٹ۔ اگر یہ مکان ایسا ہی ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو۔ تو پھر تو نہایت بآرام ہوگا۔"

دلال۔ صرف باآرام ہی نہیں بلکہ شاندار بھی ہے۔

مانٹی کرسٹو۔ اچھا ہم تو پھر یہ موقعہ نہیں جانے دیں گے۔ دلال صاحب اقرارنامہ لاؤ۔"

اس نے اقرارنامہ لیا۔ اور مکان کا موقعہ اور اس کے مالک کا نام پڑھ کر اس پر دستخط کردیئے۔ پھر بٹر وشیو کو کہا۔ ان کو پانچہزار روپیہ دے دو۔"

بٹر وشیو۔ گیا اور جلدی ایک نوٹوں کا بنڈل لے کر آگیا۔

دلال نے نوٹ دیکھ بھال کر رسید لکھ دی"

کونٹ۔ کیا سب ضروریات پوری ہوگئی ہیں"

دلال۔ ہاں۔

کونٹ۔ کیا چابیئیں آپ کے پاس ہیں"

دلال۔ کنجیئیں تو پاسبان کے پاس ہیں۔ مگر میں نے اس کی طرف حکم بھیجدیا ہے۔ کہ آپ کو مکان میں دخل دیدے"

کونٹ۔ خیر بس اب آپ کو رخصت ہے۔ اور تمہاری فیس۔

دلال۔ وہ تو اس پانچہزار کے بیچ ہی آگئی ہے"

کونٹ۔ تم آئندہ سے [illegible] تو مناسب ہے۔ کہ معاوضہ [illegible]"

یہ کہکر اس نے اسے ایک معقول رقم فیس کی بابت دی۔ اور پھر اسے جانے کی رخصت دی"

دلال نے تسلیم کرکے کمرہ کو چھوڑا۔ کونٹ نے بٹروشیو کو کہا۔ کہ اس صاحب کو باہر چھوڑ آؤ۔ بٹروشیو دلال کے ساتھ باہر تک آیا۔ یونہی کہ کونٹ نے اپنے آپ کو اکیلا پایا اس نے اپنی جیب سے ایک نوٹ بک نکالی۔ جو کنجی کے ساتھ کھل سکتی تھی۔ کنجی ہمیشہ کونٹ کی گردن میں لٹکی رہتی تھی۔ اور وہ کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ کونٹ نے پاکٹ بک کو کھولا۔ اور چند ورق الٹنے کے بعد اس نے ایک صفحہ نکالا۔ جس پر کئی باتیں لکھی تھیں۔ اس نے ان باتوں کو اقرارنامہ کے ساتھ [illegible] پڑھا۔ خیر ایک گھنٹے میں سب پتہ لگ جائیگا۔ پھر اس نے ایک گھنٹہ بجایا۔ اور زبان سے بھی پکارا۔ بٹروشیو۔ بٹروشیو۔ بٹروشیو دروازہ پر حاضر ہوا۔

کونٹ۔ مسٹر بٹروشیو۔ کیا تم نے مجھے کبھی نہیں کہا۔ کہ تم نے فرانس میں سفر کیا ہے۔

بٹروشیو۔ حضور فرانس کے کئی حصوں میں میں نے سفر کیا ہے"

کونٹ۔ تو پھر تم پیرس کے گرد جوار کو جانتے ہو؟"

بٹروشیو۔ کپکپا کر گویا کہ وہ ڈر گیا ہے نہیں حضور میں ہرگز نہیں جانتا"

کونٹ۔ اس جواب کی طرز سے فوراً تاڑ گیا۔ کہ وہ کچھ بیچین سا ہے۔ پھر اس نے کہا۔ مسٹر بٹروشیو۔ بڑی کمبختی ہے۔ کہ تم نے پیرس کے گردے کو کبھی نہیں دیکھا۔ میں اپنی نئی جایداد کو آج ہی شام [illegible] کرنیکا بڑا خواہشمند ہوں"

اور اگر تم میرے ساتھ چلتے۔ تو مجھے کچھ مفید باتیں بتلاتے۔ بٹروشیو بڑے مضطرب لہجہ میں۔ میں آٹیل کو جاؤں؟ یہ کہکر اس کا تانبے جیسا رنگ زرد ہوگیا۔

کونٹ۔ اچھا تو اسمیں ڈرنے کی کونسی بات ہے۔ جب میں آٹیل میں رہونگا تو تم کو وہاں میرے ساتھ رہنا ہوگا کیونکہ تم میرے نوکر ہو"

بٹروشیو۔ نے اپنا سر نیچے ڈالدیا اور بغیر جواب دینے کے بے حس و حرکت کھڑا رہا"

کونٹ۔ (زور سے) تمھیں ہو کیا گیا ہے! کیا میں اب گاڑی کے ملانے کے لئے دوسری دفعہ گھنٹہ بجاؤں؟

بٹروشیو۔ ایک جست کر کے ڈیوڑھی میں پہونچا۔ اور پکارا۔ کونٹ صاحب کے گھوڑے۔ کونٹ صاحب کے گھوڑے۔ کونٹ نے بیٹھکر دو یا تین نوٹ لکھے۔ اور جب اُس نے آخری نوٹ ختم کرلیا۔ تو بٹروشیو حاضر ہوا۔ اور بولا۔ آپ کی گاڑی دروازہ پر تیار کھڑی ہے"

مانٹی کرسٹو۔ اچھا اپنی ٹوپی اور دستانے۔

بٹروشیو۔ کیا میں نے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے"

کونٹ۔ کیوں نہیں۔ مجھے کیا وہاں تمہاری ضرورت نہیں پڑیگی"

کونٹ کے نوکروں کو یہ جرأت کہاں ہوسکتی تھی۔ کہ دیر کریں۔ اور اُسکو دوبارہ حکم دینے کی ضرورت پڑے۔ سو بٹروشیو بغیر بولنے کے اپنے مالک کے پیچھے ہولیا۔ جو گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اور اسکو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا بٹروشیو باادب اس کے مقابل کی نشست پر بیٹھ گیا"

تینتالیسواں باب

آٹیل والا گھر

مانٹی کرسٹو نے دیکھ لیا تھا۔ کہ جب بٹروشیو سیڑھی پر سے اترا۔ تو اُس نے کورسیکا کے دستور کے موافق اپنی انگلی کے ساتھ ہوا میں صلیب کا نشان بنایا۔ اور جب وہ گاڑی میں بیٹھا۔ تو اُس نے مونہہ میں ایک چھوٹی سی دعا پڑھی۔ اگر کوئی اور شخص ہوتا۔ تو اسکی بابت یہ کہ وہ ایسی... کتنا وحشت زدہ ہوا تھا رحم کرتا۔ مگر کونٹ اور قسم کا آدمی تھا۔ اس کی راز جو طبیعت نے یہ تقاضا نہ کیا۔ کہ وہ بٹروشیو کو معذور رکھے۔ کوئی بیس منٹ کے

عرصہ میں وہ آئیبل میں پہونچ گئے۔ اور جب وہ اس گاؤں میں داخل ہوئے تو بٹر وشیو کی وحشت اور بھی زیادہ بڑھتی ہوئی معلوم ہوئی۔ وہ گاڑی کے کونے میں دبک گیا۔ اور ہر ایک گھر کو جسکے پاس سے یہ گزر ہوتی تھی۔ غور سے تکنے لگا۔ کونٹ نے اپنی آنکھیں غور سے اس کی طرف لگا کر اسے کہا۔

انہیں کہہ دو۔ کہ رولا فان ٹین [illegible] نمبر ۲۸ کے آگے گاڑی ٹھیرالیں"

اس حکم کے سننے پر بٹر وشیو کی پیشانی پر پسینہ آگیا۔ تاہم اس نے حکم کے مطابق کھڑکی سے اپنا سر باہر نکالا۔ اور کوچوانوں کو پکارا۔ رولا فان ٹین نمبر ۲۸ پر"

نمبر ۲۸ گاؤں کے سرے پر واقع تھا۔ سفر کے اثناء میں اندھیرا ہو گیا تھا۔ اور آسمان پر سیاہ بادلوں کے چند ٹکڑوں نے اس اندھیرے کو اور بھی تاریک بنا دیا تھا۔ گاڑی کھڑی ہو گئی اور کوچوان نے اُتر کر دروازہ کھولا"

کونٹ۔ مسٹر بٹر وشیو تم نہیں اُترتے۔ کیا تم نے گاڑی ہی میں رہنا ہے۔؟ تم آج شام کیا سوچ بچار کر رہے ہو؟

بٹر وشیو جست کر کے باہر نکلا۔ اور اپنا کندھا کونٹ کے آگے کر دیا۔ جو اوس پر سہارا دیکر گاڑی میں سے اترا۔ اور پھر بٹر وشیو کو کہا۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ اور میرا نام بولو"

بٹر وشیو نے کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھلا۔ اور پاسبان سامنے آیا۔ اور آتے ہی پکارا۔ کیا ہے"

کوچوان۔ تمہارے نئے آقا ہیں اور کون ہے؟ یہ کہکر اس نے دلال کا حکم پاسبان کو نکال کر دکھایا"

پاسبان۔ تو کیا پھر گھر بک گیا ہے اور یہ صاحب اس جگہ رہنے کے لئے آئے ہیں"

کونٹ۔ ہاں میں اس جگہ رہنے کے لئے آیا ہوں۔ اور میں کوشش کرونگا۔ کہ تمہیں اپنے پچھلے آقا سے جدا ہونے پر افسوس کا موقعہ نہ ملے

پاسبان۔ نہیں صاحب میں نے اس سے جدا ہونیکا کیا افسوس کرنا ہے۔ وہ یہاں بہت کم آیا کرتا تھا۔ اور اب پانچ برس گزر گئے ہیں۔ کہ اس نے یہاں قدم نہیں رکھا۔ اس نے اچھا کیا ہے۔ کہ یہ مکان بیچ دیا ہے۔ کیونکہ اس سے اسے ایک پائی کی آمدنی نہ تھی۔

صاحب کہو تو تمہارے پہلے آقا کا نام کیا تھا؟

پاسبان۔ مارکوئس سینٹ مران۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اسکو پوری خرید کی قیمت بھی نہیں ملی"

کونٹ۔ مارکوئس سینٹ مران! ہیں

اس نام کو پہلے ہی جانتا ہوں! مارکوس
سینٹ مران! یہ کہکر وہ کچھ سوچ میں پڑ گیا"
پاسبان۔ وہ ایک بوڑھا شخص ہے۔
اور بوربون خاندان کا سخت طرفدار ہے۔ اسکی
صرف ایک ہی لڑکی تھی جو [illegible]
مانٹی کرسٹو نے بٹروشیو کی طرف دیکھا جو کہ
اس دیوار سے بھی زیادہ سفید ہو رہا تھا جس کے
ساتھ وہ تکیہ لگائے کھڑا تھا۔
پھر اُس نے پوچھا۔ کہ یہ لڑکی مر نہیں گئی تھی؟
میرا تو خیال ہے کہ میں نے [illegible]
پاسبان۔ ہاں صاحب! اسکو تو کوئی [illegible]
سال ہو گئے ہیں۔ اور اسکے بعد ہی سے میں نے
بیچارے مارکوس کو صرف تین دفعہ دیکھا ہے"
مانٹی کرسٹو نے دیکھا۔ کہ ان باتوں کے
سُننے سے بٹروشیو مرا جاتا ہے۔ تو وہ
بولا "جب تک [illegible] بس تجھے کوئی چراغ دو"
پاسبان۔ صاحب [illegible] آ جایا"
کونٹ۔ نہیں کوئی [illegible] نہیں۔
بٹروشیو چراغ پکڑ لیگا۔ یہ لفظ کہکر کونٹ
نے دو روپیہ پاسبان کی [illegible] انعام
کے پھینکے جنکو دیکھکر پاسبان نے شکریہ
کی ایک بارش شروع کر دی۔ پھر وہ
چراغ تلاش کرنے لگا۔ کہ طاقچوں
وغیرہ پر تلاش کرنے کے بعد جب اسے
کوئی نہ ملا۔ تو اس نے کہا۔ حضور معاف
فرما دیں۔ میرے پاس تو کوئی چراغ
نہیں ہے"

کونٹ۔ کوئی مضایقہ نہیں۔ بٹروشیو گاڑی کا
ایک لمپ اُتار لاؤ۔ اور مجھے کمرے دکھاؤ"
بٹروشیو نے حکم کے مطابق ایک
لمپ لیا۔ لیکن اس کے کانپنے اور
وحشت زدہ چہرہ سے صاف عیاں
ہو رہا تھا۔ کہ اس غریب کے دل پر
کیا گزر رہی ہے۔ آخر وہ آگے ہو لیا
پہلے فرش پر ایک دالان ایک غسل
خانہ اور دو خواب گاہیں تھیں۔ ان
خواب گاہوں میں سے ایک کے پاس
انہیں ایک سیڑھی کا پتا لگا۔ جو باغ
کی جانب جاتی تھی"
کونٹ۔ خوب اس جگہ تو ایک پوشیدہ
سیڑھی بھی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے
مسٹر بٹروشیو۔ روشنی آگے کرو دیکھیں
یہ کدھر کو جاتی ہے"
بٹروشیو۔ حضور یہ باغ کی طرف
جاتی ہے"
کونٹ۔ تم کس طرح جانتے ہو"
بٹروشیو۔ میرا قیاس ایسا ہے"
کونٹ۔ اچھا آؤ۔ یقینی طور پر کیوں
نہ معلوم کریں۔
بٹروشیو نے ایک آہ سرد کھینچی اور
آگے ہو لیا۔ سیڑھی دراصل باغ ہی
کی طرف جاتی تھی۔ باہر کے دروازہ پر
پہونچنے پر بٹروشیو ٹھیر گیا"
کونٹ "مسٹر بٹروشیو چلو"

لیکن بٹروشیو کی ہوش اڑ گئی تھی - اس کے حواس باختہ ہو گئے تھے اور اس کی آنکھیں ادہر ادہر اس طرح پھر رہی تھیں گویا کسی دہشت ناک حادثہ کا پتا لگا رہی ہیں اور معلوم ہوتا تھا کہ اسکو خوفناک واقعات یاد آرہے ہیں جنکو وہ بولنے کی کوشش کر رہا ہے "

کونٹ - چلو چلو - ٹہیر کیوں گئے ہو "

بٹروشیو (لمپ نیچے رکھ کر) نہیں حضور یہہ نہیں ہو گا میں ہرگز آگے نہیں جا سکتا -

کونٹ (ایک غضبناک آواز میں) یہہ کیا بات ہے آگے کیوں نہیں جا سکتے -

بٹروشیو - اجی یہہ عجیب بات ہے آپ نے گھر خریدا کہاں - آئیل میں - اور خریدا بھی تو کون (وہی نمبر ۱۲۹ وہ نمبر) نے آپ کو سب کچھہ پہلے ہی کیوں نہ بتلا دیا میں امید کرتا ہوں کہ اگر میں بتلا دیتا تو آپ مجھے آنے کے لئے مجبور نہ کرتے مجھے امید تھی کہ آپکا کوئی اور گھر ہو گا اور یہی گھر نہ ہو گا جس نے کہ ایک قتل کا واقعہ دیکھا ہے "

کونٹ - (چونک کر) یہہ کیا لفظ تم نے بولے ہیں تم شیطان کا رستہ ہو تم سب کے سب وہم پرست اور بزدل ہوتے ہو - چلو لیمپ اٹھاؤ اور مجھے باغ دکھاؤ کم سے کم میرے ساتھہ ہوتے تو تمہیں بھوتوں سے نہیں ڈرنا چاہئے "

بٹروشیو نے لمپ اٹھایا اور حکم کے مطابق دروازہ کھولا - دروازہ کھلنے پر ایک تاریک اور دہندلا آسمان نمودار ہوا - جس پر سیاہ بادلوں کے پردہ لٹکے ہوئے تھے چاند کی کرنیں گاہے گاہے بادلوں کے پردے میں سے نکل کر اس نظارہ پر کچھہ دہیمی سی روشنی ڈالتی تھیں مگر چند لمحے کے بعد پھر وہی تاریکی اور وہی بادل "

بٹروشیو بائیں جانب جانا چاہتا تھا مگر کونٹ پکارا نہیں مسٹر اس بے رونق طرف جانیکا کیا فایدہ ہے دیکھو سامنے کیسی خوشنما اور دل کش مرغزار ہے سیدہی ہی چلو بٹروشیو نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور اس کے حکم کی تابعداری کی تاہم وہ بائیں طرف ہی گیا - اس کے برخلاف مانٹی کرسٹو دائیں جانب گیا اور درختوں کے ایک جھنڈ کے آگے پہونچ کر ٹہیر گیا - بٹروشیو نے اپنے آپ کو نہ روک سکا اور پکارا - حضور ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ - آپ عین اسی جگہ پر ہیں - ہٹ جاؤ -

مانٹی کرسٹو - کونسی جگہہ "

بٹروشیو - وہی جگہ جہاں وہ گرا "

کونٹ - (قہقہہ مار کر) میرے پیارے بٹروشیو ہوش میں آؤ - یہہ ایک انگریز کا باغ ہے اور اگرچہ یہہ کچھہ

انہوں کی حفاظت میں جیسے کہ تم نے [illegible]
الزام نہ [illegible]
[illegible]
یہاں نہ ٹھیرو۔
کونٹ۔ برٹوشیو میں خیال کرتا ہوں
تم دیوانہ ہوئے جاتے ہو اگر تم
سچ مچ پاگل ہو گئے ہو تو میں آپ کو
اطلاع دیتا ہوں کہ میں تمکو پاگل خانے
میں بھیج دونگا"
برٹوشیو نے اپنے ہاتھ ملے اور اپنا
سر اس طرز سے ہلایا کہ کونٹ بے
اختیار ہنس پڑا۔ برٹوشیو بولا "
افسوس حضور وہ آفت آ پہونچی
ہے"
کونٹ "مسٹر برٹوشیو میں آپ کو بتلائے
دیتا ہوں کہ جب تم اپنے ہاتھ ملتے
اور سر ہلاتے ہو اور اپنی آنکھیں [illegible]
کی طرح اِدہر اُدہر پھیرتے ہو تو مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تمہیں کوئی
جن چمٹ گیا ہے اور میں ہمیشہ کہتا
ہوں کہ سب سے سخت اور ضدی
جن جو کبھی نہیں نکلتا بھید اور چھپا
راز ہوتا ہے مجھے معلوم تھا کہ تم کارسیکن
ہو اور ہمیشہ اپنی زندگی کی کسی پرانی
تاریخ پر سوچتے رہتے ہو جب نے اٹلی
میں تو ان باتوں کی طرف دہیان نہ
کیا کیونکہ وہاں ایسی باتیں کچھ بڑی

پرواہ نہیں کیجاتی۔
[illegible] اور لگاؤ
[illegible] فتوی لگانے
کے لئے جج بیٹھے ہیں اور بدلا لینے کے
لئے پہانسیاں بنی ہیں۔ برٹوشیو پھر اپنے
ہاتھ ملنے لگا اور چونکہ لیمپ اس کے ہاتھ
سے ہاتھ سے گرا نہیں تھا۔ اس لئے
صاف نظر آتا تھا کہ اس کا رنگ کیسا
اُڑ گیا ہے اور اس کا چہرہ کیسا متغیر
ہو گیا ہے مانٹی کرسٹو اس کی طرف اسی
نگاہ سے دیکھتا رہا جس سے اُس نے
رومال میں اینڈریا کے قتل کو دیکھا
تھا۔ اور پھر ایک ایسی آواز میں جس سے
کہ برٹوشیو کپکپا اٹھا وہ بولا "تو پھر
ابسونی نے جھوٹ بولا تھا جب آپنے
فرانس کے سفر کے بعد اُس نے تمہیں
میری طرف ایک سفارشی خط دیکر
بھیجا۔ اور تمہاری اعلیٰ درجہ کی صفات
بیان کیں۔ اچھا میں جلدی ابسونی کی
طرف خط لکھتا ہوں اور اس سے اس
بات کا جواب طلب کرتا ہوں۔ کہ
آپ کا آدمی بدچلن کیوں نکلا ہے "
اور یہ قتل کا واقعہ کیسا ہے میں صرف
تمہیں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ جب میں
کسی ملک میں رہتا ہوں تو اس کے
قوانین کی پیروی کرتا ہوں اور مجھے اس
بات کی ذرا بھی خواہش نہیں کہ میں تمہاری

خاطر فرانسیسی قانون کی لپیٹ میں آ جاؤں"

برٹرانشیو (مایوسانہ لہجہ میں) "ہائے ہائے براہ عنایت ایسا نہ کریں میں نے ہمیشہ آپ کی خدمت [illegible] سے کی ہے میں ہمیشہ سے ایک دیانتدار آدمی ہوں - اور حتی الوسع نیکی کرتا رہا ہوں"

کونٹ - مجھے بھی اس بات کا انکار نہیں مگر مجھے یہہ بتاؤ کہ تم ایسے بیتاب کیوں ہو - جب انسان کی ضمیر میں تسکین اور تسلی ہو - تو اس کا رنگ ایسا زرد نہیں ہوتا - اور اس کی آنکھیں ایسی مبہوط نہیں ہوتیں -

برٹرانشیو "کیا ابی بسونی نے آپ کو یہہ نہیں بتایا تھا کہ میرے روح پر ایک نہایت کالا داغ ہے جو مٹ نہیں سکتا میں نے سب کچھہ اس کی خدمت میں عرض کیا تھا"

کونٹ "اس نے مجھے بتایا تو تھا مگر اس نے یہہ بھی کہا تھا کہ تم ایک اچھے نوکر بنوگے اس لئے میں نے نتیجہ نکالا کہ تم نے کوئی خفیف سی چوری کی ہوگی اور بس"

برٹرانشیو "میرے پیارے آقا - اور کچھہ نہ تھا صرف ایک تھوڑا سا بدلا تھا جو میں نے لیا -

کونٹ - اس بات کو سمجھتا ہوں - مگر مجھے اس بات کی سمجھہ نہیں آتی - کہ تم ایسے مخبوط الحواس کیوں ہوئے جاتے ہو -

برٹرانشیو - مگر یہہ تو ایک قدرتی بات ہے - کیونکہ اسی گھر میں میں نے اپنا بدلا لیا تھا"

کونٹ "کیا میرے گھر میں"

برٹرانشیو - حضور یہ اسوقت تو آپکا نہ تھا

کونٹ "تو پھر اور کسکا تھا"

برٹرانشیو "مارکوئیس سینٹ مران کا"

کونٹ "تو کیا تم نے اس شخص سے بدلا لیا تھا"

برٹرانشیو - نہیں حضور ایک اور شخص سے"

کونٹ - یہ عجیب بات ہے - کہ بغیر کسی کے ارادہ یا تیاری کے تم پھر اس گھر میں آگئے ہو جس کا تمہارے دل میں اتنا خدشہ تھا"

برٹرانشیو - ہاں صاحب یہ تقدیر ہے پہلے تو آپنے ایک گھر خریدا - وہ گھر آٹیل میں واقع ہے - پھر آپ باغ میں اگر اسی جگہ ٹہرے ہیں - جہاں کہ ضرب لگائی گئی تھی - اور اس سے دو قدم آگے وہ قبر ہے - جہاں اس نے اپنے بچہ کو دفن کیا تھا - یہ اتفاق کی بات نہیں ہے یہ تو صاف قسمت اور تقدیر سے ہے"

کونٹ - اچھا مسٹر بٹروشیو کچھ ہی
ہو اتفاق یا تقدیر آؤ - مجھے سب کچھ
بتلا دو"

بٹروشیو - میں نے صرف یہ واقعہ
ایک ہی شخص کو بتایا ہے - اور وہ
شخص ابی بسونی تھا - اور میں ہر
شخص کو بتانا نہیں چاہتا"

کونٹ - اچھا تو میں اسی کی طرف یہ
سب کچھ لکھتا ہوں - میں تو ایسے شخص
کو پسند نہیں کرتا جو یونہی ڈر جاوے
اور شام کے وقت باغ میں چلنے ڈری
ہیں تو تمہیں صرف ایک دیانت دار
نوکر جانتا تھا - مگر کھل گیا ہے - کہ تم
میں اور صفات ہیں - اچھا تو آج
سے میرے نوکر نہیں ہو۔

بٹروشیو - اس دھمکی سے تھرا اٹھا -
اور بولا" حضور حضور اگر مجھے خارج
کرنیکا صرف یہی سبب ہو - تو میں سب
کچھ بتلا دیتا ہوں - کیونکہ اگر میں آپ
کی نوکری چھوڑ دوں - تو صرف پھانسی
کی طرف جاؤنگا"

کونٹ" خیر یہ الگ بات ہے - اگر تم
جھوٹ بولنا چاہتے ہو - تو اس سے یہی
بہتر ہے - کہ کچھ بھی نہ بولو"

بٹروشیو - نہیں حضور جھوٹ نہیں
بولونگا - کیونکہ مجھے تو سنجات کی امید
ہے - ابی بسونی کو بھی میرے بھید کا
تھوڑا ہی حال معلوم ہے - لیکن
مہربانی کرکے آپ اس درخت کے
نیچے سے ہٹ جاویں - وہ چاند نکل آیا
ہے - اور آپ کو اس جگہ کپڑے اور
اپنی قبا میں لپیٹے ہوئے دیکھکر مجھے
ڈی ولفرٹ یاد آجاتا ہے"

کونٹ" کیا ڈی ولفرٹ"

بٹروشیو - تو آپ اسے جانتے ہیں

کونٹ - وہی نہ جس نے سینٹ مران
کی بیٹی سے شادی کی"

بٹروشیو" حضور وہی"

کونٹ - وہی جو اس بات میں مشہور
تھا - کہ وہ ایک بڑا راستباز اور دیانت
دار منصف ہے"

بٹروشیو" وہی آدمی جو ایسا نیک
اور پاک صاف مشہور تھا - وہی ایک
حرامی تھا"

کونٹ" اوہ بالکل ناممکن"

بٹروشیو" نہیں صاحب وہ ایسا ہی
تھا - جیسا میں کہتا ہوں"

کونٹ" کیا تمہارے پاس اس بات
کا ثبوت ہے"

بٹروشیو - ہاں میرے پاس تھا"

کونٹ - کیا اب نہیں ہے عجیب
احمقانہ بات ہے"

بٹروشیو" اب تلاش کرنے سے مل
سکتا ہے"

کونٹ - اچھا تو میرے پاس بیان کرو"
یہ کہہ کر بنچ پر بیٹھ گیا - اور برٹروشیو اپنے
آپ کو سنبھال کر اس کے سامنے کھڑا ہوگیا

چوالیسواں باب

برٹروشیو" حضور - کس مقام سے اپنا
مقام سے اپنا قصہ شروع کروں"
مانٹی کرسٹو - جہاں سے تمہاری مرضی
ہو - کیونکہ میں اس سے بالکل ناواقف
ہوں"
برٹروشیو" میں نے خیال کیا - کہ ابی
بونی نے آپ کو سنایا ہوگا"
مانٹی کرسٹو" ہاں اس نے قدرے
بیان کیا تھا - مگر اس بات کو سات آٹھ
سال ہوگئے ہیں - اور مجھے کچھ یاد نہیں رہا"
برٹروشیو" اچھا تو میں شروع کرتا ہوں
مگر حضور تھک نہ جائیں گے"
مانٹی کرسٹو" نہیں تھکنا کیا ہے - آج
اخبار نہ سہی پھر سہی"
برٹروشیو" اچھا تو پھر میرا قصہ ۱۸۱۵ء
سے شروع ہونا ہے"
کونٹ - آہ ۱۸۱۵ء کوئی کل کا روز
تو نہیں ہے"
برٹروشیو" بیشک کل کا دن تو نہیں - مجھے یہ بتلانا یاد نہیں رہا - کہ ہم روگ لیو

مگر تاہم مجھے سب واقعات ایسے ہی یاد ہیں
کہ گویا کل ہی ظہور میں آئے ہیں - میرا
ایک بڑا بھائی تھا - جو شہنشاہ نپولین
کی خدمت میں ایک رجمنٹ کا لفٹنٹ
تھا - جس میں سب کے سب کارسیکین
ہی تھے - یہی ایک بھائی تھا - جس کی دوستی
کا میں دنیا میں دعوی کرسکتا تھا - ہم
دو تو چھوٹی ہی عمر میں یتیم رہ گئے تھے -
جبر وہ تو اٹھارہ برس کا تھا - مگر میں
صرف پانچ ہی برس کا تھا - اس نے
میری ایسی ہی پرورش کی - جیسے
کوئی اپنے بیٹے کی کرتا ہے - اور ۱۸۱۴ء
میں اس نے اپنی شادی کی - جب
شہنشاہ جزیرہ البا سے واپس آیا -
تو میرا بھائی فوراً فوج کے شامل ہوگیا -
واٹرلو کی میدان میں اسے ایک خفیف
سا زخم آیا - اور وہ باقی فوج کے ساتھ
ہی دریائے لوایر کے اس طرف آگیا"
کونٹ - اجی کیا باتیں لے بیٹھے ہو - انکا
تمہارے قصے کے ساتھ کیا سروکار ہے"
برٹروشیو" حضور معاف رکھیں - میں
صرف وہی باتیں کرتا ہوں - جو بالکل
ضروری ہیں - اور آپ نے اقرار کیا ہے
کہ آپ صبر کے ساتھ سنیں گے"
کونٹ" اچھا چلو میں سنتا ہوں"
برٹروشیو - ایک روز مجھے ایک خط ملا -

سکے چھوٹے قصبہ میں رہا کرتے تھے۔ یہ
خط میرے بھائی کی طرف سے تھا۔ اس نے
لکھا تھا۔ کہ ہمارا لشکر توڑ دیا گیا ہے۔
اور میں چارٹوکس اور نائمس کے رستہ
واپس آؤنگا۔ اور اگر تمہارے پاس
کچھ روپیہ ہو۔ تو نائمس میں ایک
شاہوکار کے پاس جس کے ساتھ ہمارا
لین دین ہے۔ رکھدو"

مانٹی کرسٹو۔ محصول کی چوری کی
بابت"

بٹروشیو "حضور ہر ایک شخص نے
گزارہ کرنا ہوتا ہے"

کونٹ "بیشک چلو بیان کرو"

بٹروشیو۔ مجھے اپنی بھائی کے ساتھ
کمال الفت ہے۔ اس لئے میں نے سوچا
کہ جیسا کیا ہے۔ خود لیکر چلوں۔ میرے
پاس کوئی پانسو روپیہ تھے۔ جن میں
سے کوئی دوسو میں نے اپنے بھائی کی
بیٹی اسٹنا کے پاس رہنے دیئے اور
باقی تین سو لیکر میں نائمس کی طرف
روانہ ہوا۔ میرے پاس کشتی اور سب
سامان سفر موجود تھا۔ مگر جب چلنے کے
لئے تیار ہوئے۔ تو باد مخالف چل پڑی
پس دریائے رون تک پہنچنے میں
ہمارے کوئی پانچ روز خرچ ہو گئے
آخرکار بڑی دقتوں کے بعد آرلس
تک گئے۔ وہاں سے ہر کشتی سے
نتیرا۔ اور نائمس کی سڑک پر داخل
ہوا"

کونٹ۔ ہاں [illegible] آیا ہے۔ یا نہیں

بٹروشیو۔ ہاں حضور آتا ہے۔ مگر آپ
معاف رکھیں۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا۔
کہ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں۔ بالکل
صدق۔ [illegible] انہی ایام میں
فرانس کے جنوب میں مشہور قتل عام
واقع ہوئے۔ وہ تین بدمعاش جن کے
نام ٹریسٹالین۔ ٹرفی اور گرافین تھے کھلم
کھلا ہر شخص کو قتل کر دیتے تھے۔ جس
پر انہیں شک پڑ جاتا تھا۔ کہ وہ نپولین
کا طرفدار ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ نے
بھی ان واقعات کو بھی سنا ہوگا"

کونٹ "کچھ ٹھیک یاد نہیں۔ میں ان
دنوں فرانس سے بہت فاصلہ پر تھا۔
اچھا چلو"

بٹروشیو "جب میں نائمس میں داخل
ہوا۔ تو آپ یقین جانیں میرے ٹخنے
ٹخنے خون آتا تھا۔ قدم قدم پر کشتوں
کے پشتے لگے تھے۔ اور قاتلوں کے گروہ
بھیڑیوں کی طرح ہر جگہ قتل کرتے جلاتے
اور تباہ کرنے میں مشغول تھے۔ کشت و
خون کے نظارے پر میرے بدن میں
خون جم گیا۔ مگر میری وحشت اپنی خاطر
نہیں تھی۔ کیونکہ میں تو ایک ننگ
دھڑنگ کا ریکن یا ہی گیر تھا۔ بلکہ یہ

وقت ہمارے فرانس کے محصول کی چوری کرنے والوں کے لئے ایک خطرناک موقعہ تھا۔ ہاں ڈر تھا۔ تو مجھے اپنے بھائی کا تھا۔ جو دریائے لوائر والے لشکر سے معہ اپنی فوجی پوشاک اور نشانوں کے واپس آرہا تھا۔ میں اس مجسٹریٹ کے ہاں جلدی سے گیا۔ میرے پہنچنے سے کچھ پہلے پہنچا نہیں تھے۔ میرا بھائی پہلے نائمس میں پہونچا تھا۔ اور اسی گھر کے دروازہ پر جس میں اس نے ڈیرا کرنا تھا۔ قتل کیا گیا تھا۔ میں نے قاتلوں کا پتا لگانے کی کوشش کی۔ لیکن کسی نے نہ مجھے ان کے نام بتانے کی جرأت نہ کی۔ کیونکہ انہوں نے ہر شخص کے دل میں ایک دہشت پیدا کر دی تھی۔ مجھے تب ہی فرانسیسی منصف یاد آگیا جس کا نام اتنا مشہور ہو رہا ہے۔ اور لوگوں کی زبانی کے مطابق کسی سے نہیں ڈرا کرتا تھا اور میں اس مجسٹریٹ کے پاس گیا"

کونٹ: "اور اس مجسٹریٹ کا نام ولفور تھا"

برتوچیو: "ہاں حضور وہ ابھی ورسائیلیز سے وہاں تبدیل ہو کر آیا تھا۔ اور جس نے پہلے پہل گورنمنٹ کو نپولین کے جزیرہ البا سے نکلنے کی خبر کی تھی"

مادام کہسٹو: "اچھا تو پھر تم ان کے پاس گئے"

برتوچیو: میں نے اسکو جاکر کہا کہ میرا بھائی کل نائمس کی گلیوں میں مارا گیا ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ اس کا قاتل کون ہے۔ لیکن آپ کا فرض منصبی ہے کہ آپ اسکو دریافت کریں۔ آپ عدالت کے افسر ہیں اس لئے آپ پر واجب ہے کہ ان لوگوں کا بدلا لیویں۔ جو اپنے آپ حفاظت نہیں کر سکتے"

اس نے مجھے پوچھا "تمہارا بھائی کون تھا"

میں: "وہ کورسیکن بٹالین میں ایک لفٹنٹ تھا"

منصف: "تو پھر وہ غاصب نپولین کا سپاہی تھا"

میں: "ہاں۔ وہ فرانسیسی لشکر کا سپاہی تھا"

منصف: "اچھا تو اس نے تلوار چلائی اور تلوار ہی سے مارا گیا"

میں: "جناب آپ کو غلطی لگی ہے۔ کیونکہ وہ خنجر سے مارا گیا ہے"

منصف: "اب میں تمہارے لئے کیا کروں"

میں: "جناب۔ میں نے ابھی آپ کے پاس عرض کی ہے "اسکا بدلہ لو"

منصف: "کس سے بدلہ لوں"

میں: "اس کے قاتلوں سے"

منصف - مجھے کس طرح معلوم ہو کہ اس کے قاتل کون ہیں "

مین - ان کی تلاش کراؤ "

منصف " شاید تمہارے بھائی نے کسی سے جھگڑا کیا ہو - اور ڈوئل لڑکر مارا گیا ہو - یہ تمام سپاہی ایسی ایسی زیادتیاں کرتے ہیں جن کی نپولین کے زمانے میں اجازت تھی - مگر جو اب نہیں برداشت کی جاسکتیں - کیونکہ اس جگہ کے لوگ ایسے بدچلن سپاہیوں کو آج کل پسند نہیں کرتے "

مین - جناب میں جو عرض کرتا ہوں کچھ میرے اپنے لئے نہیں ہے - میں تو اس کا ماتم کرکے اور بدلا لیکر اپنے آپ کو تسکین دے ہی لونگا - فکر تو یہ ہے - کہ میرے غریب بھائی کی ایک بی بی ہے جسکا گزارا بھی میرے بھائی کی تنخواہ پر ہوتا تھا - میں نہیں برداشت کرسکتا - کہ اس کی مصیبت دیکھوں - سو عرض ہے - کہ آپ کسی طرح سے اس کے لئے کچھ پنشن مقرر کرادیں "

منصف " ہر ایک انقلاب کے ساتھ کئی نامصیبتیں ہوا کرتی ہیں سو تمہارا بھائی کسی ایسی مصیبت کا شکار ہوگیا ہے - بیشک یہ ایک مصیبت ہے - مگر گورنمنٹ کا اسمیں کوئی ذمہ نہیں ہے - ایک اور بھی بات ہے - اور وہ یہ ہے - کہ نپولین کی فوج نے بھی تو اپنی قوت اور زور کے وقت بادشاہی طرفداروں پر بڑی زیادتیاں کی تھیں - اور اگر آپ کا بھائی اب تک زندہ بھی ہوتا - تو آج نہ سہی - پھر کبھی سہی - ضرور اپنے جرموں کی پاداش میں ہلاک کیا جاتا - اور جو واقع ہوا ایک قدرتی بات ہے - یہ تو عوض معاوضہ کا ایک قانون ہے "

مین " ہیں - تم ایک منصف اور میرے ساتھ یہ باتیں کرتے ہو "

منصف " یہ سب کاریکن پاگل ہیں - یہ خیال کرتے ہیں - کہ ان کا ہم ملک اب بھی شاہنشاہ ہی ہے - جی تم کو غلطی لگی ہے - اگر اس سے دو چار مہینے پہلے پیشی کرتے - تو بجا تھی - مگر اب کہاں - جاؤ جلدی نکل جاؤ - ورنہ میں تمہیں دھکے دیکر نکلوا دونگا "

میں نے اسکی طرف پھر عاجزانہ اور دردمندانہ نگاہ سے دیکھا - شاید اب اس کے دل میں کچھ رحم آجاتا ہے لیکن یہ شخص کوئی پتھر کا بنا ہوا تھا - میں اس کے نزدیک گیا - اور ایک آہستہ آواز میں اسکو کہا - اچھا چونکہ تم کاریکوں کو خوب جانتے ہو - یہ بھی یاد رکھو - کہ کاریکن اپنی بات کے پورے ہوتے ہیں - تمہارا یہ خیال ہے - کہ اگر میرا

بھائی مارا گیا۔ تو اچھا ہوا۔ کیونکہ وہ بونا پارٹ
کا طرفدار تھا۔ اور تم شاہی خاندان کے
طرفدار ہو۔ اچھا میں بھی بونا پارٹ کا طرفدار ہوں
اور تم کو کہے دیتا ہوں۔ کہ میں تمہیں قتل
کرونگا۔ اب اپنی حفاظت کے لئے جو چاہو
کرو۔ پھر جب ملیں گے۔ تو سمجھو وہ تمہارا
آخری گھنٹہ ہے۔ اس بات نے اسکو حیران
کر دیا۔ اور ابھی تحیر میں تھا۔ کہ میں دروازہ
کھولکر کمرے سے نکل آیا"

مانٹی کرسٹو "آہ آہ تم ایسے فرشتہ صورت
اور تم سے ایسی باتیں اور پھر ایک منصف
کے مقابلہ میں"

برٹوشیو "اس وقت سے اس نے گھر سے
قدم باہر رکھنا چھوڑ دیا۔ اور اگر کبھی باہر
جاتا بھی تو اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور
ہوتا۔ اس نے میری بہتری تلاشی کروائی
مگر میں ایسا چھپا تھا۔ کہ اسکو میرا کچھ پتا نہ ملا۔
پھر اسکی دہشت اتنی ترقی کر گئی۔ کہ نائمس
کے شہر ہی کو اس نے چھوڑ دینا چاہا۔ اس نے درخواست
کی۔ کہ اس کی تبدیلی کیجاوے۔ اور چونکہ بڑا
با اختیار حاکم تھا۔ اس لئے مورسیلز میں
وہ متعین کر دیا گیا۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ کہ
ایک کارسیکن جس نے بدلا لینے کی حلف اٹھا
لی ہے۔ فاصلہ اور دوری کی ذرا بھی پرواہ
نہیں کرتا۔ پس اسکی گاڑی تو آگے چلی
اور میں اسکے پیچھے روانہ ہوا۔ اور کوئی سات
گھنٹے کے بعد پہونچگیا۔ سب سے ضروری بات
یہ تھی۔ کہ میں نہ ہی صرف اُسے قتل کروں
کیونکہ اسکا موقعہ تو مجھے سینکڑوں دفعہ
مل سکتا تھا۔ بلکہ خود بھی بچ جاؤں
اب آپ اپنا مالک نہیں تھا۔ میں نے اپنے
بھائی کی بیوی کی حفاظت اور پرورش کرنی
تھی۔ تین مہینہ برابر میں موقعہ تاڑتا رہا تھا
مگر اتنی مدت میں وہ بالکل باہر نہ نکلا۔ آخر
کار مجھے پتا لگا۔ کہ وہ چوری چوری آٹیل میں
چلا گیا ہے۔ میں بھی اسکے پیچھے پیچھے روانہ
ہوا۔ اور آخر میں نے اسکو اس گھر میں جس میں
کہ اب ہم ہیں۔ داخل ہوتے ہوئے دیکھا مگر
وہ اس بڑے دروازہ میں سے داخل نہ ہوا
جو گلی میں کھلتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے گھوڑے کو سڑک
میں چھوڑ کر اس پھاٹک سے داخل ہوا۔ جو
اسجگہ آپ دیکھتے ہیں"

مانٹی کرسٹو نے اپنے سر کے اشارہ سے ظاہر
کیا۔ کہ وہ اس دروازہ کو تاریکی میں کچھ کچھ دیکھ رہے ہیں
چونکہ مارسیلز میں میرا کوئی کام نہیں تھا۔ پہلے
میں آٹیل میں چلا آیا۔ اور سب سے [illegible]
اگر میں چھپ کر مارنا چاہتا۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ یہی جگہ
ہے۔ جہاں مجھے اسکیلئے گھات لگانی چاہیے تھی۔ یہ
گھر جیسے پان نے بتایا ہی سینٹ مران [illegible]
کے سسر کی ملکیت تھا۔ سینٹ [illegible]
مارسیلز میں رہا کرتا تھا اسلئے یہ گھر [illegible]
آمد نہیں تھا۔ اور اسمیں ایک جوان بیوہ جسکا
نام بیرونس تھا۔ کرایہ پر رہا کرتی تھی۔
ایک شام جب کہ میں [illegible]

چل رہی تھی۔ چاند کی روشنی کبھی کبھی بادلوں کی
موٹی چھت میں سے نکلکر ارد گرد کے نظارہ
کو روشن کرتی تھی۔ مگر باوجود اسکے آدمی درختوں
کے جھنڈ میں اسطرح سے چھپ سکتا تھا
کہ کوئی اُسے دیکھ نہ سکے۔ میں نے اپنے آپ کو
ایک میں چھپا لیا جس کے پاس سے راستہ گزرتا
تھا۔ جونہی کہ میں وہاں پہونچا۔ میں نے معلوم
کیا۔ کہ کچھ رونے کی آواز آرہی ہے۔ تھوڑی
دیر میں یہ آواز بلند ہوگئی۔ اور میں نے
خیال کیا۔ کہ میں جو قتل کے ارادہ سے
یہاں چھپا ہوں۔ یہ میرا ایک وہم ہے۔
دو گھنٹہ اسی طرح گزر گئے۔ اور پھر میں نے
خیال کیا۔ کہ وہ بارہ بجے رونے کی آواز
بند ہوگئی ہے۔ آخر بارہ بجے اور میں نے دیکھا
کہ ایک مدہم سی روشنی اس پوشیدہ سیڑھی
کی طاق میں سے چمک رہی ہے جس سے
اب ہم اُترے ہیں۔ دروازہ کھلا۔ اور وہی
آدمی جسنے خفتان پہنا تھا۔ پھر آیا۔
خوفناک وقت قریب آپہنچا تھا۔ لیکن مجھے
اتنی دیر تیار رہتے نہیں گزری تھی۔ کہ میرا دل
مضبوط ہوگیا ہوا تھا۔ میں نے چاقو کھینچا۔ اور
مارنے کے لئے تیار ہوگیا۔ خفتان پوش آدمی
میری طرف آیا۔ اور جب وہ قریب پہونچا
تو میں نے دیکھا۔ کہ اسکے ہاتھ میں کوئی ہتھیار
ہے۔ میں ڈر گیا۔ کہ بس اب کام رہا۔ جب وہ
زیادہ نزدیک پہونچا۔ تو میں نے معلوم کیا
کہ وہ ہتھیار صرف ایک کدال ہے۔ میں نہ

سمجھ سکا۔ کہ ڈی ولفرٹ کے ہاتھ میں کدال
کیوں ہے۔ وہ جب اس جھنڈ کے پاس
پہونچا۔ اسنے اپنے گرد و پیش ایک نظر کی اور
پھر زمین میں ایک گڑھا کھودنا شروع کر
دیا۔ میں نے تب دیکھا۔ کہ اسکے خفتان میں
کچھ چیز تھی۔ کیونکہ اچھی طرح سے کھودنے
کے لئے اس نے اُسے اتار کر گھاس پر رکھ
دیا۔ تب مجھے یہ معلوم کرنیکا شوق پیدا ہوا
کہ میں دیکھوں۔ کہ وہ وہاں کیا کرتا ہے۔
اور میں اپنے دم کو روک کر بے حس و حرکت
کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر میں اس نے اپنے خفتان
سے ایک صندوق نکالا۔ جو کوئی دو فٹ
لمبا اور ڈیڑھ فٹ چوڑا تھا۔ اور اُسے اس
گڑھے میں رکھا۔ اور پھر اس پر مٹی
ڈال دی۔ اور جب وہ اپنے پاؤں [illegible]
اسکو یکساں کر رہا تھا۔ کہ میں اس کی طرف
جھپٹا۔ اور اپنا چاقو اُسکے سینے میں گھونپ
کر میں نے کہا۔ "میں برٹوشیو ہوں۔ تیری
موت میرے بھائی کے عوض اور تیرا خزانہ
اسکی بیوہ کے لئے" تو دیکھتا ہے۔ کہ میرا
بدلا کیسا پورا ہوا ہے" میں نہیں جانتا
کہ آیا اس نے یہ لفظ سُنے یا نہ۔ مگر میرا
خیال ہے۔ کہ اس نے نہ سُنے۔ کیونکہ وہ بغیر
کسی چیخ یا آواز کے گر پڑا۔ اسکا خون فوارہ
کی طرح میرے منہ پر پڑا۔ مگر مجھے کچھ ایسا
نشہ چڑھا ہوا تھا۔ کہ جلانے کی بجائے
اس نے مجھے اور بھی تروتازہ کیا۔ ایک

لحظہ میں میں نے صندوق کھولا - اور پھر
اس سوراخ کو اسطرح بند کر دیا تاکہ پتہ
نہ لگے - کہ میں نے اب کیا ہے - پھر دیوار پر سے
کود اور نیچے پھینک کر میں دروازہ سے نکلا - اور
اسکو تالا لگا دیا"

کونٹ - آہ مجھے معلوم ہوتا ہے - کہ قتل یا لوٹ کا کام تھا

پڑوشیو - نہیں حضور یہ ایک نیکی کا کام تھا"

کونٹ - اچھا تو اس صندوق میں بہت سا روپیہ ہوگا

پڑوشیو - نہیں حضور روپیہ نہیں تھا - ایک
چھوٹا بچہ تھا - میں صندوق کو لیکر بہت جلدی
دریا کے کنارے پہنچا - اور چاقو سے اسکا تالا توڑا
تو کیا دیکھتا ہوں - کہ خوبصورت کپڑے میں ایک
نوزائیدہ بچہ لپٹا ہوا رکھا تھا - اسکے سرخ چہرہ
اور زرد ہاتھوں سے معلوم ہوتا تھا - کہ بیچارا گلا گھٹنے
سے مر گیا ہے - مگر چونکہ اسکا بدن ابھی ٹھنڈا نہیں
ہوا تھا - میں نے اسکو جلدی سے پانی میں جو میرے پاؤں کے نیچے
جاری تھا - پھینکدیا - دو تین لحظوں کے بعد میں نے
اسکی نبض دیکھی - تو معلوم کیا - کہ ابھی نہیں
جان ہے - چونکہ میں شفاخانہ میں نائب ڈاکٹر رہ چکا
تھا - میں نے وہ کچھ کیا - جو ایک ڈاکٹر ایسی حالت میں
کر سکتا ہے یعنی میں نے اسکے پھیپھڑوں میں ہوا پھونکی -
پندرہ بیس منٹ گزرنے کے بعد اس نے دم لینا شروع
کیا - اور ایک دھیمی سی آواز نکالی - فوراً میں نے ایک
خوشی کا نعرہ بلند کیا - اور کہا "خدا نے اپنی لعنت
مجھ سے اٹھالی ہے - کیونکہ اس نے مجھ کو ایک ایسا موقعہ
دیدیا ہے - کہ میں اس جان کے بدلے جو میں نے لی ہے
ایک اور جان کو ہلاک ہونے سے بچاؤں"

کونٹ - اچھا - تو تم نے پھر کیا کیا -

پڑوشیو - ایک ایسے آدمی کیلئے جو اپنی جان بچانے کی
فکر میں ہو - بچہ تنگ کرنیوالا بوجھ ہوتا ہے - مگر مجھے
فوراً یہ سوجھی - کہ پیرس میں ایسے لاوارث بچوں کی
حفاظت کیلئے ایک ہسپتال قایم ہے - تھوڑی دیر کے
بعد میں نے ایک راہگذر سے پوچھا - کہ میں نے اس طرح
سے ایک بچہ پایا ہے - اور ہسپتال کہاں ہے - چونکہ میرے
پاس صندوق تھا اسلئے کوئی مجھ پر شک نہ کر سکتا
تھا - اور وہ کپڑا ثابت کر رہا تھا - کہ وہ کسی امیر گھر کا
بچہ ہے - خون بھی مجھ پر پڑا ہوا تھا - لوگ سمجھ سکتے
تھے کہ بچہ کا ہی ہے اسلئے کسی نے اعتراض نہ کیا - اور مجھے
ہسپتال کا پتا بتا دیا - یہ رو شی دی لنفیر میں واقع تھا
میں نے اس اعلیٰ پارچہ کے دو حصہ کر لئے ایک حصہ تو
بچے کے گرد لپیٹا - اسپر ایک حرف لکھا تھا - اور
دوسرا حصہ میں نے اپنے پاس رکھ لیا - اس پر بھی
ایک حرف لکھا تھا - میں نے بچہ ہسپتال میں دیدیا
اور جتنی جلدی ہو سکا - وہاں سے بھاگا"

اس واقعہ کے دو ہفتہ بعد میں روگ لیونیہ
پہنچا - اور میں نے اسنٹا کو کہا "بہن تسلی
رکھو - بھائی تو مارا گیا ہے - مگر اس کا بدلہ بھی
لیلیا گیا ہے - اور اللہ نے ایک بچہ بھی دیا ہے"

جب میں نے یہ باتیں کہیں - تو اسنٹا نے کہا -
تمہارا کیا مطلب ہے؟ کچھ کھول کر بیان کرو - میں نے
سب واقعہ کہہ سنایا - تو اس نے کہا - آپ اس بچے
کو ساتھ کیوں نہ لے آئے - ہم اس کے ماں باپ
بن جاتے - اور اسکا نام بینی ڈٹو رکھتے - اور
شاید اس نیک کام کے بدلے خدا ہم پر اپنی برکتیں

نازل کرتا۔ اسکے جواب میں میں نے اسکو وہ ادنی کپڑے کا ٹکڑا دیا۔ جو میں نے اس غرض کیلئے رکھ لیا تھا کہ اگر کبھی ہم دولتمند ہو گئے۔ اس لڑکے کو ڈھونڈینگے۔

کونٹ۔ اچھا تو اس ادنی کپڑے پر کیا نشان تھے؟

بٹر وشیو۔ ایک کونا تھا۔ اور دوسرے میں [illegible] ایک بیرن کا تاج کا نشان بھی تھا۔

کونٹ۔ بٹر وشیو۔ تم ہیرلڈری کی اصطلاحیں استعمال کرتے ہو۔ یہ فن تم نے کہاں سے سیکھا۔

بٹر وشیو۔ حضور ہی کے پاس رہ کے یہ سب کچھ سیکھا جاتا ہے۔

کونٹ۔ اچھا چلو۔ مجھے دو باتیں معلوم کرنیکا بہت شوق ہے۔

بٹر وشیو۔ حضور فرمائیں۔ کون کونسی باتیں دریافت فرمانی چاہتے ہیں۔

کونٹ۔ ایک تو یہ کہ اس بچے کا کیا حال ہوا۔

بٹر وشیو۔ تو پھر دوسری کیا ہے؟

کونٹ۔ دوسری یہ ہے۔ کہ جب تم نائمس کے جیلخانہ میں قید تھے۔ اور ابی بسو [illegible] اقرار کرانے کیلئے گیا تھا۔ تو اسوقت تم کس جرم میں گرفتار ہوئے۔

بٹر وشیو۔ [illegible]

کونٹ۔ کچھ پرواہ نہیں۔ نہیں معلوم ہے۔ کہ میں تھوڑا ہی سویا کرتا ہوں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ تمہارا سونیکو بہت دل نہیں چاہتا۔

بٹر وشیو۔ (تسلیم بجا لاکر) اچھا حضور تو اب دو باتیں میرے دلکو بہت تکلیف دیتی تھیں۔ ایک تو اپنے جرم کی یاد اور دوسری اپنے بھائی کی دردمندانہ حالت سو اپنا غم غلط کرنیکے لئے میں نے پھر اپنے مخصوص چور بازاری کے پیشہ کی طرف غور کیا۔ اس کام کی ایک اور ترغیب یہ تھی۔ کہ قانون اور [illegible] کی وجہ سے ڈھیلے پڑ گئے تھے اور ایسے وقت اس پیشہ کے [illegible] تھے

جنوبی اضلاع میں تو حفاظت کا حال بہت ہی ابتر تھا۔ کیونکہ آئے دن نائمس اور اوگنان میں شورش برپا ہو جایا کرتا تھا۔ سو ان موقعوں میں میں نے خوب ہی فائدہ اٹھایا۔ اپنے بھائی کے قتل کے بعد میں نائمس میں کبھی نہ گیا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ شخص جس کے [illegible] لین دین تھا۔ خود ہمارے پاس آیا۔ اور اس سڑک پر اپنے کاروبار کی ایک شاخ کھولدی۔ جو بلی گارڈ سے بیکر کو جاتی ہے۔ اسطرح ہمارے قبضہ میں بارہ مکان تھے جہانتک ہم اپنا اسباب چھوڑ سکتے تھے۔ اور اپنے آپکو چنگی کے [illegible] سے چھپا سکتے تھے۔ جھوٹی کی چوری ایک بڑی [illegible] پیشہ ہے۔ بشرطیکہ کچھ عقل اور ہمت ہو۔ اور میں نے تو سوچ رکھا تھا۔ کہ گرفتار ہونے سے موت بہتر ہے۔ سو میں بڑے حیران کرنیوالے کام کر بیٹھتا تھا۔ آخر وسیع تجربہ کے بعد یہ کھلا کہ یہ جو خطرہ اور بدنامی کی جڑ ہے حقیقت میں جب [illegible] تو پھر دوسرے لوگ برابری نہیں کر سکتے [illegible] اور حوصلہ چوگنا ہو جاتا ہے۔

کونٹ۔ (ہچکچا کر) بٹر وشیو۔ تم فلاسفر بھی ہو۔ تم نے ہر ایک بات سے کچھ نہ کچھ حصہ لیا ہوا ہے۔

بٹر وشیو۔ حضور فلاسفر کیا ہوتا ہے؟

کونٹ۔ فلاسفر تو تم ضرور ہو۔ لیکن سادے ہو۔ سچ ہے رات کے وقت بھی [illegible] کچھ خبر نہیں آتا اسلئے پیٹ کے جاؤ۔

بٹر وشیو۔ اب میرے سفر زیادہ وسیع ہونے لگے۔ اور مجھے مدد بہت زیادہ ہونے لگی۔ استثنا ہر ایک چیز کا بندوبست کرتی تھی۔ اور اسطرح ہمارے قبیل جائداد کو بہت ترقی ہوئی۔ ایک روز جب میں سفر جانے لگا۔ تو اسنے کہا جاؤ [illegible] تم کو ایسی بات دکھاؤنگی۔ کہ تم حیران ہو گے [illegible] گر سکتے